بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

جزء ۷

سورۂ نور، سورۂ فرقان، سورۂ شعرآء، سورۂ نمل، سورۂ قصص،
سورۂ عنکبوت، سورۂ روم، سورۂ لقمٰن، سورۂ الٓمٓ تنزیل،
اور سورۂ احزاب

مرتّبہ

مسعُود احمد

بی، ایس سی۔

امیرِ جماعتُ المسلمینؑ

جماعتُ المسلمینؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام ——— تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ۷)
کتابت ——— محمد نذیر
اشاعت ——— اوّل
سالِ طباعت ——— ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۴ء
تعداد ——— ایک ہزار

جملہ حقوق طبع بحق جماعت المسلمین رجسٹرڈ

(رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵) محفوظ ہیں ۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ بلاک جی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۳۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

سورۂ نور

عنوان	صفحہ
زانیہ اور زانی کی سزا	۹
تہمت کی سزا	۲۲
لعان	۲۵
حضرت عائشہ صدیقہؓ طاہرہ مطہرہ کی برئیت	۳۵
توبہ کی قبولیت کے شرائط	۵۴
دوسرے کے گھر میں جانے کے آداب	۶۴
پردے کے احکام	۷۱
نکاح کے احکام	۸۳
مکاتب کے احکام	۱۱۰
مسجد کے آداب	۱۲۷
توحید	۱۴۰
خلافت	۱۵۹
پردے کے جملہ احکام	۱۷۴
کھانے کے جملہ آداب	۱۸۸
ایمان والوں کی نشانی	۱۹۹

سورۂ فرقان

توحید	۲۰۶
قرآن مجید ایک ہی دفعہ پورا کیوں نہیں نازل کیا گیا	۲۵۶
رحمٰن کے بندوں کی خصوصیات	۲۸۹

سورۂ شعراء

کافروں کے ایمان نہ لانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم والم	۳۵۵
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ جمیل	۳۶۰
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ جمیل	۳۸۲
نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۳۹۶
ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۴۰۲
صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۴۰۹
لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۴۱۵
شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۴۲۰
قرآن مجید کے وحی ہونے کا ثبوت	۴۲۶
کہانت	۴۴۹
شاعری	۴۵۰

سورۂ نمل

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ جمیل	۴۵۷
سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل	۴۶۹
صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ جمیل	۵۰۱
لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل	۵۰۷
توحید	۵۱۱
قیامت کا اثبات	۵۳۶
دابۃ الارض	۵۴۹
مسلمین میں سے ہونا ضروری ہے	۵۶۳

سورۂ قصص

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۵۷۱
قارون کا انجام	۶۴۸
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات	۶۵۱

توحید	۶۶۶

سورۂ عنکبوت

ایمان کے بعد آزمائش ضروری ہے	۶۹۹
نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۶۱۹
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۶۲۲
لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۶۳۲
شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جلیل	۶۴۱
توحید	۶۴۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی دلیل	۷۶۲
توحید	۷۷۵

سورۂ روم

روم کی فتح کی پیشین گوئی	۷۸۷
شرک کی تردید	۷۹۸
فرقہ بندی شرک ہے	۸۱۸
توحید	۸۴۰

سورۂ لقمٰن

توحید	۸۹۷
حضرت لقمٰن کے نصائح	۹۰۱
بات کرنے کے آداب	۹۱۶
توحید	۹۳۲

سورۂ الٓمٓ تنزیل

توحید	۹۵۴
ایمان والوں کی نشانیاں	۹۷۶
جنّت کی نعمتیں	۹۷۸

عبرتناک مناظر	۹۸۵

سورۂ احزاب

متبنّٰی بیٹا اصلی بیٹا نہیں	۹۹۹
جنگ احزاب (جنگ خندق)	۱۰۱۰
مدینہ منوّرہ کے متعلق جملہ مسائل	۱۰۳۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع ضروری ہے .	۱۰۳۵
بنو قریظہ کا انجام	۱۰۴۷
ازواج طاہرات و مطہّرات کی فضیلت، ایلاء اور تخییر . .	۱۰۵۵
نفل روزوں کے مسائل	۱۰۷۹
حضرت زینب سے نکاح	۱۰۹۶
ختم نبوّت	۱۱۰۶
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روشن چراغ ہیں	۱۱۲۰
طلاق اور عدّت	۱۱۲۵
دعوت کے آداب	۱۱۳۷
صلوٰۃ وسلام	۱۱۴۶
پردہ	۱۱۵۸
قیامت	۱۱۶۳
دین کی تبلیغ اور حفاظت	۱۱۷۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ نور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ①

ترجمہ (اے ایمان والو) یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے، جس (کے احکام) کو ہم نے فرض کیا ہے اور جس میں ہم نے واضح آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ①

معانی ومصادر (سُوْرَةٌ) سَارَ، يَسُوْرُ، سَوْرٌ (ن) بلندی پر کودنا (سُوْرَةٌ = بلند مرتبہ کتاب کا ایک حصہ)

(فَرَضْنَا) فَرَضَ، يَفْرِضُ، فَرْضٌ (ض) مقرر کرنا، واجب کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا) (اے ایمان والو، یہ ایک) سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے، اس (کی ہدایات) کو ہم نے (تم پر) فرض کیا ہے (وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) اور اس (سورت) میں ہم نے واضح آیات نازل

کی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اس سورت میں جتنی بھی ہدایتیں دی گئی ہیں ان سب کا ادا کرنا فرض ہے، کسی بھی ہدایت کو ترغیباً بیان نہیں کیا گیا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آیات قرآنیہ کا اصل مقصد نصیحت حاصل کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص آیات ربانی کو پڑھتا تو ہے لیکن ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتا تو وہ نزول قرآن مجید کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ محض الفاظ کو دہرانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تک ان الفاظ کو سمجھ کر ان پر عمل نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(البقرۃ۔ ۱۲۱)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے (اور) وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح پڑھنے کا حق ہے تو یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو شخص اس کا انکار کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید کو اس طرح پڑھو جس طرح پڑھنے کا حق ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا
كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ
وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِي
دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ
عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

ترجمہ زانیہ اور زانی (میں سے) ہر ایک کو سو کوڑے مارا کرو اور اگر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں ان پر اللہ کے قانون (کو نافذ کرنے کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) رحم نہیں آنا چاہیئے اور جب ان کو سزا دی جائے تو مؤمنین کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے ۝۲

معانی و مصادر (زَانِيَةٌ) زَنٰى، يَزْنِيْ، زِنًى و زِنَاءٌ (ض) بدکاری کرنا۔
(جَلْدَةٌ) جَلَدَ، يَجْلِدُ، جَلْدٌ (ض) کوڑے مارنا (جَلْدَةٌ = کوڑا)۔
(رَأْفَةٌ) رَأَفَ، يَرْأَفُ، رَأْفَةٌ و رَؤُفٌ، يَرْؤُفُ، رَآفَةٌ (ف و ك) مہربانی کرنا۔
(يَشْهَدُ) شَهِدَ، يَشْهَدُ، شُهُوْدٌ (س) حاضر ہونا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زنا کی سزا بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ) (اے ایمان والو) زانیہ اور زانی

میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارا کرو (وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو تمہیں ان پر اللہ کے قانون (کو نافذ کرنے کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) رحم نہیں آنا چاہیئے (ایسا نہ ہو کہ تم ان پر ترس کھا کر ان کو سزا نہ دو یہ سزا اللہ تعالیٰ کے دین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اسے نہ کسی کو بدلنے کا اختیار ہے، نہ کسی کو اس میں کمی کرنے کا اختیار ہے اور نہ کسی کو معاف کرنے کا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کے نفاذ میں کسی مؤمن کو کسی قسم کا ترس نہیں کھانا چاہیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب سزا کو نافذ کر دینا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے) جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَبْتَغِيْ اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَاللّٰهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ جزء ۲ صـ۳۷۱ و صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد جزء ۸ صـ۹ واللفظ لمسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ان میں سے ایک عورت بچہ کو ڈھونڈتی تھی جب ان قیدیوں میں سے کسی بچہ کو پاتی تو اس کو اٹھا لیتی، اپنے پیٹ سے چمٹا لیتی اور اسے دودھ پلاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم لوگ کیا سمجھتے ہو یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی۔ ہم نے کہا نہیں اللہ کی قسم اگر اسے نہ ڈالنے پر قدرت ہو تو وہ نہیں ڈالے گی۔ آپ نے فرمایا جتنی یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے تو اب کون ہے جو اس سے زیادہ مہربانی کا دعویٰ کرے۔ جب ارحم الراحمین نے زنا کی یہ سزا مقرر کی ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہے۔ ایمان والوں کا کام یہ ہے کہ اس کے احکام کو نافذ کریں اور اس سے زیادہ رحم و کرم کا دعویٰ نہ کریں۔

آگے فرمایا (وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور جب ان دونوں کو سزا دی جائے تو اس وقت مؤمنین کی ایک جماعت کو (وہاں) موجود ہونا چاہیئے (یعنی سزا علی الاعلان علی رؤوس الاشہاد دی جائے تاکہ دوسروں کو دیکھ کر عبرت ہو اور وہ اس گناہ سے بچ سکیں)۔

زنا کی سزا کی دو قسمیں ہیں۔ سزا کی ایک قسم تو وہ ہے جو غیر شادی شدہ مرد یا عورت کو دی جائے۔ سزا کی دوسری قسم وہ ہے جو شادی شدہ مرد یا عورت کو دی جائے۔ ان سزاؤں کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خُذُوْا عَنِّیْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا اَلثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ وَالْبِکْرُ بِالْبِکْرِ اَلثَّیِّبُ جَلْدُ مِائَۃٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَۃِ وَالْبِکْرُ جَلْدُ مِائَۃٍ ثُمَّ نَفْیُ سَنَۃٍ (صحیح صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزانی جزء ۲ صـ۴۸)

مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے سبیل مہیا کر دی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کو سو کوڑے مار کر سنگسار کر دیا جائے اور کنوارے مرد اور کنواری عورت کو سو کوڑے مار کر ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر شادی شدہ کو ۱۰۰ کوڑے مار کر ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا اور شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر سنگسار کیا جائے گا۔ آیت زیر تفسیر میں دونوں کی مشترک سزا کا بیان ہے۔ غیر مشترک سزا یعنی غیر شادی شدہ کو ایک سال کے لئے جلا وطن کرنا اور شادی شدہ کو سنگسار کرنا حدیث مذکورہ بالا میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں:۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ رَجَمَ الْمَرْأَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ جَلَدَھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَۃَ جَلْدَۃٍ وَرَجَمَھَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ) وَقَالَ رَجَمْتُھَا بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (وَفِیْ رِوَایَۃِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ جَلَدَھَا بِالْقُرْاٰنِ وَرَجَمَھَا بِالسُّنَّۃِ) (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم المحصنین جزء ۸ صـ۲۰ ومصنف عبدالرزاق کتاب النکاح باب الرجم والاحصان جزء ۷ صـ۳۲۶ وصـ۳۲۸ وسندہٗ صحیح)

حضرت علی رضؓ نے ایک عورت کو جمعرات کے دن کوڑے لگائے اور جمعہ کے دن سنگسار کر دیا۔ اس موقع پر حضرت علی رضؓ نے فرمایا تھا: میں نے سنت کے مطابق اسے سنگسار کیا۔ (یعنی انہوں نے قرآن مجید کے مطابق کوڑے لگائے اور سنت کے مطابق سنگسار کیا)۔

(نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صرف مصنف عبدالرزاق میں ہیں)۔

گویا سنگسار کی سزا امیر کی صوابدید پر موقوف نہیں بلکہ سنت کی پیروی میں دی جاتی ہے۔ یعنی سنگسار کی سزا حدیث سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دی جاتی ہے (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں اوپر گذرا)۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصَنْ بِنَفْیِ عَامٍ بِاِقَامَۃِ الْحَدِّ عَلَیْہِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب البکران یجلدان و ینفیان جزء ۸ صـ۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو کنوارا ہو کر زنا کرے یہ فیصلہ کیا کہ اس کو حد لگائی جائے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْشُدُکَ اللّٰہَ اِلَّا قَضَیْتَ بَیْنَنَا بِکِتٰبِ اللّٰہِ فَقَامَ خَصْمُہٗ وَکَانَ اَفْقَہَ مِنْہُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاْذَنْ لِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا فِیْ اَھْلِ ھٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَّخَادِمٍ وَّاِنِّیْ سَاَلْتُ رِجَالًا مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبَ عَامٍ وَّاَنَّ عَلٰی امْرَاَۃِ ھٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ اَلْمِائَۃُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبُ عَامٍ وَّاَنْتَ یَا اُنَیْسُ اغْدُ عَلٰی امْرَاَۃِ ھٰذَا فَسَلْھَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَھَا (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب ھل یامر الامام رجلا فیضرب الحد غائبا عنہ جزء ۸ صـ۲۱۸ و صحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسہ بالزنی جزء ۲ صـ۵۳ واللفظ للبخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ہم لوگوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیجئے۔ یہ سن کر اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا وہ ذرا اس کی نسبت زیادہ سمجھ دار تھا اس نے کہا یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے بے شک میرا اور اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کر دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں بیان کروں۔ آپ نے فرمایا اچھا بیان کر۔ وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے گھر میں کام کاج کے لئے نوکر تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا (اس نے میرے بیٹے کو پکڑا) میں نے (اس کو) سو بکریاں اور ایک غلام دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لئے جلا وطن ہوگا اور اس کی بیوی سنگسار ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کروں گا۔ سو بکریاں اور غلام تجھ کو واپس کیا جائے گا، تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے

لئے جلاوطن ہوگا اور اے انیس تم کل صبح اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کردو۔ انیس اس کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا، انیس نے اس کو سنگسار کر دیا۔

حضرت زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں:۔
سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْمُرُ فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصَنْ جَلْدَ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبَ عَامٍ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب البکران یجلدان و ینفیان جزء ۸ ص۲۱۲)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اس شخص کے لئے جو کنوارا ہو کر زنا کرے یہ حکم دیتے تھے کہ سو کوڑے اس پر لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔
اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْہِ الْکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَقَرَاْنَاھَا وَعَقَلْنَاھَا وَوَعَیْنَاھَا، رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ فَاَخْشٰی اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ وَّاللّٰہِ مَا نَجِدُ اٰیَۃَ الرَّجْمِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ اَنْزَلَھَا اللّٰہُ وَالرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی اِذَآ اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم الحبلی جزء ۸ ص۲۹ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب رجم الثیب فی الزنٰی جزء ۲ ص۱۷)

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب اتاری تو جو چیز اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اس میں سنگسار کا حکم بھی ہے ہم نے اس کو پڑھا، اس کا مطلب سمجھا اور اس کو یاد رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنے والے کو رجم کیا اور ہم لوگ بھی آپ کی وفات کے بعد زانی کو رجم کرتے رہے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایک مدت گذر جانے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے اللہ کی قسم رجم کا حکم تو ہم اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) میں نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ کا ایک فرض جس کو اس نے اتارا ترک کر کے گمراہ ہو جائے۔ دیکھو جو شخص مرد ہو یا عورت شادی شدہ ہو کر زنا کرے اس پر اللہ کی کتاب (یعنی اللہ کی شریعت) میں رجم برحق ہے جبکہ زنا چار گواہوں کی شہادت سے یا حمل سے یا اقرار سے ثابت ہو جائے۔

زنا کی سزا کا تفصیلی بیان

زنا کی سزا کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام گذر چکے ہیں۔

(۱) کنوارا یا کنواری اگر زنا کرے تو اسے سو کوڑے مار کر ایک سال کے لئے جلاوطن کرے۔

(۲) اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اسے سو کوڑے مار کر سنگسار کرے۔

(۳) سنگسار کرتے وقت مؤمنین کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہئے اور کسی کو اس پر ترس نہیں آنا چاہئے۔

اب ہم اس سلسلہ کے مزید احکام بیان کرتے ہیں۔

(۴) زنا کے ثبوت کے لئے چار چشم دید گواہ کا ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً۔ (النور۔ ۴)

اور (اے ایمان والو) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (بدکاری کی) تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو۔

(۵) زنا کی سزا کے لئے چار مرتبہ زنا کا اعتراف کرنا بھی کافی ہے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ نَفْسَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَجَآءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا فَارْجُمُوْهُ (صحیح بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پکار کر کہنے لگا: یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا وہ اس طرف آیا جدھر آپ نے منہ پھیر لیا تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا پھر وہ اس طرف آیا جس طرف آپ نے منہ پھیرا تھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ جب چار مرتبہ اس نے زنا کا اقرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ نے اُسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تو دیوانہ تو نہیں ہے؟ کہنے لگا نہیں یا رسول اللہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ آپ نے پوچھا تیرا

کتاب المحاربین باب سوال الامام المقر هل احصنت جزء ۸ صـ ۲۰۷)۔

نکاح ہو چکا ہے؟ کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے صحابہ کو حکم دیا اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔

⑥ اگر کنواری لونڈی زنا کرے تو اس کو کوڑے مارے اگر وہ دوبارہ زنا کرے تو اسے پھر کوڑے مارے اگر وہ پھر زنا کرے تو اسے کوڑے مارے اور اسے بیچ دے خواہ اس کو ایک رسّی کے عوض ہی کیوں نہ بیچنا پڑے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَۃِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ بِیْعُوْھَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اذا زنت الامۃ جزء ۸ صـ ۲۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لونڈی کے متعلق پوچھا گیا جو شادی شدہ ہو اور زنا کرائے۔ آپ نے فرمایا اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرائے پھر کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرائے پھر کوڑے لگاؤ پھر اس کو بیچ دو خواہ ایک رسی کے عوض ہی کیوں نہ بیچنا پڑے۔

⑦ اگر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو اسے پچاس کوڑے مارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ، بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ، فَانْکِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ، فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَۃٍ فَعَلَیْھِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ، ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ، وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (النسآء۔ ۲۵)

اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کر سکو تو مؤمن لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لو، اللہ تمہارے ایمان سے بھی خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی واقف ہے اور اسے یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اس لئے کہ) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو۔ الغرض لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق ان کا مہر ادا کر دیا کرو، (لونڈیوں سے بھی نکاح اس شرط کے ساتھ ہو کہ) وہ (پاکدامن ہوں) پاکدامن رہیں، زنا کاری نہ کریں

اور نہ کسی (غیر مرد) کو (در پردہ) اپنا محبوب و آشنا بنائیں۔ پھر جب وہ کسی کی زوجیت میں آنے کے بعد بد کاری کر بیٹھیں تو ان کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے۔ (لونڈیوں سے نکاح کرنے کی) یہ اجازت اسی شخص کے لئے ہے جس کو گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور (اگر ایسا اندیشہ نہ ہو تو یہ بات) کہ (آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت پیدا ہونے تک) تم صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۸) اگر زانیہ ایسی حالت میں ہو کہ کوڑے مارنے سے ہلاکت کا ڈر ہو تو کوڑے مارنے میں تاخیر کرے۔

حضرت علی رض فرماتے ہیں:۔

اَقِيْمُوْا عَلٰى اَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ اَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَّمْ يُحْصِنْ فَاِنَّ اَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَجْلِدَهَا فَاِذَا هِيَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُّهَا اَنْ اَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب تاخیر الحد عن النفساء جزء ۲ صـ۵۶)

اپنی لونڈی، غلاموں کو حد لگاؤ خواہ وہ محصن ہوں یا نہ ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا۔ آپ نے مجھے اسے حد لگانے کا حکم دیا تو اسے ابھی حال ہی میں وضع حمل ہوا تھا۔ میں ڈرا کہیں کوڑے مارنے سے یہ مر نہ جائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا (کہ کوڑے لگانے کو مؤخر کر دیا)

(۹) اگر زانیہ حاملہ ہو تو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ کا دودھ نہ چھڑا دیا جائے اسے سنگسار نہ کرے۔

حضرت بریدہ فرماتے ہیں:۔

فَجَآءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِيْ وَاِنَّهٗ رَدَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ تَرُدُّنِيْ؟ لَعَلَّكَ اَنْ تَرُدَّنِيْ كَمَا رَدَدْتَّ

ایک غامدیہ عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ نے اس کو واپس بھیج دیا۔ جب دوسرا دن ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے کیوں لوٹاتے

مَا عِزًا فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَحُبْلٰی قَالَ اِمَّا لَا فَاذْهَبِیْ
حَتّٰی تَلِدِیْ قَالَ فَلَمَّا وَلَدَتْ اَتَتْهُ
بِالصَّبِیِّ فِیْ خِرْقَةٍ قَالَتْ هٰذَا قَدْ وَلَدْتُّهٗ
قَالَ اذْهَبِیْ فَاَرْضِعِیْهِ حَتّٰی تَفْطِمِیْهِ
فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِیِّ فِیْ یَدِهٖ
کِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَدْ فَطَمْتُهٗ وَقَدْ اَکَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ
الصَّبِیَّ اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ اَمَرَ
بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰی صَدْرِهَا وَاَمَرَ
النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَیُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ
الْوَلِیْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰی رَاْسَهَا فَتَنَضَّحَ
الدَّمُ عَلٰی وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهٗ
اِیَّاهَا فَقَالَ مَهْلًا یَا خَالِدُ فَوَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا
صَاحِبُ مَکْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصُلِّیَ
عَلَیْهَا وَدُفِنَتْ (صحیح مسلم کتاب الحدود
باب من اعترف علی نفسه بالزنٰی ۲/۵۲)

ہیں شاید آپ اسی طرح لوٹانا چاہتے ہیں
جس طرح ماعز کو لوٹایا تھا، اللہ کی قسم میں
تو حاملہ ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو جا
بچہ جننے کے بعد آنا۔ جب اس نے بچہ جنا تو
اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے
پاس لائی اور کہا میں نے یہ بچہ جنا ہے۔ آپ نے
فرمایا جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھڑائے
تو آنا۔ پھر جب اس نے اس کا دودھ چھڑا دیا
تو وہ اس کو لے آئی۔ اس کے ہاتھ میں روٹی کا
ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے
رسول میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا اور یہ کھانا
کھانے لگا ہے۔ آپ نے وہ بچہ ایک مسلم کے
حوالہ کر دیا۔ پھر اس کے سینہ تک گہرا ایک گڑھا
کھودا گیا پھر آپ نے اس کے رجم کرنے کا حکم
دیا تو لوگوں نے اُسے سنگسار کر دیا۔
خالد بن ولید ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے
سر پر مارا تو خون کے چھینٹے اڑ کر خالد کے منہ پر
گرے۔ خالد نے اس کو بُرا کہا۔ ان کا یہ بُرا کہنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لیا۔ آپ نے
فرمایا خبردار اے خالد قسم اس کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ
اگر ناجائز محصول لینے والا ایسی توبہ کرے تو
اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر آپ نے
حکم دیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہ دفن
کر دی گئی۔

(۱۰) زانی اور زانیہ کو سنگسار کرتے وقت ایک گڑھے میں کھڑا کر دیا جائے جس کی گہرائی اس کے سینہ تک ہو۔

حضرت بریدہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ مَاعِزَبْنَ مَالِكِ الْاَسْلَمِيَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَزَنَیْتُ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تُطَھِّرَنِیْ فَرَدَّہٗ فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَاہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَرَدَّہُ الثَّانِیَۃَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ اَتَعْلَمُوْنَ بِعَقْلِہٖ بَاْسًا؟ تُنْکِرُوْنَ مِنْہُ شَیْئًا فَقَالُوْا مَا نَعْلَمُہٗ اِلَّا وَفِی الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِیْنَا فِیْمَا نُرٰی فَاَتَاہُ الثَّالِثَۃَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمْ اَیْضًا فَسَاَلَ عَنْہُ فَاَخْبَرُوْہُ اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ وَلَا بِعَقْلِہٖ فَلَمَّا کَانَ الرَّابِعَۃَ حَفَرَ لَہٗ حُفْرَۃً ثُمَّ اَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علیٰ نفسہ بالزنیٰ جزء ۲ صـ۵۲)

ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور زنا کیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں آپ نے ان کو واپس کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میں نے زنا کیا ہے آپ نے ان کو واپس کر دیا اس کے بعد ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا کیا تم ان کی عقل میں کچھ فتور پاتے ہو اور کیا تم نے ان کی کوئی ناگوار بات دیکھی ہے انہوں نے کہا ہم نے تو کوئی فتور نہیں دیکھا اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ ہمارے اچھے لوگوں میں (شمار ہوتے) ہیں۔ پھر تیسری بار ماعز آئے آپ نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا انہوں نے کہا ان کو کوئی بیماری نہیں، نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے جب چوتھی بار وہ آئے تو آپ نے ایک گڑھا ان کے لئے کھدوایا پھر حکم دیا اور وہ رجم کر دئے گئے۔

(نوٹ:۔ غامدیہ کے لئے سینے تک گڑھا کھودنے کی حدیث اوپر گذر چکی ہے)۔

(۱۱) اگر زنا کا اعتراف کرنے والا سنگسار کرتے وقت بھاگے اور چیخنے چلائے تو اسے حاکم کے پاس لے آنا چاہیئے۔

حضرت حسن بن محمد بن علی فرماتے ہیں:۔

فَجِئْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰہِ فَقُلْتُ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَسْلَمَ یُحَدِّثُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَھُمْ ذَکَرُوْا لَہٗ جَزَعَ مَاعِزٍ مِّنَ الْحِجَارَۃِ حِیْنَ اَصَابَتْہُ اَلَّا تَرَکْتُمُوْہُ وَمَا اَعْرِفُ الْحَدِیْثَ قَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِھٰذَا

میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا اور ان سے ذکر کیا کہ قبیلہ اسلم کے چند لوگ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماعز کی پریشانی کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔ میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا۔ حضرت جابرؓ نے کہا:

الْحَدِيْثِ كُنْتُ فِيْمَنْ رَّجَمَ الرَّجُلَ اِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهٖ فَرَجَمْنَاهُ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا يَا قَوْمِ رُدُّوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ قَوْمِيْ قَتَلُوْنِيْ وَغَرُّوْنِيْ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ قَاتِلِيْ فَلَمْ يَنْزِعْ عَنْهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ وَجِئْتُمُوْنِيْ بِهٖ (ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الرجم جزء ۲ صـ ۲۵۹ رجاله ثقات۔ نیل الاوطار جزء ۷ صـ ۸۶ و سنده صحیح)

اے میرے بھتیجے، میں اس حدیث کو خوب جانتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا۔ جب ہم ان کو لے کر گئے اور ان کو سنگسار کیا تو ان کو پتھروں سے تکلیف پہنچی تو وہ چلائے اور انہوں نے کہا اے لوگو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس لے چلو کیونکہ میری قوم نے مجھے دھوکہ دیا اور مجھے قتل کروا دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل نہیں کریں گے لیکن ہم لوگ ان سے جدا نہیں ہوئے جب تک انہیں مار نہیں ڈالا جب ہم لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اور میرے پاس کیوں نہیں لے آئے۔

(۱۲) محض شبہ میں کسی کو زنا کی سزا نہ دے۔

ایک عورت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب من اظهر الفاحشة جزء ۸ صـ ۲۱۷)

اگر میں بغیر ثبوت کے کسی کو سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً
اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَآ
اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ، وَحُرِّمَ
ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾

ترجمہ زانی نکاح نہ کرسکے گا مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ سے کوئی نکاح نہ کرے گا سوائے زانی یا مشرک کے اور مؤمنین پر تو ایسے (نکاح) حرام ہیں ﴿۳﴾

معانی ومصادر نَكَحَ، یَنْكِحُ، نِكَاحٌ و نَكْحٌ (ف و ض) نکاح کرنا، غالب ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً) "(اسلامی معاشرہ میں) زانی تو (کسی سے) نکاح کر ہی نہیں سکے گا سوائے زانیہ اور مشرکہ کے (اس لئے کہ زانیہ اور مشرکہ کے نزدیک زنا کی اہمیّت ہی کیا ہوسکتی ہے۔ ان کو ایسا نکاح ناگوار ہی نہیں گذریگا لیکن مؤمنہ کبھی ایسے شخص سے نکاح کرنا گوارا نہیں کرے گی اور نہ کوئی مؤمن ایسے شخص کو اپنی بیٹی دیگا)۔ (وَالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ) "بالکل اسی طرح زانیہ سے کوئی نکاح نہیں کرے گا سوائے زانی یا مشرک کے (اس لئے کہ مؤمن تو کبھی ایسی بیوی کو برداشت نہیں کریگا۔ جن کے نزدیک زنا کوئی عیب ہی نہیں وہی ایسی بیوی کو برداشت کرسکتے ہیں)۔ (وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ) "بہرحال مؤمنین پر تو ایسے نکاح حرام ہیں (کسی مؤمن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی زانی سے کرے۔ جب زانی کو پاکدامن عورت نہیں ملے گی تو وہ زانیہ یا مشرکہ ہی سے نکاح کرسکے گا۔ اسی طرح کسی مؤمن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی زانیہ سے نکاح کرے جب زانیہ کو کوئی پاکدامن مرد قبول نہیں کریگا تو ہوسکتا ہے کہ کوئی زانی یا مشرک اُسے قبول کرلے)"۔

آیت کا منشاء یہ ہے شوہر اور بیوی دونوں پاک دامن ہوں تو نکاح ہوسکتا ہے یا نکاح باقی رہ سکتا

ہے۔ مؤمن کے گھر میں کسی بھی صورت میں زنا جاری رہے یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔
مندرجہ ذیل آیت سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ، وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ

(النور۔ ۲۶)

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، ایسی عورت سے نکاح نہ کیجئے جو زنا یا شرک سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو اور اے ایمان والیو، ایسے مرد سے نکاح نہ کیجئے جو زنا یا شرک سے توبہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ شوہر اور بیوی دونوں میں سے اگر ایک پاک دامن ہو اور دوسرا زانی یا مشرک ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ
ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً
وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اِلَّا
الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (بدکاری کی) تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو اور (پھر) ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں ﴿۴﴾ مگر ہاں جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور (اپنی) اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ (تعالیٰ)

معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے ⑤

معانی ومصادر (مُحْصِنٰتٌ) اَحْصَنَ، یُحْصِنُ، اِحْصَانٌ (باب افعال) نکاح کرنا۔ پاکدامن ہونا (مُحْصَنٌ = پاکدامن)

(یَرْمُوْنَ) رَمٰی، یَرْمِیْ، رَمْیٌ (ض) تہمت لگانا۔

(تَقْبَلُوْا) قَبِلَ، یَقْبَلُ، قَبُوْلٌ وقُبُوْلٌ (س) قبول کرنا۔

(فٰسِقُوْنَ) فَسَقَ، یَفْسُقُ، فِسْقٌ و فُسُوْقٌ (ن، ض، ک) بدعملی کرنا، طریق حق سے نکل جانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً) اور (اے ایمان والو) جو لوگ پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو (وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا) اور (پھر) ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) یہ لوگ فاسق ہیں (اور فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی) (اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) مگر ہاں جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور (اپنی) اصلاح کرلیں (تو وہ قابل معافی ہیں) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (اللہ انہیں معاف کردے گا)۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

① پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے،

② جو شخص پاکدامن عورت پر تہمت لگائے اس کو چار گواہ پیش کرنے ہوں گے،

③ اگر وہ چار گواہ پیش نہ کرسکے تو وہ جھوٹا تصوّر کیا جائے گا اور اس کو تہمت لگانے کے جرم میں اسّی کوڑے مارے جائیں گے،

④ اس کی گواہی پھر کسی بات یا مقدمہ میں قبول نہیں کی جائے گی،

⑤ البتہ جو شخص تہمت لگائے اور سزا پانے کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے کہ وہ آئندہ کسی پر تہمت نہیں لگائے گا تو پھر وہ فاسق نہیں سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی قبول کرلی جائے گی۔

پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ

سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو لوگوں نے عرض کیا وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے

يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ۔ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رمی المحصنات جزء ۸ صـ۲۱۸)

اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا، مؤمن پاکدامن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔

اپنے غلام پر بھی تہمت نہ لگائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب قذف العبید جز، ۸ صـ۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان جزء۲ صـ۲۹)

جو کوئی اپنے غلام (یا لونڈی) پر (بدکاری) کی تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے پاک ہو تو قیامت کے دن اس کو کوڑے پڑیں گے سوائے اس صورت کہ وہ ایسا (یا ایسی) ہی ہو جیسا اُس نے کہا۔

(نوٹ:۔ گواہی کے تمام مسائل کے لئے سورۂ طلاق کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، کسی پر زنا کی تہمت نہ لگائیے۔ اگر آپ کسی پر زنا کی تہمت لگائیں تو چار گواہ پیش کیجئے۔

جو شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے ماریئے اور اس کی گواہی کبھی قبول نہ کیجئے سوائے اس صورت کے کہ وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ
أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ
أَرْبَعُ شَهَٰدَٰتٍۭ بِاللَّهِ إِنَّهُۥ
لَمِنَ الصَّٰدِقِينَ ۝٦ وَالْخَٰمِسَةُ
أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ
مِنَ الْكَٰذِبِينَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا
عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ
أَرْبَعَ شَهَٰدَٰتٍۭ بِاللَّهِ إِنَّهُۥ لَمِنَ

الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝١٠

ترجمہ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے خود کے علاوہ انکے پاس دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان (تہمت لگانے والوں) میں سے ہر ایک پر اس قسم کی گواہی دینی ضروری ہے کہ وہ چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ بے شک وہ سچا ہے (٦) اور پانچویں دفعہ (یہ کہے) کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت (ہو) (٧) اور وہ (عورت جس پر تہمت لگائی گئی ہے) اپنے اوپر سے سزا کو اس طرح دفع کر سکتی ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ وہ جھوٹا ہے (٨) اور پانچویں مرتبہ (یہ کہے) کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب (نازل ہو) (٩) اور (اے ایمان والو) اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاتے) لیکن اللہ تو (تم پر) رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا اور (بڑی) حکمت والا ہے (١٠)

معانی و مصادر (صَادِقِيْنَ) صَدَقَ، يَصْدُقُ، صَدْقٌ، صِدْقٌ وتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا۔

(يَدْرَؤُ) دَرَءَ، يَدْرَؤُ، دَرْأٌ ودَرْأَةٌ (ف) دفع کرنا۔

شان نزول

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ عُوَیْمِرًا اَتٰی عَاصِمَ بْنَ عَدِیٍّ وَکَانَ سَیِّدَ بَنِیْ عَجْلَانَ فَقَالَ کَیْفَ تَقُوْلُوْنَ فِیْ رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَاتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَقْتُلُوْنَہٗ اَمْ کَیْفَ یَصْنَعُ سَلْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَتٰی عَاصِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ فَسَالَہٗ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَرِہَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَہَا قَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَآ اَنْتَہِیْ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَجَآءَ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَقْتُلُوْنَہٗ اَمْ کَیْفَ یَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاَمَرَھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَۃِ بِمَا سَمَّی اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ فَلَاعَنَہَا ثُمَّ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ حَبَسْتُہَا فَقَدْ ظَلَمْتُہَا فَطَلَّقَہَا فَکَانَتْ سُنَّۃً لِمَنْ کَانَ بَعْدَھُمَا فِی الْمُتَلَاعِنَیْنَ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ ص۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۴۷۶)

عویمر عاصم بن عدی کے پاس جو بنی عجلان قبیلے کا سردار تھا آیا اور پوچھا : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی شخص کو پائے تو بتاؤ تم کیا کہتے ہو کیا اس کو مار ڈالے (اگر وہ ایسا کرے تو) پھر تم اس کو (قصاص میں) مار ڈالو گے، پھر کوئی کرے تو کیا کرے۔ عویمر نے کہا عاصم تم میرے لئے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا۔ جب عویمر نے عاصم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا) تو عاصم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سوالوں کو پسند نہیں فرمایا۔ عویمر نے کہا اللہ کی قسم میں تو پوچھ کر رہوں گا۔ آخر عویمر آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھے تو کیا کرے۔ اگر اس کو مار ڈالے تو آپ اس کو (قصاص میں مار ڈالیں گے) تو پھر وہ کیا کرے ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن (میں حکم) اتارا ہے۔ پھر آپ نے عورت اور مرد دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا اسی طرح سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کیا پھر کہنے لگا یا رسول اللہ اگر میں اب اس عورت کو رکھوں

تو میں نے اس پر ظلم کیا۔ الغرض عویمر نے اس کو طلاق دے دی۔ پھر عورت اور مرد کے درمیان یہی طریقہ قائم ہو گیا (یعنی لعان کے بعد مرد اپنی بیوی کو طلاق دیدے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں
اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ اِمْرَاَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّنَةَ اَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰى اَحَدُنَا عَلٰى امْرَاَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَاَ حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّاَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَآ اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَآئِرَ

ہلال بن امیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء سے تہمت لگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہلال سے) فرمایا تم (چار) گواہ لاؤ نہیں تو تمہاری پیٹھ پر حد قذف لگائی جائے گی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے ہوئے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کہتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگے گی۔ ہلال نے کہا قسم اس رب کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے باب میں ضرور کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچ جائے گی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل اترے اور یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَاَ حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان) آیتوں کے نزول سے فارغ ہوئے ہلال کی بیوی کو بلوایا۔ ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے دیکھو اللہ خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے

الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَآءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَآءَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ ص۱۲۶ وصحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۶۵)

بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا لوگوں نے اس کو روکا، یہ پانچویں گواہی (اگر جھوٹ ہے) تو تجھ کو عذاب میں مبتلا کرے گی۔ ابن عباس نے کہا یہ سن کر وہ عورت ذرا جھجکی اور رک گئی ہم سمجھے کہ وہ اقرار کرے گی (لیکن ایسا نہیں ہوا) اس نے کہا میں اپنی قوم کو تمام عمر کے لئے رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں گواہی بھی اس نے دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب دیکھتے رہو کہ اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں والا موٹے سرین والا موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا نطفہ ہے پھر اس عورت کا بچہ اسی صورت کا پیدا ہوا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم جو لعان کے بارے میں اترا نہ ہوتا تو میرا اور اس عورت کا معاملہ (کچھ اور) ہوتا۔

تفسیر مندرجہ بالا دو واقعے جب پیش آئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس ان کے خود کے علاوہ کوئی اور گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک (شوہر) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ سچا ہے (وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ) اور پانچویں مرتبہ (یہ کہے) کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو (وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ) اور وہ (عورت جس پر تہمت لگائی گئی ہے) اپنے اوپر سے سزا کو اس طرح دفع کر سکتی ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ (یعنی میرا شوہر) جھوٹا ہے (وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اور پانچویں مرتبہ (یہ کہے) کہ اگر وہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب (نازل) ہو (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتے) بے شک اللہ (اپنے بندوں پر) رحمت کے ساتھ متوجہ

ہونے والا اور حکمت والا ہے۔

(وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ) کا مطلب یہ ہے کہ دین میں آسانی پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں بھی شوہر سے مطالبہ کرتا کہ وہ چار چشم دید گواہ پیش کرے ورنہ اس کو تہمت کی سزا لگائی جائے گی تو شوہر بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتا، اگر وہ سزا کے ڈر سے خاموش رہتا تو ازدواجی زندگی تلخ ہونے کے علاوہ شوہر کی خاموشی اس کی رسوائی کا سبب ہوتی اور وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتا۔ الغرض یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے تلخ زندگی اور رسوائی سے بچا لیا اور دونوں کے لئے تنگی سے نکلنے کا راستہ مقرر کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کے تمام کام حکمت سے ہوتے ہیں اور اس قانون میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت ہے۔

کیونکہ اس ضابطہ کی ادائیگی میں شوہر کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے اس ضابطہ کو لعان کہا جاتا ہے۔

لعان کا طریقہ اور متعلقہ مسائل

① اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اسے چار گواہ پیش کرنے چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ سَعْدَ ابْنَ عَبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ وَّجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِیْ رَجُلًا اُمْهِلُهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ قَالَ نَعَمْ (صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۱۵۱)

سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو کیا اس کو مہلت دوں چار گواہ لانے تک؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

② اگر وہ چار گواہ پیش نہ کر سکے تو شوہر اور بیوی لعان کے لئے امیر یا قاضی کے پاس آجائیں۔ امیر یا قاضی کو چاہئے کہ ان دونوں سے کہے: اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک (ضرور) جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر وہ انکار کرے، تو دوبارہ ان الفاظ کو دہرائے۔ اگر وہ اس مرتبہ بھی انکار کریں تو تیسری مرتبہ پھر یہ الفاظ کہے۔

شوہر کی توبہ یہ ہے کہ وہ تہمت لگانے سے باز رہے اور اپنی غلطی کی معافی مانگے۔ بیوی کی توبہ یہ ہے کہ اگر اس نے واقعی گناہ کیا ہے تو اپنے گناہ کا اقرار کرے اور اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کے ایک مقدمہ میں شوہر اور بیوی دونوں سے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ النور جزء ۶ ص۱۲۶ و صحیح مسلم کتاب اللعان ۱/۶۴۹)

اللہ خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں کوئی توبہ کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَاَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَاَبَيَا نَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب صداق الملاعنة جزء ۷ ص۷۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے مرد اور عورت میں علیحدگی کروادی۔ (لعان سے پہلے آپ نے) فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے ان دونوں نے توبہ سے انکار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا کوئی توبہ کرتا ہے ان دونوں نے انکار کیا۔ آپ نے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم دونوں میں ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے۔ دونوں نے توبہ کرنے سے انکار کیا تو آخر آپ نے (لعان کے بعد) ان دونوں کو جدا کر دیا۔

(۳) اگر دونوں توبہ کرنے سے انکار کریں تو امیر یا قاضی کو چاہئے کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ بلائے اور دونوں کو نصیحت کرے اور ان سے کہے کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں آسان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

وَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قَالَ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ، قَالَتْ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهُ لَكَاذِبٌ (صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۴۷۸)

آپ نے مرد کو پند و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے مقابلہ میں آسان ہے اس نے کہا نہیں، قسم اس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میں نے عورت پر بہتان نہیں لگایا ہے۔ پھر آپ نے عورت کو بلایا اور اس کو پند و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں آسان

ہے اس نے کہا نہیں قسم اس کی جس نے آپ کو
سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میرا خاوند جھوٹا ہے۔

④ اگر دونوں میں سے کوئی بھی توبہ نہ کرے تو پھر امیر یا قاضی کو چاہئے کہ لعان کرائے۔ لعان کا طریقہ یہ ہے:۔

شوہر چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ "میں سچوں میں سے ہوں"۔ پانچویں بار یہ کہے کہ "اگر میں جھوٹوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت" پھر بیوی چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ "بے شک یہ جھوٹوں میں سے ہے" اور پانچویں بار یہ کہے "اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو"۔ (سورۂ نور۔ ۶ تا ۹)

⑤ پھر شوہر تین مرتبہ طلاق دے اور امیر یا قاضی ان دونوں میں ہمیشہ کے لئے تفریق کرا دے۔

حضرت سہل فرماتے ہیں:۔

فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب التلاعن فی المسجد جزء ۷ ص۷ وصحیح مسلم کتاب اللعان جزء اوّل ص۶۴۷)

پھر دونوں نے مسجد کے اندر لعان کیا اور میں موجود تھا۔ اس شخص نے لعان سے فارغ ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی پھر اس نے اس عورت کو آپ کے سامنے علیحدہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا دو لعان کرنے والوں کے درمیان اسی طرح تفریق ہوا کرے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب التفریق بین المتلاعنین جزء ۷ ص۷ وصحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۶۲۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد اور ایک انصاری عورت میں جدائی کرا دی۔

⑥ لعان کی صورت میں شوہر کو مہر میں سے کچھ بھی نہ دلایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں سے فرمایا:۔

حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ

اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے اور تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پھر مرد سے فرمایا اب اس عورت سے تیرا تعلق ختم ہو گیا۔ وہ کہنے لگا میرا مال آپ نے فرمایا تیرے لئے کوئی مال نہیں اگر تو سچا ہے

اَبْعَدُ لَكَ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب قول الامام للمتلاعنین ان احدکما کاذب فھل منکما تائب جزء ۷ ص۱۷ و صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۶۲۸)

تو اس مال کا بدلہ ہو گیا جو تو نے اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھایا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تو مال کا اور بھی زیادہ غیر مستحق ہے۔

⑦ ایسی عورت کے اگر بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ اس عورت کی طرف منسوب ہوگا۔ بچہ اس کا وارث ہوگا اور وہ اس کی وارث ہوگی۔

حضرت سہل فرماتے ہیں:۔

وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى اِلٰى اُمِّهٖ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ اِنَّهٗ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا (صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۶۲۷)

وہ عورت حاملہ تھی اس کے بیٹے کو ماں کی طرف نسبت کر کے پکارتے تھے۔ پھر یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ ایسا لڑکا اپنی ماں کا وارث ہوگا اور وہ اپنے حصہ کے موافق اس کی وارث ہوگی۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِاُمِّهٖ (صحیح مسلم کتاب اللعان جزء اول ص۶۲۹)

ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی سے لعان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں جدائی کرا دی اور بچہ کا نسب ماں سے ملا دیا۔

⑧ اگر بچے کا رنگ باپ کے رنگ سے مختلف ہو تو باپ کو چاہیئے کہ صرف اس وجہ سے اپنی بیوی پر تہمت نہ لگائے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهٗ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب اذا

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو کالے رنگ کا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ وہ کہنے لگا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے کہا سرخ۔ آپ نے فرمایا ان اونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟

عرّض بنفی الولد جزء ۷ ص۶۸ و صحیح مسلم
کتاب اللعان جزء اول ص۶۵۱)

اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر یہ خاکی رنگ کہاں سے آیا وہ کہنے لگا (شاید مادہ کی) کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو۔ آپ نے فرمایا تو تیرے بیٹے نے بھی کھینچ لیا ہوگا۔

عمل

اے حاکمو، زانیہ اور زانی کو سو کوڑے مارا کیجئے۔ جس وقت کوڑے مارے جا رہے ہوں اُس وقت مؤمنین کی ایک جماعت کو وہاں موجود رہنے کا بندوبست کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اور اے ایمان والیو، زانیہ / زانی سے نکاح نہ کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، کسی پر زنا کی تہمت نہ لگائیے۔

اے حاکمو، اگر کوئی شخص زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کو اَسّی کوڑے مارا کیجئے اور تہمت لگانے والے کی کبھی گواہی قبول نہ کیجئے۔

اے حاکمو، اگر کسی کی بیوی زنا کرے اور گواہ نہ ہوں تو ان دونوں کے درمیان لعان کرائیے۔

إِنَّ الَّذِينَ جَآءُو بِالْإِفْكِ
عُصْبَةٌ مِّنكُمْ، لَا تَحْسَبُوهُ
شَرًّا لَّكُمْ، بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ،
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ
مِنَ الْإِثْمِ، وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ
مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْ

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ
بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ
مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ

تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ
قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ
بِهٰذَا، سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ
عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾
وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ، وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي

الَّذِينَ اٰمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ،
وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ،
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ
اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ
مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى
وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ
اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾
يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ
وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ
دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

لِلْخَبِيْثٰتِ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ أُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۖ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے، تم اسے اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ان میں سے جس نے جتنا گناہ کمایا اس پر اتنا ہی وبال ہوگا (اور وہ اتنی ہی سزا بھگتے گا) اور ان میں سے جس نے اس (تہمت) کا بڑا (بوجھ) اٹھایا ہے اس کے لئے عذاب بھی بڑا ہے ﴿۱۱﴾ (اور اے ایمان والو) جب تم نے یہ بات سنی تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ مؤمنین اور مؤمنات اپنے دل میں نیک گمان کرتے اور (سنتے ہی فوراً) کہہ دیتے یہ کھلا بہتان ہے ﴿۱۲﴾ ان لوگوں نے اس پر چار گواہ کیوں نہیں پیش کئے (اور) جب یہ (چار) گواہ نہیں پیش کر سکے تو اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں (اگر یہ گواہ پیش کر دیتے تو پھر وہ گواہ جھوٹے ہوتے اور یہ بُری ہو جاتے) ﴿۱۳﴾ اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کر رہے تھے اس (بات کی سزا) میں تم پر بڑا (زبردست) عذاب نازل ہوتا ﴿۱۴﴾ جب تم اپنی زبانوں سے اس تہمت کا ذکر (ایک دوسرے سے) کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا تو (اے ایمان والو) تم اس کو ہلکی (اور معمولی) بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک (بہت) بڑی (بات) تھی ﴿۱۵﴾ اور جب تم نے یہ بات سنی تھی تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ تم یہ کہتے کہ ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے نکالیں، (اے اللہ) تو پاک ہے (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو اپنے رسول کے لئے ایسی بیوی کو پسند کرے۔ یقیناً) یہ بہتان عظیم ہے ﴿۱۶﴾ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مؤمن ہو تو ایسا کام پھر کبھی نہ کرنا ﴿۱۷﴾ اللہ تمہارے (سمجھانے

کے) لئے اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے، (بے شک) اللہ علم والا، حکمت والا ہے (۱۸) بے شک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنین میں بے حیائی (کی بات) پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت (دونوں میں) دردناک عذاب ہے، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹) اور (اے ایمان والو) اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر عذاب نازل ہو گیا ہوتا) بے شک اللہ بہت شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (کہ اس نے عذاب کو ٹال دیا) (۲۰) اے ایمان والو، شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو (اسے خبردار ہو جانا چاہئے کہ) شیطان تو بے حیائی اور بُری باتوں کا ہی حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص کبھی بھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے پاک کر دیتا ہے اور (بیشک) اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (۲۱) اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ فضل اور وسعت والے ہیں وہ اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں کو اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، (اگر ان لوگوں سے کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو صاحب فضل لوگوں کو) چاہئے کہ معاف کر دیں، درگذر کر دیں، (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے، (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۲۲) جو لوگ پاک دامن، بے خبر ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا (زبردست) عذاب ہے (۲۳) جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پیر (انکے اُن اعمال کی) گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اس دن اللہ ان کو (ان کے اعمال کا) پورا بدلہ دے گا جس بدلہ کے وہ مستحق ہوں گے پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ ہی حق ہے اور (اللہ ہی حق کو) ظاہر کرنے والا ہے (۲۵) ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں، یہ (پاک) لوگ ان (تہمتوں) سے بُری ہیں جو (ان کے متعلق) کہی جا رہی ہیں، ان کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت والی روزی ہے (۲۶)

معانی و مصادر

(اِفْكٌ) اَفَكَ، يَأْفِكُ، اَفْكٌ و اُفُوْكٌ (ض) و اَفِكَ، يَأْفَكُ، اَفَكٌ (س) جھوٹ بولنا (اِفْكٌ = جھوٹ، بہتان)۔

(عُصْبَةٌ) عَصَبَ، يَعْصِبُ، عَصْبٌ (ض) جمع ہو کر گھیر لینا، لپیٹنا، باندھنا (عُصْبَةٌ = جماعت)۔

(تَلَقَّوْنَ) تَلَقٰى، يَتَلَقّٰى، تَلَقِّيٌ (باب تفعّل) ملنا، سامنے آنا، لینا، حاصل کرنا۔

(هَيِّنٌ) هَانَ، يَهُوْنُ، هَوْنٌ (ن) آسان ہونا۔

هَانَ، يَهُوْنُ، هُوْنٌ و هَوَانٌ و مَهَانَةٌ (ن) حقیر ہونا۔

(بُهْتَانٌ) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بُهْتَانٌ (ف) الزام لگانا۔

(اَفَضْتُمْ) اَفَاضَ، يُفِيْضُ، اِفَاضَةٌ (باب افعال) چلے جانا، بھرنا، ڈالنا، چرچا کرنا۔

(عَظِیْمٌ) عَظُمَ، یَعْظُمُ، عِظْمٌ وعِظَمٌ وعَظَامَةٌ (ک) بڑا ہونا۔
(تَشْنِیْعٌ) شَاعَ، یَشِیْعُ، شَیْعٌ (ض) پھیلنا، پھیلانا، بھرنا۔
شَاعَ، یَشِیْعُ، شَیْعٌ وشُیُوْعٌ ومَشَاعٌ وشَیَعَانٌ وشَیْعُوْعَةٌ (ض) پھیلنا۔
شَاعَ، یَشِیْعُ، شِیَاعٌ (ض) ساتھ ہونا۔
(خُطُوَات) خَطَا، یَخْطُوْ، خَطْوٌ (ن) چلنا (خُطُوَاتٌ = خُطْوَةٌ کی جمع، اقدام)
(فَاحِشَةٌ) (فَحْشَآءُ) فَحُشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ وفَحَاشَةٌ (ک) فحش ہونا، قبیح ہونا (فَحْشَآءُ = بڑی بے حیائی)
(زَکّٰی) زَکَا، یَزْکُوْ، زَکَاءٌ وزُکُوٌّ (ن) پاکباز ہونا۔
زَکَّیَ، یُزَکِّیْ، زَکِّیٌ (س) بڑھنا، زکی یعنی پاکباز ہونا، اچھا ہوجانا۔
(یَأْتَلِ) اِیْتِلَاءٌ (باب افتعال) تقصیر کرنا، دیر لگانا، کوتاہی کرنا، دادودہش بند کردینا۔
(سَعَةٌ) وَسِعَ، یَسَعُ، سَعَةٌ (س وح) کشادہ ہونا۔
(غَافِلَاتٌ) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غُفُوْلٌ وغَفْلَةٌ وغَفَلٌ (ن) غافل ہونا۔
(خَبِیْثٌ) خَبُثَ، یَخْبُثُ، خُبْثٌ وخَبَاثَةٌ (ک) خبیث ہونا۔
خَبَثَ، یَخْبُثُ، خُبْثٌ (ن) ردّی ہونا۔
(طَیِّبُوْنَ) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وطَابٌ وطِیْبَةٌ وتَطْیَابٌ (ض) اچھا ہونا۔
(مُبَرَّءُوْنَ) بَرَّءَ، یُبَرِّءُ، تَبْرِئَةٌ (باب تفعیل) بری کرنا۔

شانِ نزول

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَآ اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ سفر میں جاتے تو اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکلتا اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک لڑائی میں آپ نے ہمارے لئے قرعہ ڈالا۔ اس میں میرا نام نکلا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی۔ اس وقت پردے کا حکم اتر چکا تھا میں ایک ہودے میں بٹھا کر (اونٹ پر) چڑھائی جاتی اور اسی میں اتاری جاتی تھی۔ ہم اسی طرح

تِلْكَ وَقَفَا دُونَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ
أَذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ أَذَنُوا
بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ
الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ
إِلَى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ
لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ
فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ
قَالَتْ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا
يُرَحِّلُونِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ
عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ
إِذْ ذَّاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ
اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ
فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ
رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ
السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ
عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَ
ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ
فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ
ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ
عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ
فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ
الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ
حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي
وَاللَّهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ

سفر کرتے رہے جب اس جہاد سے لوٹے اور ہم مدینہ کے نزدیک پہنچے تو ایک رات آپ نے کوچ کے لئے اعلان کرایا جب کوچ کے لئے پکارا گیا تو میں اٹھی اور (حاجت کے لئے اکیلی) چلی گئی اور لشکر سے دور نکل گئی۔ جب حاجت سے فارغ ہوئی تو اپنی جگہ پر آئی اب جو میں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا میرا ہار جو ظفار نگینوں کا تھا وہ ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ میں پھر لوٹی اور ہار ڈھونڈنے لگی اور اس کو ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہو گئی، اُدھر وہ لوگ آن پہنچے جو میرا ہودہ اٹھایا کرتے تھے، وہ سمجھے میں ہودے میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ انہوں نے ہودہ اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں موٹی پُر گوشت نہیں ہوتی تھیں، ذرا سا کھانا کھاتی تھیں اس لئے جب ہودہ اٹھانے والوں نے ہودہ اٹھایا تو انہوں نے اس کے ہلکا ہونے کو محسوس نہیں کیا اور یہ بھی وجہ تھی کہ میں اس وقت ایک کم سن لڑکی تھی غرض یہ کہ انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہو گئے۔ جب سارا لشکر وہاں سے چلا گیا اس وقت میرا ہار ملا میں جو اپنے ٹھکانے پر آئی تو کیا دیکھتی ہوں آدمی کا نام و نشان نہیں نہ کوئی بات کرنے والا نہ کوئی جواب دینے والا آخر (مجبور ہو کر) میں اس مقام پر چلی گئی جہاں میں ٹھہری تھی۔ میں نے یہ سوچا کہ جب قافلہ والے مجھے (ہودہ میں) نہیں پائیں گے تو یہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے۔ میں اسی جگہ بیٹھی تھی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ ایک شخص تھا صفوان بن معطل

كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ وَهَوٰى حَتّٰٓى اَنَاخَ
رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَقُمْتُ اِلَيْهَا
فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِى الرَّاحِلَةَ حَتّٰى
اَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوْغِرِيْنَ فِىْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ
وَهُمْ نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ
وَكَانَ الَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ اُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ اُخْبِرْتُ
اَنَّهٗ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهٖ عِنْدَهٗ
فَيُقِرُّهٗ وَيَسْتَمِعُهٗ وَيَسْتَوْشِيْهِ وَقَالَ
عُرْوَةُ اَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ اَهْلِ الْاِفْكِ
اَيْضًا اِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَّمِسْطَحُ بْنُ
اُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِىْ نَاسٍ
اٰخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِىْ بِهِمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ عُصْبَةٌ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِنَّ كِبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ
كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ اَنْ يُّسَبَّ عِنْدَهَا
حَسَّانُ وَتَقُوْلُ اِنَّهُ الَّذِىْ قَالَ ؎

فَاِنَّ اَبِىْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِىْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَآءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ
حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِىْ
قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ لَا اَشْعُرُ بِشَىْءٍ مِّنْ
ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِىْ فِىْ وَجَعِىْ اَنِّىْ لَا اَعْرِفُ
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللُّطْفَ الَّذِىْ كُنْتُ اَرٰى مِنْهُ حِيْنَ
اَشْتَكِىْ اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ
كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِىْ

سلمی ذکوانی وہ لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا وہ جو میری
جگہ پر آیا تو اس نے دیکھا کوئی شخص سو رہا ہے
اس نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا کیونکہ پردہ کا
حکم اترنے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا۔ اس
نے مجھے پہچان کر جو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ
پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے چادر سے اپنا
منہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم نہ ہم دونوں نے
کوئی بات کی نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی
سوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے۔ وہ
اونٹ پر سے اترا اس نے اونٹ کو بٹھایا اور اونٹ
کے ہاتھ پر پاؤں رکھا۔ میں کھڑی ہوئی اور اونٹ
پر چڑھ گئی اور وہ پیدل چلتا رہا یہاں تک کہ ہم
دونوں سخت گرمی کے وقت ٹھیک دوپہر کو
لشکر میں پہنچے۔ اس وقت لشکر کے لوگ آرام
کے لئے اتر پڑے تھے پھر جو لوگ تباہ ہونے
والے تھے وہ تباہ ہوئے اور یہ طوفان اٹھانے
والوں کا سرغنہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ اس
کے پاس اس تہمت کا چرچا ہوتا، لوگ بیان
کرتے، وہ اس کو تسلیم کرتا، کان لگا کر سنتا اور
کھوج لگانے کی کوشش کرتا اور پوچھتا تہمت
لگانے والوں میں (تین) آدمیوں کا نام لیا گیا:
حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ، حمنہ بنت جحش،
باقی لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن ان کی
ایک جماعت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان میں
سب سے بڑا (بہتان تراش) عبداللہ بن ابی ابن
سلول تھا۔ عروہ نے کہا حضرت عائشہ باوجود اس
کے کہ حسان نے ان کو تہمت لگائی تھی حسان کو
برا کہنا پسند نہیں کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ حسان ہی

وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ
فَخَرَجْتُ مَعَ اُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَ
كَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلٰى
لَيْلٍ وَّذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَّتَّخِذَ الْكُنُفَ
قَرِيْبًا مِّنْ بُيُوْتِنَا قَالَتْ وَاَمْرُنَا اَمْرُ
الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَآئِطِ
وَكُنَّا نَتَاَذّٰى بِالْكُنُفِ اَنْ نَّتَّخِذَهَا
عِنْدَ بُيُوْتِنَا قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ
مِسْطَحٍ وَّهِيَ ابْنَةُ اَبِيْ رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ
ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ
عَامِرٍ خَالَةُ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا
مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ
فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ
حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ
مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ
فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ
رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ اَيْ هَنْتَاهْ
وَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ
فَاَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ قَالَتْ
فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ
اِلٰى بَيْتِيْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ
تِيْكُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اٰتِيَ
اَبَوَيَّ قَالَتْ وَاُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ
مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَاَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ يَا
اُمَّتَاهْ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا
بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ

نے یہ شعر کہا ہے ؎
میرا باپ، میرے باپ کا باپ اور میری آبرو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آبرو کے لئے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔
حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں سفر سے مدینہ آئی اور بیمار پڑ گئی۔ ایک مہینہ تک بیمار رہی اُدھر لوگ تہمت لگانے والوں کی باتوں میں غور کرتے رہے اور مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا۔ ذرا سا شک اس وجہ سے تو ہوتا تھا کہ جیسی شفقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر پہلے کرتے تھے ویسی میں نے اس بیماری میں نہیں پائی۔ آپ اندر آکر سلام کرتے اور صرف یہ پوچھتے تمہاری طبیعت کیسی ہے پھر واپس چلے جاتے اس بات سے مجھے شک ہوتا لیکن طوفان کی مجھے کچھ خبر نہیں تھی۔ جب میں بیماری سے ذرا صحت یاب ہوئی تو مسطح کی ماں کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ وہاں ہم لوگ راتوں کو قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک رات کو جاتے پھر دوسری رات کو جاتے۔ اس زمانہ میں ہمارے گھروں کے پاس پاخانے بنے ہوئے نہیں تھے اور ہم اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ گھروں میں پاخانے بنانے سے ہمیں تکلیف ہوتی تھی۔ مسطح کی ماں جو ابو رہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی ابوبکر کی خالہ تھی۔ مسطح بن اثاثہ ابن عباد بن مطلب اس کا بیٹا تھا جب میں اور وہ دونوں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف لوٹ کر آرہے تھے اس وقت ان کا پاؤں چادر میں الجھا اور وہ گر پڑیں اور کہنے لگیں مسطح برباد

امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا
لَهَا ضَرَآئِرُ اِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ
فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ
النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ
حَتّٰى اَصْبَحْتُ لَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا
اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ اَبْكِيْ قَالَتْ
وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْاَلُهُمَا وَ
يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ قَالَتْ
فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ
مِنْ بَرَآءَةِ اَهْلِهٖ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ
فِيْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اُسَامَةُ اَهْلَكَ وَلَا
نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ
سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ
قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ اَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ
رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَّرِيْبُكِ قَالَتْ
بَرِيْرَةُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْتُ
عَلَيْهَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُهُ غَيْرَ اَنَّهَا جَارِيَةٌ
حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا
فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهُ قَالَتْ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
يَّوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ
وَّهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ
مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ

ہو جائے۔ میں نے کہا تم نے بُری بات کہی مسطح تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور تم اس کو بُرا کہتی ہو۔ انہوں نے کہا ارے تم نے مسطح کی بات نہیں سنی۔ میں نے کہا کیا بات؟ جب انہوں نے بیان کیا تو میری بیماری اور بڑھ گئی۔ جب میں گھر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور آپ نے سلام کیا اور پوچھا اب طبیعت کیسی ہے میں نے عرض کیا آپ مجھے اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دے دیجئے میری نیت یہ تھی کہ میں ان کے پاس جاکر اس خبر کی تحقیق کروں۔ آپ نے اجازت دی (میں اپنے ماں باپ کے ہاں چلی گئی) میں نے اپنی ماں سے کہا اے اما، یہ لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے بیٹی تو اتنا رنج نہ کر، اللہ کی قسم ایسا اکثر ہوتا آیا ہے جب کسی خوبصورت کی سوکنیں ہوں اور شوہر اسکو چاہتا ہو تو وہ سوکنیں ایسی تدبیریں کرتی ہی رہتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی بات منہ سے نکال رہے ہیں۔ ساری رات مجھے روتے ہوئے گذری، صبح تک نہ آنسو تھمے اور نہ نیند آئی صبح کو بھی میں رو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وحی اترنے میں دیر ہوئی تو علی اور اُسامہ بن زید کو بلوایا۔ ان سے پوچھا اور اپنی بیوی کو چھوڑنے کے سلسلہ میں ان سے مشورہ لیا۔ اسامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی بات کہی جو وہ جانتے تھے۔ انہوں نے کہا وہ ایسی باتوں سے پاک ہیں اے اللہ کے رسول، وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم تو ان کو نیک سمجھتے ہیں۔ علی نے کہا یا رسول اللہ، اللہ نے

اٰذَاهُ فِیْ اَهْلِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی
اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا
عَلِمْتُ عَلَیْهِ اِلَّا خَیْرًا وَّمَا یَدْخُلُ عَلٰی
اَهْلِیْ اِلَّا مَعِیْ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ
اَخُوْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَعْذِرُكَ فَاِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ
عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ
اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ رَجُلٌ
مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ
عَمِّهٖ مِنْ فَخِذِهٖ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ
وَهُوَ سَیِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ قَبْلَ
ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِیَّةُ
فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ
وَلَا تَقْدِرُ عَلٰی قَتْلِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ
مَا اَحْبَبْتَ اَنْ یُّقْتَلَ فَقَامَ اُسَیْدُ بْنُ
حُضَیْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ
بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ
فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِیْنَ قَالَتْ
فَثَارَ الْحَیَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰی هَمُّوْا
اَنْ یَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ یَزَلْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَفِّضُهُمْ
حَتّٰی سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَیْتُ
یَوْمِیْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ لَا یَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَایَ عِنْدِیْ وَقَدْ
بَكَیْتُ لَیْلَتَیْنِ وَیَوْمًا لَّا یَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ
وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَظُنُّ اَنَّ
الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِیْ فَبَیْنَا اَبَوَایَ جَالِسَانِ

آپ پر عورتوں کی تنگی نہیں رکھی اور بہت سی عورتیں
ہیں (لیکن) آپ ذرا لونڈی (بریرہ) سے تو پوچھیے
وہ سچ سچ ان کا حال بتا دے گی۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا: بریرہ کیا
تو نے عائشہ سے کبھی کوئی بات ایسی دیکھی ہے
جس سے ان کی پاک دامنی میں شک پیدا ہو۔
بریرہ نے کہا اللہ کی قسم، جس نے آپ کو نبی بنا کر
بھیجا ہے میں نے تو کبھی کوئی بات ان میں عیب کی
نہیں دیکھی اتنی بات ضرور ہے کہ ابھی کم عمر لڑکی ہیں۔
گھر میں آٹا گندھا ہوا رکھا ہوتا ہے وہ سو جاتی ہیں اور
بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں
آپ یہ سن کر اسی دن کھڑے ہوئے اور منبر پر چڑھے
آپ نے عبداللہ بن ابی کی شکایت کی آپ نے فرمایا
اے جماعت المسلمین اس شخص سے کون میرا بدلہ
لیتا ہے جس نے میری بیوی کے معاملہ میں مجھے تکلیف
پہنچائی اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں کوئی بات نہیں
جانتا سوائے خیر کے اور نہ اس شخص میں جس پر تہمت
لگائی گئی ہے کوئی بات جانتا ہوں سوائے خیر کے۔
وہ جب کبھی میری بیوی کے پاس گیا تو میرے ساتھ
گیا۔ یہ سنتے ہی سعد بن معاذ جو بنی عبدالاشہل قبیلہ سے
تعلق رکھتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر یہ تہمت
لگانے والا میرے قبیلے اوس میں سے ہے تو
ابھی اس کی گردن اڑا دونگا اور اگر ہمارے بھائی
خزرج میں سے ہوا تو آپ حکم دیجئے جو آپ حکم
دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے۔ حضرت عائشہ کہتی
ہیں یہ سن کر خزرج کا ایک آدمی کھڑا ہوا حسان
کی ماں اس کی چچازاد بہن تھیں اور اس کے قبیلے

عِنْدِیْ وَاَنَا اَبْکِیْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَیَّ امْرَاَۃٌ
مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَھَا فَجَلَسَتْ تَبْکِیْ مَعِیَ
قَالَتْ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ دَخَلَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا فَسَلَّمَ
ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِیْ مُنْذُ
قِیْلَ مَا قِیْلَ قَبْلَھَا وَقَدْ لَبِثَ شَھْرًا لَا یُوْحٰی
اِلَیْہِ فِیْ شَاْنِیْ بِشَیْءٍ قَالَتْ فَتَشَھَّدَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ جَلَسَ ثُمَّ
قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَۃُ اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ عَنْکِ
کَذَا وَکَذَا فَاِنْ کُنْتِ بَرِیْئَۃً فَسَیُبَرِّئُکِ
اللّٰہُ وَاِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی
اللّٰہَ وَتُوْبِیْ اِلَیْہِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ
ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَہٗ
قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْہُ قَطْرَۃً
فَقُلْتُ لِاَبِیْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِّیْ فِیْمَا قَالَ فَقَالَ اَبِیْ وَ
اللّٰہِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ اَجِیْبِیْ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا
قَالَ قَالَتْ اُمِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ
لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
وَاَنَا جَارِیَۃٌ حَدِیْثَۃُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ مِنَ
الْقُرْاٰنِ کَثِیْرًا اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ
سَمِعْتُمْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ حَتّٰی اسْتَقَرَّ فِیْ
اَنْفُسِکُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِہٖ فَلَئِنْ قُلْتُ
لَکُمْ اِنِّیْ بَرِیْئَۃٌ لَا تُصَدِّقُوْنِیْ وَلَئِنِ
اعْتَرَفْتُ لَکُمْ بِاَمْرٍ وَّاللّٰہُ یَعْلَمُ اَنِّیْ مِنْہُ

کی تھیں۔ اُس کا نام سعد بن عبادہ تھا وہ خزرج کا
سردار تھا۔ پہلے تو وہ نیک آدمی تھا لیکن اس کو اس
کی اپنی قوم کی حمیت نے ابھارا۔ وہ سعد بن معاذ
سے کہنے لگا اللہ کی بقاء کی قسم تم غلط کہتے ہو
تم اس کو نہیں مار سکتے اگر (وہ تہمت لگانے والا)
تمہاری قوم کا ہوتا تو تم کبھی اس کا قتل گوارا نہ کرتے۔
یہ سُن کر اُسید بن حضیر کھڑے ہوئے جو سعد بن معاذ
کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ
سے کہا تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی بقاء کی قسم ہم ضرور
اس کو قتل کریں گے۔ تم منافق ہو جب ہی تو منافق
کی حمایت کرتے ہو۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں (اس
گفتگو پر) دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کے
لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑنے کے لئے
تیار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر
پر کھڑے ہوئے تھے۔ آپ ان کو چپ کراتے
رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت
عائشہ کہتی ہیں میں سارا دن مسلسل روتی رہی نہ تو
میرے آنسو تھمتے تھے نہ مجھے نیند آتی تھی۔ میرے
ماں باپ بھی میرے پاس بیٹھے رہے۔ میں دو راتوں
اور ایک دن سے برابر رو رہی تھی نہ تو میرے آنسو
تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی یہاں تک کہ میں
سمجھی میرا کلیجہ (روتے روتے) پھٹ جائے گا۔
اس حال میں میرے ماں باپ بھی میرے پاس
تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت
نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اس کو
اجازت دی۔ وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی ہم
اسی حال میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَآ اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ
مَّثَلًا اِلَّآ اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ
ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ اَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ
بِبَرَآءَتِيْ وَلٰكِنْ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ
اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى لَشَاْنِيْ
فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ
فِيَّ بِاَمْرٍ وَّلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرَى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا
يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهٗ
وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ
عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَآءِ
حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ
الْجُمَانِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ
الْقَوْلِ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا
اَنْ قَالَ يَا عَآئِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاَكِ
قَالَتْ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ
وَاللّٰهِ لَآ اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاِنِّيْ لَآ اَحْمَدُ اِلَّا
اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَتْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ
ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ (صحیح بخاری
کتاب المغازی باب حدیث الافک جزء ۵
ص۱۴۸ تا ص۱۵۳ وکتاب التفسیر باب تفسیر
سورۃ النور جزء ۶ ص۱۲ تا ص۱۳)۔

وسلم تشریف لائے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے
اور جس دن سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی اس دن
سے آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ تہمت کے
بعد ایک مہینے تک آپ اسی حالت میں رہے۔
میرے معاملہ میں کوئی وحی آپ پر نہیں آئی۔ حضرت
عائشہ کہتی ہیں آپ نے بیٹھ کر کلمۂ شہادت پڑھا
پھر فرمایا اما بعد اے عائشہ مجھے تمہاری طرف
سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تم بے گناہ ہو تو
اللہ عنقریب تمہاری پاک دامنی بیان کر دے گا
اور اگر تم کسی گناہ میں آلودہ ہو گئی ہو تو اللہ سے معافی
مانگو کیونکہ بندہ اگر اپنے گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ
کرے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ حضرت عائشہ
کہتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات
ختم کر چکے تو اچانک میرے آنسو بند ہو گئے اور
ایسے بند ہوئے کہ ایک قطرہ بھی نہیں نکلا میں نے
اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو میری طرف سے جواب دیجئے انہوں نے کہا
اللہ کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا میں آپ کی بات
کا کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا آپ جواب
دیجئے۔ انہوں نے بھی یہی کہا اللہ کی قسم میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ میں آپ کو کیا جواب دوں بالآخر میں
نے خود ہی کہنا شروع کیا اس وقت میں ایک کمسن
لڑکی تھی، قرآن بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا۔
میں نے کہا اللہ کی قسم آپ لوگوں نے یہ بات سنی
اور وہ بات آپ لوگوں کے دل میں جم گئی۔ آپ
لوگوں نے اس کو سچ سمجھا اب اگر میں یہ کہوں کہ
میں بے گناہ ہوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے۔

اگر میں گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں
اس سے پاک ہوں تو آپ تصدیق کریں گے۔
اللہ کی قسم اب میری اور آپ کی وہی مثال ہے
جو حضرت یوسف کے والد کی تھی۔ انہوں نے
کہا تھا: میں صبر جمیل کرتا ہوں اور جو کچھ تم کہہ رہے
ہو اس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے یہ کہہ کر میں نے
اپنا منہ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ مجھے معلوم
تھا اللہ خوب جانتا ہے میں بے گناہ ہوں اور
ضرور میری پاکدامنی بیان کرے گا مگر مجھے یہ
گمان نہیں تھا کہ میرے بارے میں قرآن اترے
گا جو (قیامت تک) پڑھا جائے گا کیونکہ میں
اپنی حیثیت اتنی نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے
بارے میں کلام کرے گا مجھے یہ امید تھی کہ شاید
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے معاملہ میں
کوئی خواب دکھایا جائے گا جس کے ذریعہ اللہ
میری پاک دامنی ظاہر کر دے گا پھر اللہ کی قسم
ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے
جہاں بیٹھے ہوئے تھے سرکے بھی نہیں تھے اور نہ
گھر کا کوئی آدمی باہر گیا تھا کہ آپ پر وحی کی
کیفیت طاری ہوئی جیسی سختی وحی کے وقت
آپ پر ہوا کرتی تھی وہ ہونے لگی۔ یہ سختی اس کلام
کے بوجھ سے جو آپ پر اترتا تھا ایسی ہوتی تھی کہ
سردی کے دن میں آپ کے جسم سے موتی کی طرح
پسینہ ٹپکنے لگتا تھا الغرض جب وحی کی حالت
موقوف ہو گئی تو آپ مسکرائے اور پہلی بات
جو آپ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: اے عائشہ،
اللہ نے تمہاری پاکدامنی بیان فرما دی۔ اس وقت
میری والدہ کہنے لگیں اٹھو آپ کا شکریہ ادا کرو

میں نے کہا اللہ کی قسم میں تو آپ کا شکریہ ادا نہیں کروں گی میں تو بس اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی کے سلسلہ میں دس آیتیں نازل فرمائیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ) (اے ایمان والو) جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے (یعنی وہ جماعت ایمان کا دعویٰ کرنے والی ہے، کافروں میں سے نہیں ہے) (لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ) تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں اچھی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تہمت میں بھی اللہ تعالیٰ نے خیر اور بھلائی رکھی تھی اور ہوا بھی یہی کہ اس تہمت سے ایمان والوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے، مثلاً:۔

(۱) اس کی وجہ سے ایمان والوں کو صدمہ پہنچا، صدمہ پر صبر کرنے کی تربیت ہوئی اور آخرت میں صبر کرنے والوں کو صبر کا بدلہ ملے گا،

(۲) اہل بیت نبوی یعنی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کی فضیلت و منقبت ظاہر ہوئی،

(۳) سُنی سُنائی باتوں پر یقین کرنے کی برائی ظاہر ہوئی،

(۴) منافقین کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی،

(۵) غلط بات کو سننے اور سن کر اس کی تردید نہ کرنے کی برائی ظاہر ہوئی،

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر ناموس رسول کے خلاف زہر افشانی ایمان کے منافی قرار دی گئی،

(۷) برائی اور فحش بات کو پھیلانے کا سدّباب کیا گیا،

(۸) مؤمن کو مؤمن کے متعلق حسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

آگے فرمایا (لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ) ان میں سے جس نے جتنا گناہ کیا اس پر اتنا ہی وبال ہوگا (وہ اس جرم کی مناسبت سے جتنی سزا کا مستحق ہے اتنی سزا اُسے مل کر رہے گی) (وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ) اور ان میں سے جس نے اس (تہمت) کا بڑا (بوجھ) اٹھایا ہے اس کے لئے عذاب بھی بڑا ہے (یعنی جس نے یہ تہمت گھڑی اس کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

وَكَانَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اُبَیٍّ ابْنَ سَلُوْلَ (صحیح بخاری کتاب

جس شخص نے اس تہمت کا بڑا بوجھ اٹھایا تھا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔

المغازی باب حدیث الافک جزء ۵ ص ۱۴۹)

آگے فرمایا (لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ) (اور اے ایمان والو) جب تم نے یہ بات سنی تھی تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ مؤمنین اور مؤمنات اپنے دل میں نیک گمان کو جگہ دیتے اور (سنتے ہی فوراً) کہہ دیتے کہ یہ کھلا بہتان ہے (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) (لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ) (جنہوں نے یہ تہمت لگائی ہے) انہوں نے اس (تہمت) پر (ضابطہ کے مطابق) چار گواہ کیوں نہیں پیش کئے تو اب جبکہ یہ گواہ پیش نہیں کر سکے تو اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں (اگر یہ چار گواہ پیش کر دیتے تو یہ بری الذمہ ہو جاتے اور وہ گواہ جھوٹے ہوتے) (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم (پہلے سے مقدر) نہ ہوتا تو جس بات کا تم چرچا کر رہے تھے اس (بات کی سزا) میں تم پر (بہت) بڑا عذاب نازل ہوتا (اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ) (اور اے ایمان والو) جب تم اپنی زبانوں سے اس تہمت کا ذکر (ایک دوسرے سے کر رہے تھے) اور اپنے مونہوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہیں علم نہیں تھا (کہ وہ سچ ہے یا جھوٹ) تو (اے ایمان والو) تم اس کو ہلکی (اور معمولی) بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی (بات) تھی (اول تو تہمت لگانا ہی بہت بُری بات ہے، پھر تہمت بھی اس خاتون پر لگائی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہو تو اس کی برائی کا اندازہ لگانا مشکل ہے) (وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) جب تم نے یہ بات سنی تھی تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ تم کہتے: ہمارے لئے زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے نکالیں (اور تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ) تو پاک (و منزّہ) ہے (تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تو اپنے مقدس رسول کے لئے ایسی بیوی پسند کرے، یقیناً) یہ بہتان عظیم ہے (يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) (اے ایمان والو) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مؤمن ہو تو ایسا (کام) پھر کبھی نہ کرنا (وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور اللہ (تم کو صرف نصیحت ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ اپنی) آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے (تاکہ تم سمجھو) اور (ان پر عمل کرو بے شک) اللہ علیم و حکیم ہے (اس کے تمام کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور وہی جانتا ہے کہ کس کام میں کیا کیا حکمتیں مضمر اور پوشیدہ ہیں) (اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنین (کے معاشرے) میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) دردناک عذاب ہے (ایسے لوگوں کو، ان کے عذاب کی کیفیت کو اور بے حیائی کی باتوں سے کیا کیا خرابیاں نشو و نما پاتی ہیں ان کو اللہ

ہی جانتا ہے، تم نہیں (جانتے) (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ، وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) اور (اے ایمان والو، پھر سن لو کہ) اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر سخت عذاب نازل ہوتا) بے شک اللہ (اپنے مخلص بندوں پر) بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (یہ اس کی شفقت اور رحمت ہی تھی کہ اس نے تم کو عذاب سے بچالیا) (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ) اے ایمان والو، شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو (ظاہر ہے کہ) وہ تو بے حیائی اور بُری باتوں ہی کا حکم دے گا (یہ اسی کا کام تھا کہ اس نے تمہارے منہ سے بے حیائی کی بات نکلوائی اور تمہیں تباہ و برباد کرنا چاہا) (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے بھی کوئی شخص پاک نہ ہوتا (یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہی تھی کہ تمہیں توبہ کی توفیق دی اور تمہیں پاک کر دیا) (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ) اور بات بھی یہی ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے (اور جس کو چاہتا ہے پاک نہیں کرتا)۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت اور مشیت اس کا وہ قانون ہے جس کے مطابق عمل کر کے ہی انسان کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ توبہ کی قبولیت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

(۱) گناہ کرتے ہی اللہ تعالیٰ کو یاد کرے دیر نہ لگائے اور یہ سمجھے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو معاف کرے۔

(۲) جان بوجھ کر گناہ پر اصرار نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ، فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ، وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(اٰل عمران۔ ۱۳۵)

اور متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ جان بوجھ کر اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

اللہ کے ذمہ توبہ قبول کرنا تو بس انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کر لیتے ہیں، اللہ ایسے ہی

حَكِيمًا○

(النسآء۔ ۱۷)

لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔

③ موت کے حاضر ہونے سے پہلے توبہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا○

(النسآء۔ ۱۸)

اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل) برے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) میں اب (ان بُرے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو کفر کی حالت میں مر رہے ہوتے ہیں، ان (سب) لوگوں کے لئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

④ توبہ کرنے کے بعد نیک عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا○

(الفرقان۔ ۷۱)

اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

⑤ خلوص نیت سے توبہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (التحریم۔ ۸)

اے ایمان والو، اللہ سے خالص دل سے توبہ کرو، ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

آگے فرمایا (وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اور (اے لوگو) اللہ سننے والا جاننے والا ہے (جو کچھ تم کہو گے وہ اسے سن لے گا اور جو کچھ تم کہو گے اس کا اُسے علم ہو جائے گا۔ الغرض تمہارا کوئی عمل ضائع نہیں ہو گا کہ اس کے متعلق باز پرس نہ ہو۔

آگے فرمایا (وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ فضل اور وسعت والے ہیں

وہ اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَآئِشَةَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ صـ ۱۳۱)

اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ آخر تک پوری دس آیتیں۔ جب یہ آیتیں میری پاکی ظاہر کرنے کے لئے اتریں تو ابوبکر صدیق جو مسطح بن اثاثہ سے رشتہ داری اور مفلسی کی وجہ سے کچھ سلوک کیا کرتے تھے کہنے لگے، اللہ کی قسم اب میں مسطح کو کبھی کچھ نہیں دوں گا، اس نے عائشہ کے متعلق اس اس طرح کی باتیں کہیں تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) اور (اے ایمان والو اقرباء مساکین اور مہاجرین کو صدقہ دینا بند نہ کرو، اگر ان لوگوں سے کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو صاحب فضل لوگوں کو) چاہئے کہ (انہیں) معاف کر دیں، درگذر کریں (اے ایمان والو) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے، اللہ تو بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (تمہیں بھی چاہئے کہ تم بھی معاف کرو اور ان پر رحم کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تبارک وتعالیٰ قال ادعوا اللہ جزء ۹ صـ ۱۲۱ و صـ ۱۶۲ وصحیح مسلم کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت جزء اول صـ ۳۶۱)

اللہ اپنے بندوں میں سے اُن پر رحم کرتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ او دعوا الرحمٰن جزء ۹ صلا ۱۴۱)
جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد ۲)
جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان وصححہ جزء ۲ صلا ۳۲)
رحمٰن رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے (تو اے لوگو) تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

درمیان میں اہل فحش کو تنبیہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تہمت کے مضمون کو پھر جاری فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ) جو لوگ پاکدامن، بے خبر، ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) لعنت ہے (وہ دونوں جگہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوں گے اور آخرت میں) ان کے لئے بڑا عذاب ہے (یَوْمَ تَشْھَدُ عَلَیْھِمْ اَلْسِنَتُھُمْ وَاَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) (یہ بڑا عذاب ان کو) اس دن ہوگا جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پیر ان کے اعمال کی جو وہ (دنیا میں) کرتے تھے گواہی دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْھَا شَھِدَ عَلَیْھِمْ سَمْعُھُمْ وَاَبْصَارُھُمْ وَجُلُوْدُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِھِمْ لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا، قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَّھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ
اور (اے رسول) جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ (یعنی آگے والے پیچھے والوں کے انتظار میں) روک لئے جائیں گے یہاں تک کہ جب (سب) اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی جلدیں ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گی۔ (اس موقع پر) وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے تم

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ۔ ۱۹ تا ۲۳)

نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی، وہ جواب دیں گی جس اللہ نے ہر چیز کو گویائی دی اسی نے ہمیں بھی گویائی دی (اور ہم سے گواہی دلوائی) اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور (اب) اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔ اور (گناہ کرتے وقت) تم اس لئے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں کہیں تمہارے خلاف گواہی نہ دیں بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ (برے کرتوت کرنے کے بعد) اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں ہوگی، تو جو گمان تم نے اپنے رب کے متعلق (قائم) کر لیا تھا اسی گمان نے تمہیں تباہ و برباد کیا اور تم نقصان میں جا پڑے۔

آگے فرمایا (يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ) پھر (اس دن اللہ ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا ایسا بدلہ دیگا جس بدلہ کے وہ مستحق ہونگے۔ پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے (اور اللہ ہی) حق کو ظاہر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ○ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ○

(النجم۔ ۳۹ تا ۴۱)

انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا وہ کوشش کرے اور وہ اپنی کوشش (کے نتیجہ) کو (قیامت کے دن) دیکھے گا پھر اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۲۵)

تو پھر (اس افتراء پردازی کے نتیجہ میں) ان کا اس دن کیا حال ہوگا جس دن (کے آنے) میں کچھ شک نہیں، اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ان (میں سے کسی) کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی۔

آگے فرمایا (اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ، اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ) ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں، پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے

اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ (پاک) لوگ ان (تہمتوں) سے بری ہیں جو تہمتیں یہ لوگ ان پر لگا رہے ہیں، ان کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزّت والی روزی ہے۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) تہمت کا یہ واقعہ اگرچہ بالکل جھوٹ تھا تاہم اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے بہتری تھی۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کی برئیت آسمان سے نازل ہوئی اور اس وحی کے ذریعہ نازل ہوئی جو تلاوت کی جاتی ہے۔ یہ چیز حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کی خصوصی فضیلت کی مظہر ہے۔

(۳) ایمان والوں کو یہ بات سنتے ہی حسن ظن کی بنیاد پر کہہ دینا چاہئے تھا کہ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

(۴) جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی تھی وہ چار گواہ پیش نہ کر سکے لہذا وہ یقیناً جھوٹے تھے۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یقیناً پاک دامن، غافل مؤمنہ ہیں۔ ان پر تہمت لگانے والوں کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔

(۶) پاک مردوں کے لئے پاک بیویاں ہوتی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں لہذا ان کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ بھی پاک ہیں، جو تہمت ان پر لگائی گئی وہ اس بنیاد پر بھی بالکل جھوٹ ہے۔

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کے لئے آخرت میں مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ کے بہت سے فضائل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا جزء ۵ ص ۳۶ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائشة جزء ۲ ص ۲۷۱)

عائشہ کی فضیلت (دوسری) عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَالَا أَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضل

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عائشہ یہ جبریل ہیں تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ (پھر کہا) آپ کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو مجھے دکھائی نہیں دیتیں ان کی مراد (یہ) تھی (کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کو وہ

عائشة رضی اللہ عنہا جزء ۵ صـ۳۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل عائشة جزء ۲ صـ۳۷۱)

چیزیں دکھائی دیتی ہیں جو ان کو دکھائی نہیں دیتیں مثلاً جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیتے تھے، انہیں دکھائی نہیں دیتے تھے)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب کشف المرأة فی المنام جزء ۹ صـ۴۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابة باب فی فضل عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا جزء ۲ صـ۳۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں نے تم کو دو بار خواب میں دیکھا۔ ایک شخص ایک ریشمی کپڑے میں تم کو اٹھائے ہوئے تھا اور یہ کہہ رہا تھا یہ تمہاری بیوی ہیں، میں نے کپڑا کھول کر جو دیکھا تو تم تھیں۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ (ضرور) اسے پورا کرے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا اَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب الھبة باب قبول الھدیة جزء ۳ صـ۲۰۳ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل عائشة جزء ۲ صـ۳۷۲)

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجنے کے لئے عائشہ کی باری کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ اس سے غرض یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَاِذَا كَانَتْ عِنْدَ اَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّهْدِيَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَهَا حَتّٰى اِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

مسلمین کو یہ معلوم تھا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کو بہت چاہتے ہیں جب کسی کو کوئی تحفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنا منظور ہوتا تو وہ اس کو مؤخر کرتا رہتا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے گھر میں ہوتے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَآئِشَةَ
بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَكَلَّمَ
حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ
فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهٖ
اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوْتِ نِسَآئِهٖ فَكَلَّمَتْهُ
اُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَّهَا شَيْئًا
فَسَاَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ
لَهَا فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِيْنَ دَارَ
اِلَيْهَا اَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَّهَا شَيْئًا فَسَاَلْنَهَا
فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ
حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ اِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ
لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ
لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ
قَالَتْ فَقَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ
بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ
اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ
يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى۔
(وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ)
صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب من اھدی
الی صاحبہ وتحرّی بعض نسآئہ دون بعض
جزء ۳ صـ ۲۰۲ ورواہ مسلم الا قصۃ

اس دن ان کے گھر بھیجتا (یہ صورت حال دیکھ کر
ام المؤمنین) ام سلمہ کی جماعت نے ان سے کہا
کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ
میں بات کرو کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جس کسی
کو آپ کے پاس کوئی تحفہ بھیجنا ہو وہ بھیج دے
خواہ آپ کسی بیوی کے پاس ہوں۔ ام سلمہ نے
عرض کیا آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ان بیویوں
نے ام سلمہ سے پوچھا کہ آپ نے کیا جواب دیا۔
انہوں نے کہا آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ انہوں
نے کہا پھر بات کرو۔ جب ان کی باری آئی انہوں
نے پھر عرض کیا۔ آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ ان
بیویوں نے پوچھا تو کہہ دیا کہ آپ نے کچھ جواب
نہیں دیا۔ انہوں نے کہا پھر بات کرو انہوں نے پھر
اپنی باری کے دن عرض کیا آپ نے جواب دیا
عائشہ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ، کسی عورت کے
کپڑے میں مجھ پر وحی نہیں آتی سوائے عائشہ کے کپڑے
کے۔ ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ
کو تکلیف دینے سے توبہ کرتی ہوں۔ پھر ان
بیویوں نے حضرت فاطمہ آپ کی بیٹی کو اپنی طرف
سے آپ کے پاس بھیجا یہ عرض کرنے کے لئے
کہ آپ کی بیویاں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہیں کہ آپ ابوبکر
کی بیٹی کے سلسلہ میں انصاف کیجئے۔ انہوں نے عرض کیا۔
آپ نے فرمایا: کیا تم اُس سے محبت نہیں کرتیں جس سے
میں محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر ان سے
(یعنی عائشہ سے) محبت کیا کرو۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم
میں ہیں)۔

ام سلمۃ فی کتاب الفضائل باب فی فضل عائشۃ جزء ۲ صـ۳۷۲)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا کَانَ فِیْ مَرْضِہٖ جَعَلَ یَدُوْرُ فِیْ نِسَآئِہٖ وَیَقُوْلُ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَآءً لِیَوْمِ عَآئِشَۃَ قَالَتْ عَآئِشَۃُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمِیْ سَکَنَ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا جزء ۵ صـ۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (موت) میں بھی باری باری اپنی بیویوں کے پاس رہتے لیکن پوچھتے رہتے کل میں کہاں ہوں گا؟ میں کل کہاں ہوں گا؟ آپ کو میرے گھر کی بڑا آس رہتی۔ پھر جب میری باری کا دن آیا تو آپ پرسکون ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَتَفَقَّدُ یَقُوْلُ اَیْنَ اَنَا الْیَوْمَ اَیْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَآءً لِیَوْمِ عَآئِشَۃَ قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ یَوْمِیْ قَبَضَہُ اللّٰہُ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل عائشۃ جزء ۲ صـ۳۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض الموت میں) دریافت فرماتے تھے آج میں کہاں ہوں؛ کل میں کہاں ہوں گا آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ ابھی میری باری میں دیر ہے پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا (اس حالت میں کہ آپ کا سر) میرے سینہ اور میری ہنسلی کے درمیان میں تھا۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ۔ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب فضل ابی بکرؓ جزء ۵ صـ۱۰ و صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ جزء ۲ صـ۳۵۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کی لڑائی میں سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ جب میں (جنگ سے واپس لوٹا تو) آپ کے پاس آیا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ سے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَبُّ النَّاسِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ

اِلَیْكَ قَالَ عَائِشَةُ (رواہ الترمذی و صححہ فی ابواب المناقب باب من فضل عائشۃ جزء ۲ ص۶۱۱)

آپ کو لوگوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ۔

عمل

اے ایمان والو، مؤمن کے متعلق حسن ظن رکھا کیجئے، بغیر ثبوت کے کوئی بات منہ سے نہ نکالا کیجئے مؤمنین کے معاشرہ میں بے حیائی کی باتوں کو نہ پھیلائیے، شیطان کے قدم بقدم نہ چلئے، بے حیائی اور بُری باتوں سے بچئے، کسی سے ناراض ہوکر اس کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دینا بند نہ کیجئے مؤمن پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت نہ لگائیے۔

اے ایمان والو، حضرت عائشہ صدیقہ کو طیّبہ طاہرہ مطہّرہ عفیفہ محصنہ مؤمنہ سمجھیئے۔ ان کی فضیلت اور بلند مرتبہ کا اعتراف کیجئے۔ اُن سے محبت کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟
بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ
تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا،
ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾
فَإِن لَّمْ تَجِدُوا۟ فِيهَآ أَحَدًا
فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ
لَكُمْ، وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُوا۟
فَٱرْجِعُوا۟ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ، وَٱللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا
بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ ، فِيْهَا
مَتَاعٌ لَّكُمْ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اپنے گھروں کے علاوہ (دوسروں کے) گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک (ان سے) اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے (اور یہ حکم اس لئے بیان کیا جا رہا ہے) تاکہ تمہیں نصیحت حاصل ہو ﴿۲۷﴾ پھر اگر تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ تب بھی گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ (اس وقت) واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو، یہ تمہارے لئے پاکیزگی (کی بات) ہے اور (اے ایمان والو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ کو اس کا علم ہے ﴿۲۸﴾ البتہ ایسے گھروں میں جن میں کوئی نہ رہتا ہو اور تمہارا ان میں سامان رکھا ہو (بے اجازت) داخل ہونے میں تم پر کوئی گناہ نہیں، اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ﴿۲۹﴾

معانی ومصادر (تَسْتَأْنِسُوْا) اِسْتَأْنَسَ، يَسْتَأْنِسُ، اِسْتِئْنَاسٌ (باب استفعال) گھبراہٹ نہ ہونا، مانوس ہونا، اجازت لینا۔
(يُؤْذَنَ) اَذِنَ، يَأْذَنُ، اِذْنٌ (س) اجازت دینا۔
(مَسْكُوْنَةٌ) سَكَنَ، يَسْكُنُ، سَكَنٌ و سُكْنٰى (ن) رہنا۔
(مَتَاعٌ) مَتَّعَ، يُمَتِّعُ، تَمْتِيْعٌ (باب تفعیل) کچھ مدت کے لئے فائدہ دینا (مَتَاعٌ = فانی مال، چند روزہ فائدہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا) اے ایمان والو، سوائے اپنے گھروں کے اور گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک (گھر والوں سے) اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو (ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) یہ تمہارے لئے بہتر ہے (اور یہ حکم تمہیں اس لئے دیا جا رہا ہے) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ) پھر اگر تم گھر میں کسی کو نہ پاؤ تب بھی گھر میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے (وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ) اور اگر تم سے کہا جائے کہ (اس وقت) واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو، یہ تمہارے لئے پاکیزگی کی بات ہے (معلوم نہیں صاحب خانہ کس حالت میں ہے، ہو سکتا ہے کہ تمہارا ملاقات کے لئے اصرار کرنا اس کے لئے تکلیف کا باعث ہو) (وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ) اور (اے ایمان والو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو جانتا ہے (تمہارے تمام اعمال کی اس کو خبر ہے اگر تم نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی تو تمہیں اس کی سزا ملے گی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ سَلَّمَ عَلَیْهِمْ ثَلٰثًا (صحیح بخاری کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه جزء اول ص۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ ارشاد فرماتے ہیں تاکہ لوگ (اس کو) خوب سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کو تین بار سلام کرتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر پر جاتے تو اجازت حاصل کرنے کے لئے سلام کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ فِیْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ اِذْ جَآءَ اَبُوْ مُوْسٰى كَاَنَّهٗ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَاْذَنْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَرَجَعْتُ

میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ابو موسیٰ اشعری آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ڈرے ہوئے گھبرائے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگے میں عمر کے پاس گیا تھا میں نے تین بار اجازت مانگی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی۔ میں

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ، أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثا جزء ۸ صـ۶۷ و صحیح مسلم کتاب الآداب باب الاستئذان جزء ۲ صـ۲۶۲)

لوٹ گیا (بعد میں) عمر نے مجھ سے پوچھا تم کھڑے کیوں نہیں رہے (اور انتظار کیوں نہیں کیا) میں نے کہا میں نے تین بار اجازت مانگی مجھے اجازت نہیں ملی، میں لوٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ ملے تو اس کو چاہئے کہ لوٹ جائے۔ عمرؓ نے یہ حدیث سن کر کہا اللہ کی قسم (اس حدیث کی صحت پر) تم گواہ پیش کرو۔ کیا تم لوگوں میں سے کسی نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ ابی بن کعب کہنے لگے اللہ کی قسم تمہارے ساتھ کوئی نہیں جائے گا مگر وہ جو لوگوں میں سب سے چھوٹا ہو۔ ابو سعید کہتے ہیں میں ہی لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور عمر کو خبر کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ایسا فرمایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ اجازت لینے کے بعد بھی اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے آنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ أَلْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب اذا دعی الرجل فجاء هل یستأذن جزء ۸ صـ۶۸)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں گیا آپ نے ایک دودھ کا پیالہ وہاں دیکھا تو فرمایا ابوہریرہ جاؤ اور صفہ والوں کو بلا لاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں ان کے پاس گیا اور ان کو بلایا۔ وہ آئے اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اِسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ (فِي

انصار کی ایک عورت نے (ابوبکر کے گھر میں)

بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ) فَاَذِنْتُ لَهَا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک جزء ۵ ص۱۵۱)

مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، میں نے اس کو اجازت دی۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:۔
خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحًى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَآءَتْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ زَيْنَبُ قَالَ اَيُّ الزَّيَانِبِ فَقِيْلَ امْرَاَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوْا لَهَا فَاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِيْ حُلِيٌّ لِيْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَوَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب جزء ۲ ص۱۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے پھر (جب نماز پڑھ کر) آپ نے منہ پھیرا تو لوگوں کو نصیحت کی اور خیرات کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا لوگو، خیرات کرو پھر عورتوں کے پاس سے گذرے، فرمایا اے عورتو تم بھی خیرات کرو کیونکہ مجھے دوزخ میں عورتوں کی اکثریت دکھائی گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، یہ کس وجہ سے! آپ نے فرمایا تم لعن (طعن) بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری (بہت) کرتی ہو اور اے عورتو میں نے تمہارے کم عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود تم سے بڑھ کر سمجھ دار آدمی کی عقل کو خراب کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا پھر آپ گھر کی طرف لوٹے۔ جب گھر پہنچے تو عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب آئیں انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ یہ زینب (دروازے پر کھڑی) ہیں آپ نے فرمایا کونسی زینب کہا ابن مسعود کی بیوی۔ آپ نے فرمایا اچھا ان کو آنے دو۔ پھر انہیں اجازت دی گئی۔ وہ آئیں اور کہنے لگی اے اللہ کے نبی، آپ نے آج (عید کے دن ہم کو) خیرات کرنے کا حکم دیا اور میرے پاس کچھ زیور ہے، میں اس کو خیرات کرنا چاہتی ہوں ابن مسعود کہتے ہیں کہ وہ اور ان کا بیٹا اس خیرات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعود سچ کہتے ہیں تمہارے شوہر اور تمہارا بیٹا ان سب لوگوں سے جن کو تم خیرات دینا چاہتی ہو زیادہ حقدار ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت کو بھی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَیْہِ وَ ھُوَ مُضْطَجِعٌ مَّعِیْ فِیْ مِرْطِیْ فَاَذِنَ لَھَا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضائل عائشۃ جزء ۲ صـ۲۷۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ کی بیٹی فاطمہ کو آپ کے پاس بھیجا انہوں نے اجازت مانگی، آپ میرے ساتھ میری چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹی کو بھی اپنے باپ کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیئے

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

فَاَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ الَّتِیْ کَانَتْ تُسَامِیْنِیْ مِنْھُنَّ فِی الْمَنْزِلَۃِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَرَ امْرَاَۃً قَطُّ خَیْرًا فِی الدِّیْنِ مِنْ زَیْنَبَ وَاَتْقٰی لِلّٰہِ وَاَصْدَقَ حَدِیْثًا وَّاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَۃً وَاَشَدَّ اِبْتِذَالًا لِّنَفْسِھَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَصَدَّقُ بِہٖ وَتَقَرَّبُ بِہٖ اِلَی اللّٰہِ مَا عَدَا سَوْرَۃً مِّنْ حِدَّۃٍ کَانَتْ فِیْھَا تُسْرِعُ مِنْھَا الْفَیْئَۃُ قَالَتْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے ام المؤمنین زینب بنت جحش کو آپکے پاس بھیجا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مرتبہ میں میری برابری کرتی تھیں اور میں نے کوئی عورت ان سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، سچی بات کہنے والی، صلہ رحمی کرنے والی اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی اور نہ نیکی اور تقرب الی اللہ کے لئے جو عمل وہ کرتی تھیں اس میں ان سے زیادہ اپنے نفس کو حقیر سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی۔ ان میں فقط ایک تیزی تھی اس سے بھی وہ جلدی پھر جاتی تھیں (یعنی جلدی سے غصہ اتر جاتا تھا) انہوں نے اجازت چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِيْ مِرْطِهَا عَلَى الْحَالَةِ الَّتِيْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَهُوَ بِهَا فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی فضل عائشۃ جزء ۲ صـ ۲۷۲)

دی اسی حال میں کہ آپ میری چادر میں تھے جس حال میں کہ آپ فاطمہ کے آنے کے وقت تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی کو بھی اپنے شوہر کے مکان میں جہاں دوسری بیوی رہتی ہو بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہیئے۔

آگے فرمایا (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ) (اے ایمان والو) ایسے مکانوں میں (بغیر اجازت) داخل ہونے سے تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو مکان غیر آباد ہوں اور جن میں تمہارا سامان وغیرہ رکھا ہو (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ) اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (تمہاری بدنیتی اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔ آباد مکان کو غیر آباد مکان فرض کرکے بدنیتی سے اگر تم کسی مکان میں داخل ہو جاؤ گے تو ہو سکتا ہے کہ تم جھوٹی اور فرضی معذرت ظاہر کرکے صاحب خانہ کے عتاب سے بچ جاؤ لیکن اللہ تعالےٰ کو تو معلوم ہوگا کہ تمہاری معذرت محض جھوٹ ہے، تم قصداً بدنیتی سے اندر داخل ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ تم سے اس کی باز پرس کرے گا اور تمہیں اس کی سزا دیگا لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بدنیتی سے کوئی کام نہ کرو)۔

(نوٹ:۔ کسی کے گھر پر جاکر ملاقات کرنے کے تمام مسائل ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسی سورت کی آیات ۵۸ و ۵۹ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ کسی کے گھر پر جائیں تو اندر داخل ہونے سے پہلے سلام کیجئے اور اجازت لیجئے، بغیر اجازت لئے ہرگز داخل نہ ہوں۔ اگر مکان میں کوئی موجود نہ ہو تب بھی داخل نہ ہوں۔ اگر صاحبِ خانہ آپ سے کہے کہ واپس چلے جائیے تو واپس چلے جائیے۔ اگر مکان غیر آباد ہو اور اس میں آپ کا سامان وغیرہ رکھا ہو تو آپ بغیر اجازت داخل ہو سکتے ہیں۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ
اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ
بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ
يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ
يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ
لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ،
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

آوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ
اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ
التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ
الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ
لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ،
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ

مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ، وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ) مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی (کی بات) ہے، بے شک اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ﴿۳۰﴾ اور (اے رسول) مؤمنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو (خود بخود) ظاہر ہو جائے اور (ان سے) یہ (بھی کہہ دیجئے) کہ اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے بکّل مارے رہا کریں اور اپنی زینت کو (کسی کے سامنے) ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے، یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا ایسے خدام کے جن کو (عورتوں سے) کوئی غرض نہ ہو یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کی پردے کی چیزوں سے ناواقف ہوں اور (اے رسول ان سے یہ بھی کہہ دیجئے) کہ وہ اپنے پیروں کو (اس طرح) نہ ماریں کہ (زیور سے چھم چھم کی آواز نکلے اور) ان کے زیور کا علم ہو جائے جس کو وہ چھپائے ہوئے ہوں اور اے ایمان والو، تم سب اللہ سے توبہ کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۳۱﴾

معانی و مصادر (یَغُضُّوْا) غَضَّ، یَغُضُّ، غَضٌّ و غِضَاضٌ و غَضَاضَةٌ (ن) آواز پست کرنا، نظر نیچی کرنا۔

(فُرُوْجٌ) فَرَجَ، یَفْرِجُ، فَرْجٌ (ض) کھولنا، وسیع کرنا۔ (فَرْجٌ = شرمگاہ)

(ظَهَرَ) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) واقف ہونا، ظاہر ہونا۔

(خُمُرٌ) خَمَرَ، یَخْمُرُ، خَمْرٌ (ن و ض) ڈھانکنا، شراب پلانا، خمیر ملانا (خُمُرٌ = خِمَارٌ کی جمع۔ خِمَارٌ = سر ڈھانکنے کی چیز، دوپٹہ وغیرہ)۔

(جُیُوْب) جَابَ، یَجِیْبُ، جَیْبٌ (ض) گریبان کاٹنا، بیچ میں کاٹنا (جُیُوْبٌ = جَیْبٌ کی جمع۔ جَیْبٌ کے معنیٰ گریبان)۔
(زِیْنَةٌ) زَانَ، یَزِیْنُ، زَیْنٌ (ض) زینت دینا۔
(بُعُوْلٌ) بَعَلَ، یَبْعُلُ، بَعَالَةٌ و بُعُوْلَةٌ (ن) عورت کا شوہر ہونا، عورت کا باشوہر ہونا (بُعُوْلٌ = بَعْلٌ کی جمع۔ شوہر)
(اِرْبَةٌ) اَرِبَ، یَأْرَبُ، اَرَبٌ (س) محتاج ہونا (اِرْبَةٌ = حاجت، حیلہ، غرض)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یعنی زنا نہ کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ، ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ) (اے رسول) مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں (وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ) اور (اے رسول) مؤمنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (غیر محرم مردوں کو نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نہ مردوں کو غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا چاہئے اور نہ عورتوں کو غیر محرم مرد کی طرف دیکھنا چاہئے۔

حضرت جریر فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب نظر الفجاة جزء ۲ ص ۲۶۵)

میں نے اچانک نگاہ پڑ جانے کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔

کسی غیر محرم کو دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ فَالْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب زنا الجوارح دون

اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی (کی تقدیر) میں زنا کا جو حصہ لکھ دیا ہے اس کو وہ ضرور کرے گا تو آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔

الفرج جزء ۸ صـ۶۷ وصحیح مسلم کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا وغیرہ جزء ۲ صـ۲۵۸)

حضرت علی فرماتے ہیں:۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ الْاُوْلٰی لَکَ وَ لَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ (مسند احمد و سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۶ صـ۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالا کرو اس لئے کہ پہلی نظر تو تمہارے لئے (معاف ہے) اور دوسری نظر تمہارے لئے (معاف) نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں:۔

کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْہِ وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا وَلَا یَعْرِفُنَا قَالَ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۶ صـ۷۶)

میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے اتنے میں ابن ام مکتوم آئے اور گھر میں داخل ہوئے۔ یہ واقعہ پردہ کا حکم دئے جانے کے بعد ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) کہا ان سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، کیا یہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم دونوں انہیں نہیں دیکھ رہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابینا کی طرف بھی نظر نہیں کرنی چاہیئے۔

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْہَا فَقَالَ اِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّہْیُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں پر نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو (وہاں) بیٹھے بغیر چارہ نہیں، وہیں ہم لوگ باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جب تم نہیں مانتے (راستوں پر بیٹھنا ہی چاہتے ہو) تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

عَنِ الْمُنْكَرِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب قول اللہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوتا جزء ۸ ص۶۳ وصحیح مسلم کتاب السلام باب من حق الجلوس علی الطریق رد السلام جزء ص۲۶۶)

نگاہ نیچی رکھنا، اذیت دینے سے باز رہنا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بُری بات سے منع کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَاتُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتہا لزوجہا جزء ۷ ص۴۹)

کوئی عورت کسی دوسری عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس عورت کا ذکر اس طرح نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَاِذَا اَبْصَرَ اَحَدُكُمُ امْرَاَةً فَلْيَاْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب ندب من رأی امرأۃ فوقعت فی نفسہ الی ان یاتی امرأتہ جزء اول ص۵۸۵)

عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیٹھ پھیرتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کے پاس آجائے (یعنی اس سے صحبت کرے) ایسا کرنے سے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَاَنِّيْٓ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهٗ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب الاستیذان من اجل البصر جزء ۸ ص۶۶ وصحیح مسلم کتاب الاداب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ جزء ۲ ص۲۶۳ واللفظ للبخاری)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا۔ آپ تیر لے کر کھڑے ہوئے گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ چاہتے تھے کہ اس کی آنکھ پر ماریں۔

نگاہوں کو نیچے کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ذریعوں کی ہدایت فرمائی، نکاح کیا جائے یا روزے رکھے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب من لم یستطع الباء ۃ فلیصم جزء ۷ ص ۳ و صحیح مسلم کتاب النکاح جزء اول ص ۵۸۳)

اے جوانوں کی جماعت، جو کوئی تم میں سے نکاح (کے اخراجات) کی مقدرت رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نکاح کرلے۔ نکاح سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص مقدرت نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ روزے رکھے، ایسا کرنا اس کی خواہش کو کم کردیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم النظر الی العورات جزء اول ص ۱۵۰)

کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا بھی حکم دیا۔ مردوں کو چاہیئے کہ اپنی بیویوں اور اپنی لونڈیوں کے علاوہ تمام دوسری عورتوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اسی طرح عورتیں اپنے شوہروں کے علاوہ تمام مردوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ○ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ○ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ○ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ○ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ○ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ○ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ○

(المؤمنون ۔ ۱ تا ۷)

(قیامت کے دن) وہ مؤمن فلاح پائیں گے۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں، جو بے کار باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے حفاظت نہ کرنے پر انہیں کوئی ملامت نہیں اور جو ان کے علاوہ کسی اور عورت کے متلاشی ہوں تو وہ زیادتی کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا) اور (اے رسول، مؤمنہ عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنی زینت کو (کسی غیر محرم کے سامنے) ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو (خود بخود) ظاہر ہو جائے (مثلاً ہوا وغیرہ سے کپڑا ہٹ جائے اور زینت ظاہر ہو جائے تو ایسی صورت میں ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا) (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ) اور (اے رسول، عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے بکّل مار لیا کریں (تاکہ سینے کا نشیب و فراز ظاہر نہ ہو)۔

اس آیت کے نزول سے پہلے عورتیں سینہ نہیں ڈھانکتی تھیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں نے سینہ ڈھانکنا شروع کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اَخَذْنَ اُزُرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ صـ ۱۳۶)

جب یہ آیت اتری وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ تو عورتوں نے اپنے تہ بند کے حاشیوں کو پھاڑ کر (اوڑھنیاں بنائیں اور) ان سے (اپنے سینوں کو) ڈھانکا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا (صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۹)

دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیل کے دموں کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور ایک وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنے ہوں گی لیکن ننگی ہوں گی، مردوں کو مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر گویا بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے آتی ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ) اور (اے رسول، عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنی زینت کو (کسی کے سامنے) ظاہر نہ کریں سوائے:۔

(۱) اپنے شوہروں کے یا
(۲) اپنے باپوں کے یا
(۳) اپنے شوہر کے باپوں کے یا
(۴) اپنے بیٹوں کے یا
(۵) اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا
(۶) اپنے بھائیوں کے یا
(۷) اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا
(۸) اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا
(۹) اپنی عورتوں کے (یعنی مسلم عورتوں کے) یا
(۱۰) اپنے غلاموں کے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی فَاطِمَۃَ بِعَبْدٍ قَدْ وَھَبَہٗ لَھَا قَالَ وَعَلٰی فَاطِمَۃَ ثَوْبٌ اِذَا قَنَّعَتْ بِہٖ رَاْسَھَا لَمْ یَبْلُغْ رِجْلَیْھَا وَاِذَا غَطَّتْ بِہٖ رِجْلَیْھَا لَمْ یَبْلُغْ رَاْسَھَا فَلَمَّا رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰی قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکِ بَاْسٌ اِنَّمَا ھُوَ اَبُوْکِ وَ غُلَامُکِ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ جزء ۲ ص ۲۱۳ وسندہ صحیح)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس ایک غلام کے ساتھ آئے جو آپ نے ان کو ہبہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت فاطمہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھیں جب اس سے سر کو ڈھانکتیں تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانکتیں تو سر کھل جاتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا اگر تمہارا سر یا پاؤں کھلا رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں تمہارا باپ ہے یا تمہارا غلام ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر اور پیر کسی کے سامنے نہیں کھولنے چاہئیں سوائے محرم رشتہ داروں کے یا غلام کے۔ الغرض عورت اپنے غلام کے سامنے نہ صرف زینت کی چیزیں یا بناؤ سنگھار کھول سکتی ہے بلکہ بال اور پیر بھی کھول سکتی ہے۔

(اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ) عورتیں اپنی زینت کی چیزیں

(۱۱) ایسے خدام کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں جن کو عورتوں سے کوئی غرض نہ ہو۔

حضرت ام سلمہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا

لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلْنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ طائف جزء ۵ ص۱۹۵ وصحیح مسلم کتاب السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب جزء ۲ ص۲۷۲ واللفظ للبخاری)

تھا۔ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا: اے عبداللہ، اگر کل اللہ نے تم کو طائف پر فتح دی تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا وہ جب سامنے آتی ہے تو چار بٹوں کے ساتھ (آتی ہے) اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بٹوں کے ساتھ (جاتی ہے) یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مخنّث آئندہ تمہارے پاس نہ آئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوْا يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ قَالَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَاَةً قَالَ اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَّاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَرٰى هٰذَا يَعْرِفُ مَا هٰهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ قَالَتْ فَحَجَبُوْهُ (صحیح مسلم کتاب السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب جزء ۲ ص۲۷۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور اس کو ان لوگوں میں سے سمجھتے تھے جن کو عورتوں سے غرض نہیں ہوتی۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بیوی کے پاس آئے۔ وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا۔ جب سامنے آتی ہے تو چار بٹیں لے کر آتی ہے اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بٹیں نمودار ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو عورتیں ہیں یہ ان کو بھی پہچان رہا ہوگا (یعنی یہ عورتوں کے حسن اور قبح کو پسند کرتا ہے) یہ اب تمہارے پاس نہ آئے پھر اس سے لوگوں نے پردہ کرا دیا۔

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ "غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ" سے صرف وہ مرد مراد ہیں جن کو عورتوں کی طرف کسی قسم کا بھی رجحان نہ پایا جائے۔ اگر ذرا سا بھی رجحان پایا جائے تو انہیں عورتوں کے پاس آنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ)

(۱۲) عورتیں ایسے لڑکوں کے سامنے بھی اپنی زینت کی چیزیں ظاہر کر سکتی ہیں جو لڑکے کم عمری کی وجہ سے عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے ناواقف ہوں۔

الغرض مندرجہ بالا گیارہ قسم کے افراد کے سامنے عورتیں اپنی زینت کی چیزیں کھول سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ تمام مردوں اور عورتوں کے سامنے عورتیں اپنی زینت کی چیزیں نہیں کھول سکتیں۔

آگے فرمایا (وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ) اور (اے رسول، عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) وہ (چلتے وقت) اپنے پیروں کو (اس طرح) نہ ماریں کہ (زیورات سے چھم چھم کی آواز نکلے اور لوگوں کو) ان کے ان زیورات کا علم ہو جائے جن کو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زینت کی چیزوں کو صرف دکھانے ہی کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کی آواز سنانے کی بھی ممانعت ہے۔

آگے فرمایا (وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) اور اے ایمان والو، تم سب اللہ سے توبہ کرتے رہا کرو (اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہا کرو) تاکہ تم فلاح پاؤ (ہو سکتا ہے کہ ان احکامات کی تعمیل میں تم سے کوتاہی ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیا کرو تاکہ گناہ معاف ہو جائیں اور جنت مل جائے)۔

جس طرح زیورات کی جھنکار سے مردوں کو عورتوں کی طرف رجحان ہو سکتا ہے اسی طرح خوشبو سے بھی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت فرمادی۔

حضرت زینب فرماتی ہیں:۔

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المسجد اذا لم یترتب علیہ فتنۃ جزء ا ص ۱۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیہ فتنۃ جزء ا ص ۱۸۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کسی خوشبو کی دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شریک نہ ہو۔

عمل

اے ایمان والو، اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیئے، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیجئے۔
اے مؤمنہ عورتو، اپنی زینت کو قصداً ظاہر نہ کیجئے، اپنے سینوں پر دوپٹہ کے بکّل مار لیا کیجئے، سینوں کو ڈھانکے رکھیئے تاکہ سینوں کا نشیب و فراز نظر نہ آئے۔

اے مؤمنہ عورتو، اپنی زینت کی چیزیں کسی کے سامنے ظاہر نہ کیجئے، سوائے اپنے شوہر کے اپنے باپ کے، اپنے شوہر کے باپ کے، اپنے بیٹوں کے، اپنے شوہر کے بیٹوں کے، اپنے بھائیوں کے، اپنے بھتیجوں کے، اپنے بھانجوں کے، اپنی عورتوں کے، اپنے غلاموں کے، ایسے خدام کے جن کو عورتوں سے کوئی لگاؤ نہ ہو اور ایسے لڑکوں کے جن کو عورتوں کے پردہ کے مقامات کا علم نہ ہو،

اے مؤمنہ عورتو، چلتے وقت اپنے پیروں کو اس طرح نہ ماریئے کہ پیروں کے زیورات کی جھنکار سن کر لوگوں کو آپ کے پوشیدہ زیورات کا علم ہو جائے اور ان کو آپ کی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ
وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ
وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ
يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ
الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا
حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ
وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ
مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ

إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوهُمْ
مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى
الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا
عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ
يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ
اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) تم میں سے جن کا نکاح نہ ہوا ہو ان کا نکاح کرا دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی نکاح کرا دیا کرو، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیگا، اللہ (بہت) وسعت والا اور علم والا ہے (۳۲) اور جن لوگوں کو (بوجہ تنگی معاش) نکاح (کے لئے کوئی موزون رشتہ) نہ مل سکے تو انہیں چاہئے کہ پاک دامن رہیں یہانتک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے اور (اے ایمان والو) تمہاری لونڈیوں اور تمہارے غلاموں میں سے جو لونڈیاں یا غلام مکاتبت چاہیں تو ان سے مکاتبت کر لیا کرو بشرطیکہ تم ان میں صلاحیت (کے آثار) دیکھو اور جو مال اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے ان کو بھی دو (تاکہ وہ جلدی سے زرِ کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائیں) اور (اے ایمان والو) اگر تمہاری لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہیں تو دنیوی زندگی کا مال و متاع حاصل کرنے کے لئے انہیں بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو شخص انہیں مجبور کرے تو ان کی مجبوری کے بعد (جو کام ان سے سرزد ہو گا تو اللہ انہیں معاف کر دے گا اس لئے کہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۳۳) اور (اے ایمان والو) ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں، جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں ان کے (عبرتناک) حالات اور متقیوں کے لئے نصیحت نازل کر دی ہے (تاکہ تم گمراہی سے بچ سکو) (۳۴)

معانی و مصادر (اَیَامٰی) اَمَ، یَئِیْمُ، اَیْمَۃٌ (ض) بے شوہر یا بے بیوی کے ہو جانا (اَیَامٰی = اَیِّمٌ کی جمع، بے شوہر یا بے بیوی)۔

(اِمَآءٌ) اَمَا، یَأْمُوْ، اُمُوَّۃٌ (ن) لونڈی ہونا (حروف اصلی ا م و) (اِمَاءٌ = اَمَۃٌ کی جمع، لونڈیاں)۔

(فَتَیٰتٌ) فَتِیَ، یَفْتٰی، فَتًی (س) جوان ہونا (فَتَیَاتٌ = فَتَاۃٌ کی جمع، لونڈیاں)۔

(بِغَآءٌ) بَاغٰی، یُبَاغِیْ، مُبَاغَاۃٌ و بِغَاءٌ (باب مفاعلہ) زنا کرنا۔

(تَحَصُّنٌ) تَحَصَّنَ، یَتَحَصَّنُ، تَحَصُّنٌ (باب تفعّل) پاک دامن رہنا۔

(عَرَضٌ) عَرَضٌ = مال (سوائے درہم و دینار کے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ) اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ بے بیوی یا بے شوہر ہوں ان کا نکاح کرا دیا کرو اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی نکاح کرا دیا کرو

(اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) اگر وہ محتاج ہوں گے (اور شادی اور گھرداری کے اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتے ہوں گے) تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کردے گا (وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ) اور (اس بات پر ایمان رکھو کہ) اللہ (بہت) وسعت والا اور علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آزاد مردوں اور عورتوں اور نیک غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرانے کا حکم دیا۔ اس ضمن میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مفلسی کی وجہ سے نکاح کرنے یا کرانے میں لوگوں کو تامل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس وجہ کو لایعنی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ نکاح کے سلسلہ میں یہ امر مانع نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اور اس کے لئے مفلسوں کو غنی کردینا کوئی مشکل نہیں، وہ بڑی وسعت والا ہے، اس کے پاس کس چیز کی کمی ہے، اس نے یہ حکم یونہی نہیں دے دیا بلکہ اپنے علم کی بنا پر دیا ہے، اس کا علم کبھی غلط نہیں ہوسکتا، مزید برآں اس نے وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ غنی کردے گا تو پھر نکاح میں مفلسی کی وجہ سے پس وپیش کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔

آگے فرمایا (وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) اور (اے ایمان والو) جن لوگوں کو (بوجہ افلاس) نکاح (کے لئے موزوں رشتہ) نہ مل سکے تو انہیں چاہیئے کہ پاکدامن رہیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔

یہ حکم انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ انسان میں عموماً توکل علی اللہ کی کمی ہوتی ہے، وہ عموماً اسباب ووسائل پر زیادہ نظر رکھتا ہے اور موجودہ حالات کا لحاظ زیادہ کرتا ہے، ایسی صورت میں لڑکی والے اپنی لڑکی کسی مفلس کو دینے سے عموماً انکار کردیتے ہیں۔ اس فطری کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ انہیں غنی نہ کردے اس وقت تک صبر کریں اور پاکدامن رہیں۔

لڑکی والوں کا انکار ان کی فطری کمزوری کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فطری کمزوری کی وجہ سے انہیں انکار کرنے پر معتوب نہیں ٹھہرایا بلکہ رحم وکرم فرما کر انہیں معذور ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس فطری کمزوری اور ایمان وتوکل کی کمی کو مندرجہ ذیل آیات میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ، بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ، فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ

اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کرسکو تو مؤمنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کرلو، اللہ تمہارے ایمان سے بھی خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی، اور اسے

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ
وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ، فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ
أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ، ذَٰلِكَ لِمَنْ
خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ
لَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ يُرِيدُ اللَّهُ
لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ
عَلَيْكُمْ، وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ○
يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ، وَخُلِقَ
الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ○

(النساء - ۲۵ تا ۲۸)

یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اس لئے کہ) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو، الغرض ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق ان کا مہر ادا کر دیا کرو، (لونڈیوں سے بھی نکاح اس شرط کے ساتھ ہو کہ) وہ (پاک دامن ہوں)، پاکدامن رہیں، زنا کاری نہ کریں اور نہ کسی (غیر مرد) کو (در پردہ) اپنا محبوب و آشنا بنائیں، پھر جب وہ کسی کی زوجیت میں آنے کے بعد بدکاری کر بیٹھیں تو ان کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے، (لونڈیوں سے نکاح کرنے کی) یہ اجازت اس شخص کے لئے ہے جس کو گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور (اگر ایسا اندیشہ نہ ہو تو یہ بات) کہ (آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت ہونے تک) تم صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے (اپنے احکام) کی وضاحت کرے اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان کے حالات بتائے (تاکہ ان سے تمہیں عبرت و نصیحت ہو) اور اللہ (یہ بھی چاہتا ہے کہ) تمہاری توبہ قبول کرتا رہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور (اے ایمان والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں تم گناہ کی طرف بہت بڑے پیمانے پر مائل ہو جاؤ (تاکہ توبہ کی توفیق ہی مشکل

ہوجائے) اور (اے ایمان والو) اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے (سخت احکام کا تم کو حکم نہ دے) اس لئے کہ انسان (بڑا) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مرد کی مفلسی کی صورت میں نکاح کرا دینے کے حکم کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اس کو ترغیب کی حد تک برقرار رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم جزء ۷، ص۳ وصحیح مسلم کتاب النکاح الباب الاول جزء اول ص۵۸۳)

اے جوانو، جو کوئی تم میں سے (نکاح کے اخراجات) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نکاح کرے نکاح سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص (اخراجات) کی استطاعت نہیں رکھتا اسے چاہئے کہ روزہ رکھے، روزے اس کی خواہش کو دبا دیں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مفلسی مانع نکاح ہو سکتی ہے۔ اگر مفلسی مانع نہ ہو تو آیت و حدیث دونوں کی رو سے نکاح کرنا یا کرانا لازمی ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ إِلٰى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّيْ أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ

تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر پر آئے اور آپ کی عبادت کا حال پوچھا جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں اللہ کے رسول ہمیں آپ سے کیا نسبت آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب گناہوں سے محفوظ کر دیا ہے ان میں سے ایک کہنے لگا میں تو رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا کبھی دن کو افطار نہیں کروں گا، تیسرا کہنے لگا میں (عمر بھر) عورتوں سے الگ رہوں گا، نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں رسول اللہ

لَهٗ لٰكِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح جزء ۷، ص۲ و صحیح مسلم کتاب النکاح الباب الاول جزء اول ص۵۸۴)

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا تم ہی لوگ ہو جو ایسی ایسی باتیں کہہ رہے تھے سن لو میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو کوئی میرے طریقہ کو پسند نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

الغرض نکاح کرنا یا کرانا ضروری ہے۔ نکاح سے بے رغبتی کرنا احکام الٰہی کے خلاف ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا) اور (اے ایمان والو) تمہاری لونڈیوں اور تمہارے غلاموں میں سے جو لونڈیاں یا غلام مکاتبت چاہیں تو ان سے مکاتبت کر لیا کرو بشرطیکہ تم ان میں صلاحیت (کے آثار) دیکھو (وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ) اور جو مال اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے ان کو بھی دیا کرو (تاکہ وہ جلدی سے زرِ کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائیں)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم دئے ہیں:۔

① ایک مکاتبت کرنے کا حکم۔

② دوسرا مکاتب غلاموں کو روپیہ دینے کا حکم۔

ان دونوں احکام کا منشاء یہ ہے کہ غلام زیادہ عرصہ تک غلام نہ رہے۔

اگر غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں آپ کو محنت مزدوری کر کے اتنی رقم دے دوں گا، آپ وہ رقم لے کر اس کے عوض میں مجھے آزاد کر دینا اور مالک اس بات پر رضامند ہو جائے تو اس معاہدہ کو مکاتبت کہتے ہیں اور ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔

آیت کی رو سے اگر غلام مکاتبت کی درخواست کرے تو آقا کو اس کی درخواست کا منظور کرنا ضروری ہے اور نہ صرف ضروری ہے بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کی امداد کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ جلد آزاد ہو جائے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک شرط رکھی ہے وہ یہ کہ اگر مالک اپنے غلام میں صلاحیت دیکھتا ہے تو اس کی مکاتبت کی درخواست کو منظور کرے ورنہ نہیں۔

شانِ نزول

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ جَارِیَةً لِّعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اُبَیٍّ یُقَالُ لَھَا مُسَیْکَۃُ وَاُخْرٰی یُقَالُ لَھَا اُمَیْمَۃُ فَکَانَ یُکْرِھُھُمَا عَلَی الزِّنَا فَشَکَتَا ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ الی قولہ تعالےٰ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (صحیح مسلم کتاب التفسیر باب فی قولہ تعالیٰ ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء جزء ۲ ص ۱۱۱)

عبداللہ بن ابی (منافق) کی دو لونڈیاں تھیں ایک کا نام مسیکہ دوسری کا نام امیمہ تھا۔ وہ دونوں سے جبراً زنا کراتا تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِلٰی قَوْلِہٖ تعالےٰ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا) اور (اے لوگو) اگر تمہاری لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہیں تو دنیوی زندگی کے لئے (تھوڑا سا) مال حاصل کرنے کی غرض سے انہیں بدکاری پر مجبور نہ کرو اور جو شخص انہیں مجبور کرے گا (تو گناہ گار وہی ہوگا اور ان لونڈیوں سے جو گناہ سرزد ہوگا تو) ان کی مجبوری کی وجہ سے (اللہ ان کے گناہ کو معاف کر دے گا اس لئے کہ) اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ اگر لونڈیاں پاکدامن رہنا چاہیں تو مالک انہیں بدکاری پر مجبور نہ کرے۔ اس کا یہ منشاء نہیں کہ اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انہیں مجبور کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ پاک دامن رہنا نہیں چاہیں گی تو برضا و رغبت بدکاری پر آمادہ ہو جائیں گی، جبر و اکراہ کی ضرورت ہی کب پیش آئے گی۔ جس صورت میں جبر و اکراہ کی ضرورت ہوگی وہ ایک ہی صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اور کیونکہ صرف اسی صورت میں جبر و اکراہ کی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا اسی صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جبر و اکراہ کی ممانعت فرما دی۔ دوسری صورت میں جبر و اکراہ کا وقوع نہیں ہوتا لہٰذا جبر و اکراہ کی ممانعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

الغرض لونڈی کو بدکاری پر مجبور کرنا حرام ہے اور بدکاری کے ذریعہ کمایا ہوا روپیہ بھی حرام ہے۔

حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبَا وَمُوْکِلَہٗ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ وَاٰکِلَ الرِّبَا وَمُوْکِلَہٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی عورت اور گدوانے والی عورت پر اور سود کھانے

وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب مہر البغی والنکاح الفاسد جزء ۷ ص۷۹)

والے پر اور سود کھلانے والے پر لعنت کی اور کتے کی قیمت اور بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر بھی لعنت کی۔

حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب کسب البغی والاماء جزء ۳ ص۱۲۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کتے کی قیمت سے اور نجومی اور بدکار عورت کی اجرت سے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب کسب البغی والاماء جزء ۳ ص۱۲۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی (زنا کی) کمائی سے منع فرمایا۔

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں:۔

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيْثٌ (صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم ثمن الکلب جزء اول ص۶۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتے کی قیمت خبیث ہے، بدکار عورت کی کمائی خبیث ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ) اور (اے ایمان والو) ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں، ان لوگوں کے واقعات جو تم سے پہلے گذرے ہیں اور متقیوں کے لئے نصیحت نازل کردی ہے (تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ)۔

واضح آیات اس لئے نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھ سکو، گذشتہ لوگوں کے واقعات اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ تمہیں عبرت ہو اور تم ان لوگوں کی طرح احکام الٰہی سے سرکشی نہ کرو، نصیحت اس لئے نازل کی ہے کہ متقی لوگ اس نصیحت کو قبول کریں اور اس پر عمل کریں۔

عمل

اے ایمان والو، جو مرد یا عورت غیر شادی شدہ ہوں ان کا نکاح کرا دیا کیجئے، مفلسی کا اندیشہ نہ کیا کیجئے، اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے گا۔

اگر مفلسی کی وجہ سے آپ کو رشتہ نہ ملتا ہو تو آپ کو چاہئے کہ پاک دامن رہیں، اگر پاکدامن رہنا مشکل نظر آئے تو روزے رکھیئے۔

اے ایمان والو، اگر آپکے غلام یا لونڈیاں آپ سے مکاتبت چاہیں تو اگر آپ کو ان کے آزاد ہو جانے کے بعد ان کے متعلق اچھے حالات کی توقع ہو تو مکاتبت کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، مکاتب غلام اور لونڈی کی مالی امداد کیا کیجئے تاکہ وہ جلدی آزاد ہو جائیں۔

اے لوگو، اگر آپ کی لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہیں تو دنیا کمانے کے لئے انہیں زنا پہ مجبور نہ کیجئے۔

آیات زیر تفسیر میں مندرجہ ذیل باتوں کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں:۔

(۱) نکاح
(۲) مکاتبت
(۳) لونڈیوں کو زنا پہ مجبور کرنا۔

اب ہم نکاح اور مکاتبت کے جملہ احکام بیان کرتے ہیں:۔

نکاح کے جملہ مسائل

نکاح کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام گذر چکے ہیں:۔

(۱) غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کا نکاح کرا دیا کرو (النور ۳۲)

(۲) جن لوگوں کو مناسب رشتہ نہ مل سکے وہ پاک دامن رہیں، پاک دامن رہنے کے لئے روزے رکھیں۔ (النور۔ ۳۲)

(۳) نکاح کے سلسلہ میں مفلسی مانع نہیں ہونی چاہئے۔ نکاح کرا دینا چاہئے اور امید رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا۔ (النور۔ ۳۲)

(۴) اگر استطاعت ہو تو نکاح ضرور کرے، غیر شادی شدہ نہ رہے (ص۸۸ تفسیر ہذا)

اب ہم نکاح کے متعلق باقی احکامات لکھتے ہیں:۔

(۵) نکاح دیندار اور پاک دامن عورت سے کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ، وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ۔

(المآئدۃ ۔ ۵)

تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئیں مزید برآں اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے مؤمنات میں سے پاک دامن عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین جزء ۷ ص۹ و صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب نکاح ذات الدین جزء اول ص۶۲۳)

عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے مالداری کی وجہ سے یا حسب نسب کی وجہ سے یا خوبصورتی کی وجہ سے یا دینداری کی وجہ سے تو (اے مسلم) تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں دیندار عورت کو اختیار کر۔

⑥ بدکار سے نکاح نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(النور۔ ۳)

زانی تو سوائے زانیہ یا مشرکہ کے کسی سے نکاح نہیں کرسکیگا اور زانیہ سے بھی کوئی نکاح نہیں کریگا سوائے زانی یا مشرک کے اور مؤمنین پر تو ایسا نکاح حرام ہے۔

⑦ زیادہ بچے جننے والی اور محبت کرنے والی عورت سے نکاح کرے۔

حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ جَمَالٍ وَّحَسَبٍ وَاِنَّهَا لَا تَلِدُ اَفَاَتَزَوَّجُهَا قَالَ لَا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی تزویج الابکار جزء اول ص۲۸۷)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھے ایک عورت ملی ہے جو نہایت خوبصورت اور شریف ہے لیکن اس کی اولاد نہیں ہوتی کیا میں اس سے نکاح کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں، پھر وہ دوسری بار آیا آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے فرمایا نکاح کرو محبت کرنے والی بہت جننے

سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۶ ص ۸۹)۔

والی عورت سے کیونکہ میں اپنی امت کو تمہارے ذریعہ بڑھانے والا ہوں۔

(۸) نکاح کے وقت عورت کو اپنے پاس مستقل نکاح میں رکھنے کی نیت کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ (النسآء۔ ۲۴)

(اس شرط کے ساتھ نکاح کرو کہ) تمہاری نیت ان کو اپنے نکاح میں روکے رکھنے کی ہو۔

(۹) اپنی پسند کی عورت سے نکاح کرے لیکن بیک وقت چار سے زیادہ نکاح نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (النسآء۔ ۳)

ان کے علاوہ اور عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار نکاح کر لو۔

(۱۰) جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھ لے خواہ عورت کو اس کے دیکھنے کی خبر ہو یا نہ ہو، دیکھ لینے سے دونوں میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں:۔

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمْ قَالَ فَاَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ اِلَّا فَاِنِّيْ اَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا عَظَّمَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا۔

(مسند امام احمد۔ سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی کتاب النکاح جزء ۱۶ ص ۱۵۳)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے ایک عورت کا ذکر جس کو میں نکاح کا پیغام دینا چاہتا تھا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اسے دیکھ لو، اس سے تمہاری آپس کی محبت (زیادہ) ہوگی۔ (یہ فرمان سن کر) میں ایک انصاری عورت کے پاس آیا۔ میں نے اس کے والدین کو نکاح کا پیغام دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا ذکر کیا۔ انہوں نے اس کو ناگوار محسوس کیا۔ اس عورت نے یہ بات سن لی۔ وہ اپنے گھر کے کونے میں پردہ میں بیٹھی تھی۔ اس نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لو اور اگر نہیں دیا ہے تو میں تمہیں قسم دیتی ہوں (کہ تم مجھے نہ دیکھو) گویا اس عورت نے اس چیز کو اس پر بڑا (برا) ظاہر کیا۔ الغرض میں نے اسے دیکھا

اور اس سے نکاح کرلیا پھر مغیرہ نے (آپس کی) موافقت کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ مَرْاَۃً فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْہَا اِذَا کَانَ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلَیْہَا لِخِطْبَتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ لَا تَعْلَمُ (رواہ احمد عن ابی حمید او ابی حمیدہ، رجالہ رجال الصحیح بلوغ جزء ۱۶ ص ۱۵۴ ۔ سندہ صحیح)۔

جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر وہ اس عورت کو دیکھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس عورت کو اس کے دیکھنے کی خبر بھی نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ دیکھنا صرف نکاح کے پیغام کے لئے ہو۔

(۱۱) بیوہ عورت کا نکاح بغیر اس کے مشورہ کے نہ کرے، کنواری لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے نہ کرے، کنواری لڑکی کی خاموشی کو اس کی اجازت تصور کرے، اگر لڑکی یتیم ہو تو یتیم سمجھ کر اس پر جبر نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔
لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُہَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا ج ۲ ص ۷۷۳)

بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ لے لیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اجازت کیسے دے گی؟ آپ نے فرمایا اس کی اجازت یہی ہے کہ وہ چپ رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں۔
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْبِکْرَ تَسْتَحْیِیْ قَالَ رِضَاھَا صَمْتُھَا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا ج ۲ ص ۷۷۳ وروی مسلم نحوہ فی کتاب النکاح باب استیذان الثیب فی النکاح جزء اول ص ۴۷۹)

میں نے کہا یا رسول اللہ کنواری لڑکی تو شرم کرتی ہے آپ نے فرمایا اس کی رضامندی اس کی خاموشی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذِنَتْ وَإِنْ أَبَتْ لَمْ تُكْرَهْ (مسند احمد عن ابی موسیٰ، رجالہ رجال الصحیح (بلوغ جزء ۱۶ ص۱۶ و سندہ صحیح)۔

یتیم لڑکی سے اس کے نفس کے سلسلہ میں مشورہ لیا جائے اگر وہ خاموش رہے تو (گویا) اس نے اجازت دے دی اور اگر وہ انکار کر دے تو اس پر جبر نہ کیا جائے۔

(۱۲) کنواری لڑکی سے اس کا باپ اجازت لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَرُبَّمَا قَالَ وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا (صحیح مسلم کتاب النکاح باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت ۱/۵۹۴)

بیوہ اپنی ذات کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ اس کی ذات کے لئے اجازت لے اور اس کی اجازت چپ رہنا ہے۔

(۱۳) اگر لونڈی کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو آزاد ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ غلام کے نکاح میں رہے یا کسی آزاد مرد سے نکاح کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق جزء اول ص۶۵۲)

میں نے انصار کے لوگوں سے بریرہ کو خریدا۔ اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کو ملے گی جو والی ہو نعمت کا (یعنی جو آزاد کرے) (جب بریرہ آزاد ہو گئیں تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے شوہر کے معاملہ میں اختیار دیا (کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہیں یا کسی آزاد مرد سے نکاح کر لیں، حالت غلامی میں ان) کا شوہر غلام تھا

(۱۴) اپنی لونڈی کو اچھی تعلیم و تربیت دے کر آزاد کرے اور پھر اس سے نکاح کرے تو بہت اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَفِي رِوَايَةٍ وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ

جس شخص کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی تعلیم دے پھر

تَعْلِيمَهَا وَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ
(صحیح بخاری کتاب العتق باب العبد
اذا احسن عبادۃ ربہ ونصح سیدہٗ جزء ۳
ص۱۹۵ وکتاب العلم باب تعلیم الرجل
امتہ واھلہ جزء اول ص۳۵ وکتاب
النکاح باب اتخاذ السراری جزء ۷ ص۷)

اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اُسے دوُا جر ملیں گے۔

(۱۵) اگر میاں بیوی کافر ہوں اور ان میں سے کوئی ایک پہلے اسلام لائے اور دوسرا بعد میں تو وہ پہلے ہی نکاح پر میاں بیوی رہیں گے، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ ابْنِ رَبِیْعٍ وَکَانَ اِسْلَامُھَا قَبْلَ اِسْلَامِہٖ بِسِتِّ سِنِیْنَ عَلَی النِّکَاحِ الْاَوَّلِ وَلَمْ یُحْدِثْ شَھَادَۃً وَلَا صَدَاقًا (رواہ احمد وسندہ صحیح - بلوغ جزء ۱۶ ص۲۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی زینب کو ابوالعاص بن ربیع کے پاس پہلے ہی نکاح پر لوٹا دیا حالانکہ حضرت زینب حضرت ابوالعاص سے چھ سال پہلے اسلام لائی تھیں، نہ کوئی نئے گواہ مقرر کئے گئے اور نہ از سر نو کوئی مہر مقرر کیا گیا۔

(۱۶) اگر طلاق رجعی کے بعد عدت گذر جائے تو میاں بیوی دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو عورت کے ولی کو روکنے کا اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَھُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، ذٰلِکَ یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، ذٰلِکُمْ اَزْکٰی لَکُمْ وَاَطْھَرُ، وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۳۲)

اور (اے ایمان والو) جب تم عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اگر میاں بیوی (دونوں) معروف کے ساتھ (دوبارہ نکاح کرنے پر) رضامند ہو جائیں تو (ان مطلقہ) عورتوں کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو، اس حکم سے اس کو نصیحت کی جارہی ہے جو تم میں سے اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے، یہ تمہارے لئے بہت اچھی اور بہت پاکیزگی کی بات ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے (کہ اس میں کیا مصلحت

ہے) تمہیں (اس مصلحت کا) علم نہیں۔

(۱۷) کنواری لڑکی کا نکاح اگر اس کی مرضی کے خلاف کر دیا جائے تو لڑکی کو اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ قَالَ فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تُعْلِمَ النِّسَاءَ أَنْ لَيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (رواہ ابن ماجہ فی کتاب النکاح باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ جزء اول ص۵۷۸ وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص۱۶۳)

ایک لڑکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس نے کہا میرے والد نے میرے ذریعہ اپنی خسّت مٹانے کے لئے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا (کہ وہ نکاح کو باقی رکھے یا ختم کر دے)۔ اس نے کہا میرے باپ نے جو کچھ کیا میں اسے برقرار رکھتی ہوں، میں تو عورتوں کو بتانا چاہتی تھی کہ باپوں کو اس معاملہ میں (لڑکی کی مرضی کے بغیر) کوئی اختیار نہیں۔

(۱۸) اگر بیوہ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دیا جائے تو وہ نکاح کالعدم قرار دیا جائے۔

حضرت خنساء فرماتی ہیں:۔

أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب اذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود جزء ۷ ص۲۳)

ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا۔ وہ بیوہ تھیں انہوں نے اس نکاح کو پسند نہیں کیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے ان کا نکاح (جو باپ نے کر دیا تھا) فسخ کر دیا۔

(۱۹) نکاح کی تمام (جائز) شرطوں کو احسن طریقہ سے پورا کرے، بدعہدی نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی المھر عند عقدہ النکاح جزء ۳ ص۲۲۹ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب الوفاء بالشروط فی النکاح جزء اول ص۵۹۳)

سب سے زیادہ جو شرطیں پوری کرنے کے لائق ہیں وہ شرطیں ہیں جن پر تم نے عورتوں کی شرم گاہیں حلال کی ہیں۔

(۲۰) کوئی عورت بغیر ولی کی اجازت کے اپنا نکاح نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ (رواہ الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء لا نکاح الا بولی جزء اول ص۳۲۵ وسندہ صحیح۔ نیل جزء ۶ ص۱۰۱ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۹۳۸)

بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَيُّمَا امْرَاَةٍ نُكِحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ (رواہ الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء لا نکاح الا بولی جزء اول ص۳۳۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء ۲ ص۹۳۸)

جو عورت بغیر اپنے ولی کی اجازت کے نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر خاوند نے اس سے صحبت کی تو اس کو مہر ملے گا پھر اگر تنازع اور اختلاف ہو تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔

(۲۱) اگر دو ولی ایک عورت کا نکاح دو مردوں سے کر دیں تو پہلا نکاح برقرار رکھا جائے، دوسرا مسترد کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اَيُّمَا امْرَاَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا (رواہ احمد عن سمرۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۵ ص۴۶)

اگر کسی عورت کا نکاح دو ولی (علیحدہ علیحدہ دو مردوں سے) کر دیں تو وہ اس مرد کے لئے ہو گی جس سے پہلے نکاح ہوا۔

(۲۲) جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا سلطان ولی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ (رواہ الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء لا نکاح الا بولی جزء اول ص۳۳۵ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء ۲ ص۹۳۸)

اگر مہر کے سلسلہ میں تنازع اور اختلاف ہو تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے، (اختلاف کی صورت میں وہ فیصلہ کریگا)۔

(۲۳) دوسرے شخص کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے۔ اگر پہلا پیغام رد کر دیا جائے یا پہلا پیغام بھیجنے والا اجازت دیدے تو پھر پیغام بھیج سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں :۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ يَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ جزء، ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیہ جزء اول ص۵۹۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کی بولی پر بولی لگائے یا اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام بھیجے البتہ اگر وہ اس پیغام کو چھوڑ دے یا دوسرے پیغام بھیجنے والے کو اجازت دیدے تو جائز ہے۔

(۲۴) نکاح میں یہ شرط نہ لگائے کہ تم اپنی بیٹی یا بہن میرے نکاح میں دے دو تو میں تمہیں اپنی بیٹی یا بہن نکاح میں دے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الشغار جزء، ص۱۵ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح الشغار وبطلانہ جزء اول ص۵۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نکاح) شغار سے منع فرمایا۔

(۲۵) کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرتے وقت یہ شرط نہ لگائے کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ وَاَنْ يَّبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الطلاق جزء۳ ص۲۵۱ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ ۱/۶۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر جاکر تجارتی قافلہ سے ملنے سے منع فرمایا اور بستی والے کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرمایا اور اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط لگائے۔

(۲۶) غلام بغیر آقا کی اجازت کے نکاح نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَیُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَیْرِ اِذْنِ سَیِّدِہٖ فَھُوَ عَاھِرٌ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب النکاح باب ماجاء فی نکاح العبد بغیر اذن سیدہ جزء اول ص۲۳۱)

جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے۔

(۲۷) نکاح کے وقت مندرجہ ذیل خطبہ پڑھے پھر ایجاب وقبول کرائے۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں، اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اسی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حاکم و حاجت روا نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اس نفس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد (پیدا کئے) اور بہت سی عورتوں کو (پیدا کیا اور ان کو روئے زمین پر) پھیلا دیا۔ اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے بھی ڈرو بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم اور ہر قسم کے فتنہ و فساد کا سدّباب کرنے والی ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جس شخص نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں:۔

عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ خُطْبَةَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبۂ حاجت کی تعلیم دی نکاح میں اور اس کے

الْحَاجَةِ فِی النِّکَاحِ وَغَیْرِہٖ) (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی خطبۃ النکاح جزء اول ص۲۹۵ و ص۲۹۶ وجامع ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی خطبۃ النکاح جزء اول ص۳۳۸ والنسائی کتاب النکاح باب مایستحب من الکلام عند النکاح جزء ۲ ص۶۵ وابن ماجۃ کتاب النکاح باب خطبۃ النکاح جزء اول ص۵۸۵ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۶ ص۱۶۵ وصححہ الالبانی فی خطبۃ الحاجۃ ص۱۵ وفی التعلیقات علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۹۴۲)

علاوہ دوسرے معاملات میں۔
(ان الفاظ کے بعد خطبہ کی عبارت ہے جو اوپر نقل کی گئی ہے)۔

نوٹ:۔ شروع میں اِنَّ سب کتابوں میں ہے سوائے ابن ماجہ کے، نَحْمَدُہٗ، مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا اور وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ صرف ابن ماجہ میں ہے، ترمذی میں سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا تو ہے لیکن اس سے پہلے "مِنْ" نہیں ہے، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سب کتابوں میں ہے سوائے ابوداؤد کے، ابوداؤد میں نَعُوْذُ بِہٖ ہے، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ سب کتابوں میں ہے سوائے ترمذی کے، ترمذی میں مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ ہے، وَمَنْ یُّضْلِلْ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے، مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ نسائی میں ہے اور ترمذی میں مَنْ یُّضْلِلْہُ ہے۔

(۲۸) جب کسی عورت سے نکاح کرے تو نکاح کے بعد اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور وہ خیر طلب کرتا ہوں جس خیر پر

تونے اسے پیدا کیا ہے اور (اے اللہ) میں اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تونے اسے پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا (وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ مِنْ خَيْرِهَا) وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ زَادَ أَبُوْ سَعِيْدٍ (أَيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ) ثُمَّ لْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی جامع النکاح جزء اول ص۳۰۳ وابن ماجۃ کتاب النکاح باب ما یقول الرجل اذا دخلت علیہ اھلہ جزء اول ص۵۹۲ وکتاب التجارت (ابواب التجارت) باب شراء الرقیق جزء ۲ ص۲۲ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۶ ص۲۱۴ و ص۲۱۵)

جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعاء پڑھے: اے اللہ میں اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور وہ بھلائی طلب کرتا ہوں جس بھلائی پر تونے اسے پیدا کیا ہے اور (اے اللہ) میں اس کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس برائی پر تونے اسے پیدا کیا ہے۔ جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑے اور یہی دعاء پڑھے۔

(۲۹) دولہا کو نکاح کی مبارکباد مندرجہ ذیل الفاظ میں دے۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ

ترجمہ: اللہ تمہیں برکت دے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَّأَ الْاِنْسَانَ اِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (ابوداؤد کتاب النکاح باب ما یقال للمتزوج جزء اول ص۲۹۶ صححہ الترمذی فی جامعہ وصححہ الالبانی فی التعلیقات علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۷۵۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو شادی کی مبارکباد دیتے تو اس طرح دیتے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں برکت دے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔

(۳۰) نکاح کا اعلان کرے، پوشیدہ طور پر نکاح نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ فَصْلَ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی النِّکَاحِ) (رواہ احمد عن محمد بن حاطب وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص۲۱۳)

نکاح میں حلال اور حرام میں فرق کر دینے والی چیز آواز ہے (یعنی اعلان ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَعْلِنُوا النِّکَاحَ (رواہ احمد عن عبد اللہ بن الزبیر وسندہ صحیح بلوغ جزء ۱۶ ص۲۱۲)

نکاح کا اعلان کیا کرو۔

(۳۱) اعلان کے لئے گانے کا اہتمام کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّہَا زَفَّتِ امْرَاَۃً اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ مَا کَانَ مَعَکُمْ لَہْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُہُمُ اللَّہْوُ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یہدین المرأۃ الی زوجہا جزء ۷ ص۲۸)

میں نے ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ تمہارے ساتھ کچھ گانا بجانا نہیں ہے اس لئے کہ گانا بجانا انصار کو اچھا لگتا ہے۔

حضرت عامر بن سعد کہتے ہیں:۔

دَخَلْتُ عَلٰی قُرْظَۃَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ

میں ایک شادی میں حضرت قرظہ بن کعبؓ

نِ الْاَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ وَاِذَا جَوَارِيْ يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ اِذْهَبْ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (النسائی کتاب النکاح باب اللھو و الغناء فی العرس جزء ۴ ص۷۷ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۱۱ ص۱۳۳ والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۲ ص۹۲۴)

اور حضرت ابو مسعود انصاری کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ بچیاں گا رہی ہیں۔ میں نے (ان سے) کہا: تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور اہل بدر میں سے ہو (اور) تمہارے پاس یہ کام ہو رہا ہے۔ ان دونوں نے کہا: اگر تم چاہو تو بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ تم بھی سنو اور اگر تم چاہو تو چلے جاؤ۔ شادی میں ہمیں گانے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۳۲) لڑکی کے ولی کو چاہئے کہ نکاح کے وقت لڑکی کو کچھ جہیز دے۔

حضرت علی فرماتے ہیں:۔

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ (رواہ النسائی فی کتاب النکاح باب جھاز الرجل ابنتہ جزء ۲ ص۷۷ ورواہ احمد۔ سندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص۱۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو جہیز دیا۔

(۳۳) مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح نہ کرے۔

ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضائی ماں، رضائی بہن، ساس، پہلے شوہر سے بیوی کی لڑکی، بہو، دو بہنیں بیک وقت، شوہر والی عورت، البتہ اگر کوئی لونڈی مال غنیمت میں ملے تو ایسی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر سکتا ہے یا اس کو بطور لونڈی کے رکھ سکتا ہے اگرچہ اس کا شوہر زندہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ

(اے ایمان والو) تم پر (یہ عورتیں) حرام ہیں: تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، (تمہاری) بھتیجیاں، (تمہاری) بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے، تمہاری رضائی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں اور جن

بِهِنَّ، فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

(النسآء۔ ۲۳ و ۲۴)

بیویوں سے تم صحبت کر چکے ہو ان بیویوں کی بیٹیاں جو (عموماً) تمہاری گودوں میں (پرورش پاتی) رہی ہیں، ہاں اگر تم نے صحبت نہ کی ہو تو ایسی بیویوں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا گناہ نہیں، تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں، اور تم پر یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو (اپنے نکاح میں) جمع کرو مگر جو پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، (اسے اللہ نے معاف کر دیا) بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور تم پر شوہر والی عورتیں بھی حرام ہیں سوائے ان لونڈیوں کے جو تمہارے قبضہ میں آجائیں۔

(۳۴) پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بیک وقت نکاح نہ کرے (یعنی دونوں بیک وقت زوجیت میں نہ ہوں)۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تنکح المرأۃ علی عمتہا جزء ۷، ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأۃ وعمتہا جزء اول ص۵۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ کے اوپر نکاح میں لائی جائے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تنکح المرأۃ علی عمتہا جزء ۷، ص۱۵ و صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأۃ وعمتہا جزء اول ص۵۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اور اس کی پھوپھی اور کوئی عورت اور اس کی خالہ (نکاح میں) جمع نہ کی جائیں۔

(۳۵) اگر افلاس کی وجہ سے کسی لونڈی سے نکاح کرے تو اس کے مالک سے اجازت لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ، بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ، فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(النسآء۔ ۲۵)

اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمنہ عورتوں سے نکاح کر سکو تو مؤمنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لیا کرو، اللہ تمہارے ایمان سے بھی خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی خوب واقف ہے اور اسے یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو، الغرض ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق ان کے مہر ادا کر دیا کرو۔

(۳۶) حالت احرام میں نہ خود نکاح کرے، نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ پیغامِ نکاح بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ لَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ

(صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم جزء اول ص۴۵۹)

کوئی محرم نہ اپنا نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ خطبہ دے (یعنی نکاح کا پیغام بھی نہ بھیجے)

(۳۷) مشرک عورت سے نکاح نہ کرے اور نہ کسی مسلم عورت کا نکاح کسی مشرک سے کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ، وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ، وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔

(البقرۃ ۔ ۲۲۱)

اور (اے ایمان والو) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو، مشرک عورتوں سے تو مؤمن لونڈی بہتر ہے خواہ وہ مشرک عورت تمہیں اچھی ہی کیوں نہ معلوم ہو اور (اے ایمان والو) مشرک مَردوں سے (مؤمن عورتوں کا) نکاح نہ کرایا کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔

(۳۸) اہل کتاب کی پاکدامن عورت سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔

اللہ عزوجل ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے :۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

(المآئدۃ ۔ ۵)

(اے ایمان والو) آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کردی گئیں مزید برآں اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے ، مؤمنات میں سے پاکدامن عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان کی پاکدامن عورتیں بھی (تم پر حلال ہیں)۔

(۳۹) جن مردوں یا عورتوں سے ولادت کی وجہ سے نکاح حرام ہے ایسے مردوں اور ایسی عورتوں سے رضاعت کی وجہ سے بھی نکاح حرام ہے (مثلاً چچا سے نکاح حرام ہے تو رضاعی چچا سے بھی نکاح حرام ہے اور جس طرح حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بہن سے بھی نکاح حرام ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب و امھتکم التی ارضعنکم و محرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب جزء ۷ ص ۱۲ و صحیح مسلم کتاب الرضاع باب یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ جزء اول ص ۶۱۲)

دودھ پینے سے اسی طرح حرمت ثابت ہوتی ہے جس طرح ولادت سے ہوتی ہے۔

(۴۰) دولہا کو چاہئے کہ جب دلہن کے پاس جائے تو صحبت سے پہلے اسے کچھ دے۔

ایک صحابی فرماتے ہیں :۔

اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ان سے صحبت کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا یہاں تک کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دیں ۔ حضرت علی رضؓ نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِھَا دِرْعَكَ فَاَعْطَاھَا دِرْعَهٗ ثُمَّ دَخَلَ بِھَا۔ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرجل یدخل بامرأتہ قبل ان ینقدھا جزء اول ص ۲۹۶۔ سکت علیہ المنذری بلوغ جزء ۱۶ ص ۱۷۱ وسندہ صحیح)۔

کہا یارسول اللہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اپنی زرہ دے دو حضرت علی نے اپنی زرہ حضرت فاطمہ کو دے دی پھر ان کے پاس داخل ہوئے۔

مکاتب غلام کے جملہ مسائل

مکاتب غلام کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) اگر کوئی غلام اپنے مالک سے مکاتبت کی درخواست کرے تو اگر مالک اس میں اس کی بہتری سمجھے تو ضرور مکاتبت کرلے۔

(۲) ہر شخص جس کے پاس مال ہو اس مکاتب غلام کی امداد کرے تاکہ وہ جلد آزاد ہو جائے۔

(۳) مکاتب غلام کو خرید کر آزاد کیا جا سکتا ہے۔

(۴) مکاتب غلام کا وارث (بطور عصبہ) وہی ہوگا جو آزاد کرے، بیچنے والا کسی بھی صورت میں اس کا وارث نہیں ہوگا خواہ وہ بیچتے وقت وراثت کی شرط ہی کیوں نہ کرلے۔

اب ہم مکاتب غلام کے مزید مسائل لکھتے ہیں:۔

(۵) مکاتب غلام اس وقت تک غلام رہے گا جب تک کتابت میں سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْمُکَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِیَ عَلَیْہِ مِنْ کِتَابَتِہٖ دِرْھَمٌ (ابوداؤد کتاب العتق ابواب العتق جزء ۲ ص ۱۹۱۔ سندہ صحیح بلوغ جزء ۱۴ ص ۱۶۱)

مکاتب غلام اس وقت تک غلام ہے جب تک کتابت میں سے ایک درہم بھی اس پر باقی ہے۔

(۶) جب مکاتب غلام کے پاس اتنی رقم ہو جائے کہ اس کی کتابت کی رقم کی ادائیگی کے لئے کافی ہو تو اس کی مالکہ کو اس غلام سے پردہ کرنا چاہیئے۔

حضرت ام سلمہ زوجہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا كَانَ لِإِحْدٰىكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ
عِنْدَهٗ مَا يُؤَدِّيْ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ۔
(ابوداؤد کتاب العتق ابواب العتق
جزء ۲ ص ۱۹۱ وسندہ صحیح بلوغ جزء ۱۲ ص ۱۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرماتے
تھے جب تم میں سے کسی کے پاس مکاتب ہو
اور اس مکاتب کے پاس اس قدر مال ہو جس
سے وہ کتابت کی رقم ادا کر سکتا ہو تو اس کی
مالکہ کو اُس سے پردہ کرنا چاہیئے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ، يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

مَنْ يَّشَآءُ، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ
اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا
اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ،
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ

الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ
اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ
مِّن فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن
يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

ترجمہ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور (ہدایت) ہے (اسی سے آسمانوں کو اور زمین کو ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے)، اس کے نور (ہدایت) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے، اس طاق میں ایک چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس (اتنا چمکدار ہے) گویا کہ وہ ایک چمکتا ہوا تارا ہے، وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت (کے تیل سے) جلایا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے، نہ غربی، اس (چراغ) کا تیل (اتنا صاف وشفاف ہے کہ) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا اگرچہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو، (وہ چراغ کیا ہے) نور علیٰ نور ہے، اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۳۵﴾ (اللہ کے) گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں مقام رفعت دیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے، ان میں صبح وشام تسبیح پڑھتے ہیں ﴿۳۶﴾ وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی ﴿۳۷﴾ (اور وہ دن اسی لئے واقع ہوگا) کہ جو عمل انہوں نے کئے ہیں اللہ ان کو ان کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی دے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے ﴿۳۸﴾

معانی ومصادر

(مِشْکٰوۃٌ) شَکَا، یَشْکُوْ، شِکَایَۃٌ وشَکْوٌ وشَکَاۃٌ وشَکَاءَۃٌ وَشَکِیَّۃٌ وشَکْوٰی (ن) شکایت کرنا (مِشْکٰوۃٌ = طاق)۔
(مِصْبَاحٌ) صَبَحَ، یَصْبَحُ، صَبْحٌ وصُبْحَۃٌ (س) چمک دار ہونا، چمکنا (مِصْبَاحٌ = چراغ)
(زُجَاجَۃٌ) زَجَّ، یَزِجُّ، زَجٌّ (ن) طول میں باریک ہونا (زُجَاجَۃٌ = شیشہ، فانوس)۔
(کَوْکَبٌ) کَوْکَبَ، یُکَوْکِبُ، کَوْکَبَۃٌ (باب فعللۃ۔ رباعی مجرد) چمکنا (کَوْکَبٌ = تارا، تلوار)۔
(دُرِّیٌّ) دَرَّ، یَدُرُّ، دَرٌّ (ن وض) روشن ہونا، زیادہ ہونا (دُرِّیٌّ = چمک دار)۔
(یُوْقَدُ) اَوْقَدَ، یُوْقِدُ، اِیْقَادٌ (باب افعال) سلگنا، سلگانا۔
(شَرْقِیَّۃٌ) شَرَقَ، یَشْرُقُ، شَرْقٌ وشُرُوْقٌ (ن) نکلنا، طلوع ہونا۔
(غَرْبِیَّۃٌ) غَرَبَ، یَغْرُبُ، غَرْبٌ (ن) چلے جانا۔
غَرَبَ، یَغْرُبُ، غُرُوْبٌ (ن) غائب ہوجانا، دور ہوجانا، غروب ہوجانا۔
(زَیْتُوْنٌ) زَیْتُوْنٌ = ایک درخت کا نام ہے۔ زَیْتُوْنَۃٌ = زَیْتُوْن کا ایک درخت۔
(زَیْتٌ) زَاتَ، یَزِیْتُ، زَیْتٌ (ض) تیل ڈالنا، تیل کھلانا (زَیْتٌ = تیل)۔
(یُضِیْءُ) اَضَاءَ، یُضِیْءُ، اِضَاءَۃٌ (باب افعال) روشن کرنا، روشن ہونا۔
(تَمَسُّسٌ) مَسَّ، یَمَسُّ، مَسٌّ ومَسِیْسٌ ومِسِّیْسٰی (ن ف) چھونا۔
(غُدُوٌّ) غَدَا، یَغْدُوْ، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا (غُدُوٌّ = صبح)۔
(اٰصَالٌ) اَصُلَ، یَاْصُلُ، اَصَالَۃٌ (ک) شریف النسب ہونا، کسی چیز کی اصل ہونا۔
(اٰصَالٌ = اَصِیْلٌ کی جمع۔ اصیل = عصر ومغرب کا درمیانی وقت)۔
(تُلْہِیْ) اَلْہٰی، یُلْہِیْ، اِلْہَاءٌ (باب افعال) مشغول کرنا، غافل کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

نور سے مراد یہاں ہدایت اور رہنمائی ہے۔ جیسا کہ اسی آیت میں آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ (النور۔ ۳۵)

اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالےٰ نے لفظ نور کو ہدایت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ

ایمان والوں کا دوست اللہ تعالےٰ ہے

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ۔

(البقرۃ ۔ ۲۵۷)

جو انہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر نور (ہدایت) کی طرف لے آتا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انہیں نور (ہدایت) سے نکال کر (گمراہی کی) تاریکیوں کی طرف لے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۵۷)

جو لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(الصف ۔ ۸)

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ، فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ، اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(الزمر ۔ ۲۲)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر (قائم) ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی نصیحت سے بے بہرہ ہو، ہرگز نہیں) تو جن لوگوں کے دل اللہ کی نصیحت سے (فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں ان کے لئے بڑی خرابی ہے، یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ

وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور بے شک اللہ

رَّحِيْمٌ○ (الحدید۔ ۹)

تم پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ○ (التغابن ۔ ۸)

تو (اے کافرو، اب بھی وقت ہے) اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ اور (اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو) اللہ (تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے وہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے (اچھی طرح) باخبر ہے۔

قرآن مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو بار بار نور کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ○ (المآئدۃ ۔ ۱۵)

بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نورِ (ہدایت) یعنی روشن کتاب آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا○ (النسآء ۔ ۱۷۵)

اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور (اے لوگو) ہم نے تم پر (ایک) واضح نورِ (ہدایت) نازل کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا، مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا، وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○ (الشوریٰ ۔ ۵۲)

اور (اے رسول) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے احکام کی وحی بھیجی، (اس سے پہلے) آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیسی ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے البتہ ہم نے اس کتاب کو نور بنایا ہے، اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت پر چلاتے ہیں اور (اے رسول) آپ یقیناً (لوگوں کو) سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے لئے نور ہدایت ہے۔ آسمان اور زمین اسی کی ہدایت

اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔ آسمان اور زمین ہر لمحہ اس کی ہدایت کے مطابق اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نظام عالم میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(یونس۔ ۳۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو پھر (اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى، يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○

(الرعد۔ ۲)

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر دیا جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، (ان میں سے) ہر ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے، (خبردار) اللہ ہی (کائنات کے) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، وہی (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین آجائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا، اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ

(اور اے رسول، ان سے یہ بھی پوچھیے) بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا (اے کافرو، یہ کام کسی نے نہیں کئے، ہم نے کئے ہیں) پھر ہم ہی نے اس پانی سے خوشنما

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا، اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(النمل۔ ۶۰ و ۶۱)

باغ اگائے، یہ تمہارے بس کی بات نہیں تھی کہ باغوں کے درخت اگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں۔ (اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس میں دریا جاری کئے اور (وہ کون ہے جس نے) زمین میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے بیچ میں پردہ حائل کر دیا، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ علم (و دانش) سے بے بہرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

(الروم۔ ۲۴ و ۲۵)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، پھر جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں سے) نکل پڑو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ، مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ، اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل۔ ۴ و ۵)

چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر رونق افروز ہوا۔ (اے لوگو) اس کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا تو کیا پھر (بھی) تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے وقفہ میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ، وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(الفاطر۔ ۴۱)

بیشک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے (تاکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں) اور اگر وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو ان کو تھام سکے، بے شک اللہ (بڑا) بردبار اور بخشنے والا ہے (کہ ان کے شرک کی ان کو فوری سزا نہیں دیتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ، يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ○

(الطلاق۔ ۱۲)

اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اتنی ہی زمینیں (پیدا کیں)۔ آسمانوں میں اور زمینوں میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے۔

الغرض پوری کائنات کا نظام اللہ وحدہ لاشریک لہ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی دوسرا اس کے کام میں شریک نہیں اور نہ وہ کسی کی شرکت کا محتاج ہے۔ کائنات کا نظام چلانا اس کے لئے کوئی بار نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اس کی کرسی نے آسمانوں کا اور زمین کا احاطہ

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○

(البقرۃ۔ ۲۵۵)

کر رکھا ہے، آسمانوں اور زمین کی حفاظت سے اللہ تعالیٰ کو تکان نہیں ہوتی، وہ بہت بلند و بالا اور عظمت والا ہے۔

آگے فرمایا (مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ) اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے، اس طاق میں ایک چراغ ہے (اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ) وہ چراغ ایک فانوس میں ہے (اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) وہ فانوس (اتنا چمک دار ہے) گویا کہ وہ ایک چمکتا ہوا تارا ہے (يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ) وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت (کے تیل سے) جلایا جاتا ہے جو درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی، (اس پر ہر وقت سورج کی کرنیں پڑتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے اس درخت کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے) يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ) اس (چراغ) کا تیل (اتنا صاف اور شفاف ہے کہ) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا اگرچہ اس کو آگ نے نہ چھوا ہو (نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ) (وہ چراغ کیا ہے) نور علی نور ہے، نور بالائے نور ہے (يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) اللہ اپنے نور (ہدایت) سے جس کو چاہتا ہے (صراط) ہدایت پر لا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے (وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ) اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ وہ بآسانی سمجھ جائیں اور انہیں کوئی دقت نہ ہو) وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کسی خاص چیز کی مثال کونسی چیز سے دی جا سکتی ہے کہ اس کے ذریعہ عوام الناس اس خاص چیز کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ لیں جس کی مثال دی جا رہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا، وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

(العنکبوت۔ ۴۱)

(اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسی مثال مکڑی کی، وہ ایک گھر بناتی ہے (اور سمجھتی ہے کہ وہ گھر اس کو محفوظ رکھے گا) حالانکہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے (وہ کیا حفاظت کرے گا)، کاش یہ (کافر) اس (بات کو) سمجھتے (کہ جس طرح مکڑی کا جالا کارسازی نہیں کر سکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے بھی ہیں ان میں سے کوئی بھی کارسازی

نہیں کرسکتا)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معبودان باطل کی کمزوری کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح مکڑی کا جالا آفات سے نہیں بچا سکتا اسی طرح یہ معبودان باطل کسی کو مصیبت سے نہیں بچا سکتے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ○

(الحج ۔ ۷۳)

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو، بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معبودان باطل کی بے بسی کا کتنا حسین نقشہ کھینچا ہے۔ یہ تمام معبودان باطل مکھی کے مقابلہ میں بے بس ہیں۔ وہ چیز جو وہ لے کر اڑتی ہے اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ جب یہ اتنے بے بس ہیں تو انسانوں کی کیا مدد کریں گے۔ ان سے مدد مانگنا بالکل لغو اور لایعنی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ مثالیں دے کر سمجھاتا ہے۔

آیت زیر تفسیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک مثال دی ہے اور اپنے نور ہدایت کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور ہدایت ایک چراغ کی روشنی کے مثل ہے۔ اس چراغ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ایک طاق میں رکھا ہوا جل رہا ہے۔ اس کی لَو کی روشنی کو مسلسل ایک ایسے تیل سے تقویت پہنچ رہی ہے جو نہایت صاف اور شفاف ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بغیر آگ کے جل اٹھے گا۔ ایسے عمدہ تیل سے جلنے والی لو بہت صاف اور چمک دار ہوتی ہے۔ لو کے چاروں طرف ایک فانوس ہے جو خود بھی روشنی کا منبع ہے اور لو کی روشنی کو بھی باہر پھینک رہا ہے۔ ایک تو لو کی روشنی پھر اس کے اوپر فانوس کی روشنی، نور علیٰ نور کا منظر پیش کر رہی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا نور ہدایت اس چراغ کے مثل ہے جس کی روشنی بے حد و حساب ہے۔ جس طرح منور چراغ کی روشنی

سے وہ شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو آنکھوں کا اندھا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نور ہدایت سے وہی شخص فیضیاب نہیں ہوتا جس کے دل کی آنکھیں اندھی ہوں، جس کی روحانی صلاحیتیں معدوم ہوں۔

آگے فرمایا (فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ) (اللہ کے) گھروں میں جن گھروں کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں مقام رفعت دیا جائے اور ان میں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے، ان میں صبح و شام ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے سے، نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی (لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ) (وہ دن اس لئے واقع ہوگا) کہ جو اعمال انہوں نے کئے ہیں اللہ ان کو ان اعمال کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے ان کو مزید صلہ عطاء فرمائے (وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ) اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کا ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے گھر سے مراد مسجد ہے جس کی تعظیم و توقیر کے لئے اللہ تعالیٰ نے احکام صادر فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ۔ (التوبۃ۔ ۱۷)

مشرکین کے لئے زیبا نہیں کہ وہ اللہ (تعالیٰ) کی مسجدوں کو تعمیر کریں باوجود اس بات کے کہ وہ (اپنے اقوال و اعمال سے) خود اپنے اوپر (اپنے) کفر کے گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ○ (الجن۔ ۱۸)

اور (اے لوگو) مساجد تو اللہ کے لئے ہیں لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ مسجد کو شرک و کفر کی گندگی سے دور رکھا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَّ

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس

کو دفن کر دینا ہے۔

کَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کفارۃ البزاق فی المسجد جزء اول ص۱۱۳ و صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد جزء اول ص۲۲۳)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہروں (اور محلّوں) میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور ان کو پاک وصاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَآءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب اتخاذ المساجد فی الدور جزء اول ص۷۲ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۲۲۳)

حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے اپنے محلّوں میں مسجدیں بنانے کا۔ آپ یہ بھی حکم دیتے کہ ان کو عمدہ بنایا جائے اور انہیں پاک (وصاف) رکھا جائے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ اَنْ نَّصْنَعَهَا فِيْ دُوْرِنَا وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب اتخاذ المساجد فی الدور جزء اول ص۷۲ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں شاعرہ کرنے اور خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ فِيْهِ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی کراھیۃ البیع والشراء فی المسجد جزء اول ص۱۰۲۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی ومرعاۃ ۱/۴۸۲)

الغرض مسجد کا ادب واحترام کرنا چاہیئے۔ آیت زیر تفسیر میں مسجدوں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ تجارت اور خرید وفروخت میں اتنا مشغول نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے، نماز سے اور زکوٰۃ سے غافل ہو جائے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے یوم قیامت کی ہولناکی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ قیامت کا دن اتنا ہولناک ہوگا کہ دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ، وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝

(ابراھیم۔ ۴۲ و ۴۳)

اور (اے رسول) یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ جو اعمال یہ ظالم کر رہے ہیں اللہ (تعالیٰ) ان سے غافل ہے (نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ) اللہ تو ان کو اس دن تک کے لئے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ (اس دن لوگ) سر اوپر کو اٹھائے ہوئے (میدان محشر کی طرف) بھاگ رہے ہوں گے، (دہشت کی وجہ سے) ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گی اور دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ، اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝

(الحج۔ ۱ و ۲)

اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ (بہت) بڑی چیز ہے۔ (اے رسول) جس دن آپ اسے دیکھیں گے (تو آپ دیکھیں گے کہ) ہر دودھ پلانے والی اپنے شیر خوار (بچے) کو بھول جائے گی اور حمل والی کا حمل ساقط ہو جائے گا اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ (نشہ میں) مدہوش ہیں حالانکہ وہ (نشہ میں) نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب (اتنا) سخت ہوگا (کہ اس کو دیکھ کر وہ مدہوش ہو جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۸)

(اے رسول) ان کو اس دن سے ڈرائیے جو دن کہ بہت جلد آنے والا ہے، (اس دن) جب دل (غم سے) گھٹ گھٹ کر گلوں سے آلگیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مان لی جائے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا نور ہدایت ایک انتہائی تیز روشنی کے جگمگاتے ہوئے چراغ کی مانند ہے۔ اس نور سے فائدہ اٹھائیے اور راہ راست پر آجائیے۔

اے ایمان والو، مسجدوں کا احترام کیا کیجئے اور صبح و شام مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تجارت اور خرید و فروخت آپ کو اللہ تعالےٰ کے ذکر اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کر دے۔ قیامت کے دن سے ڈرتے رہیے جس دن خوف کی وجہ سے دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

مسجد کے جملہ آداب

مسجد کے مندرجہ ذیل آداب اوپر تفسیر میں گذر چکے ہیں :۔

(۱) مسجد کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک رکھا جائے۔ وہاں نہ کفر کیا جائے اور نہ شرک۔ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ کفر و شرک اگرچہ ہر جگہ گناہ ہے لیکن مسجد میں کفر و شرک کا ارتکاب اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

(۲) مسجد میں ہرگز نہ تھوکے، اگر تھوکے تو تھوک کو زمین میں دبا دے۔

(۳) مسجد کو پاک اور صاف اور خوشبودار رکھے۔

(۴) مسجد میں نہ محفل مشاعرہ قائم کرے اور نہ خرید و فروخت کرے۔

اب ہم مسجد کے باقی آداب بیان کرتے ہیں :۔

(۵) جب مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعاء پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

ترجمہ :۔ اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ دعاء پڑھے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ترجمہ :۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ اِذَا خَرَجَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مسند ابی عوانۃ جزء اول ص ۴۱۴ سندہ صحیح ورواہ ابوداؤد نحوہ)

جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ دعاء پڑھے :۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب (مسجد سے) باہر نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ دعاء پڑھے :۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

(۶) تمام دن شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے مسجد میں داخل ہوتے وقت مندرجہ ذیل دعاء پڑھے :۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ
وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ میں شیطان مردود سے اللہ عظمت والے کی پناہ طلب کرتا ہوں اور اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں :۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَالَ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطٰنُ حُفِظَ مِنِّيْ سَائِرَ الْيَوْمِ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ تفریع ابواب المساجد باب فی ما یقول الرجل عند دخولہ المسجد جزء اول ص۷۳۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۲۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے میں شیطان مردود سے اللہ عظمت والے کی پناہ طلب کرتا ہوں اور اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ طلب کرتا ہوں، آپ فرماتے تھے جب کوئی شخص یہ دعاء پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے اب (یہ) مجھ سے تمام دن محفوظ ہوگیا۔

⑦ جب مسجد میں داخل ہو تو بیٹھے نہیں۔ پہلے دو رکعت پڑھے پھر بیٹھے۔

حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں :۔

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تَجْلِسَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ قَالَ فَاِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔

میں مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس چیز نے باز رکھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا (تو میں بھی بیٹھ گیا)۔ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب تحیۃ المسجد الرکعتین جزء اول ص۲۸۷)

نہ بیٹھے۔

⑧ اگر تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے بیٹھ جائے تو جب اسے یاد دلایا جائے تو کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ. (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب التحیۃ والامام یخطب جزء اول ص۲۷۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک شخص آیا (اور بیٹھ گیا)۔ آپ نے پوچھا تم نے نماز پڑھی؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اٹھو دو رکعت پڑھو۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدَخَلَ اَعْرَابِيٌّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسَ الْاَعْرَابِيُّ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَمَرَهُ فَاَتَى الرَّحْبَةَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۵ ص۴۲)

ہم جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی (مسجد میں) داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے۔ وہ لوگوں کے آخر میں (آکر) بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تم نے دو رکعت پڑھیں؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے اسے (دو رکعت پڑھنے کا) حکم دیا۔ وہ شخص منبر کے قریب ایک کشادہ مقام پر آیا اور دو رکعت ادا کیں۔

⑨ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں ایسی حالت میں داخل ہو کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے بھی چاہئے کہ دو رکعت پڑھے لیکن ہلکی پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ

جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہئے کہ دو رکعت پڑھے لیکن ان رکعتوں میں اختصار

باب التحیۃ والامام یخطب جزء اوّل صـ۳۴۷)

کرے (لمبی لمبی رکعتیں نہ پڑھے)۔

(۱۰) بدبودار چیز کھا کر مسجد میں داخل نہ ہو۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَاَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا جزء اول صـ۲۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا پھر ہمیں بھوک لگی تو ہم نے اس میں سے کچھ کھالیا۔ آپ نے فرمایا جس نے اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے اس لئے کہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۱) مسجد کو زیبت بلند بنائے اور نہ مزین کرے، مسجد بالکل سادگی کا نمونہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَآ اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ۔

مجھے مسجدوں کے بلند کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ تفریع ابواب المساجد باب فی بناء المسجد جزء اول صـ۷۹ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول صـ۲۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِى الْمَسَاجِدِ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی بناء المسجد جزء اول صـ۷۹۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء اول صـ۲۲۴)

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مسجدوں پر فخر نہ کریں گے۔

(۱۲) مسجدوں میں بلند آواز سے گم شدہ جانور کو تلاش نہ کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے تو سننے والا اسے یہ جواب دے۔

لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ

ترجمہ:۔ اللہ وہ جانور تجھے نہ لوٹائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا (صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن نشد الضالۃ فی المسجد جزء اول ص۲۲۸)

جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ جانور ڈھونڈتے ہوئے سُنے (یعنی وہ بلند آواز سے اپنی چیز کے لئے لوگوں کو پکارے) تو کہے اللہ کرے تیری چیز تجھے نہ ملے اس لئے کہ مسجدیں اس واسطے نہیں بنائی گئیں۔

(۱۳) اگر کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھے تو اس سے کہے۔

لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ

ترجمہ:۔ اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ۔ (ترمذی ابواب البیوع باب النہی عن البیع فی المسجد جزء اول ص۲۱۲ سنن صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اول ص۲۲۸)

جب تم دیکھو کہ کوئی مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہے تو کہو اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ کرے۔

(۱۴) جب وضو کر کے مسجد کے لئے روانہ ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلٰوةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ فَلَا يَفْعَلْ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک کتاب الصلوٰۃ باب من کتاب الامامۃ جزء اول ص۲۰۶)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں وضو کرے، پھر مسجد آئے تو وہ نماز میں (شمار) ہوگا جب تک واپس (نہ) لوٹے پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک کی اور فرمایا اس طرح نہ کرے۔

(۱۵) مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ اِذَا تَوَضَّاْتَ ثُمَّ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَلَا تُشَبِّکَنَّ بَیْنَ اَصَابِعَکَ (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ باب ومن کتاب الامامۃ جزء اول ص۲۰۶ وسندہ صحیح)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ سے فرمایا: جب تم وضو کرو پھر مسجد میں داخل ہو تو انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کیا کرو۔

(۱۶) مسجد میں داخل ہو تو پہلے سیدھا پیر اندر رکھے اور جب مسجد سے نکلے تو پہلے الٹا پیر باہر نکالے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ اَنْ تَبْدَاَ بِرِجْلِکَ الْیُمْنٰی وَاِذَا خَرَجْتَ اَنْ تَبْدَاَ بِرِجْلِکَ الْیُسْرٰی (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ باب من السنۃ اذا دخلت المسجد ان تبدأ برجلک الیمنی۔ سندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص۲۱۸)

یہ چیز سنت ہے کہ جب تم مسجد میں داخل ہو تو پہلے سیدھا پیر اندر رکھو اور جب تم (مسجد سے) نکلو تو پہلے بایاں پیر باہر رکھو۔

(۱۷) اگر مسجد کی دیوار پر تھوک یا بلغم دیکھے تو اُسے کھرچ کر اس کی جگہ خوشبو لگا دے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِنَا ھٰذَا وَفِیْ یَدِہٖ عُرْجُوْنٌ ابْنِ طَابٍ فَرَاٰی فِیْ قِبْلَۃِ الْمَسْجِدِ نُخَامَۃً فَحَکَّھَا بِالْعُرْجُوْنِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یُعْرِضَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فَخَشَعْنَا ثُمَّ قَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یُّعْرِضَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فَخَشَعْنَا ثُمَّ قَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یُّعْرِضَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس مسجد میں تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں ابن طاب (درخت) کی ایک چھڑی تھی۔ آپ نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم دیکھا۔ آپ نے اس کو چھڑی سے کھرچ ڈالا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے کون یہ بات پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے۔ ہم یہ سنکر ڈر گئے۔ آپ نے پھر

اللّٰہُ عَنْہُ قُلْنَا لَا اَیُّنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قِبَلَ وَجْھِہٖ فَلَا یَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْھِہٖ وَلَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلْیَبْصُقْنَ عَنْ یَسَارِہٖ تَحْتَ رِجْلِہِ الْیُسْرٰی فَاِنْ عَجِلَتْ بِہٖ بَادِرَۃٌ فَلْیَقُلْ بِثَوْبِہٖ ھٰکَذَا ثُمَّ طَوٰی ثَوْبَہٗ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَقَالَ اَرُوْنِیْ عَبِیْرًا فَقَامَ فَتًی مِّنَ الْحَیِّ یَشْتَدُّ اِلٰی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِخَلُوْقٍ فِیْ رَاحَتِہٖ فَاَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَہٗ عَلٰی رَاْسِ الْعُرْجُوْنِ ثُمَّ لَطَخَ بِہٖ عَلٰی اَثَرِ النُّخَامَۃِ (صحیح مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل جزء ۲ ص ۶۰)

فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے۔ ہم ڈر گئے۔ آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم نے کہا کوئی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے تو اپنے چہرے کے سامنے نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف بلکہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔ اگر بلغم جلدی آجائے تو اس طرح کرے۔ پھر آپ نے کپڑے کی ایک تہ کو دوسری تہ پر رکھا۔ اس کے بعد فرمایا میرے پاس خوشبو لاؤ۔ ہمارے قبیلہ کا ایک جوان دوڑ کر اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشبو کو لکڑی کی نوک پر لگایا اور جہاں اس بلغم کا نشان تھا وہاں خوشبو لگادی۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَۃً فِیْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاۃً فَحَتَّھَا فَقَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْھِہٖ وَلَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی (وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ ثُمَّ دَعَا بِخَلُوْقٍ فَخَضَبَہٗ) (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب حک المخاط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو ایک کنکری لے کر اس کو کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھنکار کر بلغم نکالے تو اپنے منہ کے سامنے بلغم نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف بلکہ اس کو چاہیئے کہ بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔ پھر آپ نے خوشبو منگائی اور اس جگہ لگادی۔

باخصی من المسجد جزء اول ص۱۱۲
وصحیح مسلم کتاب المساجد باب
النہی عن البصاق فی المسجد جزء
اول ص۲۲۳ و مسند احمد۔ بلوغ
جزء ۳ ص۵۶ وسندہ صحیح)۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف مسند احمد
میں ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَعْمَٰلُهُمْ
كَسَرَابٍۭ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ ٱلظَّمْـَٔانُ
مَآءً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَهُۥ لَمْ يَجِدْهُ
شَيْـًٔا وَوَجَدَ ٱللَّهَ عِندَهُۥ فَوَفَّىٰهُ
حِسَابَهُۥ ۗ وَٱللَّهُ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ ﴿٣٩﴾
أَوْ كَظُلُمَٰتٍ فِى بَحْرٍ لُّجِّىٍّ
يَغْشَىٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ مَوْجٌ
مِّن فَوْقِهِۦ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَٰتٌۢ
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَآ أَخْرَجَ

يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰

ترجمہ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں ریت۔ پیاسا اسے (دور سے) پانی خیال کرتا ہے اور جب اس کے قریب پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پانی وانی کچھ بھی نہیں ہے (اسی طرح کافر کے اعمال محض فریبِ نفس ہوتے ہیں، میدان محشر میں کافر کو اپنے اعمال کہیں دکھائی نہ دیں گے) بلکہ وہ اپنے پاس اللہ کو موجود پائے گا اور وہ اس کو اس کا پورا پورا حساب چکا دے گا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۳۹ یا (کافروں کے اعمال ایسے ہیں) جیسے گہرے سمندر میں تاریکیاں، سمندر کو موج نے ڈھانک رکھا ہو اور (اس) موج پر (دوسری) موج چلی آ رہی ہو اور اس کے اوپر بادل ہو (غرض یہ کہ) تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں جو ایک دوسرے پر (چھائی ہوئی) ہوں جب (ایسا شخص جو سمندر کی تہ میں ہو) اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ روشنی سے نہ نوازے، اس کے لئے کہیں روشنی نہیں ۴۰

معانی و مصادر (سَرَابٌ) سَرِبَ، یَسْرَبُ، سَرَبٌ (س) بہنا۔ (سَرَابٌ = خشک ریگستان جو دور سے پانی معلوم ہو)

(قِیْعَةٌ) قِیْعَةٌ = قَاعٌ کی جمع، میدان۔

(ظَمْاٰن) ظَمِئَ، یَظْمَأُ، ظَمْأٌ وظَمَاءٌ وظَمَاءَةٌ (س) بہت پیاسا ہونا (ظَمْأَنُ = بہت پیاسا)۔

(لُجِّیٌّ) لَجَّ، یَلِجُّ، لَجَجٌ و لَجَاجٌ و لَجَاجَةٌ (س، ض) دشمنی میں جھگڑنا، چمٹ جانا، اڑے رہنا۔ (لُجِّیٌّ = گہرا، تلاطم خیز، طوفانی)

(سَرِیْعٌ) سَرُعَ۔ یَسْرُعُ۔ سُرْعَةٌ، وسَرَعٌ و سِرْعٌ و سَرَعَةٌ (ك وس) جلدی کرنا۔ (سَرِیْعٌ = جلدی کرنے والا)۔

(ظُلُمٰتٌ) ظَلِمَ، یَظْلَمُ، ظَلْمٌ (س) تاریک کرنا، تاریک ہونا۔
(یَغْشٰی) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ وغِشَایَۃٌ (س) ڈھانکنا۔
(مَوْجٌ) مَاجَ، یَمُوْجُ، مَوْجٌ ومَوَجَانٌ (ن) موج مارنا، اختلاف کرنا۔
(سَحَابٌ) سَحَابٌ = بادل۔
(یَکَدْ) کَادَ، یَکَادُ، کَوْدٌ ومَکَادٌ ومَکَادَۃٌ (ف) کسی کام کے کرنے کے قریب ہونا۔ یہ فعل مقاربہ ہے (یَکَدْ دراصل یَکَادُ ہے لَمْ کی وجہ سے الف ساقط کر دیا گیا ہے)۔

تفسیر اوپر مؤمنین کے اعمال کا ذکر تھا کہ وہ مسجدوں میں صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے، نماز سے اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا اجر ملے گا بلکہ مقررہ اجر سے کچھ زیادہ ہی ملے گا۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً) اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے کسی میدان میں سراب ہو، پیاسا اسے (دور سے) پانی گمان کرتا ہے (حَتّٰٓی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا) لیکن جب اس کے قریب پہنچتا ہے تو وہاں (پانی وانی) کچھ نہیں پاتا (بس یہی حال کافر کے اعمال کا ہے۔ وہ اپنے اعمال کے متعلق گمان کرتا ہے کہ ان کا بہت اچھا اجر ملے گا لیکن سراب کی طرح وہ دھوکا اور فریبِ نفس ہوتے ہیں۔ جس طرح پیاسا سراب کو دیکھ کر اسے پانی سمجھتا ہے اور خوش ہوتا ہے لیکن جب وہ سراب کے قریب پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانی نہیں تھا، فریب نظر تھا، پانی کو نہ پا کر وہ مایوس ہو جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے، اسی طرح کافر اپنے اعمال سے بہت خوش ہوتا ہے لیکن جب وہ میدانِ محشر میں پہنچے گا تو دیکھے گا کہ اس کے اعمال سراب کی طرح محض فریبِ نفس تھے، اجر کے لحاظ سے وہ کالعدم ہوں گے، وہاں کافر کو ایسا کوئی عمل نہ دکھائی دے گا جس کے اجر کی اُسے امید ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا، لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا ○ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○

اور (اے رسول) جو لوگ ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے (اگر ہم پر فرشتے نازل ہوتے تو ہم ایمان لے آتے) یا ہم اپنے رب کو دیکھتے (اگر ایسا ہوتا تو ہم سب ایمان لے آتے)، ان کے دلوں میں تکبر ہے اور یہ سرکشی میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ (اے رسول) جس دن

یہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن گناہگاروں کے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہوگی۔ (اس وقت) یہ کہیں گے (کاش) یہ ہمارے پاس آنے سے روک لئے جائیں، پھر جو عمل انہوں نے کئے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو پراگندہ غبار بنادیں گے۔

(وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ) (اس مایوسی کے عالم میں) وہ اپنے قریب اللہ کو پائے گا (فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ) پھر اللہ اس کو اس (کے اعمال) کا پورا پورا حساب چکا دے گا (یعنی اس کی بداعمالیوں کی سزا میں اسے دوزخ میں داخل کرے گا) (وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ) اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (کافر یہ نہ سمجھیں کہ حساب وکتاب بہت دور ہے نہیں، حساب کی ہولناک گھڑی بہت قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ()

(الانبیآء ۔ ۱)

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے لیکن وہ پھر بھی غفلت میں (پڑے ہوئے دین حق سے) روگردانی کر رہے ہیں۔

آگے فرمایا (اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ) یا (کافروں کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے گہرے تلاطم خیز سمندر میں تاریکیاں۔ سمندر (کبھی ایسا کہ جس) کو موج نے ڈھانک رکھا ہو، پھر اس (موج) پر دوسری موج (چلی آرہی) ہو اور اس کے اوپر ابر (چھایا ہوا) ہو (ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ) (غرض یہ کہ) تاریکیاں (ہی تاریکیاں ہوں جو) ایک دوسرے پر (چھائی ہوئی ہوں، ایک سمندر کی گہرائی کی تاریکی، دوسرے موج بالائے موج کی تاریکی پھر ابر کی تاریکی، ان تاریکیوں سے پیدا ہونے والی مجموعی تاریکی کا یہ عالم ہو کہ اگر کوئی شخص جو سمندر کی تہ میں ہو) (اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ اسے دیکھ سکے (وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ) بھلا جس کو اللہ روشنی سے محروم کردے تو پھر اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔

کافر کے اعمال ایسی گہری تاریکی کے مثل ہیں جس میں کسی کو کچھ نظر نہ آئے۔ ایسی تاریکی ہیں اگر کوئی شخص راستہ تلاش کرے تو اسے کہاں راستہ مل سکتا ہے۔ تاریکی اس کے کام تو کچھ آنہیں سکتی البتہ اسکی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے بالکل اسی طرح کافر کے اعمال کافر کے کچھ کام نہیں آسکتے بلکہ اس کی تباہی وبربادی کا سبب ہیں۔

کافروں کی ضد، حق پوشی اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو نورِ ہدایت سے محروم کر دیا ہے اب انہیں ہدایت ملے تو کیسے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۸۶)

(اور اے رسول) جس کو اللہ گمراہ کر دے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت کے مطابق ہدایت کا راستہ تلاش نہ کرے) اسے ہدایت پر چلانے والا کوئی نہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ (ان کے حال پر) چھوڑ دیتا ہے (پھر وہ) اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

(الرعد ۔ ۳۳) (حٰمٓ المؤمن ۔ ۳۳) (الزمر ۔ ۲۳)

اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ○

(النسآء ۔ ۸۸ و ۱۴۳)

اور جس کو اللہ گمراہی میں ڈال دے تو (اے رسول) پھر اس کے لئے آپ کو (نجات کا) کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ○

(الکھف ۔ ۱۷)

جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہوتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو (اے رسول) پھر اس کے لئے آپ کوئی راہ بتانے والا کارساز نہ پائیں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو آپ کے اعمال آپ کے لئے محض دھوکا ثابت ہوں گے۔ آپ کے اعمال آپ کے لئے ایسی تاریکیوں کا سبب ہوں گے کہ ان تاریکیوں میں نجات کی صورت کہیں نظر نہیں آئے گی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ
صٰٓفّٰتٍ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ
وَتَسْبِيْحَهٗ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا
يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ، وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ
يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ،

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ
فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ،
يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ
بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً
لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ
كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ، فَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ، وَمِنْهُمْ

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ، وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ، يَخْلُقُ
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ، وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتے ہیں اور پَر پھیلائے ہوئے پرندے بھی، ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے) ﴿۴۱﴾ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے ﴿۴۲﴾ (اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے اور بادل میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہوتے ہیں اللہ ہی ان میں سے اولے نازل فرماتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اولے برسا دیتا ہے اور جس پر سے چاہتا ہے اولوں کو پھیر دیتا ہے۔ (جب بجلی چمکتی ہے تو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادل (سے نکلنے) والی بجلی کی چمک عنقریب

آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی (۴۳) اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لئے اس میں عبرت (کی بڑی نشانی) ہے (۴۴) اور اللہ ہی نے تمام جانوروں کو پانی سے پیدا کیا، ان (جانوروں) میں سے بعض ایسے ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۴۵) (اور اے لوگو) ہم نے واضح آیتیں نازل کر دی ہیں (تو اب تمہیں چاہئے کہ ان پر ایمان لے آؤ) اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے (۴۶)

معانی و مصادر

(صَفَّتْ) صَفَّ، یَصُفُّ، صَفٌّ (ن) صف میں کھڑا کرنا، صف میں کھڑا ہونا، بازو پھیلا دینا اور ان کو حرکت نہ دینا (صَافٌّ = صف میں کھڑا ہونے والا، صف میں کھڑا کرنے والا، بازو پھیلانے والا۔ اس کی جمع صَافَّاتٌ اور صَوَافُّ ہیں۔ صَفَّتْ ملائکہ کو بھی کہتے ہیں)۔

(یُزْجِیْ) اَزْجٰی، یُزْجِیْ، اِزْجَاءٌ (باب افعال) ہانکنا، دفع کرنا۔

(رُکَامًا) رَکَمَ، یَرْکُمُ، رَکْمٌ (ن) تہ بہ تہ رکھنا (رُکَامٌ = تہ بہ تہ رکھا ہوا)۔

(وَدْقٌ) وَدَقَ، یَدِقُ، وَدْقٌ (ض) برسنا، ٹپکنا (وَدْقٌ = بارش)۔

(خِلٰلٌ) خَلَّ، یَخُلُّ، خَلٌّ (ن) سوراخ کرنا (خِلٰلٌ = دو چیزوں کے درمیان کی جگہ)

(بَرَدَ) بَرَدَ، یَبْرُدُ، بَرْدٌ (ن) و بَرُدَ، یَبْرُدُ، بُرُوْدَةٌ (ک) ٹھنڈا ہونا (بَرَدٌ = اولا)۔

(سَنَا) سَنَا، یَسْنُوْا، سَنْوٌ و سَنَاوَةٌ (ن) کھولنا، چمکنا، روشن ہونا (سَنَا = چمک)

(بَرْقٌ) بَرَقَ، یَبْرُقُ، بَرْقٌ و بُرُوْقٌ و بَرَقَانٌ و بَرِیْقٌ (ن) چمکنا (بَرْقٌ = بجلی)۔

(عِبْرَةٌ) عَبَرَ، یَعْبُرُ، عَبْرٌ (ن) غمگین ہونا اور آنسو بہانا، تدبیر کرنا، پار کرنا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان کر کے کفار کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ) (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے جو پروں کو حرکت دئے بغیر اڑتے رہتے ہیں (وہ بھی اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں) ہر مخلوق کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح کا (طریقہ) معلوم ہے (وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے) (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ) آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت (صرف) اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ، وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(التغابن - ۱ تا ۴)

جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (اے لوگو) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا لہٰذا (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم سب اس پر ایمان لاتے لیکن ایسا ہوا نہیں) تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مؤمن ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔ اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، اسی نے تمہاری صورت بنائی اور بہت اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ، وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(النور- ۶۴)

خبردار! آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے (سب) اللہ کا ہے، اللہ (خوب) جانتا ہے کہ تم کس روش پر (چلے جا رہے) ہو اور (اے لوگو) جس دن لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو (اس دن) وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ،

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کی چیزوں کا مالک ہے، آخرت،

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ، قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ، لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

(سبا۔ ۱ تا ۴)

میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا اور باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو آسمان میں چڑھ جاتا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا اور بہت معاف کرنے والا ہے اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت واقع نہیں ہوگی، آپ کہہ دیجئے: کیوں نہیں، میرے رب کی قسم وہ ضرور تم پر واقع ہوگی، (یہ خبر) وہ (دے رہا ہے جو) غیب کا جاننے والا (ہے)، آسمانوں میں اور زمین میں ذرّہ برابر بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور ذرّے سے چھوٹی یا بڑی کوئی چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو۔ (الغرض قیامت ضرور آکر رہے گی) تاکہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (ان کے نیک اعمال) کا بدلہ دے، یہی (وہ) لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزّت کا رزق ہے۔

مندرجہ بالا آیات گویا (وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ)، (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور (وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ) کی تفسیر ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ کے علم کا بھی بیان ہے، اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا بھی بیان ہے اور قیامت کے دن اس کے پاس لوٹ کر جانے کا بھی بیان ہے۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ) (اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ

اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو جس طرح چاہتا

وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

(الروم۔ ۴۸)

ہے بالائی فضاؤں میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے، پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

(وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ) اور بادل میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہوتے ہیں (اللہ ہی) ان میں سے اولے برساتا ہے۔

سماء آسمان کو بھی کہتے ہیں، بادل کو بھی کہتے ہیں اور ہر اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو اوپر ہو۔ آیت زیر تفسیر (وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ) میں سماء سے مراد بادل ہے کیونکہ بادل ہی سے اولے بھی برستے ہیں اور بادل ہی سے پانی بھی برستا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○

(اچھا) بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا بادل سے اسے تم نازل کرتے ہو یا ہم نازل کرتے ہیں۔

(اذا وقعت۔ ۶۸ و ۶۹)

جب سخت سردی ہوتی ہے تو بادل کے اندر کی بھاپ جم جاتی ہے اور برف کے بڑے بڑے تودوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ (مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا) میں پہاڑ سے مراد یہی بڑے بڑے تودے ہیں۔ فِيْهَا میں "ھا" کا مرجع سماء یعنی بادل ہے۔ برف کے یہ بڑے بڑے تودے بادل کے اندر ہی ہوتے ہیں پھر انہی میں سے (مِنْ بَرَدٍ) اولے برستے ہیں۔

آگے فرمایا (فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ) پھر اللہ جس پر چاہتا ہے اولے برساتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اولوں کو ہٹا دیتا ہے (اولوں کا برسانا اور اولوں سے محفوظ رکھنا یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، کوئی دوسرا کرنے والا نہیں) (يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ) (اور جب) بادل سے نکلنے والی بجلی (چمکتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بجلی) کی چمک عنقریب آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی (يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ) (اللہ ہی) رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ) آنکھوں والوں کے لئے اس میں عبرت (کی بڑی نشانی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○
(آل عمران ۔ ۱۹۰)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ، يُكَوِّرُ
اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى
اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ
يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى، أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ
الْغَفَّارُ ○
(الزمر ۔ ۵)

اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، وہی رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا، خبردار ہو جاؤ وہی غالب اور بخشنے والا ہے۔

الغرض رات اور دن کا باری باری سے آنا جانا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ کسی دوسرے کی اس میں کوئی شرکت نہیں تو وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں (جو لوگ غور و فکر اور سنجیدگی کے ساتھ ایسی باتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ بآسانی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک ہی ہستی کے کارنامے ہیں اور جس ہستی کے یہ کارنامے ہیں وہی در اصل الٰہ ہے) (وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ) اور اللہ (ہی ہے جس) نے تمام جانوروں کو پانی سے پیدا کیا (فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى بَطْنِهٖ) تو ان جانوروں میں سے بعض ایسے ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں (جیسے سانپ وغیرہ) (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ) اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں (جیسے انسان اور پرندے) (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِي عَلٰى أَرْبَعٍ) اور بعض ایسے ہیں جو چار (پاؤں) پر چلتے ہیں۔ (جیسے اونٹ بیل گھوڑا وغیرہ) (يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) (اور انہی چیزوں پر کیا موقوف ہے) اللہ تو جو چاہے پیدا کر سکتا ہے (إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر کام پر قادر ہے، دوسری ہستیاں نہ کسی چیز کی خالق ہیں اور نہ کسی کام پر قادر ہیں مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہے تو پھر ایسی بے بس و بے اختیار ہستیاں کیسے الٰہ ہو سکتی ہیں، کیسے ان کو پکارا جا سکتا ہے، وہ کیسے حاجت روائی کر سکتی ہیں، وہ کس طرح عبادت و اطاعت کی مستحق ہو سکتی ہیں۔ مشکل کشائی اور حاجت روائی وہی کر سکتا ہے جو خالق ہو، عبادت و اطاعت کا مستحق بھی وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہو، جو خالق نہیں وہ کچھ نہیں کر سکتا اور یہی توحید کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

(لقمٰن۔ ۱۱)

تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا، حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

(النمل۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہیے اگر تم سچے ہو کر (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ، قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

(یونس ۔ ۳۴)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے (بتاؤ) تمہارے شریکوں میں سے کون (ایسا کر سکتا) ہے کہ مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے پھر (اس کو فنا کر کے) دوبارہ پیدا کرے، (پھر اے رسول آپ خود ہی ان کو) بتا دیجئے کہ اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر وہی اس کو (فنا کر کے) دوبارہ پیدا کریگا (دوسرا کوئی نہیں جو ایسا کر سکے تو اے مشرکین بتاؤ) پھر تم کہاں بہکے چلے جا رہے ہو (کیوں اللہ کی توحید کو تسلیم نہیں کرتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر)

اَوْلِيَآءَ، لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ، اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ، اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد۔ ۱۶)

آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچائیں گے، وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں، (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَىْءٍ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(الروم۔ ۴۰)

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے۔ جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک و بلند و بالا ہے۔

آگے فرمایا (لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ، وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) (اور اے لوگو) ہم نے واضح آیتیں نازل کر دی ہیں (جو ہماری توحید پر کھلی دلیل ہیں) اور (اے لوگو) اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے (منزل مقصود پر وہی پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہیں یعنی دل سے ہدایت کے طالب ہوتے ہیں اور اس کی تلاش میں پوری کوشش کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اور (اے رسول) جو لوگ ہمارے (راستے) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو

(العنکبوت ۔ ۶۹)

اپنے راستے دکھا دیتے ہیں (جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ جاتے ہیں) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے (اور ان کی مدد اور رہنمائی کرتا رہتا ہے)۔

عمل

اے لوگو، کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے، آپ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے رہا کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے، وہی اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے لہٰذا وہی الٰہ ہے، اسی کی عبادت کیجئے، اسی سے مدد مانگئے، اسی کو پکاریئے اور توحید پر پوری طرح گامزن رہیئے۔

وَيَقُولُونَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ
وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ
بَعْدِ ذٰلِكَ ، وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ
يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ
مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ

يَّحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۚ بَلْ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا
كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا
اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ
اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ
اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ
لَيَخْرُجُنَّ، قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا،
طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ، اِنَّ اللّٰهَ
خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ
مَّا حُمِّلْتُمْ، وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
تَهْتَدُوْا، وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول، منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم اطاعت کریں گے، پھر اس (اقرار کے بعد) ان میں سے ایک جماعت (احکام الٰہی سے) منہ موڑ لیتی ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں (۴۷) اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (اللہ کے رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک جماعت روگردانی کرتی ہے (۴۸) اور اگر ان کا حق ہوتا ہے تو رسول کی طرف مطیع بن کر چلے آتے ہیں (۴۹) کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا انہیں (رسول کے برحق ہونے میں) شک ہے یا انہیں یہ ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے (نہیں اللہ اور اس کا رسول تو ظالم نہیں کہ ان کی حق تلفی کریں) بلکہ یہ خود ہی ظالم (اور ناانصاف) ہیں (۵۰) مؤمنین کی شان تو یہ ہونی چاہیئے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ (یعنی اللہ یا اس کا رسول) انکے درمیان فیصلہ کر دے تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کرینگے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو شخص اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں (۵۲) اور (اے رسول) منافقین بڑی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ نے انہیں حکم دیا تو وہ ضرور (لڑائی) کے لئے نکلیں گے، آپ کہہ دیجئے قسمیں نہ کھاؤ، (تمہاری) فرمانبرداری (کی حقیقت) تو معلوم ہے (اور) اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (۵۳) (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم منہ موڑو تو رسول پر (ان ہی باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے وہ مکلّف بنائے گئے ہیں اور تم پر (ان باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے مکلّف تم بنائے گئے ہو اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو بس (اللہ کے احکام کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے (۵۴)

معانی و مصادر (مُذْعِنِیْنَ) اَذْعَنَ، یُذْعِنُ، (اِذْعَانٌ (باب افعال) اقرار کرنا، مطیع ہونا، عاجزی کرنا۔
(اِرْتَابُوْا) اِرْتَابَ، یَرْتَابُ، اِرْتِیَابٌ (باب افتعال) شک کرنا۔
(یَحِیْفُ) حَافَ، یَحِیْفُ، حَیْفٌ (ض) ظلم کرنا۔
(یَتَّقِ) اِتَّقٰی، یَتَّقِیْ، اِتِّقَاءٌ (باب افتعال) ڈرنا۔
(جَهْدَ) جَهَدَ، یَجْهَدُ، جَهْدٌ (ف) تکلیف کے ساتھ جدوجہد کرنا (جَهْدٌ = سخت، مضبوط)۔
(حُمِّلْتُمْ) (حُمِّلَ) حَمَّلَ، یُحَمِّلُ، تَحْمِیْلٌ (باب تفعیل) اٹھوانا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کا حال بیان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ، وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ) اور (اے رسول، لوگ) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم (اللہ اور رسول کی) اطاعت کریں گے پھر (اس اقرار کے بعد) ان میں سے ایک فریق (اطاعت سے) منہ موڑ لیتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں (یہ لوگ دراصل ایمان لاتے ہی نہیں ہیں، صرف دھوکہ دینے کے لئے ایمان لانے کا اقرار کر لیتے ہیں، یہ لوگ اپنے ایمان کے دعوے میں بالکل جھوٹے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ، وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ○

(المنفقون - ۱)

(اے رسول) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل سے گواہی نہیں دیتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ○

(النسآء - ۶۱)

اور (اے رسول) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور (اس کے) رسول کی طرف تو آپ ان منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے بڑی سختی سے گریز کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ) اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (اللہ کے رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں سے ایک فریق روگردانی کرتا ہے (اور اللہ کے رسول کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے نہیں آتا) (وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ) اور (اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ) حق ان کا ہے (اور وہ انہیں ضرور مل جائے گا) تو وہ رسول کی طرف مطیع ومنقاد بن کر چلے آتے ہیں (اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حق ہمارا نہیں ہے اور اللہ کے رسول ہمارے خلاف فیصلہ فرمائیں گے تو پھر وہ کسی اور طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ اس سے اپنے حق میں غلط فیصلہ کرالیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○
(النسآء ۔ ۶۰)

(اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور (ان کتابوں پر بھی ایمان لائے) جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ (اپنے مقدمات کو) فیصلہ کے لئے طاغوت کے پاس (لے) جائیں حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں لیکن شیطان (ان پر غالب ہے، وہ) چاہتا ہے کہ انہیں گمراہی میں بہت دور لے جاکر ڈال دے۔

(اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ، بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) کیا ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یا انہیں (رسول کے برحق ہونے میں) شک ہے یا انہیں یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے (ان کا حق ہوتے ہوئے انہیں نہیں دیں گے، سنو، اللہ اور اس کا رسول تو ایسا نہیں کر سکتے، اللہ اور اس کا رسول کسی پر ظلم کریں یہ ہو نہیں سکتا، اللہ اور اس کا رسول ہرگز ظالم نہیں ہیں) بلکہ یہ خود ہی ظالم ہیں (کہ غلط فیصلہ کرا کے دوسرے کے حق کو غصب کرنا چاہتے ہیں) (اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) مؤمنین کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف (اس لئے) بلایا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان کا تو بس یہ قول ہونا چاہیئے کہ ہم نے سنا اور ہم اطاعت کریں گے اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (لیکن یہ منافقین ایسا نہیں کہتے بلکہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو اعراض کرتے ہیں، ایسی صورت میں یہ لوگ یقیناً مؤمن نہیں ہیں۔ اگر مؤمن ہوتے تو فوراً اللہ اور رسول سے فیصلہ کرانے کے لئے حاضر ہو جاتے) (وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ، قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا، طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اور (اے رسول) منافقین بڑی پختہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ نے انہیں (لڑائی کے لئے نکلنے کا) حکم دیا تو وہ ضرور نکلیں گے۔ اے رسول، آپ (ان سے) کہہ دیجئے قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری فرمانبرداری (کی حقیقت) تو معلوم ہو چکی ہے۔ (کون نہیں

جاننا کہ تمہاری قسمیں محض جھوٹی ہوتی ہیں، تم نے اپنی قسموں کو سزا سے بچنے کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(المنٰفقون ۔ ۲)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے رہتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بے شک بہت بُرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ، فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۹۶)

وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا) اللہ تو (کبھی بھی) فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

آگے فرمایا (قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ) (اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو (فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ) پھر اگر (اس تاکید کے باوجود) تم (اطاعت رسول سے) منہ موڑو تو رسول پر (ان ہی باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے وہ مکلّف بنائے گئے ہیں اور تم پر (ان باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے تم مکلّف بنائے گئے ہو (وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا) اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے، رسول کا اس سے کچھ نہیں بگڑے گا (وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ) رسول کے ذمہ تو بس (احکام الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ (اس سے زیادہ کچھ نہیں، حساب لینا تو ہماری ذمہ داری ہے اور ہم ضرور تم سے حساب لیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

(المآئدۃ ۔ ۹۲)

اور (اے ایمان والو) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ یا اس کے رسول کی اطاعت نہ کر کے تم عذاب میں مبتلا ہو جاؤ) اور اگر تم (رسول کی اطاعت سے) منہ موڑو گے تو جان لو (کہ ہمارے رسول کا کچھ نہیں بگڑے گا) ہمارے

رسول کے ذمہ تو بس (احکام الٰہی کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۝

(الشوریٰ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

(الرعد۔ ۴۰)

اور (اے رسول) جو وعدے ہم ان کافروں سے کر رہے ہیں (ہو سکتا ہے کہ) ان میں سے بعض وعدے ہم آپ (کی زندگی ہی میں پورے کر کے آپ) کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں (اور ان وعدوں کو آپ کی وفات کے بعد پورا کریں، بہرحال کچھ بھی ہو ان وعدوں کے پورا کرنے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں) آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ احکام الٰہی کو) پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے اور جب آپ کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق فیصلہ کرانے کی دعوت دی جائے تو فوراً قبول کیجئے اور اس طرح کہیئے "ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے" اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہیئے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے ہی سے آپ ہدایت پا سکتے ہیں اور منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا، يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ
بِيْ شَيْئًا، وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي
الْاَرْضِ، وَمَاْوٰهُمُ النَّارُ وَ
لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو عطاء کی تھی اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کے لئے مستحکم (و مضبوط) کر دے گا اور ان کے (موجودہ) خوف (کو ختم کرنے) کے بعد (اس کے) بدلے میں انہیں امن (و سکون) عطاء فرمائے گا، (وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ صرف) میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے اور جو اس (نعمت کے مل جانے) کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں ﴿۵۵﴾ اور (اے ایمان والو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۵۶﴾ اور (اے رسول) یہ خیال نہ کرنا کہ کافر زمین میں (اللہ کو) عاجز کر دیں گے (نہیں، وہ خود عاجز ہیں) انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے ﴿۵۷﴾

معانی ومصادر (یَسْتَخْلِفَنَّ) اِسْتَخْلَفَ، یَسْتَخْلِفُ، اِسْتِخْلَافٌ، (باب استفعال) خلیفہ بنانا۔
(یُمَکِّنَنَّ) مَکَّنَ، یُمَکِّنُ، تَمْکِیْنٌ (باب تفعیل) تمکنت دینا، استحکام دینا، مضبوط کر دینا۔
(اِرْتَضٰی) اِرْتَضٰی، یَرْتَضِیْ، اِرْتِضَاءٌ (باب افتعال) پسند کرنا۔
(مُعْجِزِیْنَ) اَعْجَزَ، یُعْجِزُ، اِعْجَازٌ (باب افعال) عاجز کر دینا، عاجز پانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) (اے لوگو) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطاء فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے (صالح مؤمنین) کو عطا فرمائی تھی (وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ) اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کے لئے مستحکم (و مضبوط) کر دے گا۔ (وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا) اور ان کے (موجودہ) خوف (و ہراس کو ختم کرنے) کے بعد (اس کے) بدلہ میں انہیں امن (و سکون) عطاء فرمائے گا (یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا) وہ (ایسے لوگ ہوں گے کہ صرف) میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے (وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور جو شخص اس (نعمت کے مل جانے) کے بعد کفران (نعمت) کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہوتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین کے ابتدائی دور میں بہت خوف و ہراس تھا، امن و سکون کا نام و نشان نہیں تھا۔ مکی دور کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا بھی مشکل تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ○ (الجن۔ ۱۹)

جب اللہ کا بندہ (رسول) اللہ کو پکارنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ جمع ہو کر اس پر چڑھے چلے آتے ہیں۔

حضرت عروہ کہتے ہیں:۔

قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِیْ بِاَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا سب سے زیادہ تکلیف جو مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی وہ مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ

يُصَلِّيْ بِفِنَآءِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَاَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوٰى ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ المؤمن جزء ۶ ص ۱۵۹)

علیہ وسلم کعبے کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا پکڑا اور اپنا کپڑا آپ کی گردن میں لپیٹ کر بہت سختی کے ساتھ آپ کا گلا گھونٹا۔ اتفاق سے ابوبکر صدیق وہاں پہنچ گئے انہوں نے عقبہ کا کندھا پکڑا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دھکیل دیا اور کہنے لگے تم ایک شخص کو صرف اس بات کے کہنے پر قتل کرتے ہو کہ میرا مالک اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَّاَصْحَابٌ لَّهٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَيُّكُمْ يَجِيْءُ بِسَلَى جَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَيَضَعُهٗ عَلٰى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ فَجَآءَ بِهٖ فَنَظَرَ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ عَلٰى ظَهْرِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا لَّوْ كَانَتْ لِيْ مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ حَتّٰى جَآءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ اِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے یہ کام کون کر سکتا ہے اور فلاں لوگوں نے جو اونٹنی نحر کی ہے اس کی اوجھڑی لا کر جب محمد سجدہ کریں انکی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں کا بڑا بدبخت اٹھا، اوجھڑی لایا اور انتظار کرتا رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں پیٹھ پر رکھ دیا۔ میں یہ دیکھ رہا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کاش میرا کچھ بس چلتا۔ وہ لوگ ہنس رہے تھے اور (خوشی سے) ایک دوسرے پر گرے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے ہی میں رہے، اپنا سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ آئیں اور آپ کی پیٹھ پر سے (اسکو) اٹھا کر پھینک دیا۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور دعاء کی

ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِىْ جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِىْ مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظهر المصلی قذر او جیفة جزء اول ص۶۹ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین جزء۲ ص۱۰۳)

اے اللہ قریش کو سمجھ لے۔ آپ نے تین بار یہ فرمایا۔ جب آپ نے ان کے لئے بد دعاء کی تو وہ ان پر گراں گذری۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں دعاء قبول ہوتی ہے پھر آپ نے نام لیکر فرمایا اے اللہ ابو جہل کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیّہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے۔ انہوں نے ساتویں شخص کا نام بھی لیا جو یاد نہیں رہا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو جن کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا بدر کے کنوئیں میں دیکھا کہ مرے ہوئے پڑے تھے۔

حضرت خباب فرماتے ہیں:۔

شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِىْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهٗ اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِى الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوة فی الاسلام ۲/۲۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر پر تکیہ لگائے ہوئے کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ ہم نے آپ سے (کافروں کی ایذاء دہی کا) شکوہ کیا ہم نے کہا آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد کیوں نہیں مانگتے، آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں ان میں سے کسی کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا، پھر گڑھے میں اس کو گاڑ کر آرا لاتے۔ آرے کو اس کے سر پر رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیتے وہ (مؤمن) اپنے دین سے نہ پھرتا اور لوہے کی کنگھیاں اس کی ہڈیوں اور پٹھوں تک چلائی جاتیں پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا۔ اللہ کی قسم اللہ اس دین کو ضرور پورا کرے گا۔ ایک شخص سوار ہو کر صنعاء سے حضرموت تک جائے گا

اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا یا اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا ڈر ہوگا لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مدینہ کے ابتدائی دور کا حال بھی کچھ اس سے کم نہیں تھا۔ ہر وقت کفار کے حملہ کا خطرہ رہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا، وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○

(الاحزاب۔ ۹ تا ۱۱)

اے ایمان والو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا جب (کفار کی) فوجوں نے تم پر حملہ کیا۔ ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور (ایسے) لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور اللہ دیکھ رہا تھا جو کچھ تم کر رہے تھے (وہ تمہاری جدوجہد سے بے خبر نہیں تھا)۔ جب وہ تمہاری بالائی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے اور تمہاری نشیبی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے اور جب آنکھیں پھر گئیں، دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے۔ اس موقع پر مؤمنین کی (بڑی سخت) آزمائش کی گئی اور انہیں بڑی شدت کے ساتھ ہلایا گیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَنْ تُرَاعُوْا لَنْ تُرَاعُوْا وَهُوَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات ایسا ہوا مدینہ کے لوگ (ایک آواز سنکر) گھبرا گئے اور آواز کی طرف چلے کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ کر آرہے ہیں۔ آپ ان سے پہلے ہی آواز کی طرف روانہ

عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَّا عَلَیْہِ سَرْجٌ فِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَاہُ بَحْرًا اَوْ اِنَّہٗ لَبَحْرٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق جزء ۸ صـ۱۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ۳۲۱)

ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کوئی ڈر کی بات نہیں کوئی ڈر کی بات نہیں۔ آپ ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اس پر زین نہ تھا۔ آپ کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا (جس طرح سمندر کی موجیں تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی آتی ہیں اسی طرح یہ گھوڑا بھی بہت تیز رفتار ہے)۔

دوسری بات جو اس آیت سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ صالح مؤمنین کو اللہ تعالیٰ حکومت عطاء فرمائے گا، ان کے دین کو استحکام بخشے گا اور خوف کو امن سے بدل دے گا۔

یہ بات ایک قسم کی پیشین گوئی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ○ (الفتح۔ ۱)

(اے رسول) ہم نے آپ کو ایک کھلی فتح عنایت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ، مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ○ (الحشر۔ ۲)

وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، تمہیں تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچا لیں گے لیکن اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے (آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں (ایسا) رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے، تو اے آنکھوں والو، (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ، فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(التوبۃ۔ ۵)

پھر جب (امن یا صلح کی مدت گذر جائے اور) حرمت والے مہینے بھی گذر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، ان کو گرفتار کرو، انکا محاصرہ کرو اور ہر گھات کے مقام پر ان کی گھات میں بیٹھے رہو، ہاں اگر وہ (کفر سے) توبہ کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (اللہ ان کو معاف کردے گا اس لئے کہ) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں:۔

بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ اٰخَرُ فَشَكَا قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ اَرَهَا وَقَدْ اُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِيْ فَاَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَّقْبَلُهٗ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ فی الاسلام جزء ۴ ص ۲۳۹)

اس حال میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا۔ اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرا آیا اس نے راستہ کی بدامنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا عدی تم نے حیرہ دیکھا ہے میں نے عرض کیا جی نہیں لیکن میں نے اس کا نام سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے ایک اکیلی عورت ہودے میں (اونٹ پر) بیٹھ کر حیرہ سے چلے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ بنی طے کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ تم لوگ کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز۔ آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز اگر تم زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لیکر نکلے گا اور چاہے گا کہ کوئی اُسے لے لے تو اسے کوئی ایک آدمی بھی نہیں

ملے گا جو اسے لے لے (سب مالدار ہو جائیں گے)۔

مندرجہ بالا حدیث میں خوف اور امن دونوں زمانوں کا حال یکجا بیان کیا گیا ہے۔ یہ حدیث مجید کی آیت کی پوری طرح تشریح و توضیح کرتی ہے۔

تیسری بات جو آیات زیر تفسیر میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بعد ہی رحمت کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

آخر میں کافروں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی مخالفانہ روش نہ چھوڑی تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور عمل صالح کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکومت عطاء فرمائے۔

اے ایمان والو، عمل صالح کرتے رہیئے۔ عمل صالح کرنے کے بعد ہی اقتدار کی امید رکھیئے بغیر عمل صالح کے حکومت نہیں مل سکتی۔ نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ ان کاموں کے بغیر رحمت الٰہی کی امید فضول ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ
الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ
مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ
الْعِشَآءِ ۭ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ
بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ

بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ، كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ، وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ
مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ،
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ،
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ
مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ
نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ

أَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ
بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ
لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۶۰

ترجمہ اے ایمان والو، تمہارے لونڈی اور غلام اور تم میں سے وہ جو (ابھی) بالغ نہیں ہوئے انہیں چاہئے کہ تین اوقات میں (تمہارے پاس آنے کے لئے) تم سے اجازت لیا کریں: نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت جب تم (قیلولہ کرنے کیلئے) اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے لئے پردے کے اوقات ہیں، ان (اوقات کے گذرنے) کے بعد (ان کے بے اجازت آنے کا) نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے (اس لئے کہ) تم کو ایک دوسرے کے پاس آنا جانا ہوتا ہے (اور یہ ناگزیر ہے)، اس طرح اللہ (اپنی) آیات کو تم سے وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے (تاکہ تم بآسانی ان کو سمجھ کر ان پر عمل کر سکو) بلاشبہ اللہ علم والا، حکمت والا ہے ۵۸ اور (اے ایمان والو) جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو پھر انہیں بھی (ہر وقت اسی طرح) اجازت لینی چاہئے جس طرح وہ لوگ اجازت لیتے رہے ہیں جو ان (کے حدِّ بلوغ کو پہنچنے) سے پہلے (بالغ) تھے، اسی طرح اللہ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ تم سے بیان کر رہا ہے (تا کہ تم ان پر عمل کر سکو) بے شک اللہ علم والا، حکمت والا ہے ۵۹ اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کوئی توقع نہیں رہی اگر اپنی چادریں اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ (اپنی) زینت (کی چیزوں) کو ظاہر نہ کریں اور اگر (چادر اتارنے سے بھی) بچیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ۶۰

معانی ومصادر (يَسْتَأْذِنُ) اِسْتَأْذَنَ، يَسْتَأْذِنُ، اِسْتِيْذَانٌ (باب استفعال) اجازت لینا۔

(حُلُمٌ) حَلَمَ، يَحْلُمُ، حُلُمٌ وحُلُمٌ (ن) بالغ ہونا، خواب دیکھنا۔

حَلُمَ يَحْلُمُ حِلْمٌ (ك) درگذر کرنا۔

(ظَهِيرَةٌ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظَهْرٌ وظُهُورٌ (ف) بلند کرنا، اوپر ہو جانا، مدد کرنا (ظَهِيرَةٌ = دن کے نصف ہونے کی حد)۔
(عَوْرَاتٌ) عَارَ، يَعُوْرُ، عَوْرٌ (ن) کانا کرنا، لے جانا اور تلف کر دینا، جسم کو مٹی ڈال کر بند کر دینا (عَوْرَاتٌ = عَوْرَةٌ کی جمع۔ عَوْرَةٌ = وہ کام جس سے شرم آئے، بدن کا وہ حصہ جس کو شرم کی وجہ سے چھپایا جائے)۔
(قَوَاعِدُ) قَعَدَ، يَقْعُدُ، قُعُوْدٌ (ن) بیٹھنا۔
(طَوَّافُوْنَ) طَافَ، يَطُوْفُ، طَوْفٌ وطَوَافٌ وطَوَفَانٌ (ن) چکر لگانا۔
(جُنَاحٌ) جَنَحَ، يَجْنَحُ، جُنُوْحٌ (ن) مائل ہونا، گناہ کی طرف مائل ہونا (جُنَاحٌ = گناہ)۔
(يَرْجُوْنَ) رَجَا، يَرْجُوْ، رَجَاءٌ ورَجْوٌ ورِجَاةٌ ومَرْجَاةٌ ورِجَاوَةٌ ورَجَاءَةٌ (ن) امید کرنا
(مُتَبَرِّجَاتٌ) تَبَرَّجَ، يَتَبَرَّجُ، تَبَرُّجٌ (باب تفعّل) غیروں کے سامنے اپنا حسن اور اپنی زینت ظاہر کرنا۔
(يَسْتَعْفِفْنَ) اِسْتَعْفَفَ (اِسْتَعَفَّ)، يَسْتَعْفِفُ (يَسْتَعِفُّ)، اِسْتِعْفَافٌ (باب استفعال) (خود کو) بری چیز سے بچانا۔
(زِيْنَةٌ) زَانَ، يَزِيْنُ، زَيْنٌ (ض) زینت دینا، خوبصورت بنانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ) اے ایمان والو، تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں اور تم میں سے وہ (لڑکے) جو بالغ نہیں ہوئے ہوں انہیں بھی چاہئے کہ تین اوقات میں (تمہارے پاس آنے کے لئے) تم سے اجازت لیا کریں (مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ) نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت جب تم (قیلولہ کرنے کے لئے) کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد (ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ) (یہ تین اوقات) تمہارے لئے پردے کے اوقات ہیں (ان اوقات میں ہو سکتا ہے کہ تمہارے بدن کا کوئی ایسا حصہ کھلا ہوا ہو جس حصہ کا چھپانا ضروری ہے اور جس پر نہ غلام لونڈی کی نظر پڑنی چاہئے اور نہ نابالغ بچے کی، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تنہائی کی وجہ سے تم نے ستر کو چھپانے کا اہتمام نہ کیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالتوں میں تم میں سے کوئی بھی کسی کا آنا پسند نہیں کرے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمہاری آسانی کے لئے حکم دے دیا کہ ان تین اوقات میں لونڈی، غلام اور نابالغ بچے بھی اجازت لے کر اندر داخل ہوں) (لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ) ان اوقات کے گذرنے کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے (کہ تم ان کو بے اجازت آنے دو) اور نہ ان پر کوئی گناہ ہے (کہ وہ بے اجازت داخل ہو جائیں) تم کو ایک

دوسرے کے پاس (اکثر) آنا جانا ہوتا ہے (لہٰذا بار بار اجازت لینے میں اور اجازت دینے میں تم تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری آسانی کے لئے ہر وقت اجازت لینے کا حکم نہیں دیا) (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اس طرح اللہ (اپنی) آیات کو تمہارے لئے وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے (تاکہ تم ان کو بآسانی سمجھ سکو اور ان پر عمل کر سکو) اور اللہ جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے (اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں بڑی حکمتیں ہیں اور ان حکمتوں کو وہی خوب جانتا ہے) (وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) اور (اے ایمان والو) جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو پھر انہیں بھی (ہر وقت اسی طرح) اجازت لینی چاہئے جس طرح وہ لوگ اجازت لیتے رہے ہیں جو (ان بچوں کے بلوغ کو پہنچنے سے) پہلے (بالغ) تھے (یعنی یہ بچے بھی بالغ ہو جانے کے بعد ہر وقت اجازت لے کر آئیں) (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اس طرح اللہ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے (تاکہ تم انہیں سمجھ سکو اور ان پر عمل کر سکو بے شک) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (ان احکام کی حکمتوں کو وہی خوب جانتا ہے) (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کوئی توقع نہ رہی ہو اگر اپنی چادریں اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ (اپنی) زینت (کی چیزوں) کو ظاہر نہ کریں اور اگر (چادر اتارنے سے بھی) بچیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے اور (اے ایمان والو) اللہ سننے والا جاننے والا ہے (اگر تم نے ان احکام کے خلاف کوئی لفظ منہ سے نکالا تو اللہ تعالیٰ اسے سن لے گا اور اگر تم نے ان احکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہو جائے گا پھر وہ تمہارے ان نازیبا اقوال و افعال پر تمہاری گرفت کرے گا)۔

ان آیات کا منشاء یہ ہے کہ تین اوقات میں نابالغ بچے بھی اجازت لے کر آیا کریں، بالغ مرد و عورت تو ہر وقت اجازت لے کر آئیں اور وہ بوڑھی عورتیں جن میں ایسی کوئی کشش باقی نہ رہی ہو جس کی بنیاد پر مرد ان سے نکاح کی خواہش کریں تو اگر وہ اپنی چادریں اتار دیں تو کوئی حرج نہیں۔

بڑی بوڑھی عورتوں کے متعلق جو حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان عورتوں کو غیر محرم کے سامنے چادر اوڑھ کر آنا چاہئے تاکہ نہ صرف زینت بلکہ تمام کپڑے پوشیدہ رہیں، بوڑھی عورتیں غیر محرم مرد کے سامنے چادر اتار سکتی ہیں لیکن نہ اتاریں تو بہتر ہے۔ بوڑھی عورتوں کے لئے البتہ یہ ضروری ہے کہ چادر اتارنے کے بعد بھی اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں۔ چادر اتارنے کے بعد کپڑوں کا ظاہر ہونا تو لازمی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھی عورتوں کے لئے کپڑے زینت میں شمار نہیں ہوتے۔ زینت سے مراد بناؤ سنگھار، زیورات وغیرہ ہیں اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بوڑھی عورتوں کو بھی غیر محرم مردوں سے چھپانی چاہئیں۔

عمل

اے ایمان والو، لونڈیوں، غلاموں اور نابالغ بچوں کو تربیت دیجئے کہ وہ ان تین اوقات یعنی قبل نماز فجر، دوپہر کو قیلولہ کرنے کے وقت اور صلوٰۃ عشاء کے بعد بغیر اجازت کسی کے مکان میں داخل نہ ہوا کریں۔

اے ایمان والو، اپنی لونڈیوں، اپنے غلاموں اور اپنے بچوں کو تربیت دیجئے کہ بالغ ہونے کے بعد وہ ہر وقت اجازت لے کر دوسرے کے مکان میں داخل ہوں۔

اے ایمان والی بوڑھی عورتو، جب آپ کو نکاح کی امید نہ رہے تو آپ غیر محرم کے سامنے اپنی چادر اتار سکتی ہیں لیکن ایسی صورت میں بھی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کیجئے اور اگر آپ چادر بھی نہ اتاریں تو بہتر ہے۔

پردے اور کسی دوسرے کے گھر جانے کے جملہ آداب

اب ہم پردے کے تمام مسائل اور کسی دوسرے کے گھر جانے کے تمام آداب بیان کرتے ہیں :۔

پردہ

پردہ کے متعلق مندرجہ ذیل احکام گذر چکے ہیں :۔

(۱) نگاہیں نیچی رکھے۔ (النور۔ ۳۰و۳۱)

(۲) شرمگاہوں کی حفاظت کرے۔ (النور ۔ ۳۰و۳۱)

(۳) عورتوں کو چاہئے کہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں مگر جو بغیر ارادہ خود ظاہر ہو جائے وہ قابل معافی ہے۔ (النور۔ ۳۱)

(۴) عورتوں کو چاہئے کہ سینے پر اپنے دوپٹوں کے جُگّل مار لیا کریں۔ (النور ۔ ۳۱)

(۵) عورتوں کو چاہئے کہ اپنا بناؤ سنگھار کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں

سوائے مندرجہ ذیل افراد کے :۔

۱) شوہر،

۲) باپ،

۳) شوہر کا باپ،

۴) بیٹے،

۵) شوہر کے بیٹے،

۶) بھائی،

۷) بھتیجے،

۸) بھانجے،

۹) اپنی عورتیں،

۱۰) غلام،

۱۱) ایسے خدام جن کو عورتوں کی خواہش نہ ہو،

۱۲) بچے جو عورتوں کے پردے کے معاملات سے بے خبر ہوں۔ (النور۔ ۳۱)

(۶) عورتوں کو چاہئے کہ اس طرح پیر مار کر نہ چلیں کہ ان کے پوشیدہ زیور کی جھنکار سنائی دے۔

(النور ۔ ۳۱)

(۷) کسی غیر محرم کو نہ دیکھے۔ اگر اتفاقاً نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لے (تفسیر ہذا ص۷۴)

(۸) کسی غیر محرم کو اگرچہ وہ نابینا ہو نہ دیکھے (تفسیر ہذا ص۷۵)

(۹) کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی عورت کے خدوخال اس طرح بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے (تفسیر ہذا ص۷۶)

(۱۰) کسی کے گھر میں نہ جھانکے (تفسیر ہذا ص۷۶)

(۱۱) عورتوں کو چاہئے کہ ایسے کپڑے نہ پہنیں جن سے جسم ظاہر ہو یا جسم کا نشیب و فراز ظاہر ہو یا جسم کی ساخت ظاہر ہو یعنی عریاں لباس نہ پہنے (تفسیر ہذا ص۷۸)

(۱۲) عورتوں کو چاہئے کہ اپنے سر اور پیر کو بھی غیر محرم کے سامنے نہ کھولیں (تفسیر ہذا ص۷۹)

(۱۳) عورتیں خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ نکلیں (تفسیر ہذا ص۸۱)

اب ہم پردے کے بقیہ آداب لکھتے ہیں:۔

(۱۴) عورتیں اپنے چچاؤں کے سامنے آسکتی ہیں۔ مزید برآں نسب کی وجہ سے عورتیں جن رشتہ داروں کے سامنے آسکتی ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی ان رشتہ داروں کے سامنے آسکتی ہیں مثلاً حقیقی چچا کے سامنے آسکتی ہیں تو رضاعی چچا کے سامنے بھی آسکتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحُ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل جزء اول ص۶۱۳ وراوہ البخاری فی کتاب النکاح باب لبن الفحل جزء ۷، ص۱۳)

میرے رضاعی چچا نے جس کا نام افلح تھا آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے ان سے پردہ کیا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا تم ان سے پردہ نہ کرو اس لئے کہ جو نسب سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے (جو نسب کی وجہ سے محرم ہوتا ہے وہ رضاعت کی وجہ سے بھی محرم ہوتا ہے)۔

(۱۵) عورتیں جب باہر نکلیں تو اپنے چہرہ پر گھونگھٹ نکال لیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ، ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ

اے نبی اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر اپنی چادروں میں

فَلَا يُؤْذَيْنَ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○
(الاحزاب۔ ۵۹)

سے کچھ حصہ لٹکالیا کریں، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ پاکدامن شریف عورتیں ہیں) لہذا انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں، (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

⑯ کنواری لڑکیوں کو عموماً گھر کے کسی کونہ میں پردہ ڈال کر اس کے پیچھے بیٹھنا چاہیئے۔

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں:۔
كُنَّا نُؤْمَرُ اَنْ نَّخْرُجَ يَوْمَ الْعِيْدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا (صحیح بخاری کتاب العیدین باب التکبیر ایام منیٰ جزء ۲ ص۲۵)

ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم عید کے دن (عیدگاہ جانے کے لئے) نکلیں یہاں تک کہ ہم کنواری لڑکی کو بھی اس کے پردہ میں سے نکال کر (عید گاہ) لے جائیں۔

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں:۔
اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا اَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا عَظَّمَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا (مسند امام احمد۔ سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی کتاب النکاح جزء ۱۶ ص۱۵۳)

میں ایک انصاری عورت کے پاس آیا میں نے اس کے والدین کو (اس عورت سے) نکاح کا پیغام دیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) فرمان (کہ نکاح سے پہلے اسے دیکھ لو) کی خبر دی۔ انہوں نے اسے اچھا نہ سمجھا۔ اس عورت نے جو اپنے گھر کی کسی کونے میں پردہ میں بیٹھی ہوئی تھی یہ باتیں سن لیں۔ اس نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لو ورنہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں (کہ ایسا نہ کرو) گویا اس عورت نے ان پر (دیکھنے کی) برائی کو بہت بڑا (گناہ) بتایا۔ الغرض میں نے اسے دیکھا اور اس سے شادی کرلی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں لڑکیاں گھر کے کسی کونے میں پردہ ڈال کر اس کے پیچھے بیٹھا کرتی تھیں۔

⑰ عورتوں کو گھر ہی میں رہنا چاہیئے بے ضرورت باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔ (الاحزاب ۔ ۳۳)

اور (اے نبی کی بیویو) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَاضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَّا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَّعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِیْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَاَتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِیْ وَاِنَّهٗ لَيَتَعَشّٰى وَ فِیْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِیْ فَقَالَ لِیْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِیْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۶ ص ۱۵ و صحیح مسلم کتاب السلام باب اباحۃ الخروج النساء جزء ۲ ص ۲۶۹)

پردہ کا حکم اترنے کے بعد سودہ حاجت کے لئے باہر نکلیں وہ ایک موٹی عورت تھیں جو ان کو پہچانتا تھا وہ اس سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ عمر نے ان کو دیکھا اور کہنے لگے سودہ اللہ کی قسم تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو۔ اب تم خود سمجھ لو تم کیسے نکلی ہو۔ یہ سن کر سودہ لوٹ آئیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں بیٹھے ہوئے رات کا کھانا کھا رہے تھے، ایک ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ سودہ اندر آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر نکلی تھی، عمر نے اس اس طرح کہا (اسی وقت) آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی، پھر وحی کی حالت موقوف ہو گئی اور ہڈی اسی طرح آپ کے ہاتھ میں تھی، آپ نے ہاتھ سے اس کو رکھا نہیں تھا۔ فرمایا تم کو ضرورت سے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔

(۱۸) عورتوں کو چاہیئے کہ غیر محرم مرد سے نرم اور لوچ دار آواز سے بات نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○

(الاحزاب ۔ ۳۲)

اے نبی کی بیویو، تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے بھی مثل نہیں ہو (تمہاری شان ہر عورت سے برتر و بالا ہے) اگر تم متقی رہنا چاہتی ہو تو (کسی غیر محرم سے) نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے کسی قسم کی (غلط) توقع (نہ) قائم کر لے، (بس) دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

(۱۹) کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔

نہ دو مرد ایک کپڑے میں لپٹیں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں لپٹیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات جزء اول ص۱۵)

کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لپٹے۔

(۲۰) کوئی مرد کسی بالغ عورت کے پاس رات نہ گذارے سوائے شوہر کے یا محرم رشتہ دار کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ جزء ۲ ص۲۶۹)

کوئی مرد کسی بالغ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر یہ کہ رات گزارنے والا اس عورت کا شوہر ہو یا اس کا محرم ہو۔

(۲۱) کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ جائے۔ دیور جیٹھ بھی بھاوج کے پاس تنہائی میں نہ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأۃ الا ذو محرم جزء ۷، ص۴۸ و صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ جزء ۲ ص۲۶۹)

عورتوں کے پاس نہ جایا کرو۔ ایک انصاری مرد کہنے لگا یا رسول اللہ دیور جیٹھ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا دیور، جیٹھ تو موت ہے (یعنی اس کا تنہائی میں بھابی کے پاس جانا بہت خطرناک ہے)۔

(۲۲) اگر شوہر گھر پہ نہ ہو تو اس کی بیوی کے پاس تنہائی میں نہ جائے۔ دو ایک مرد ساتھ ہوں تو جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ۔

کوئی شخص اس عورت کے گھر میں نہ جائے جس کا شوہر موجود نہ ہو مگر ایک یا دو آدمی ساتھ لے

(صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول الیہا ۲/۲۷۴)　　کر (جا سکتا ہے)۔

(۲۳) شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی بیوی کے پاس نہ جائے۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَانَا اَوْنَھٰی اَنْ نَدْخُلَ عَلَی النِّسَآءِ بِغَیْرِ اِذْنِ اَزْوَاجِھِنَّ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الادب باب ماجاء فی النہی عن الدخول علی النساء الا باذن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع کیا ہے اس بات سے کہ ہم بغیر شوہروں کی اجازت کے ان کی بیویوں کے پاس جائیں۔

ازواجہن جزء ۲ ص ۲۷۴)

کسی دوسرے کے گھر جاکر ملاقات کرنے کے جملہ آداب

کسی دوسرے کے گھر جانے کے مندرجہ ذیل آداب گذر چکے ہیں:۔

(۱) اگر کسی کے گھر جائے تو بغیر اجازت اور سلام کے اندر داخل نہ ہو۔ (النور۔ ۲۷)

(۲) عورتیں بھی بغیر اجازت کے دوسرے مکان میں داخل نہ ہوں حتی کہ بیٹی باپ کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہو اور بیوی شوہر کے مکان میں جس میں اس شوہر کی دوسری بیوی رہتی ہو بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ (تفسیر ہذا ص ۶۹ و ۷۰)

(۳) جب کسی گھر میں جائے تو گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر السلام علیکم کہے اگر اجازت نہ ملے تو دوبارہ سلام کرے، اگر جواب نہ ملے تو تیسری مرتبہ سلام کرے۔ اگر تیسری مرتبہ بھی سلام کا جواب نہ ملے تو چلا آئے۔ (تفسیر ہذا ص ۶۶)

(۴) اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو پھر بھی بغیر اجازت گھر میں داخل نہ ہو۔ (النور۔ ۲۸)

(۵) اگر صاحب خانہ کہے کہ (اس وقت) واپس چلے جاؤ تو واپس چلا آئے۔ (النور۔ ۲۸)

(۶) تین اوقات میں لونڈیوں، غلاموں اور نابالغ بچوں کو بھی اجازت لینی چاہیئے: نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت جب قیلولہ کیا جاتا ہے اور نماز عشاء کے بعد۔ (النور۔ ۵۸)

(۷) غیر آباد گھر میں اگر کسی شخص کا کوئی سامان وغیرہ ہو تو وہ اس میں بغیر اجازت داخل ہو سکتا ہے۔ (النور۔ ۲۹)

(۸) اگر شوہر گھر پر موجود نہ ہو تو اس کی بیوی کے پاس غیر محرم مرد تنہا داخل نہ ہو۔ اگر دو ایک مرد ساتھ ہوں تو داخل ہو سکتا ہے۔ (تفسیر ہذا ص ۱۷۸)

⑨ دیر جیٹھ کسی بھاوج کے پاس تنہائی میں نہ جائیں۔ (تفسیر ہذا ص۱۷۸)

اب ہم دوسرے کے گھر جانے کے بقیہ آداب لکھتے ہیں۔

⑩ اگر صاحب خانہ پوچھے کون ہے؟ تو اپنا نام بتائے، یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَیْنٍ کَانَ عَلٰی اَبِیْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا کَاَنَّہٗ کَرِھَھَا (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب اذا قال من ذا فقال انا جزء ۸ ص۶۸ وصحیح مسلم کتاب الآداب باب کراھۃ قول المستاذن انا اذا قیل من ھذا جزء ۲ ص۲۶۲ واللفظ للبخاری)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قرضے کے سلسلہ میں جو میرے والد پر تھا کچھ عرض کرنے کے لئے آیا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے (اندر سے) پوچھا کون ہے میں نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا میں میں گویا آپ نے میں کہنے کو ناپسند فرمایا۔

⑪ کسی کے گھر میں نہ جھانکے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَیْہِ بِمِشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ یَخْتِلُہٗ لِیَطْعَنَہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینہ فلا دیۃ لہ جزء ۹ ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ جزء ۲ ص۲۶۵)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں ایک سوراخ سے جھانکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر لے کر اٹھے اور آہستہ آہستہ اس کی طرف چلے تاکہ تیر اس کی آنکھ میں چبھو دیں۔

حضرت سہل فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَحُکُّ بِہٖ رَاْسَہٗ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ

ایک شخص نے دروازے کے سوراخ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک لوہے کی نوک دار کنگھی تھی جس سے آپ سر کھجا رہے تھے۔ جب آپ نے اس شخص کو دیکھا تو فرمایا اگر میں

أَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم جزء ۹ ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ جزء ۲ ص۲۶۳)

جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھ میں مار دیتا (پھر) آپ نے فرمایا اجازت لینے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اسی لئے تو ہے کہ نظر پڑے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من اطلع فی بیت قوم جزء ۹ ص۱۳ وصحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ ۲/۲۶۵)

حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص بغیر تمہاری اجازت کے تمہارے گھر میں جھانکے اور تم ایک پتھر پھینک کر اس پر مارو اور اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

(۱۲) اگر صاحب خانہ کی طرف سے کوئی شخص بلانے کے لئے آئے تو بھی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رَسُوْلُ الرَّجُلِ اِلَى الرَّجُلِ اِذْنُهٗ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرجل یدعی ایکون ذلک اذنہ جزء ۲ ص۳۵۸۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء ۳ ص۱۳۲۲)۔

جب کوئی شخص کسی شخص کو بلانے کے لئے کسی آدمی کو بھیجے تو وہی اس کا اذن ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ
تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ

مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا
جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ
بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً
طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾

ترجمہ نہ نابینا پر کوئی گناہ ہے، نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے، نہ مریض پر کوئی گناہ ہے اور نہ خود تم پر (کوئی گناہ ہے) اگر تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ (پیو) اور (اے ایمان والو) تم پر کوئی گناہ نہیں خواہ تم سب مل کر کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ اور (اے ایمان والو) جب تم

(اپنے) گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو: یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ (اور دعائے خیر) ہے، اِس طرح اللہ تم سے اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ سکو ﴿۶۱﴾

معانی ومصادر

(حَرَجٌ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا، گناہ کرنا، حرام ہونا۔
(صِدِّیْقٌ) صَدَقَ، یَصْدُقُ، صَدْقٌ وصِدْقٌ ومَصْدُوْقَةٌ (ن) سچ بولنا، خالص محبت کرنا (صَدِیْقٌ = دوست)۔
(اَشْتَاتًا) شَتَّ، یَشِتُّ، شَتٌّ وشَتَّاتٌ وشَتِیْتٌ (ض) جدا کرنا، جدا ہونا، (اَشْتَاتٌ = شَتٌّ کی جمع، متفرق)
(تَحِیَّةٌ) حَیِّیَ، یُحَیِّیُ، تَحِیَّةٌ (باب تفعیل) سلام کرنا۔
(طَیِّبَةٌ) طَابَ، یَطِیْبُ، طِیْبٌ وطَابٌ وطِیْبَةٌ وتَطْیَابٌ (ض) اچھا اور پاکیزہ ہونا۔

تفسیر

قرآن مجید کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین جب ایک دوسرے کے ہاں جاتے تو بغیر اجازت کے اس کے ہاں سے کچھ کھانے (پینے) کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر کے ذریعہ ان کی اس تکلیف کو دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ) (اے ایمان والو) نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے، نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے، نہ مریض پر کوئی گناہ ہے (وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ) اور نہ خود تم پر (کوئی گناہ ہے) (اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ) (اگر) تم اپنے گھروں سے یا اپنے بیٹوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یعنی غلاموں کے گھروں سے یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ (پیو)۔

اندھوں، لنگڑوں اور بیماروں کو دوسرے کے ہاں سے کھاتے ہوئے شرم آتی ہوگی کہ کما تو کچھ نہیں سکتے لیکن کھا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف کو دور کر دیا۔ اب وہ بغیر کسی تکلیف کے دوسروں کے ہاں سے کھا پی سکتے ہیں۔ ان کی مجبوری کی وجہ سے ان کے رشتہ داروں اور دوستوں پر ان کا حق ہے گویا وہ جو کچھ کھائیں گے اپنے حق میں سے کھائیں گے۔ ان پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

(وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے گھروں سے

کھاؤ۔ اپنے گھروں سے کھانے پینے کو تو کوئی شخص برا نہیں سمجھتا لہذا یہ اجازت دلوں کی تنگی دور کرنے کے لئے معلوم ہوتی ہے یعنی جس بے تکلفی سے اپنے گھروں سے کھاتے پیتے ہو اسی بے تکلفی سے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں سے کھا سکتے ہو۔ جس طرح تم اپنے گھروں سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اسی طرح رشتہ داروں اور دوستوں کے ہاں سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہ سمجھو۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ رعایت مسلمین سے تنگی دور کرنے کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ باہمی خلوص، محبت و یگانگت پیدا کرنے کی بہت عمدہ تدبیر ہے۔

آگے فرمایا (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا) (اے ایمان والو) تم پر کوئی گناہ نہیں خواہ تم سب اکٹھے ہو کر کھانا کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ کھانا کھاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مجتمع ہو کر کھانے اور علیحدہ علیحدہ کھانے کی اجازت دی اور کسی ایک چیز کا پابند نہیں بنایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی ہے، اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اکٹھے ہو کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ (صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب طعام الواحد یکفی الاثنین جزء ۷، ص۹۲ و صحیح مسلم کتاب الاشربة باب فضیلة المواسات فی الطعام القلیل جزء ۲ ص۲۲۵ عن ابی هریرة۔

دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو کفایت کرتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کو کفایت کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ (صحیح مسلم کتاب الاشربة باب فضیلة المواساة فی الطعام جزء ۲ ص۲۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔

آگے فرمایا (فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً) (اے ایمان والو) جب تم (اپنے) گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو، یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى أَهْلِهِ (ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی من دخل بیتہ ما یقول جزء ۲ ص۳۴۸ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء ۳ ص۵)

جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ آخر تک یعنی اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں داخلہ کی جگہ کی بھلائی کا اور جائے خروج کی جگہ کی بھلائی کا، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم نکلے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے پھر اندر جا کر گھر والوں کو سلام کرے۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) اسی طرح اللہ (اپنی) آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ سکو۔

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ اپنے باپوں کے گھر سے، ماؤں کے گھر سے، اپنے بھائیوں کے گھر سے، اپنی بہنوں کے گھر سے، اپنے چچاؤں کے گھر سے، اپنی پھوپیوں کے گھر سے، اپنے ماموؤں کے گھر سے، اپنی خالاؤں کے گھر سے، ان گھروں سے جن کے آپ محافظ یا خادم ہیں اور اپنے دوستوں کے گھر سے ان کی اجازت کے بغیر بھی کچھ کھا پی لیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔

اے ایمان والو، جب آپ کھانا کھائیں تو اکٹھے ہو کر کھائیں یا علیحدہ علیحدہ کھائیں دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔ بہتر ہے کہ اکٹھے ہو کر کھائیں تاکہ برکت ہو۔

اے ایمان والو، جب آپ اپنے گھروں میں داخل ہوں تو دعاء مندرجہ ذیل پڑھا کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَ

عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

ترجمہ: ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں داخلہ کی جگہ کی بھلائی کا اور خروج کی جگہ کی بھلائی کا، اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم نکلے تھے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔

یہ دعاء پڑھنے کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کیا کیجئے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔

کھانے کے جملہ آداب

مندرجہ ذیل آداب گذر چکے ہیں:۔

(۱) کھانا خواہ اکٹھے ہو کر کھائے یا علیٰحدہ علیٰحدہ دونوں طرح جائز ہے۔ (النور۔ ۶۱)

(۲) کھانا اکٹھے ہو کر کھائے تاکہ برکت ہو (تفسیر ہذا ص۱۸۵)

اب ہم کھانے کے بقیہ آداب بیان کرتے ہیں:۔

(۳) کھانا دستر خوان پر رکھ کر کھائے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

مَا عَلِمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَلٰی سُکُرُجَۃٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَآ اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق والاکل علی الخوان والسفرۃ جزء ۷، ص۹۱)

میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیالی میں رکھ کر کھانا کھایا ہو اور نہ آپ نے کبھی باریک چپاتی کھائی اور نہ آپ نے کبھی میز پر کھانا کھایا۔ لوگوں نے قتادہ سے پوچھا پھر آپ اور صحابہ کھانا کس چیز پر رکھ کر کھاتے تھے انہوں نے کہا دستر خوان پر۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْنِیْ بِصَفِیَّۃَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْھَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰی بِھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الخبز المرقق جزء ۷، ص۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ سے نکاح کے موقع پر (ولیمہ کا اہتمام کرنے کے لئے) کھڑے ہوئے میں نے مسلمین کو ولیمہ کے لئے بلایا۔ چمڑے کے دستر خوان بچھائے گئے، ان پر کھجور، پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ عمرو کہتے ہیں انس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے شادی کی پھر ولیمہ کے لئے ایک چمڑے کے دستر خوان پر (کھجور اور پنیر کا) مالیدہ بنایا۔

(۴) کھانا تپائی پر رکھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت یزید بن الاصم کہتے ہیں:۔

دَعَانَا عَرُوْسٌ بِالْمَدِیْنَۃِ فَقَرَّبَ اِلَیْنَا

مدینہ میں ایک دولہا نے ہمیں کھانے کی دعوت

ثَلَاثَةَ عَشَرَ ضَبًّا فَاٰكِلٌ وَ تَارِكٌ فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مِنَ الْغَدِ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَكْثَرَ الْقَوْمُ حَوْلَهٗ حَتّٰى قَالَ بَعْضُهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اٰكُلُهٗ وَلَآ اُحَرِّمُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا بِئْسَمَا قُلْتُمْ مَا بُعِثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مُحِلًّا وَّمُحَرِّمًا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعِنْدَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَامْرَاَةٌ اُخْرٰى اِذْ قُرِّبَ اِلَيْهِمْ خِوَانٌ عَلَيْهِ لَحْمٌ فَلَمَّا اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ قَالَتْ لَهٗ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِنَّهٗ لَحْمُ ضَبٍّ فَكَفَّ يَدَهٗ وَقَالَ هٰذَا لَحْمٌ لَمْ اٰكُلْهُ قَطُّ وَقَالَ لَهُمْ كُلُوْا فَاَكَلَ مِنْهُ الْفَضْلُ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَالْمَرْاَةُ وَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لَآ اٰكُلُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَيْءٌ يَّاْكُلُ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب الصید باب اباحۃ الضب جزء ۲ ص ۱۷۵)

دی تیرہ سانڈھے ہمارے سامنے رکھے گئے بعض لوگوں نے کھایا اور بعض لوگوں نے نہیں کھایا۔ پھر میں دوسرے دن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملا اور ان سے یہ حال بیان کیا۔ لوگوں نے ان کے سامنے بہت باتیں کیں۔ بعض نے یہاں تک کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں، نہ منع کرتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے جو کچھ کہا غلط کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حلال کرنے والے اور حرام کرنے والے ہی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ ایک روز میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ فضل ابن عباس اور خالد بن ولید بھی موجود تھے اور ایک عورت اور بھی تھی۔ اتنے میں ان لوگوں کے سامنے ایک تپائی لائی گئی جس پر گوشت رکھا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یہ سانڈھے کا گوشت ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا اس گوشت کو میں نے کبھی نہیں کھایا اور لوگوں سے فرمایا تم کھاؤ۔ فضل اور خالد بن ولید اور اس عورت نے وہ گوشت کھایا اور میمونہ نے کہا میں تو بس وہی چیز کھاؤں گی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھائیں گے۔ (یعنی حضرت میمونہ نے بھی وہ گوشت نہیں کھایا)۔

⑤ کھانا کھاتے وقت تکیہ نہ لگائے۔

حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں :۔
كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ لَآ اٰكُلُ وَاَنَا مُتَّكِئٌ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل متکئا جزء ۷، ص ۹۳)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں آپ نے ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا : میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

⑥ کھانا بیٹھ کر کھائے۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں :۔
قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ يَا بُنَيَّ وَسَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔ (صحیح ابن حبان کتاب الاطعمۃ باب ذکر الامر بالتسمیۃ عند ابتداء الطعام جلد ۸ ص ۳۲۲)

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے بیٹھ جاؤ، اللہ کا نام لو، اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

⑦ بہتر یہ ہے کہ دوزانو بیٹھ کر کھائے (یعنی اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں :۔
كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ يُقَالُ لَهَا الْعَزَّاءُ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِيْ وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا فِيْهَا (وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ فَجَثَّى عَلٰى رُكْبَتَيْهِ) (ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی الاکل من اعلی الصحفۃ جزء ۲ ص ۱۷۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کٹورہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے۔ اس کا نام عزّاء تھا۔ جب اشراق کا وقت ہوا اور لوگوں نے اشراق کی نماز ادا کی تو وہ کٹورہ لایا گیا۔ اس میں ثرید بنایا گیا تھا۔ سب لوگ اس پر جمع ہو گئے جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک اعرابی بولا یہ کیسی بیٹھک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت والا بندہ بنایا ہے اور مجھے غرور کرنے والا سرکش نہیں بنایا۔ اس کے بعد فرمایا اس کے کناروں میں سے کھاؤ اور بیچ میں سے چھوڑ دو۔

وابن ماجۃ ابواب الاطعمۃ بَاب الاکل متکئًا جزء۲ صـ۳۰۲ وباب النہی عن الاکل من ذروۃ الثرید وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی حدیث نمبر ۳۹۳)

⑧ بہت گرم کھانا نہ کھائے۔

حضرت عروہ کہتے ہیں :۔

عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا ثَرِدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَذْهَبَ فَوْرُهٗ ثُمَّ تَقُوْلُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ (رواہ احمد۔ بلوغ جزء۷ صـ۹۹ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر ۳۹۲ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۴/۱۲۸)

حضرت اسماءؓ جب دیکھتیں کہ کھانا بہت گرم ہے تو اس کو کسی چیز سے ڈھانک دیتیں یہاں تک کہ اس کا جوش ختم ہو جاتا پھر کہتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ایسا کرنا زیادہ برکت کا سبب ہے۔

⑨ کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے برتن میں نہ پھونکے، نہ برتن میں سانس لے۔

حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّتَنَفَّسَ فِى الْاِنَآءِ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب کراھۃ التنفس فی الاناء جزء۲ صـ۲۰۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کے اندر سانس لینے سے منع فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّنَفُّخِ فِى الشُّرْبِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقَذَاةُ اَرَاهَا فِى الْاِنَآءِ فَقَالَ اَهْرِقْهَا فَقَالَ فَاِنِّىْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ اِذًا عَنْ فِيْكَ (ترمذی ابواب الاشربۃ باب ماجاء فی کراھیۃ النفخ فی الشراب جزء۲ صـ۲۵۔ صحیح الترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا ایک شخص نے عرض کیا میں برتن میں کبھی کوئی تنکا وغیرہ دیکھتا ہوں (اسے کیسے نکالوں) آپ نے فرمایا اسے انڈیل دو۔ پھر اس نے عرض کیا میں ایک سانس میں پینے سے سیر نہیں ہوتا آپ نے فرمایا سانس لیتے وقت برتن کو اپنے منہ سے علیحدہ کر دیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی اَنْ یُّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یُّنْفَخَ فِیْہِ۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاشربۃ باب ما جاء فی کراھیۃ النفخ فی الشراب جزء ۲ ص۲۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے اور اس میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

(۱۰) بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرے، سیدھے ہاتھ سے کھائے اور اپنے آگے سے کھائے۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں :۔

کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین جزء ۲ ص۸۳ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام والشراب جزء ۲ ص۲۰۷ واللفظ للبخاری)

میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا۔ کھانے کے وقت میرا ہاتھ رکابی میں چاروں طرف گھومتا۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ کہو داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

(۱۱) اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے یہ دعاء پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ

ترجمہ:۔ بسم اللہ اس کے شروع میں بھی اور اس کے آخر میں بھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فَاِنْ نَسِیَ فِیْ اَوَّلِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاطعمۃ باب ما جاء فی التسمیۃ علی الطعام جزء ۲ ص۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کچھ کھائے تو اسے چاہیئے کہ بسم اللہ کہے پھر اگر بھول جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ یعنی بسم اللہ اس کے شروع میں بھی اور اس کے آخر میں بھی۔

(۱۲) کھانا سیدھے ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھائے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْکُلُ بِثَلَاثِ اَصَابِعَ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع جزء ۲ ص۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔

(۱۳) کھانا رکابی کے کنارے سے کھائے، وسط میں سے نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الْبَرَکَۃَ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَکُلُوْا مِنْ حَافَتَیْہِ وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَّسَطِہٖ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاطعمۃ باب ماجاء فی کراھیۃ الاکل من وسط الطعام جزء ۲ ص۷)

برکت کھانے کے بیچ میں نازل ہوتی ہے لہذا کنارے سے کھایا کرو، بیچ میں سے نہ کھایا کرو۔

(۱۴) الٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے۔

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْکُلَنَّ اَحَدٌ مِنْکُمْ بِشِمَالِہٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِہَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِہَا (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب آداب الطعام والشراب جزء ۲ ص۲۰۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور پیتا ہے۔

(۱۵) اگر بحالت جنابت کھانا کھائے تو کھانے سے پہلے وضو کرلے۔

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ یَّاْکُلَ اَوْ یَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ (صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز نوم الجنب جزء اول ص۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کرلیتے جیسا وضوء نماز کے لئے کرتے تھے۔

(۱۶) کھانا کھاتے وقت اگر نوالہ گر جائے تو اسے اٹھالے، اس کی خاک جھاڑے اور بسم اللہ کہہ کر اسے کھالے، ہوسکتا ہے کہ برکت اسی نوالے میں ہو۔

حضرت انس فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلٰثَ قَالَ وَقَالَ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیُمِطْ عَنْہَا الْاَذٰی وَلْیَاْکُلْہَا وَلَا یَدَعْہَا لِلشَّیْطَانِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَۃَ قَالَ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع جزء ۲ ص۲۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے اور فرماتے تم میں سے کسی کا اگر نوالہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے ہمیں برتن صاف کرنے کا حکم بھی دیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم کہ کون سے کھانے میں برکت ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیَمْسَحْ عَنْہَا التُّرَابَ وَلْیُسَمِّ اللّٰہَ وَلْیَاْکُلْہَا (رواہ الدارمی فی کتاب الاطعمۃ باب اللقمۃ اذا سقطت جزء ۲ ص۹۶ وسندہ صحیح)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس کی خاک کو جھاڑے، بسم اللہ کہے اور اسے کھالے۔

(۱۷) ایک قسم کی چیزیں سے دو دو کو اکٹھا کر کے نہ کھائے جب تک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے اور نہ دو چیزوں کو اکٹھا کر کے کھائے جب تک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں :۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاہُ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب القران فی التمر جزء ۷ ص۱۰۱ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب نہی الاکل مع جماعۃ عن قران تمرتین جزء ۲ ص۲۱۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کو ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے سوائے اس صورت کے کہ اپنے بھائی سے (دو دو ملا کر کھانے کی) اجازت لے لے۔

(۱۸) کھانا اتنا کھائے کہ بس بیٹھ سیدھی رہے۔ اگر لامحالہ زیادہ کھانا ہو تو تہائی پیٹ کھائے، تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے چھوڑ دے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب فرماتے ہیں :۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مَلَأَ ابْنُ اٰدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهٖ حَسْبُ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَثُلُثٌ شَرَابٌ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ۔ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۷ ص۸۸)۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ ابن آدم نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لئے اتنا کھانا کافی ہے کہ اس کی پیٹھ سیدھی رہے اگر لا محالہ (زیادہ کھانا ہو) تو تہائی (پیٹ) کھانا کھائے، تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے (چھوڑ دے)

⑲ کھانے کو بُرا نہ کہے۔ اگر رغبت ہو تو کھالے ورنہ چھوڑ دے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما جزء ۷، ص۹۴ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب لا یعیب الطعام ۲/۲۲۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانے کو کبھی بُرا نہیں کہا اگر رغبت ہوتی تو کھالیتے اور اگر رغبت نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

⑳ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل فی اناء جزء ۷، ص۹۹ وصحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب والفضۃ جزء ۲ ص۲۲۹ واللفظ للبخاری)۔

حریر اور دیباج (ریشمی کپڑے) نہ پہنو نہ سونے چاندی کے برتن میں پیو اور نہ سونے چاندی کی رکابیوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ سونے چاندی کے برتن دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

㉑ کھانا کھانے کے بعد رکابی کو صاف کرے، انگلیوں کو چاٹ لے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّہِ الْبَرَکَۃُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع جزء ۲ صـ۲۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور رکابی کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تم نہیں جانتے برکت کس میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَہَا اَوْ یُلْعِقَہَا (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب لعق الاصابع جزء ۷ صـ۱۰۶ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع جزء صـ۲۱۱)

جب تم میں سے کوئی کھائے تو ہاتھ نہ پوچھے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا کسی دوسرے کو نہ چٹا دے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَہٗ الثَّلَاثَ قَالَ وَقَالَ اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَۃُ اَحَدِکُمْ فَلْیُمِطْ عَنْہَا الْاَذٰی وَلْیَاْکُلْہَا وَلَا یَدَعْہَا لِلشَّیْطَانِ وَاَمَرَنَا اَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَۃَ قَالَ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّ طَعَامِکُمُ الْبَرَکَۃُ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب لعق الاصابع جزء ۲ صـ۲۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے اور فرماتے تم میں سے اگر کسی کا نوالہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور آپ نے ہمیں برتن صاف کرنے کا حکم دیا آپ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔

(۲۲) جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان اٹھایا جائے تو یہ دعاء پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے، ایسی تعریف جو کثرت سے ہو، پاک ہو، بابرکت ہو۔ نہ کافی سمجھی گئی، نہ چھوڑی گئی، اے ہمارے رب کوئی بھی اس سے بے پرواہ نہیں۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ (وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ) (وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ عِنْدَ قَضَاءِ الطَّعَامِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ اَوْ رُفِعَتْ مَائِدَتُہٗ) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا (وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا) طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا (صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یقول اذا فرغ من طعامہ جزء ۷ ص۱۰۶ و مسند احمد۔ بلوغ جزء ۱۷ ص۱۰۲ وسندہ صحیح ورواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب ما یقول اذا فرغ من الطعام جزء ۲ ص۵۰۲ وللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے یا جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا۔

نوٹ:۔ اس دعاء میں حمدًا صرف ترمذی میں ہے۔

(۲۳) کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھولے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ نَامَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ وَلَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ۔

(رواہ احمد عن ابی ہریرۃ وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۷ ص۹۰)

جو شخص ہاتھ بغیر دھوئے سوجائے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو تو اگر (سوتے میں) اسے کوئی (تکلیف) پہنچ جائے تو کسی کو ملامت نہ کرے سوائے اپنے نفس کے۔

(۲۴) دوسرے کے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھے۔

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں:۔

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ وَعَنْ اَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهٗ بِثَوْبِ مَنْ لَا يَمْلِكُ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ صـ۱۶۶)

جب کوئی شخص کسی شخص کے لئے اپنی جگہ سے کھڑا ہو جائے تو اس جگہ بیٹھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص ایسے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

(نوٹ:۔ پینے کے آداب ہم انشاء اللہ العزیز سورۂ واقعہ کی آیت ۶۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا
مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ، إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَإِذَا
اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ
فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ
الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ
بَعْضًا، قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا،
فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ
اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ
اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ، قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ

عَلَيْهِ ، وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

ترجمہ مؤمن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ ایسے کام کے سلسلہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے رسول کے پاس ہوتے ہیں تو (وہاں سے) نہیں جاتے جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں۔ (اے رسول) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں یہی لوگ (درحقیقت) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو (اے رسول) جب یہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور (اے رسول) آپ ان کے لئے بخشش کی دعاء کیا کریں، بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنیوالا ہے ﴿۶۲﴾ (اے ایمان والو) رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا، اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں، تو جو لوگ رسول کے حکم (یا فعل) کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نہ نازل ہو جائے ﴿۶۳﴾ خبردار! آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے (سب) اللہ کا ہے، اللہ (خوب) جانتا ہے کہ تم کس روش پر (چلے جا رہے) ہو اور (اے لوگو) جس دن لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو (اس دن) وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے رہے تھے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۶۴﴾

معانی و مصادر (اِءْذَنُ) اَذِنَ، یَاْذَنُ، اِذْنٌ و اَذِنٌ (س) اجازت دینا۔
(یَتَسَلَّلُوْنَ) تَسَلَّلَ، یَتَسَلَّلُ، تَسَلُّلٌ (باب تفعّل) چپکے سے کھسک جانا۔
(یَحْذَرُ) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حَذَرٌ و مَحْذُوْرَةٌ (س) ڈرنا، بچنا۔
(لِوَاذًا) لَاذَ، یَلُوْذُ، لَوْذٌ و لِوَاذٌ (ن) چھپ جانا۔

لَاوَزَ، یُلَاوِزُ، مُلَاوَزَۃٌ ولِوَاذٌ (باب مفاعلہ) چھپ جانا۔

تفسیر آداب رسول کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْھَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ) تو مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ ایسے کام کے سلسلہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے رسول کے پاس ہوتے ہیں تو (وہاں سے) نہیں جاتے جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں (اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) (اور اے رسول) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں یہی لوگ (درحقیقت) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں (فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِھِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمُ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) تو (اے رسول) جب یہ (لوگ) اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لئے بخشش کی دعاء کریں (تاکہ اللہ ان کے بے وقت چلے جانے کو درگذر فرمائے) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی تین نشانیاں بتائیں:۔

① اللہ پر ایمان لانا،

② رسول پر ایمان لانا،

③ کسی اجتماعی کام کے لئے جب جمع ہوں تو بغیر رسول کی اجازت کے کہیں نہ جانا۔

تیسری چیز پر اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا گویا یہ تیسری چیز پہلی دو چیزوں کے لئے شرط ہے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان اسی وقت سچا ایمان سمجھا جائے گا جب ایمان کا دعویٰ کرنے والا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اجازت لئے بغیر کہیں نہ جائے۔ اگر ایمان کا دعویٰ کرنے والے بغیر اجازت کہیں چلے جائیں تو ان کا دعوئ ایمان سچائی پر مبنی نہیں ہے بلکہ بے بنیاد اور لغو ہے۔

آگے فرمایا (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا) (اور اے ایمان والو) رسول کے بلانے کو آپس میں ایسا نہ سمجھو جیسا تمہارا (آپس میں) ایک دوسرے کو بلانا۔

اس حکم کا اطلاق مندرجہ ذیل تین باتوں پر ہوتا ہے:۔

① جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دینی ہو تو اس طرح نہ آواز دی جائے جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو آواز دے کر اور نام لے کر بلاتے ہیں بلکہ پورے ادب اور احترام کا لحاظ رکھا جائے مثلاً اس طرح نہ کہے اے محمد بلکہ اس طرح کہے اے اللہ کے رسول۔ احترام رسول پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ، یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ، وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۵۷)

(میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول نبی امّی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں، اور جو ان (کی پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار کر پھینک رہے ہیں۔ الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

② جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر جاکر آپ کو باہر بلانا ہو تو باہر سے آپ کو آواز نہ دے بلکہ انتظار کرے اور اس وقت تک انتظار کرے جب تک آپ خود باہر تشریف نہ لائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(الحجرات۔ ۴ و ۵)

(اے رسول) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں۔ اور (اے رسول) اگر وہ آواز نہ دیتے اور صبر (کے ساتھ انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، (اللہ نے ان کی گذشتہ غلطی کو معاف کر دیا اس لئے کہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

③ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلائیں تو فوراً حاضر ہو۔ آپ کے بلانے کو ایسا نہ سمجھے جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کو سمجھا جاتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مؤمنین سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے۔ مندرجہ ذیل آیتیں بھی احترام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امتیازی شان کی غمّازی

کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○

(الحجرٰت ۔ ۱ تا ۳)

اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو، اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو نبی سے اس طرح زور سے نہ بولا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوے کے لئے آزما لیا ہے، ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی۔

آگے فرمایا (قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا) اللہ (ان لوگوں کو خوب) جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر (رسول کی مجلس سے) کھسک جاتے ہیں (وہ رسول کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں (فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) تو (اے لوگو، اچھی طرح سن لو کہ) جو لوگ رسول کے امر (یعنی حکم و فعل کی) خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا (نہ) ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب (نہ) نازل ہو جائے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی یا سنت کی خلاف ورزی کرنے والا بہت بڑا گناہگار ہے، اسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جائے۔

آگے فرمایا (أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) خبردار ہو جاؤ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (کائنات پر اسی کی بادشاہت ہے۔ اس سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے) وہ (خوب جانتا ہے کہ تم کس روش پر (چلے جا رہے) ہو اور جس دن (تمام لوگ) اس کی طرف لوٹائے جائیں گے (تو اس دن) وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (کس روش پر تھے اور انہوں نے دنیا میں) کیا عمل کئے تھے اور (اے لوگو، اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھو کہ) اللہ ہر چیز سے

واقف ہے (تمام اعمال اس کے علم میں ہیں لہذا وہ ہر عمل کی سزا دے سکتا ہے)۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی خلاف ورزی نہ کیجئے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی خلاف ورزی فتنہ یا عذاب الیم کا باعث ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ آپ کے تمام عملوں سے واقف ہے۔ قیامت کے دن وہ ان اعمال کی سزا یا جزا دے گا لہذا نیک عمل کیجئے اور جزاء کے امیدوار رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُورۂ فرقان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

ترجمہ:۔ نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ۔

تَبٰرَكَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی
عَبۡدِهٖ لِیَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ
نَذِیۡرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡكُ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ یَتَّخِذۡ
وَلَدًا وَّلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی

الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
تَقْدِيْرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ
يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ
مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳

ترجمہ بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے ① (وہ اللہ) جس کی بادشاہت ہے (تمام) آسمانوں میں اور زمین میں، اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کیا ② (پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا ہے اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا ③

معانی و مصادر (تَبٰرَكَ) تَبَارَكَ، يَتَبَارَكُ، تَبَارُكٌ (باب تفاعل) نیک فال لینا، مقدس ہونا۔

(فُرْقَانٌ) فَرَقَ، يَفْرُقُ، فَرْقٌ وفُرْقَانٌ (ن) علیحدہ ہونا، پھٹ جانا۔
(يَمْلِكُوْنَ) مَلَكَ، يَمْلِكُ، مُلْكٌ ومَلَكَةٌ ومَمْلُكَةٌ (ض) مالک ہونا۔
(حَيٰوةً) حَيِيَ، يَحْيٰى، حَيَاةٌ (حَيٰوةٌ) (س) زندہ ہونا (اصلی حروف ح ی و ہیں)
(نُشُوْرًا) نَشَرَ، يَنْشُرُ، نَشْرٌ ونُشُوْرٌ (ن) زندہ کرنا، زندہ ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا) بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والی کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ (بندہ) تمام (اقوام) عالم کے لئے ڈرانے والا ہو۔

حق و باطل میں فرق کر دینے والی کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ
(البقرۃ - ۱۸۵)

رمضان ہی کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جس میں (تمام) لوگوں کے لئے رہنمائی ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے واضح دلائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ، اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○
(اٰل عمران - ۳ و ۴)

اسی نے (اے رسول) آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی، جو پہلے آنے والی (تمام کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے، اسی نے توریت اور انجیل نازل کی تھیں جو اس کتاب سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) تھیں اور اب اسی نے حق و باطل میں تمیز کرنے والی (یہ کتاب) نازل کر دی (تاکہ لوگ اس پر ایمان لائیں اور ہدایت حاصل کریں) جن لوگوں نے اللہ (تعالیٰ) کی آیات کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ (کے لئے ان کو عذاب دینا کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ وہ) غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے۔

عبد جس پر فرقان نازل کیا گیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ، فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ○
(الشوریٰ - ۷)

اور (اے رسول جس طرح پہلے انبیاء پر ہم نے کتابیں نازل کی تھیں) اسی طرح ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں آپ کی طرف نازل کر دیا ہے تاکہ آپ مکہ (والوں) کو اور ان (لوگوں) کو جو اس کے اردگرد (رہتے ہیں) (اللہ تعالیٰ سے) ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے بھی ڈرائیں جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، (اس روز) ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ○
(الدھر - ۲۳)

(اے رسول) ہم نے یہ قرآن آپ پر وقفہ وقفہ سے نازل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○
(النمل - ۶)

اور (اے رسول) یہ قرآن آپ کو حکمت والے اور علم والے (اللہ) کی طرف سے القاء کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے تمام اقوام عالم کے لئے نذیر بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا نِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۵۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امّی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی

تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا۔ ۲۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدًا وطھورًا جزء اول ص۱۱۹ وصحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص۲۱۲ واللفظ للبخاری)

مجھے پانچ چیزیں ایسی عطاء کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہیں کی گئیں:۔ مجھے ایک مہینہ کی مسافت کے رعب سے مدد دی گئی ہے (یعنی میرے اور میرے دشمن کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت ہوتی ہے کہ دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے)، میرے لئے (تمام) روئے زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے لہذا میری امت میں سے جس کسی شخص کو نماز پالے اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے، میرے لئے غنیمت کے مال حلال کر دئے گئے ہیں، ہر نبی خاص طور پر اپنی ہی امت کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور مجھے شفاعت (کبریٰ) عطاء کی گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَّخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (صحیح مسلم کتاب المساجد جزء اول ص۲۱۳)

مجھے (تمام) انبیاء پر چھ باتوں کی فضیلت ہے: مجھے وہ کلام ملا ہے جس میں لفظ تھوڑے اور معنیٰ بہت ہیں، مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے، مجھ پر مال غنیمت حلال کئے گئے ہیں، میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی ہے، میں تمام خلقت کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبی ختم کر دئے گئے۔

الغرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا) (وہ اللہ) جس کی بادشاہت (تمام) آسمانوں میں اور (پوری) زمین میں ہے (وہی کائنات کا واحد بادشاہ ہے) اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی (اس کا) شریک ہے، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ (اقتربت الساعۃ - ۴۹)

(اور اے رسول) ہم نے ہر چیز کو ایک (خاص) اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

ہر چیز ایک خاص اندازے اور خاص پیمانہ پر پیدا کی گئی ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مقررہ اندازے سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ ہر چیز کا نشوونما، ترقی و تنزل، وجود و فقدان، نفع و نقصان اور پیدائش و فنا سب ایک مقررہ ضابطہ کے مطابق کارفرما ہیں۔ اسی مقررہ ضابطہ کو اس کی تقدیر کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا، ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ○ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا، قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ○ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا، ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۹ تا ۱۲)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے: کیا تم اس ہستی (کے واحد الٰہ ہونے) کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا اور کیا تم اس کے شریک بناتے ہو (حالانکہ) وہی تو (تمام) جہانوں کا مالک ہے (دوسرے کسی چیز کے مالک نہیں)۔ اسی نے زمین میں اس کے اوپر (کی طرف) پہاڑ بنائے، پھر اس میں (ہر قسم کی) برکتیں رکھیں اور ضروریات زندگی کا اہتمام کیا (یہ سب کچھ) چار دن میں (ہوا) اور (اب تمام) مانگنے والوں کے لئے (اس میں) برابر (کا حصہ) ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور آسمان (اس وقت) دھواں تھا، اس نے آسمان سے اور زمین سے کہا: دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے (ادھر) آؤ، ان دونوں نے کہا ہم خوشی

سے آتے ہیں۔ پھر اللہ نے دو دن میں اس کے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس کے کام کے متعلق احکام صادر کئے اور (اے رسول) پھر ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت بخشی اور (ان کو ذریعہ) حفاظت (بھی بنایا)، یہ (اللہ) غالب اور علم والے کی تقدیر ہے (جس کے مطابق کائنات کا نظام چل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ ۲و۳)

(وہی ہے) جس نے پیدا کیا پھر (اعضاء کو) ٹھیک کیا، جس نے اندازہ مقرر کیا پھر رہنمائی کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ○ (اذا وقعت۔ ۶۰)

ہم نے تم لوگوں کے درمیان مرنا مقدر کر دیا ہے اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

جنت کے گلاسوں کے سلسلہ میں اندازے اور پیمانہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ○ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ○

(هل اتیٰ۔ ۱۵و۱۶)

ان پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے گلاسوں کا دور چل رہا ہوگا۔ وہ شیشے چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے (اور خدام ان گلاسوں کو) ایک مقررہ اندازے کے مطابق (جنتیوں کے سامنے پیش کریں گے)۔

مندرجہ بالا آیات سے لفظ "تقدیر" کی بخوبی تشریح ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات عالیہ کا اور ان خصوصیات کا جن میں اس کا کوئی شریک نہیں بیان کرنے کے بعد فرمایا (وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ) (پھر بھی لوگوں نے) اللہ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور (وہ پیدا کیا کریں گے) وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (وہ اپنی پیدائش میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں ایسی صورت میں وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ الٰہ تو وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہو۔ جو خالق نہیں وہ الٰہ بھی نہیں اور جو الٰہ نہیں وہ نہ عبادت

کا مستحق ہے، نہ اطاعت کا، نہ وہ حاجت روائی کرسکتا ہے اور نہ مشکل کشائی، نہ وہ (ہرحال میں) سن سکتا ہے اور نہ مدد کرسکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

(لقمٰن۔ ۱۱)

تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

(النمل۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کریگا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کرسکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ، اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف۔ ۵ وہ)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو) اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کرسکتے بلکہ وہ

تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا) (اللہ کے علاوہ جو الٰہ کفار نے بنا رکھے ہیں) وہ اپنے نقصان اور نفع کے مالک نہیں، نہ ان کے اختیار میں (ان کا) مرنا ہے، نہ (ان کے اختیار میں ان کا) زندہ ہونا ہے اور نہ (ان کے اختیار میں مرکر) اٹھ کھڑا ہونا ہے (وہ بالکل بے بس و بے اختیار ہیں۔ ایسے بے بس و بے اختیار ہستیوں کو پکارنا بے سود اور لایعنی ہے۔ یہ شرک ہے اس سے بچنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا، وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(المائدہ - ۷۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسی ہستی کی پرستش کرتے ہو جس کو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نفع پہنچانے کا (نہ اسے تمہاری پکار سنائی دیتی ہے اور نہ اسے تمہاری پکار کا علم ہوتا ہے) بس اللہ ہی (ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے اور اسے ہی ہر ایک کی پکار کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ) سننے والا، جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ (الاعراف - ۱۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلِ اللّٰهُ، قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا، قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ، اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچائیں گے وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں۔ (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے

اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے
اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی
وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ
پیدا ہو گیا ہے (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے) آپ
کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں
کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر)
غالب ہے۔

الغرض نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق ہے، نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان پہنچانے والا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی موت و زیست کا اختیار رکھتا ہے لہذا صرف اللہ تعالےٰ ہی الٰہ ہے، اسی کو پکارنا چاہیئے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیئے۔

عمل

اے لوگو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، ان پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب بے بس ہیں لہذا ان سے کسی قسم کی امید نہ رکھیئے۔ نہ انہیں پکاریئے اور نہ ان کی عبادت کیجئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ
عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ، فَقَدْ جَآءُوْ
ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝۴ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى
عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵ قُلْ
اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اِنَّهٗ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶

ترجمہ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ یہ (سب) جھوٹ ہے جو اس (رسول) نے خود بنالیا ہے اور اس (کام) پر دوسرے لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے (یہ بات کہہ کر) وہ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں ④ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے (کسی سے) لکھوا لئے ہیں اور (اب) صبح وشام وہی (قصے کہانیاں) ان کو لکھوائی جاتی ہیں ⑤ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں کی اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، (وہ تمہیں اس بہتان کی فوراً سزا نہیں دے رہا اسلئے کہ) وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ⑥

معانی ومصادر (اِفْكٌ) اَفَكَ، يَأْفِكُ، اَفْكٌ واُفُوْكٌ (ض) اَفِكَ، يَأْفَكُ اَفَكٌ (س) جھوٹ بولنا۔

(زُوْرٌ) زُوْرٌ = جھوٹ۔

(اَسَاطِيْرُ) سَطَرَ، يَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔ اَسَاطِيْرُ = اُسْطُوْرٌ (مکتوب) کی جمع اور اُسْطُوْرَةٌ (کہانی) کی جمع ہے۔

(اِكْتَتَبَ) اِكْتَتَبَ، يَكْتَتِبُ، اِكْتِتَابٌ (باب افتعال) لکھنا، لکھانا۔

(تُمْلٰى) اَمْلٰى، يُمْلِيْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) لکھوانا، ڈھیل دینا۔

(بُكْرَةً) بَكَرَ، يَبْكُرُ، بُكُوْرٌ (ن) صبح آنا (بُكْرَةٌ = صبح)۔

(اَصِيْلًا) اَصُلَ، يَأْصُلُ، اَصَالَةٌ (ك) اصل ہونا، باحسب ہونا (اَصِيْلٌ = عصر ومغرب کا درمیانی وقت)۔

(سِرٌّ) اَسَرَّ، يُسِرُّ، اِسْرَارٌ (باب افعال) چھپانا (سِرٌّ = بھید)۔

تفسیر کافر کسی طرح ایمان نہیں لاتے تھے، طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ نِ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ) اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ یہ (کلام) جھوٹ ہے، اس کو انہوں نے خود بنالیا ہے اور اس کام میں دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی ہے (یعنی دوسرے لوگ بھی اس کلام کے بنانے میں ان کے شریک ہیں) (فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا) (یہ بات کہہ کر) یہ لوگ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

کافر باوجود چیلنج کے اس جیسا کلام بنا کر نہ لا سکے تو پھر ان کا یہ کہنا کہ اس کو رسول نے اور ان کے ساتھیوں نے بنایا ہے لغو اور لایعنی ہے۔ کافروں نے یہ نہیں سوچا کہ جب ہم اس جیسا کلام بنانے سے قاصر ہیں تو دوسرے کیسے بنا سکتے ہیں اور اگر انسان ہونے کے باوجود اس جیسا کلام وہ بنا سکتے تو ہم بھی آخر انسان ہیں ہمیں بھی ایسا کلام بنا کر لے آنا چاہئے اور چیلنج کا مقابلہ کرنا چاہیئے

الغرض وہ مقابلہ نہ کر سکے تو انہیں اس کلام کو کلام الٰہی مان لینا چاہیئے تھا لیکن انہوں نے قرآن مجید کو کلام الٰہی تسلیم نہیں کیا۔ حق کو باطل کہتے رہے اور یہ سراسر ظلم و زیادتی اور جھوٹ ہے (وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) اور (اے رسول) انہوں نے (یہ بھی) کہا کہ یہ تو اگلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے (کسی سے) لکھوا لئے ہیں اور اب وہی (قصے کہانیاں) صبح و شام ان کو لکھوائی جاتی ہیں (قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) (اے رسول، آپ کہہ دیجئے کہ اس (کلام) کو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں کی اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے (اسے معلوم ہے کہ ان کے دل کیا کہہ رہے ہیں اور یہ زبان سے کیا نکال رہے ہیں۔ وہ چاہے تو ان کو افتراء پردازی کی فوراً سزا دیدے لیکن وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے، فوراً سزا نہیں دیتا یہ اس کا بڑا رحم و کرم ہے (کہ وہ درگذر کر رہا ہے) بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○

(الحج - ۴۸)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں، میں نے (پہلے) ان کو ڈھیل دی، پھر انہیں پکڑ لیا اور میری ہی طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ آپ اس کے مثل کلام بنا کر لانے سے عاجز ہیں تو پھر یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ حق ہے۔ حق کو باطل کہہ کر ظلم اور نا انصافی نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے کہ ڈھیل دیتا ہے، فوراً عذاب نہیں بھیجتا لہذا اس ڈھیل کے زمانہ کو غنیمت سمجھئے اور ایمان لے آئیے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ
لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ
مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ
كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ
مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸
اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ
لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ
يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝١٠ بَلْ كَذَّبُوْا
بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ
بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝١١ اِذَا رَاَتْهُمْ
مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا
تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝١٢ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا
مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا

هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا
الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا
ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ
خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي
وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ، كَانَتْ لَهُمْ
جَزَاءً وَّمَصِيرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيهَا
مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ، كَانَ
عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿۱۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کافر یہ بھی کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں آتا جاتا بھی ہے ، اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈراتا ﴿۷﴾ یا اس پر کوئی خزانہ نازل کیا جاتا یا اس کے پاس کوئی

باغ ہوتا جس میں سے یہ (پھل وغیرہ) کھاتا اور (اے رسول) یہ ظالم (مؤمنین سے) یہ بھی کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو ⑧ (اے رسول) آپ دیکھئے یہ آپ کے متعلق کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں، یہ گمراہ ہوگئے ہیں لہذا (اب) راستہ نہیں پاسکتے ⑨ بابرکت ہے وہ (اللہ) جو اگر چاہے تو آپ کو ان چیزوں سے بہتر چیزیں مہیا کردے (مثلاً) ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور (وہ اگر چاہے تو) آپ کے لئے (بہت سے) محل بنادے ⑩ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھٹلا رہے ہیں اور جو شخص قیامت کو جھٹلادے ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ⑪ جب دوزخ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غیظ وغضب سے جوش میں آجائے گی اور یہ لوگ) اس کے بھڑکنے اور چیخنے چلّانے (کی آواز) کو سُنیں گے ⑫ اور جب یہ اس کے کسی تنگ مقام میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈال دئے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے ⑬ ان سے کہا جائے گا ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو ⑭ (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا وہ باغِ جاودانی جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان (کے عملوں) کا بدلہ ہوگی اور ان کے رہنے کی جگہ ⑮ ان کے لئے اس میں ہر وہ چیز ہوگی جو وہ چاہیں گے، (وہ اس میں) ہمیشہ رہیں گے، یہ آپ کے رب کے ذمّہ ایک وعدہ ہے (جس کی بنیاد پر وہاں کا اجر و ثواب) طلب کیا جاسکتا ہے ⑯

معانی ومصادر

(اَسْوَاقٌ) اَسْوَاقٌ = سُوْقٌ کی جمع۔ بازار۔
(کَنْزٌ) کَنَزَ، یَکْنِزُ، کَنْزٌ (ض) جمع کرنا (کَنْزٌ = خزانہ)
(مَسْحُوْرٌ) سَحَرَ، یَسْحَرُ، سِحْرٌ (ف) جادو کرنا۔
(اَمْثَالٌ) مَثَلَ، یَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثال ہونا (اَمْثَالٌ = مِثْلٌ کی جمع)۔
(قُصُوْرٌ) قَصَرَ، یَقْصُرُ، قَصْرٌ، (ن) روکنا، دیواروں سے محفوظ کرنا۔ (قُصُوْرٌ = قَصْرٌ کی جمع، محل)۔
(اَعْتَدْنَا) اَعْتَدَ، یُعْتِدُ، اِعْتَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(سَعِیْرٌ) سَعَرَ، یَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا (سَعِیْرٌ = شعلہ، جمع سُعُرٌ)۔

(تَغَيُّظًا) تَغَيَّظَ، يَتَغَيَّظُ، تَغَيُّظٌ (باب تَفَعُّل) گرمی کا تیز ہونا۔
(زَفِيرًا) زَفَرَ، يَزْفِرُ، زَفِيرٌ وَزَفْرٌ (ض) سلگنے کی آواز آنا۔
(ضَيِّقًا) ضَاقَ، يَضِيقُ، ضَيْقٌ (ض) تنگ ہونا (ضَيِّقٌ = تنگ)
(مُقَرَّنِينَ) قَرَّنَ، يُقَرِّنُ، تَقْرِينٌ (باب تفعیل) باندھنا۔
(ثُبُورًا) ثَبَرَ، يَثْبُرُ، ثُبُورٌ (ن) ہلاک ہونا۔
ثَبَرَ، يَثْبُرُ، ثَبْرٌ (ن) ہلاک کرنا۔
(خُلْدٌ) خَلَدَ، يَخْلُدُ، خُلُودٌ (ن) ہمیشہ رہنا (خُلْدٌ = دوام وبقاء)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ) اور (اے رسول، کافر) کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں آتا جاتا بھی ہے (رسول تو کوئی مافوق الفطرت ہونا چاہئے تھا، نہ کھانے کی اسے ضرورت ہوتی اور نہ اسے کسی اور چیز کی ضرورت کہ اُس کو خریدنے کے لئے بازار جانا پڑتا گویا وہ تمام چیزوں سے بے نیاز ہوتا)۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس عجیب وغریب اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ، وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً، أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ○ (الفرقان ۔ ۲۰)

اور (اے رسول، یہ جو آپ کے کھانا کھانے اور بازار میں آنے جانے پر اعتراض کر رہے ہیں تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں آتے جاتے تھے اور (اے لوگو) ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے تو (اے ایمان والو) تم (ان کافروں کی ایذاء رسانی پر) صبر کرو گے (یا نہیں)؟ اور (اے رسول) آپ کا رب (سب کچھ) دیکھ رہا ہے (وہ اس ایذاء رسانی پر کافروں کو ضرور سزا دے گا)۔

آگے فرمایا (لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا) (کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ) اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا (أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ) یا اس پر کوئی خزانہ نازل کیا جاتا (أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا) یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے یہ (پھل وغیرہ) کھاتا (کیونکہ ان چیزوں میں سے کوئی بھی چیز اس کے

پاس نہیں لہذا یہ رسول نہیں ہے) (وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا) اور (اے رسول، اتنی باتیں کہنے کے بعد بھی) یہ ظالم (خاموش نہیں ہوتے بلکہ مسلمین سے کہتے ہیں) تم تو ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو (اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا) (اے رسول) آپ دیکھئے یہ آپ کے متعلق کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں، یہ گمراہ ہو گئے ہیں اور (اب) راہ (راست) پر نہیں آ سکتے۔

کافروں کی ہٹ دھرمی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں لہذا آپ ان کے نازیبا الفاظ کی طرف توجہ نہ دیجئے بلکہ درگذر سے کام لیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا، وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(آل عمران - ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا، وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ ○

(الانعام - ۳۳ و ۳۴)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ کو صدمہ ہوتا ہے (لیکن آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ) یہ ظالم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ تو درحقیقت اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (انہیں جھٹلاتے ہیں)۔ (اے رسول) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی گئی ہے (اور انہیں اذیت پہنچائی گئی ہے) لیکن وہ تکذیب اور اذیت پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچ گئی (آپ بھی ہماری مدد آنے تک صبر

کرتے رہئے، مدد ضرور آئے گی) اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور (اے رسول) آپ کے پاس نبیوں کے حالات (بھی) پہنچ چکے ہیں (جن میں آپ کے لئے کافی تسلی کا سامان ہے لہذا آپ اطمینان سے فرائض تبلیغ ادا کرتے رہیں، کسی کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کریں)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ، فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○

(قٓ ۔ ۴۵)

(اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں لیکن آپ ان پر جبر کرنے والے تو بنا کر نہیں (بھیجے گئے، آپ کی ذمہ داری) تو (بس اتنی ہے کہ) آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہیں جو (عذاب کی) وعید سے ڈرتا ہے۔

کفار کے اعتراضات اور مطالبات کا جواب دیتے ہوئے اللہ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا۔

(تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا) بابرکت ہے وہ اللہ جو اگر چاہے تو آپ کو (کفار کی) ان (مطلوبہ چیزوں) سے بہتر چیزیں عطا فرما دے (یعنی ایک باغ کیا) کئی باغ عطاء فرما دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اور (اگر وہ چاہے تو) آپ کے لئے کئی محل بنا دے (لیکن یہ ہٹ دھرم لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ یہ صرف آپ ہی کی تکذیب نہیں کر رہے) (بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ) بلکہ یہ تو قیامت کی تکذیب کر رہے ہیں (قیامت پر اگر ان کا ایمان ہوتا تو یہ ڈرتے اور آپ کی تکذیب نہ کرتے لیکن قیامت اور حساب و کتاب کا ان کو یقین نہیں لہذا یہ جو کچھ بھی کریں کم ہے) (وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا) بہرحال جو شخص قیامت کی تکذیب کرے تو ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے (اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا) جب وہ (دوزخ) ان (کافروں) کو دور سے دیکھے گی تو (غیظ و غضب سے جوش میں آجائے گی اور) یہ لوگ (دور ہی سے) اس بھڑکنے اور چیخنے چلانے (کی آواز) کو سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور دوزخ

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ

(الملك . ۶ تا ۸)

بہت بری جگہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سنیں گے، وہ جوش مار رہی ہوگی، (ایسا معلوم ہوگا گویا کہ) وہ غیظ (و غضب کے جوش) میں پھٹنے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَّجُرُّوْنَهَا (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب فی شدة حرّ نار جهنم وبعد قعرها جزء ۲ ص ۵۳۵)

اس دن جہنم لائی جائے گی، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النار جزء ۴ ص ۱۲۷ وصحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب شدة حرّ نار جهنم جزء ۲ ص ۵۳۵)

تمہاری (دنیا کی) آگ دوزخ کی آگ سے ستر حصوں میں سے ایک (حصہ گرم) ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا ہی کی آگ (جلانے کے لئے) کافی تھی۔ آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ انہتر ۶۹ حصے اس سے زیادہ گرم ہے ہر حصہ دنیا کی آگ کے برابر ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا) اور (اے رسول) جب یہ (کافر) دوزخ کے کسی تنگ مقام میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈال دئے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے (لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا) (اس وقت ان سے کہا جائے گا) ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ، اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (ابراهيم - ۴۹ تا ۵۱)

اس دن (اے رسول) آپ مجرمین کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ انکے کرتے گندھک کے ہوں گے، آگ نے ان کے چہروں کو ڈھانک لیا ہوگا (اور یہ میدان محشر میں ان سب کا جمع کرنا اس لئے ہوگا) تاکہ

اللہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے،
بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝
فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝
اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ
لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝

(اذا السماء انشقت ۔ ۱۰ تا ۱۵)

اور جس کو اس کا نامۂ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ موت موت پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ (دنیا میں) یہ اپنے اہل وعیال میں (بہت) خوش تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ لوٹ کر (اپنے رب کے پاس) نہیں جائے گا۔ کیوں نہیں، (آخر اسے جانا پڑا) اس کا رب اسے دیکھ رہا تھا (جب وہ دنیا میں بداعمالی میں مشغول تھا)۔

آگے فرمایا (قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا) (اے رسول) آپ (کافروں سے) پوچھیے (بتاؤ) کیا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا وہ بہشتِ جاودانی جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ بہشت ان (متقیوں کے نیک اعمال) کا بدلہ ہوگی اور (ان کے ہمیشہ) رہنے کی جگہ (لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا) ان کے لئے اس (بہشت) میں ہر وہ چیز ہوگی جو وہ چاہیں گے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور اے رسول) یہ (آپ کے رب کا) وعدہ ہے جس کا پورا کرنا آپ کے رب (نے اپنے) اوپر (لازم) کر لیا ہے (اور جس کی بنیاد پر وہاں کا اجر و ثواب) طلب کیا جا سکتا ہے۔

جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذاب کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ
جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ
هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا
يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا
يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ
اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

(الانبیآء ۔ ۹۸ تا ۱۰۲)

(اے کافرو) تم اور جن جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو (سب) دوزخ کا ایندھن ہوں گے اور تم سب دوزخ میں داخل ہوگے۔ (اے کافرو) سوچو اگر یہ (واقعی) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور (اے کافرو خبردار ہو جاؤ یہ) سب اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ سب اس میں چیختے چلاتے ہوں گے اور اس میں کچھ نہ سنیں گے۔ لیکن (کافروں کے ان معبودوں میں سے) جن لوگوں کے لئے پہلے سے بھلائی مقرر

ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے (کیونکہ کافروں کی پرستش میں وہ کسی طرح سے بھی ملوث نہیں تھے) یہ لوگ دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے بلکہ ان نعمتوں میں جن کو ان کا دل چاہے گا ہمیشہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ، فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب صبغ انعم اھل الدنیا فی النار جزء ۲ صـ۵۲۳)

قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں بہت آسودہ اور خوشحال تھا۔ اسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا تم نے کبھی آرام دیکھا تھا، کیا تجھ پر کبھی راحت بھی گذری تھی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم کبھی نہیں اے میرے رب اور اہل جنت میں سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں کی تکلیف سے زیادہ تکلیف میں رہا ہوگا۔ اسے جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر مصیبت اور رنج کبھی گذرا تھا۔ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گذری اور میں نے تو کبھی مصیبت اور سختی نہیں دیکھی۔

جنۃ الخلد کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ، وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ، أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(یونس ۔ ۲۶)

جن لوگوں نے (دنیا میں) نیکی کی (تو ان کے لئے آخرت میں) بڑا اجر ہے بلکہ (اجر سے بھی کچھ) زائد (بطور انعام انہیں دیا جائے گا) ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت یہ لوگ اہل جنت ہوں گے (اور) اس جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِیْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَ يَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة جزء ۸ صـ۱۲۲ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورہ مریم جزء ۶ صـ۱۱۸ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ۵۳۷ وصـ۵۳۸)

جب جنتی لوگ جنت میں اور دوزخی لوگ دوزخ پہنچ جائیں گے اس وقت موت کو لایا جائے گا اور دوزخ اور جنت کے درمیان میں اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا، اے اہل جنت، اب موت نہیں (آئے گی)، اے اہل دوزخ، اب موت نہیں (آئے گی) (اس اعلان سے) اہل جنت کی خوشی میں اضافہ ہوگا اور اہل دوزخ کے رنج میں اضافہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ (صحیح مسلم کتاب الجنة باب فی دوام نعیم اهل الجنة جزء ۲ صـ۵۳۲)

جو شخص جنت میں جائے گا راحت و آرام سے رہے گا، کبھی غمگین نہ ہوگا، نہ کبھی اس کے کپڑے پھٹیں گے اور نہ اس کی جوانی ختم ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
يُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَلِاَهْلِ النَّارِ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنة سبعون الفا جزء ۸ صـ۱۲۱ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ۵۳۸)

جنتیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اب موت نہیں آئے گی اور دوزخیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
يُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا

ایک پکارنے والا (اہل جنّت کو) پکار کر کہے گا (اے جنّت کے لوگوں) تمہارے لئے (یہ فیصلہ ہو چکا) ہے کہ تم تندرست رہو گے،

فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب دوام نعیم اھل الجنۃ جزء ۲ صفحہ ۵۳۲)

کبھی بیمار نہیں پڑو گے، تم زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور تم جوان رہو گے، تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا، تم عیش اور سکون میں رہو گے کبھی غم تمہارے قریب نہیں آئے گا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جنت والوں کو آواز دی جائے گی یہ تمہاری جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس وجہ سے کہ تم نیک عمل کرتے تھے۔

(لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ) جنت میں ان کے لئے ہر وہ چیز ہو گی جو وہ چاہیں گے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ، وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۳۰ تا ۳۲)

(اے رسول) جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس پر) جم گئے (تو) ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو یہ کہتے ہیں) نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (اب) اس (میں داخل ہونے) کی خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے دوست ہیں)، جنت میں جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا تمہارے لئے (موجود) ہو گی اور جو چیز تم مانگو گے تمہارے لئے (مہیا) کی جائیگی۔ بخشنے والے اور رحم کرنے والے (اللہ) کی طرف سے (یہ ان کی) مہمانی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ، وَفِيْهَا

(اللہ ان سے فرمائے گا) اے میرے بندو، آج نہ تمہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم ہو گئے تھے۔ (اللہ ان سے فرمائے گا) تم اور تمہاری بیویاں شاداں

مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ، وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ○ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○

(الزخرف۔ ۶۸ تا ۷۵)

وفرحاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور سونے کے جاموں کا دور چلے گا، اس میں (ان کے لئے) ہر وہ چیز (میسر) ہوگی جس کو (ان کا) جی چاہے اور جو (ان کی) آنکھوں کو لذت بخشے اور (اے متقی لوگو) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو ان اعمال کا صلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔ (رہے) مجرمین تو وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے (عذاب کو) ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید (ہو کر جلتے) رہیں گے۔

یہ آیتیں گویا آیات زیر تفسیر کی تفسیر ہیں۔ ان میں جنت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذابات کا ذکر جنتی کی ہر خواہش کے پورا ہونے کا ذکر اور اہل جنت کا جنت میں اور اہل دوزخ کا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا ذکر ہے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے، قیامت پر ایمان لائیے۔ نیک اعمال کیجئے اور برے اعمال سے بچئے تاکہ آپ جنّت کی دائمی زندگی سے محظوظ ہوں اور دوزخ کی دائمی زندگی سے محفوظ رہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ
هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا
سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ
اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ
اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ
حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ، وَكَانُوْا قَوْمًا
بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ
صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا، وَمَنْ يَّظْلِمْ
مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ
الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ،
وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً،
اَتَصْبِرُوْنَ، وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جس دن اللہ ان کو اور جن معبودوں کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ان کو جمع کرے گا تو (کافروں کے ان معبودوں سے) پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے (۱۷) وہ کہیں گے تو پاک

ہے، ہمارے لئے یہ زیبا نہیں تھا کہ ہم تیرے علاوہ کسی اور کو (ان کے لئے) کارساز بنائیں لیکن (ہوا یہ کہ) تو نے ان کو اور ان کے آباء واجداد کو (خوب) آسودگیاں دیں یہاں تک کہ یہ (ان آسودگیوں میں مگن ہو گئے اور تیری) نصیحت کو فراموش کر دیا اور یہ تھے ہی ہلاک ہونیوالے ⑱ (اللہ ان کافروں سے فرمائے گا) انہوں نے تو جو کچھ تم کہتے تھے اس میں تمہاری تکذیب کر دی تو اب تم نہ تو (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی سے مدد ہی حاصل کر سکتے ہو اور (اے کافرو) تم میں سے جو شخص ظلم کرے گا ہم اس کو (بہت) بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے ⑲ اور (اے رسول، یہ جو آپ کے کھانا کھانے اور بازار میں آنے جانے پر اعتراض کر رہے ہیں تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں آتے جاتے تھے اور (اے لوگو) ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے تو (اے ایمان والو) تم (ان کافروں کی ایذاء رسانی پر) صبر کرو گے (یا نہیں)؟ اور (اے رسول) آپ کا رب (سب کچھ) دیکھ رہا ہے (وہ اس ایذارسانی پر کافروں کو ضرور سزا دے گا) ⑳

معانی ومصادر

(یَنْبَغِیْ) اِنْبَغٰی، یَنْبَغِیْ، اِنْبِغَآءٌ (باب انفعال) آسان ہونا، میسر ہونا (حروف اصلی ب غ ی ہیں)۔

(بُوْرًا) بَارَ، یَبُوْرُ، بَوْرٌ و بَوَارٌ (ن) ہلاک ہونا، باطل ہونا، بنجر ہونا (بُوْرٌ = ہلاک ہونے والا، وہ شخص یا چیز جس میں کوئی خیر نہیں)۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں دوزخ کے عذابات اور جنت کی نعمتوں کا بیان تھا۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے محشر کا کچھ حال بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ) اور (اے رسول) جس دن اللہ ان (کافروں) کو اور ان (معبودوں) کو جن کی یہ (کافر) اللہ کے علاوہ عبادت کرتے تھے جمع کرے گا تو (کافروں کے ان معبودوں سے) پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے (قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ) وہ جواب دیں گے (اے اللہ) تو شرک اور ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمارے لئے یہ زیبا نہیں تھا کہ ہم تیرے علاوہ (دوسری ہستیوں کو ان کا) کارساز بنائیں (وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا) لیکن (ہوا یہ کہ) تو نے ان کو اور ان کے آباء اجداد کو خوب آسودگیاں دیں یہاں تک کہ یہ (ان آسودگیوں میں مگن ہو گئے اور تیری) نصیحت کو بھول گئے۔ (ان کی ہلاکت کا سبب کوئی) اور (نہیں ہے) یہ (خود ہی) ہلاک ہونے والی قوم تھے (انہوں نے خود ہی ہماری عبادت کی اور اپنی ہلاکت کو خود دعوت دی اور دنیاوی عیش وراحت میں ایسے مگن ہوئے کہ تیری شریعت کو بھلا بیٹھے)۔

آیت زیر تفسیر کا لب لباب یہ ہے کہ انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن جن کو الٰہ بنا رکھا ہے ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا انہوں نے اپنے پوجنے والوں کو یہ تعلیم دی تھی۔ اسی قسم کا ایک سوال حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔

(المآئدۃ - ۱۱۶)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالےٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے علاوہ الٰہ بنا لینا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دیں گے۔

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۔

(المآئدۃ - ۱۱۶)

(اے اللہ) تو پاک و بے عیب ہے، میرے لئے یہ کب سزاوار تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں تھا۔

الغرض اس سوال و جواب کے بعد اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کی تھی فرمائے گا (فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا) (جن لوگوں کو تم نے معبود بنایا تھا) انہوں نے تو ان باتوں میں جو تم کہہ رہے ہو تمہاری تکذیب کر دی (تو اب تم ہی مجرم ٹھہرے)، اب تم نہ تو (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی سے) مدد ہی حاصل کر سکتے ہو (اے کافرو، سن لو) تم میں سے جو شخص بھی ظلم کرے گا ہم اس کو (بہت) بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

کافروں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ اس سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر تفسیر میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں بھی ظلم سے مراد شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

(الانعام - ۸۳)

(سنو) جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو ایسے ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا

جب یہ آیت اتری جو لوگ ایمان لائے اور

إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ اَوَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص ۱۷۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصہ ۱/۶۴)

اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں کون ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو آپ نے فرمایا بات یہ نہیں ہے جو تم کہہ رہے (یعنی جو کچھ تم سمجھ رہے ہو وہ صحیح نہیں)۔ کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی: اے میرے بیٹے: اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا شرک بڑا ظلم ہے (یعنی اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے، دوسرے گناہ مراد نہیں ہیں)۔

اوپر گذر چکا ہے کہ کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا بھی ہے اور بازاروں میں آتا جاتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا (وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ) اور (اے رسول آپ ان کے اعتراض کی پرواہ نہ کریں) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں آتے جاتے بھی تھے (ضروریات زندگی سے کوئی مستثنیٰ نہیں تھا لہذا کافروں کا اعتراض لغو ہے) (وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً) اور (اے لوگو) ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے (رسولوں کے ذریعہ عوام کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ ایمان لاتے ہیں یا نہیں اور کافروں کے ذریعہ رسولوں کی اور مؤمنین کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ کافروں کی ایذا دہی پر صبر کرتے ہیں یا نہیں) (اَتَصْبِرُوْنَ) تو (اے ایمان والو) تم صبر کرو گے یا نہیں۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ایمان والوں کو صبر کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (اٰل عمران - ۱۸۶)

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی، پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے وعزم وہمت کے کام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

آگے فرمایا (وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا) اور (اے رسول) آپ کا رب (سب کچھ) دیکھ رہا ہے، (ایمان والے جن مصائب سے دوچار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی دیکھ رہا ہے اور کافر جو تکلیفیں پہنچا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی دیکھ رہا ہے۔ ایمان والوں پر یہ تکالیف عارضی ہیں، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ان کو راحت پہنچانے والا ہے اور کافروں کو ان کے کرتوت کی سزا دینے والا ہے۔ ایمان والوں کو اطمینان کے ساتھ صبر کرنا اور ثابت قدم رہنا چاہئے اور کافروں کو ڈرنا چاہئے کہ کہیں وہ عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں)۔

عمل

اے لوگو، اللہ ذوالجلال والاکرام کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کیجئے اور نہ کسی سے اپنی عبادت کرائیے۔

اے ایمان والو، کافروں کی ایذاء رسانی پر صبر کیجئے۔ کافروں کی ایذاء رسانی ہی کے ذریعہ تو آپ کے ایمان اور آپ کی ثابت قدمی کی جانچ ہوتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا
لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ
نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا
فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾
يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى
يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ
حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى
مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ
مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ
بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ
تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ
الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ، وَكَانَ يَوْمًا
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ
يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي

لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ
أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ
إِذْ جَاءَنِي، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ
الرَّسُولُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَ
كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
مِّنَ الْمُجْرِمِينَ، وَكَفٰى بِرَبِّكَ
هَادِيًا وَّنَصِيرًا ﴿٣١﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جو لوگ ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے (اگر ہم پر فرشتے نازل ہوتے تو ہم ایمان لے آتے) یا ہم اپنے رب کو دیکھتے (اگر ایسا ہوتا تو بھی ہم ایمان لے آتے)۔ ان کے دلوں میں تکبر ہے اور یہ سرکشی میں حد سے بڑھ گئے ہیں (۲۱) (اے رسول) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن گناہگاروں کے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہوگی، (اس وقت) یہ کہیں گے (کاش) یہ ہم سے روک لئے جائیں (۲۲) پھر جو عمل انہوں نے کئے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو پراگندہ غبار بنا دیں گے (۲۳) (رہے) اہل جنت تو وہ اس دن رہائش کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں گے اور خواب گاہ کے اعتبار سے بھی بہتر (۲۴) اور (اے رسول) جس دن آسمان ابر کی مانند پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے (۲۵) اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بہت سخت ہو گا (۲۶) اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ (سیدھا) راستہ اختیار کیا ہوتا (۲۷) ہائے میری خرابی، کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) اس نے تو مجھے (ایسی حالت میں) نصیحت سے منحرف کر دیا جبکہ نصیحت میرے پاس آ چکی تھی اور شیطان (کا تو یہ قاعدہ ہی ہے کہ وہ عین وقت پر) انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے (۲۹) (اس دن) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا (اب ان کا معاملہ تیرے حوالے ہے) (۳۰) اور (اے رسول، جس طرح یہ کافر آپ کے دشمن ہیں) اسی طرح مجرمین میں سے ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے تھے اور (اے رسول) آپ کا رب ہادی اور مددگار ہونے کے لحاظ سے آپ کے لئے کافی ہے (۳۱)

معانی و مصادر

(یَرْجُوْنَ) رَجَا، یَرْجُوْ، رَجَاءٌ وَرَجْوٌ وَرَجَاۃٌ وَمَرْجَاۃٌ (ن) امید رکھنا، ڈرنا۔

(عَتَوْ) عَتَا، یَعْتُوْ، عُتُوٌّ وَعِتِیٌّ (ن) سرکشی میں حد سے نکل جانا۔

(بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض، س) خوش ہونا (بُشْرٰی = خوشخبری)۔

(حِجْرٌ) حَجَرَ، یَحْجُرُ، حِجْرٌ وَحِجْرَانٌ (ن) روکنا۔

(قَدِمْنَا) قَدِمَ، یَقْدَمُ، قُدُوْمٌ وَمَقْدَمٌ وَقِدْمَانٌ (س) آنا، کسی چیز کا قصد کرنا، کسی طرف متوجہ ہونا۔

(هَبَاءً) هَبَا، یَهْبُوْ، هُبُوٌّ (ن) (غبار کا) بلند ہونا، مرنا، بھاگنا۔

(مَنْثُوْرًا) نَثَرَ، یَنْثُرُ، نَثْرٌ وَنِثَارٌ (ن وض) بکھیرنا، ڈالنا۔

(مَقِیْلًا) قَالَ، یَقِیْلُ، قَیْلٌ وَمَقِیْلٌ وَمَقَالٌ وَقَیْلُوْلَۃٌ (ض) دوپہر کو سونا۔

(غَمَامٌ) غَمَامٌ = بادل (غَمَامَۃٌ = ایک بادل، بادل کا ٹکڑا۔ ج غَمَائِمُ)

(عَسِيْرٌ) عَسِرَ، يَعْسَرُ، عُسْرٌ وعَسَرٌ (س) عَسُرَ، يَعْسُرُ، عُسْرٌ (ك) تنگ کرنا، مشکل ہونا۔
(يَعَضُّ) عَضَّ، يَعَضُّ، عَضٌّ، وعَضِيْضٌ (ف) دانت سے کاٹنا۔
(لَيْتَ) لَيْتَ = کاش، یہ اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع۔ (لَيْتَنِيْ = کاش میں)۔
(يٰوَيْلَتٰى) وَيْلٌ = خرابی۔
(يٰوَيْلَتٰى = ہائے میری خرابی)۔
(خَذُوْلٌ) خَذَلَ، يَخْذُلُ، خَذْلٌ وخِذْلَانٌ (ن) مدد چھوڑ دینا۔ (خَذُوْلٌ خَاذِلٌ سے اسم مبالغہ ہے)۔

تفسیر قرآن مجید کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ فرشتے ہم پر نازل ہوں یا ہم اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو ہم آپ کو رسول ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ) اور (اے رسول) جو لوگ ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے یعنی جن کو قیامت پر ایمان نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے۔ (فرشتے آکر گواہی دیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو رسول مان لیں گے) (اَوْ نَرٰى رَبَّنَا) یا ہم اپنے رب کو دیکھیں (تو آپ کو رسول مان لیں گے)! (لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ) انہوں نے اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے (یہ نہ معلوم اپنے آپ کو کیا سمجھے بیٹھے ہیں کہ اتنی بڑی جسارت کر رہے ہیں ان کے نزدیک گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کوئی ہنسی کھیل ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض تکبر اور ہٹ دھرمی کا غماز ہے۔ ان کے اس مطالبہ سے اور کوئی مقصود نہیں سوائے اپنی بڑائی جتانے اور رسول کی تحقیر کرنے کے (وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا) انہوں نے (یہ مطالبہ کرکے) بڑی ہی سرکشی کا مظاہرہ کیا ہے۔

حق کے مقابلہ میں حقارت آمیز الفاظ انہی کی زبان سے نکلتے ہیں جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

(یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ - ۲۲ تا ۲۵)

پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیر لی اور تکبر کیا۔ پھر کہا یہ کچھ نہیں بس ایک جادو ہے جو (اگلوں سے) منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یہ تو بس ایک انسان کا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○
(الجاثیۃ ۔ ۳۱)

اور جن لوگوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں تم تکبر کرتے تھے اور تم (بڑے) گنہ گار تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○
(الصّٰفّٰت ۔ ۳۵ و ۳۶)

یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو تکبر کرتے تھے اور (اس طرح) کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ، فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا نِ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○
(الجاثیۃ ۔ ۷ تا ۹)

(اے رسول) ہر جھوٹے گناہگار کے لئے (بڑی) خرابی ہے (کہ) جب اللہ کی آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سنتا ہے مگر پھر تکبر سے (کفر پر اس طرح) اصرار کرتا ہے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، تو آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے اور (اے رسول، یہ شخص ایسا ہے کہ) جب اسے ہماری آیات میں کسی آیت کا علم ہوتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے، ایسے لوگوں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

آگے فرمایا (يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا) (یہ لوگ فرشتوں کو دیکھنے کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن ان مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری (کی بات) نہیں ہوگی (بلکہ اس دن یہ لوگ فرشتوں کو دیکھ کر) کہیں گے (اے کاش) یہ (ہم سے) روک) لئے جائیں۔

فرشتے مجرمین کے لئے عذاب لے کر آتے ہیں یا موت کے وقت روح قبض کرنے آتے ہیں یا قیامت کے دن آئیں گے اور یہ تینوں وقت ایسے ہیں کہ مجرمین ان اوقات میں خوش نہیں ہو سکتے۔ مجرمین کا فرشتوں کو دیکھنا خوشی کی چیز نہیں ہے۔ یہ مجرمین کی سراسر جہالت ہے کہ وہ فرشتوں کے دیکھنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ○
(الحجر ۔ ۸)

(اے رسول) ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ (مناسب وقت پر ہی) نازل کرتے ہیں، پھر اس وقت کافروں کو مہلت نہیں دی جاتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ، بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○
(النحل ۔ ۲۸ و ۲۹)

جب فرشتے ان لوگوں کی جان نکالتے ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو وہ ظالم صلح کی پیش کش کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے، (فرشتے جواب دیتے ہیں) کیوں نہیں (تم یقیناً برے کام کرتے تھے اور) اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کرتے تھے پھر (ان سے کہا جاتا ہے) دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اب تم) دوزخ میں ہمیشہ رہو گے، بے شک تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ (بہت) برا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ، اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○
(الانعام ۔ ۹۳)

اور (اے رسول) اگر آپ ان ظالموں کو دیکھیں جب یہ موت کی جان کنی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر (ان سے کہہ رہے ہوں گے) اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اس لئے کہ تم اللہ کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے تھے اور اس کی آیتوں کو (سن کر) تکبر (سے انکار) کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ○ وَّجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

(قیامت کے متعلق کافروں کا خیال) ہرگز (صحیح) نہیں، (وہ آئے گی اور ضرور آئے گی) جب زمین ہموار کر دی جائے گی، آپ کا رب آئیگا

وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی ○ (والفجر۔ ۲۱ تا ۲۳)

اور فرشتے بھی صف بصف آئیں گے۔ اس دن جہنم کو لایا جائے گا تو اس دن انسان کو نصیحت ہو گی لیکن اس دن نصیحت کہاں!۔

الغرض فرشتوں کے نزول کی خواہش کافروں کے لئے اچھی چیز نہیں۔ یہ کافروں کی سراسر بے وقوفی ہے کہ عذاب کو دعوت دے رہے۔

آگے فرمایا (وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا) اور (اے رسول قیامت کے دن) ہم ان کے عمل کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو پراگندہ غبار بنا دیں گے یعنی ہم ان کے تمام اعمال کو رائگاں کر دیں گے۔ انہیں ان کے اعمال کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (المآئدۃ۔ ۵)

اور جو شخص ایمان کا انکار کرے تو اس کے تمام اعمال ضائع کر دئے جائیں گے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ، هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (الاعراف۔ ۱۴۷)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ان کے (تمام) اعمال ضائع کر دئے جائیں گے (پھر) ان کو ان کے اعمال (بد) کا ہی بدلہ ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقاق باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ جزء ۲ صـ ۵۹۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک (کے کام کو) چھوڑ دیتا ہوں۔

کافروں کا انجام بیان کرنے کے بعد فرمایا (اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا) (رہے) اہل جنت تو وہ اس دن رہائش کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں گے اور خواب گاہ کے لحاظ سے بہتر ہوں گے یعنی جنتیوں کے مکانات بھی اچھے ہوں گے اور ان کے سونے کے مقامات بھی اچھے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ
تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ
اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ
بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ، وَفِيْهَا
مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ
وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ
الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۶۸ تا ۷۳)

(اللہ متقین سے فرمائے گا) اے میرے بندو، آج نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم تھے۔ (اللہ ان سے فرمائے گا) تم اور تمہاری بیویاں شاداں وفرحاں جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی رکابیوں اور سونے کے جاموں کا دور چلے گا، اس میں (ان کے لئے) ہر وہ چیز (میسر) ہوگی جس کو (ان کا) جی چاہے اور جو (ان کی) آنکھوں کو لذت بخشے اور (اے ایمان والو) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو ان اعمال کا صلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اَلْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَآءِ
ثَلٰثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِ
اَهْلٌ لَّا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ (صحیح بخاری
کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفة
الجنة جزء ۴ ص ۱۲۳ وصحیح مسلم کتاب الجنة
وصفة نعيمها باب صفة خيام الجنة ۲/۵۳۲)

(جنت کا) خیمہ (کیا ہے) ایک کھوکلا موتی ہے جس کی بلندی تیس میل ہے اس کے ہر کونے میں مؤمن کے لئے ایسی بیویاں ہوں گی جن کو اس کے سوا کوئی نہ دیکھ سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
قَالَ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ
مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا
خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْيُنٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما
جاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص ۱۲۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (جنت میں) وہ وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، کسی آدمی کے خیال میں نہیں گذریں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: کوئی نہیں جانتا آنکھوں کی اس ٹھنڈک کو جو جنتیوں کے لئے چھپا کر رکھی

گئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها جزء ۲ ص۵۳۱)

جنتی لوگ اپنے سے بلند مقام والوں کو اوپر اس طرح دیکھیں گے جس طرح چمکتے ستارے کو دیکھتے ہیں جو صبح کے وقت آسمان کے کنارے پر مشرق یا مغرب میں ہوتا ہے۔ (ان کا یہ بلند مقام) فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہ تو نبیوں کے مقامات ہونگے دوسرے ایسے مقاموں پہ نہیں پہنچ سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں قسم اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ بھی (ان بلند مقامات میں رہیں گے) جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ اَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار جزء ۸ ص۱۲۵)

جنت میں ایک کمان کے برابر یا ایک قدم کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے لے کر زمین تک روشنی ہو جائے اور آسمان سے لے کر زمین تک ہر طرف خوشبو پھیل جائے اور اس کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ اَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا اس گروہ کے افراد کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (روشن) ہوں گی، ان لوگوں کو نہ تھوک آئے گا، نہ پسینہ اور نہ وہ پاخانہ کریں گے، ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھیاں سونے اور

الْمِسْكُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص ۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب الجنة باب فی صفات الجنة جزء ۲ ص ۵۳۳)

چاندی کی اور انگیٹھیوں میں سے عود کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور پسینہ میں سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

آگے فرمایا (وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا) اور (اے رسول) جس دن آسمان ابر کی مانند پھٹ جائے گا اور فرشتے اتارے جائیں گے (اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا) تو اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر (بہت) سخت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا، وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○

(الحاقة - ۱۳ تا ۱۷)

پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی اور زمین کو اور پہاڑوں کو اٹھا لیا جائے گا اور ان کو ایک ہی بار میں (توڑ پھوڑ کر) برابر کر دیا جائے گا تو اس دن قیامت واقع ہوگی۔ آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن وہ بہت ہی کمزور ہوگا۔ اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے اور (اے رسول) اس دن آپ کے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○

(اذا السماء انفطرت - ۱)

جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○

(اذا السماء انشقت - ۱)

جب آسمان پھٹ جائے گا۔

اس دن اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○

(فاتحة الکتاب - ۳)

اللہ روز جزا کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ، يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ، فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

(الحج۔ ۵۶)

اس دن (تو بس) اللہ کی بادشاہت ہوگی، وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ نعمت کے باغات میں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْاَرْضَ وَتَكُوْنُ السَّمٰوٰتُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب یذکر فی الذات جزء ۹ ص۱۵)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو (اپنی) مٹھی میں لے لے گا، آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ مالك الناس جزء ۹ ص۱۴۲)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لیگا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ پر لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ، يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ، لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ، لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ، لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۵ و ۱۶)

(اللہ تعالیٰ) عالی مرتبہ اور عرش والا ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے احکام کی وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ (بندہ لوگوں کو) ملاقات کے دن (یعنی قیامت) سے ڈرائے۔ جس دن وہ (قبروں سے) نکل کر (میدان محشر میں آکر) کھڑے ہو جائیں گے، ان کی کوئی بات اللہ سے مخفی نہ ہوگی، (اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتاؤ) آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا، آج) اللہ کی (بادشاہت ہے) جو اکیلا ہے اور غالب ہے۔

الغرض قیامت کے دن اللہ اکیلا بادشاہ ہوگا۔

دوسری چیز جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی وہ یہ کہ وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ○ فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ○ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ○

(یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّر۔ ۸ تا ۱۰)

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن (بڑا) سخت ہوگا۔ کافروں پر تو وہ (قطعاً) آسان نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیْءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ یَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۶ تا ۸)

تو (اے رسول) آپ ان (کافروں) سے رُو گردانی فرمائیں، (قیامت کے دن ان کو اس کا مزا معلوم ہو جائے گا) جس دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائے گا تو یہ لوگ آنکھیں نیچی کئے ہوئے (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَ اَمَرُّ ○ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۴۶ تا ۴۸)

(اور دنیا کی سزا تو کچھ نہیں) بلکہ (اصلی سزا تو انہیں) قیامت (کے دن ملے گی جس) کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور قیامت (کا دن) زیادہ سخت اور زیادہ کڑوا ہے۔ بے شک گناہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں۔ (قیامت کے) دن یہ لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) اب آگ کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ

اور جس شخص کو اس کا (اعمال) نامہ بائیں ہاتھ

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا
حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○
مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّيْ
سُلْطٰنِيَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ
الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ○ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا
سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ○ اِنَّهٗ كَانَ
لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ وَلَا يَحُضُّ
عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ
هٰهُنَا حَمِيْمٌ ○ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ
غِسْلِيْنٍ ○ لَّا يَاْكُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ○

(الحاقۃ ۔ ۲۵ تا ۳۷)

میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کاش میرا (اعمال)
نامہ مجھے نہ دیا جاتا اور نہ میں یہ جانتا کہ میرا حساب
کیا ہے، اے کاش (مجھے) موت (آگئی) ہوتی۔
(آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا، میری
قوت جاتی رہی۔ (اللہ حکم دے گا) اسے پکڑ
لو اور (گلے میں) طوق پہنا دو، پھر اس کو دوزخ
میں داخل کر دو، پھر ایک زنجیر سے جس کی
لمبائی ستر ہاتھ ہے اس کو جکڑ دو۔ یہ عظمت
والے اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ یہ
مسکین کو کھانا کھانے کی ترغیب دیتا تھا،
تو آج اس کا یہاں نہ کوئی دوست ہے اور
نہ (اس کے لئے) کوئی کھانا ہے سوائے دھوون
کے جس کو گناہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں
کھائے گا۔

مندرجہ بالا آیات میں قیامت کے دن کی سختی اور اس سختی کی نوعیت کا بیان ہے۔
آگے فرمایا وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا) اس دن گناہگار (افسوس وحسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا
اے کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا (تو آج اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوتا) يَا
وَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا) ہائے میری خرابی، کاش میں نے فلاں شخص کو (یعنی
شیطان کو) اپنا دوست نہ بنایا ہوتا (لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا) (ہائے افسوس) اس نے میرے پاس نصیحت کے آجانے کے بعد
مجھے اس نصیحت سے برگشتہ کر دیا (مجھے شریعت الٰہیہ پر عمل نہ کرنے دیا اور اب اس وقت میرے
کام نہیں آرہا، میرا ساتھ چھوڑ دیا) اور شیطان (کا تو یہ قاعدہ ہی ہے کہ وہ عین وقت پر جب کہ انسان
مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے) انسان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ
اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ
فَاَخْلَفْتُكُمْ، وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ

اور جب (سزا وجزا کا) کام ختم ہو جائے گا (اور
لوگ) شیطان (کو برا بھلا کہیں گے تو وہ) کہے
گا اللہ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ سچا وعدہ تھا

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ، فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ، مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ، اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ، اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(ابراھیم ۔ ۲۲)

(اس نے پورا کر دیا) اور میں نے جو وعدہ تم سے کیا تھا (وہ جھوٹا تھا) میں اسے پورا نہیں کر سکا، مجھے (دنیا میں) تم پر کوئی قدرت حاصل نہیں تھی مگر (صرف اتنی کہ) میں نے تم کو بلایا، تم نے میری بات مان لی لہٰذا اب تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو، میں تو اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم نے پہلے کبھی مجھے (اللہ کا) شریک بنایا تھا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

شیطان آخرت ہی میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی انسانوں کو مصیبت میں گرفتار دیکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اپنے تمام وعدوں سے دستبردار ہو جاتا ہے اور انسانوں کے کچھ کام نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ، فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ، وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(الانفال ۔ ۴۸)

اور (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے کافروں کی تدبیروں کو کافروں کے لئے مزیّن کر دیا (ان سے) کہا کہ آج انسانوں میں کوئی (جماعت ایسی) نہیں جو تم پر غالب آ سکے، مزید برآں میں بھی تمہارے ساتھ ہوں (پھر ڈرنے کی کیا بات ہے) لیکن جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہو گئیں تو الٹے پاؤں واپس چلا گیا اور کہنے لگا میں تم سے بری (الذمہ) ہوں، میں ایسے لوگ دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں کیونکہ اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا) (قیامت کے دن گنہگار کہے گا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا) اور رسول کہے گا اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا (اب اس کا معاملہ تیرے حوالے ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر بہت مہربان ہیں اس کے باوجود قرآن مجید کو چھوڑنے والوں پر آپ کسی قسم کی مہربانی نہیں فرمائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی امت کی شکایت پیش کریں گے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکایت فرمائیں گے تو پھر مجرمین کا کہاں ٹھکانہ ہوگا۔

آگے فرمایا (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ) اور (اے رسول، جس طرح یہ کافر آپ کے دشمن ہیں) اسی طرح ہم نے مجرمین میں سے ہر نبی کے دشمن بنائے تھے (یعنی کافر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نبیوں کی مخالفت کرتے رہے اور ضد ہٹ دھرمی کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے مجرمین کی مخالفت کو اپنی طرف منسوب کر دیا)۔

مجرمین جو نبیوں کے ساتھ دشمنی کرتے رہے جنات میں سے بھی ہوتے تھے اور انسانوں میں سے بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا، وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

(الانعام۔ ۱۱۳)

اور (اے رسول، جس طرح یہ کفار مکہ آپ سے دشمنی کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں سے شیطان (قسم کے) لوگوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا تھا، یہ شیاطین دھوکا دینے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کے دلوں میں (بری باتوں کو) خوشنما (بنا کر) القا کیا کرتے تھے اور (اے رسول) اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے (لیکن اللہ کے تمام کام فطری قوانین کے مطابق ہوتے ہیں، کسی پر زبردستی نہیں ہوتی) لہذا (اے رسول) آپ ان (کفار) کو اور جو کچھ افتراء پردازیاں یہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیجئے (ان سے کنارہ کشی اختیار کیجئے)۔

انسانوں میں جو لوگ نبیوں کی مخالفت کرتے رہے اس میں شیاطین الجن کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ وہی انسانوں کو نبیوں کے خلاف ابھارتے تھے، وہی انسانوں کے دلوں میں نبیوں کی مخالفت کا بیج بوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ

(الانعام۔ ۱۲۲)

شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں القا کرتے ہی رہتے ہیں کہ وہ تم سے کج بحثی کریں۔

پھر وہ انسان بھی ایک دوسرے کو نبیوں کی دشمنی پر ابھارتے تھے اور اس طرح انسان عملاً نبیوں کے ساتھ دشمنی کرتے تھے۔

آیت زیر تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے رسول، آپ گھبرائیں نہیں۔ تمام نبیوں کے ساتھ دشمنی ہوتی رہی ہے، آپ کے ساتھ بھی ہو رہی ہے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ ایسا ہوتا آیا ہے لہٰذا آپ صبر و استقامت سے اپنے فرائض کو ادا کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ، كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ، بَلَاغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ○

(الاحقاف - ۳۵)

(اے رسول) جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے آپ بھی صبر کرتے رہیں اور ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کریں، جس دن وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو (انہیں ایسا محسوس ہوگا) گویا وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی (سے زیادہ نہیں) رہے (اور اے رسول، یہ قرآن اللہ کا ایک) پیغام (ہے) تو (اب اس کے پہنچ جانے کے بعد) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان ہیں۔

لیکن (اے رسول) اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجرمین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ نہیں، وہ ضرور ہر موقع پر آپ کی رہنمائی کرے گا اور آپ کی مدد فرماتا رہے گا (وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا) آپ کی رہنمائی کرنے اور آپ کو مدد دینے کے لئے آپ کا رب کافی ہے (آپ مجرمین کی مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اپنا کام جاری رکھیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ، وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ، وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○

(المائدۃ - ۶۷)

اے رسول، جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں انہیں آپ (بے کم و کاست لوگوں تک) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اللہ کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور (اپنے فرض منصبی کو ادا نہیں کیا، یہ لوگ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے)

اللہ آپ کو ان تمام لوگوں (کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا (آپ کا کام صرف ہدایت ربّانی کا پہنچا دینا ہے، ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچانا آپ کا کام نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے لیکن) اللہ کافروں کو (جب تک وہ ایمان نہ لائیں) ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ○ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ○ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ○ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ○

(الصّٰفّٰت۔ ۱۷۱ تا ۱۷۵)

اور (اے رسول) پیغام پہنچانے والے بندوں کے متعلق ہمارا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ ان کی مدد ضرور کی جائے گی اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ تو (اے رسول) کچھ عرصہ آپ ان سے روگردانی کیجئے اور انہیں دیکھتے رہیے، یہ بھی عنقریب (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ اختیار کیجئے۔ دوسروں کے راستے چھوڑ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ میدان محشر میں حسرت و ندامت ہو اور آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ
عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ
كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ ۖ
وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا
يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ
بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾
اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا
وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ان پر قرآن پورا کا پورا ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں نازل کیا گیا (جستہ جستہ کیوں اتارا گیا؟ اے رسول، بے شک ہم نے اس کو) اسی طرح (نازل کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ اس کے ذریعہ ہم آپ کے دل کو ثابت رکھیں اور (جس مقصد کی خاطر) ہم نے اس کو (اب تک) آہستہ آہستہ اتارا ہے (اسی طرح آئندہ بھی اتارتے رہیں گے) (۳۲) اور جو بات بھی (یہ لوگ اعتراضاً) آپ کے پاس لائیں گے ہم سچائی کے ساتھ (اس کا دندان شکن جواب) اور بہترین تشریح (اور توجیہ) آپ کو بتا دیں گے (۳۳) (اور اے رسول) جو لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے تو یہ لوگ مکان کے لحاظ سے بدترین ہوں گے اور راہ (راست) کے اعتبار سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے (۳۴)

معانی و مصادر (جُمْلَةٌ) جَمَلَ، يَجْمُلُ، جَمْلٌ (ن) جمع کرنا (جُمْلَةٌ = الفاظ کا بامعنی مجموعہ، اکٹھا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً، كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا) اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ان پر قرآن پورا کا پورا ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کیا گیا (جستہ جستہ وقتاً فوقتاً کیوں نازل کیا گیا تو بات یہ ہے کہ ہمارا مقصد) اسی طرح (اتارنا تھا) تاکہ اس کے ذریعہ ہم آپ کے دل کو ثابت رکھیں اور (یقیناً) ہم نے اس کو اسی لئے ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے (وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا) اور (اے رسول، اس کا ایک مقصد اور بھی ہے وہ یہ کہ) یہ لوگ جب کبھی آپ کے پاس کوئی بات (بطور اعتراض کے) لے کر آتے ہیں تو ہم (اسی وقت اس اعتراض کا) جچا تلا جواب اور اس کی بہترین تشریح و توضیح آپ کو بتا دیتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے جستہ جستہ نازل کرنے کے دو مقصد بتائے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو ثابت رکھنا۔

(۲) تمام اعتراضات کا بروقت جواب دے دینا۔

اگر پورا قرآن مجید ایک دفعہ نازل کر دیا جاتا تو اعتراضات کا بروقت جواب کیسے دیا جاتا۔ نزولِ قرآن مجید کے وقت تو وہ اعتراضات تھے ہی نہیں تو ان کا جواب کیسے دیا جاتا۔ اعتراضات تو نازل ہونے کے بعد ہی ہو سکتے تھے اور بعد ہی میں ہوئے اور ان کا جواب اسی وقت دیا گیا جب وہ کئے گئے۔ بروقت جواب دینے کا فائدہ یہ بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت افزائی ہو، آپ یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر اعتراض کا جواب دینے اور میری نصرت و تائید کے لئے موجود ہے، مجھے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس تائید اور بروقت جواب سے آپ کا دل مطمئن رہتا تھا اور آپ لگن اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف

رہتے تھے۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا) جو لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے یہی وہ لوگ ہوں گے جو مکان کے اعتبار سے سب سے بدتر اور بلحاظ راہ کے سب سے زیادہ گمراہ ہوں گے۔

جو لوگ قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں وہ یقیناً ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ یقیناً سب سے بدتر مقام ہے۔ جو لوگ دنیا میں راہ راست سے دور ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں ان کے لئے اس بات کا امکان باقی رہتا ہے کہ وہ راہ راست کی طرف رجوع کر لیں گے لیکن جو لوگ دوزخ میں پہنچ گئے اب ان کے لئے اس بات کا کوئی امکان باقی نہیں رہا کہ راہ راست کی طرف رجوع کریں۔ وہ دوزخ میں پہنچکر راہ راست سے اتنا دور ہو گئے کہ اب راہ راست کی طرف واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ راہ راست سے بھٹک گئے اور بھٹک کر ایسی منزل میں جا پہنچے جہاں سے راہ راست کی طرف لوٹنا ناممکن ہے اور جو شخص راہ راست کی طرف نہ لوٹ سکے اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا۔ وہ یقیناً سب سے زیادہ گمراہ ہے۔ ایسے لوگ منہ کے بل چلیں گے اور جبراً و قہراً دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الفرقان ۶/۱۳۷)

ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ قیامت کے دن کافر اپنے منہ کے بل (کیسے) جمع کئے جائینگے۔ آپ نے فرمایا جس نے دنیا میں انسان کو دو پاؤں پر چلایا کیا وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے۔

جب لوگ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو پھر ان کو دوزخ میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○

بے شک گناہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں۔ (قیامت کے) دن یہ لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے

(اور ان سے کہا جائے گا) اب آگ کا مزا چکھو۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ اس پر لغو اور لایعنی اعتراضات نہ کیجئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ
وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ
نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ
وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً، وَاَعْتَدْنَا
لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَعَادًا
وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ

قُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾
وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَ
كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ
اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ
مَطَرَ السَّوْءِ، اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا
يَرَوْنَهَا، بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ
نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ (تبلیغی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا ﴿۳۵﴾ پھر ہم نے (ان دونوں سے) کہا اس قوم کی طرف جاؤ جس قوم نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے (وہ گئے، قوم کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی) تو ہم نے (ان سب) کو نیست و نابود کر دیا ﴿۳۶﴾ اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا، اس کے علاوہ ظالموں کے لئے ہم نے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھا ہے ﴿۳۷﴾ اور عاد کو، ثمود کو

اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) (۳۸) اور ہر جماعت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا (۳۹) اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے) لیکن بات یہ ہے کہ انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (لہذا یہ ایمان نہیں لاتے) (۴۰)

معانی و مصادر

(وَزِیْرٌ) وَزَرَ، یَزِرُ، وِزْرٌ (ض) بوجھ اٹھانا (وَزِیْرٌ= بوجھ اٹھانے والا، مددگار)۔

(دَمَّرْنَا) دَمَّرَ، یُدَمِّرُ، تَدْمِیْرٌ (باب تفعیل) ہلاک کر دینا۔

(تَبَّرْنَا) تَبَّرَ، یُتَبِّرُ، تَتْبِیْرٌ (باب تفعیل) ہلاک کرنا۔

(نُشُوْرًا) نَشَرَ، یَنْشُرُ، نَشْرٌ و نُشُوْرٌ (ن) زندہ کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا) اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ان کے ساتھ (تبلیغ کرنے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا (فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَی الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا) پھر ہم نے (ان دونوں سے) کہا اس قوم کی طرف جاؤ جس قوم نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا (اور توحید سے پھر گئے تھے۔ وہ دونوں گئے، قوم نے ان کو جھٹلایا) تو (بالآخر) ہم نے ان (سب) کو نیست و نابود کر دیا (وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً) اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ○ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○

(الشعرآء - ۱۱۹ تا ۱۲۲)

ہم نے نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ بھری کشتی میں (سوار) تھے ان کو نجات دی پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی) ہے لیکن پھر بھی ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

(دنیا میں تو ان کو یہ سزا ملی کہ غرق کر دئے گئے) (وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور (آخرت میں) ہم نے ان ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا) اور (اسی طرح ہم نے) عاد کو، ثمود کو، کنویں والوں کو اور ان کے درمیان بہت سی امتوں کو (ہلاک کر ڈالا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ، وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۱۷)

اور (اے رسول) نوح کے بعد ہم نے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر ڈالا اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کے لئے کافی ہے (اس کو کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں)۔

(وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا) اور ہر امت کے لئے ہم نے دوسری امتوں کی عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو ہم) نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا (وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ) اور (اے رسول) یہ (لوگ جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں) ضرور اس بستی کے پاس سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری (طرح پتھروں کی) بارش کی تھی (اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا) تو کیا انہوں نے اس (عذاب زدہ بستی) کو نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے لیکن ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے عبرتناک مناظر نہیں دیکھے) بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں (اگر دوبارہ زندہ ہونے کی توقع ہوتی تو حساب و کتاب کا کھٹکا ہوتا اور پھر اپنے کفر پر عذاب دئے جانے کا ڈر ہوتا لیکن جب نہ دوبارہ زندہ ہونا ہے، نہ حساب و کتاب پر یقین ہے اور نہ عذاب کا ڈر ہے تو آخر کس وجہ سے ایمان لائیں۔ ایمان لانے کے لئے ڈر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ڈر نہیں تو پھر ایمان لانے پر برانگیختہ کرنے والی کوئی چیز نہیں یہی وجہ ہے کہ کافر ایمان نہیں لاتے)۔

وہ بستی جس پر آیت زیر تفسیر میں المناک بارش کے نزول کا ذکر کیا گیا ہے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بستی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ، نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۳ و ۳۴)

کر دیا)۔ لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝
(الشعراء ۔ ۱۷۳ تا ۱۷۵)

ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش کی تو جو بارش ان لوگوں پر ہوئی جو (عذاب الٰہی سے پہلے ہی) ڈرا دئے گئے تھے وہ بہت بری (بارش) تھی۔ بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی) ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ بیشک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(الحجر ۔ ۷۴ تا ۷۷)

پھر ہم نے اس (بستی کو الٹ کر) زیر و زبر کر دیا اور ان پر سنگ گل کے پتھر برسائے۔ بے شک اس قصہ میں عقل مندوں کے لئے (بڑی) نشانی ہے اور (اے رسول) وہ بستی تو ابھی تک سیدھے راستہ پر موجود ہے (اور عبرت کا ایک عجیب منظر پیش کرتی ہے)۔ بے شک اس (بستی کے مناظر) میں ایمان والوں کے لئے (بڑی) نشانی ہے۔

عمل

اے لوگو، گذشتہ قوموں کے عبرتناک انجام کو دیکھیے۔ ان کی بستیوں کو دیکھئے کہ کس طرح عذاب سے تباہ و برباد کر دی گئیں، اب بھی وقت ہے اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور ایمان لے آیئے۔ اسی میں خیر ہے۔

وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ
إِلَّا هُزُوًا، أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ
اللَّهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا
عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا
عَلَيْهَا، وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ
سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
إِلَٰهَهُ هَوَاهُ، أَفَأَنتَ تَكُونُ
عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ

أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ، إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے ﴿۴۱﴾ اگر ہم اپنے معبودوں پر جمے نہ رہتے تو انہوں نے تو ہمیں ان سے منحرف کر ہی دیا تھا اور (اے رسول) جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو (اس وقت) انہیں معلوم ہوگا کہ سیدھے راستہ سے کون بھٹکا ہوا تھا ﴿۴۲﴾ (اور اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے تو کیا ایسے شخص کی آپ نگرانی کر سکتے ہیں (کہ اسے غلط راستہ پر نہ جانے دیں) ﴿۴۳﴾ (اور اے رسول) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں (نہیں، یہ کچھ نہیں سنتے اور سمجھتے) یہ تو چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ﴿۴۴﴾

معانی و مصادر (هُزُوًا) هَزَأَ، يَهْزَأُ، هُزْءٌ و هُزُءٌ و هُزُوءٌ و مَهْزَأَةٌ۔ (ف و س) مذاق کرنا، مذاق بنانا۔

(وَكِيلًا) وَكَلَ، يَكِلُ، وَكْلٌ و وُكُولٌ (ض) سپرد کرنا (وَكِيلٌ۔ معتمد جس کے سپرد اپنے تمام کام کر دئے جائیں)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ کفار آپ کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی کے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا (وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا، أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا) اور (اے رسول) یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جنہیں اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے (إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا) اگر ہم اپنے معبودوں پر جمے نہ رہتے تو انہوں نے تو ہمیں ان سے منحرف کر ہی دیا تھا (یہ صاحب خود سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ہمیں بھی بھٹکانا چاہتے ہیں) (وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا) (اے رسول، آپ گھبرائیں نہیں) وہ وقت قریب ہی ہے جب یہ لوگ (ہمارا) عذاب دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا کون تھا (جو عذاب سے بچ گیا وہ بھٹکا ہوا تھا یا جو عذاب میں مبتلا ہوا وہ بھٹکا ہوا تھا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ، حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ، فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○

(مریم - ۷۵)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے تو رحمٰن اس کو ڈھیل دیتا رہتا ہے (اس ڈھیل سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ حق پر ہے، اسی طرح اے رسول، یہ بھی اسی غلط فہمی میں رہیں گے) یہاں تک کہ (اپنی آنکھوں سے) وہ چیز نہ دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت، پھر اس وقت انہیں معلوم ہو گا کہ مکان کے لحاظ سے کون برا ہے اور لشکر کے لحاظ سے کون کمزور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ، فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○

(الزمر - ۳۹ و ۴۰)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اے میری قوم (کے لوگو) تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو میں (اپنی جگہ پر) عمل کر رہا ہوں، عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر (دنیا میں) رسوا کرنے والا عذاب اور (آخرت میں) دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کفار کو عذاب کی دھمکی دی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ اس دھمکی سے ڈر جاتے لیکن جو لوگ اپنی خواہشات ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہوں وہ کیا ڈریں گے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ، اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا)

(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے (جو اپنی خواہش کی بندگی میں لگا ہوا ہے) کیا ایسے شخص کی آپ نگرانی کر سکتے ہیں (کہ اسے غلط راستہ پر نہ جانے دیں، وہ آپ کی کب سنے گا، وہ تو اپنی خواہش کا بندہ ہے۔ وہ تو وہی کرے گا جو اس کا دل چاہے گا) (اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ، اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں (یہ کچھ نہیں سنتے اور نہ سمجھتے، یہ تو اپنی خواہشات کی تکمیل میں مست اور بے خود ہیں۔ سنتا تو وہ ہے جس کا دل بینا ہو، جس کے ہوش و حواس بجا ہوں اور جو عقل سے کام لیتا ہو) یہ تو بالکل جانوروں کی مانند ہیں (جو عقل و شعور نہیں رکھتے) بلکہ (حقیقت تو یہ ہے کہ) ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں (جانور تو پھر بھی کچھ سمجھ لیتے ہیں اور اپنے نفع نقصان کا بھی کچھ شعور رکھتے ہیں، یہ تو ان سے بھی گئے گذرے ہیں کہ نہ انہیں اپنے نفع نقصان کا شعور ہے، نہ ہوش و گوش سے بات کو سنتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں نصیحت ہو تو کیسے؟ یہ راہ راست پر آئیں تو کیسے! اے رسول، آپ ان کی فکر نہ کریں، آپ اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کریں اور بس۔ نصیحت تو اسے ہوتی ہے جو دلِ بینا رکھتا ہو اور حضورِ قلب کے ساتھ بات کو سنتا ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○
(قٓ - ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضورِ قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

عمل

اے لوگو، خواہشات کو اپنا الٰہ نہ بنائیے، اپنی خواہشات کی تکمیل میں مست و بے خود نہ ہو جائیے، خواہشاتِ نفس کا بندہ صحیح راستے پر نہیں آ سکتا لہٰذا خواہشات کے بندے نہ بنئے بلکہ خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضاء کا تابع بنائیے، وہ کام کیجئے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضاء ہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ
الظِّلَّ ۖ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ
ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾
ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ
لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ
نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ
وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾

لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ
مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ
كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ
لِيَذَّكَّرُوْا، فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ
اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ
كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ
الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا
كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ
الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ، وَجَعَلَ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾
وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ
بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا،
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ
وَلَا یَضُرُّهُمْ، وَكَانَ الْكَافِرُ
عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ

مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى
رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى
الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ
بِحَمْدِهٖ ، وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ
عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ اَلَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
الْعَرْشِ ، اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ

خَبِيرًا ﴿۵۹﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ
أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ
نُفُورًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ
فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّجَعَلَ فِيهَا
سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ
الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّذَّكَّرَ
أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿۶۲﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سایہ کو دراز کرتا چلا جاتا ہے، اگر وہ چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا، (اور اے رسول) پھر ہم ہی سورج کو اس کا رہنما بنا دیتے ہیں (۴۵) پھر ہم ہی اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ قبض کر لیتے ہیں (۴۶) اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس، نیند کو (باعث) راحت و آرام اور دن کو اٹھ (کر محنت، مزدوری کر) نے کے لئے بنایا (۴۷) وہی ہے جو (باران) رحمت سے پہلے (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور (اے لوگو، پھر) ہم ہی بادل سے پاکیزہ پانی برساتے ہیں (۴۸) تاکہ اس سے مُردہ شہر کو زندہ کر دیں، پھر ہم ہی بہت سے جانوروں اور انسانوں کو جن کو ہم نے پیدا کیا ہے وہ پانی پلاتے ہیں (۴۹) اور (اے رسول) پھر ہم ہی اس پانی کو ان کے درمیان جاری کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور ہمارا شکر ادا کریں) لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ناشکری ہی کرتے ہیں (۵۰) اور (اے رسول) اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے (لیکن، اب تو تمام دنیا کی بستیوں کو ڈرانے والے آپ ہی ہیں) (۵۱) لہٰذا آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں اور اس (قرآن) کے ذریعہ (ان کو راہ راست پر لانے کی) خوب کوشش کرتے رہیں (۵۲) اور (اے رسول) وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا، ایک کا پانی شیریں ہے اور پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا پانی نمکین اور بے حد کھاری ہے اور اسی نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک آڑ بنا دی ہے (۵۳) اور (اے رسول) وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اس کا نسب اور اس کی سسرال بنائی اور آپ کا رب (ہر چیز پر) قادر ہے (۵۴) اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو فائدہ پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کافر تو اپنے رب کی (مخالفت) میں بڑا مستعد ہے (۵۵) اور (اے رسول) ہم نے تو آپ کو بس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا) (۵۶) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، (میری تبلیغ کا مقصد) سوائے اس کے (اور کچھ نہیں) کہ تم میں سے جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرے (۵۷) اور (اے رسول) آپ اس حی (وقیوم اللہ) پر بھروسہ رکھئے جس کو (کبھی) موت نہیں آئے گی اور اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح (و تقدیس) بیان کرتے رہیئے، وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے کافی ہے (۵۸) (وہی ہے جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اس نے (عرش بریں) پر قرار پکڑا، (وہ) رحمٰن (ہے)، آپ کسی بھی باخبر سے اس کے متعلق معلوم کر لیں (ہر باخبر اللہ کے متعلق یہی بات بتائے گا لیکن ان کافروں کو حقیقت کا علم کچھ بھی نہیں، یہ بالکل بے خبر ہیں) (۵۹) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن

کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے ؟ کیا ہم بس اس کو سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دیتے ہو اور (اے رسول، آپ کا رحمٰن کو سجدہ کرنے کے لئے کہنا) ان کی نفرت میں اور اضافہ کر دیتا ہے (۶۰) بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور ان میں ایک چراغ اور ایک روشن چاند بنایا (۶۱) اور (اے رسول) وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا، (یہ باتیں) اس شخص کے لئے (باعث نصیحت ہیں) جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے (۶۲)

معانی ومصادر

(ظِلٌّ) ظَلَّ، یَظَلُّ، ظَلَالَةٌ (ف) سایہ دار ہونا (ظِلٌّ = سایہ)۔
(سَاكِنٌ) سَكَنَ، یَسْكُنُ، سُكُوْنٌ (ن) مسکین ہونا، ساکن ہونا۔
سَكَنَ، یَسْكُنُ، سَكَنٌ وسُكْنٰى (ن) رہنا۔
(دَلِیْلٌ) دَلَّ، یَدُلُّ، دَلَالَةٌ ودُلُوْلَةٌ ودِلِّیْلٰى (ن) رہنمائی کرنا (دلیل = برہان، مُرشِد)
(یَسِیْرٌ) یَسُرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ (ك) یَسِرَ، یَیْسَرُ، یَسَرٌ (س) آسان ہونا (یَسِیْرٌ = آسان)۔
(سُبَاتٌ) سَبَتَ، یَسْبِتُ، سَبْتٌ (ض) ہفتہ میں داخل ہونا، آرام کرنا (سُبَاتٌ = نیند، راحت)۔
(نَوْمٌ) نَامَ، یَنَامُ، نَوْمٌ ونِیَامٌ (ف) سونا۔
(رِیَاحٌ) رَاحَ، یَرَاحُ، رِیْحٌ (ف) ہوادار ہونا، ہوا پہنچنا (رِیَاحٌ ۔ رِیْحٌ کی جمع، ہوائیں)۔
(بُشْرًا) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بُشْرٰى (ض وس) خوشخبری دینا۔
(اَنَاسِیُّ) اَنِسَ، یَاْنَسُ، اَنَسٌ (س) اَنَسَ، یَاْنِسُ، اَنْسٌ (ض) مانوس ہونا (اَنَاسِیُّ = اِنْسِیٌّ کی جمع، انسان)۔
(مَرَجَ) مَرَجَ، یَمْرُجُ، مَرْجٌ (ن) ملا دینا، سبزہ میں چرنے کے لئے چھوڑ دینا۔
(عَذْبٌ) عَذُبَ، یَعْذُبُ، عُذُوْبَةٌ (ك) میٹھا ہونا۔ (عَذْبٌ = میٹھا، طیّب، خوشگوار)۔
(فُرَاتٌ) فَرُتَ، یَفْرُتُ، فُرُوْتَةٌ (ك) میٹھا ہونا (فُرَاتٌ = میٹھا، پیاس بجھانے والا)۔
(مِلْحٌ) مَلَحَ، یَمْلَحُ، مُلُوْحٌ وملَاحَةٌ ومُلُوْحَةٌ (ف) نمکین ہونا (مِلْحٌ = نمک، نمکین)۔
(اُجَاجٌ) اَجَّ، یَاُجُّ، اُجُوْجٌ (ن) سخت کھاری ہونا (اُجَاجٌ = بہت کھاری)۔
(بَرْزَخٌ) بَرْزَخٌ = پردہ، روک، آڑ۔
(حِجْرًا) (مَحْجُوْرٌ) حَجَرَ، یَحْجُرُ، حَجْرٌ وحِجْرَانٌ (ن) روکنا۔
(بَشَرٌ) بَشَرَ، یَبْشُرُ، بَشْرٌ (ن) کھال اتارنا (بَشَرٌ = انسان)۔
(نَسَبٌ) نَسَبَ، یَنْسِبُ، نَسَبٌ ونِسْبَةٌ (ن وض) کسی کی طرف منسوب کرنا، کسی کا نسب بیان کرنا (نَسَبٌ = قرابت، داماد، بہنوئی)۔

(ظَهِيْرٌ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظَهْرٌ (ف) غالب آنا، مدد کرنا۔ (ظَهِيْرٌ = مددگار)
(اَجْرٌ) اَجَرَ، يَاْجُرُ، اَجْرٌ واِجَارَةٌ (ن) بدلہ دینا، مزدوری دینا۔
(خَبِيْرٌ) خَبَرَ، يَخْبُرُ، خُبْرٌ وخِبْرَةٌ ومَخْبُرَةٌ (ك) کسی چیز کی حقیقت کو جاننا۔
(نُفُوْرٌ) نَفَرَ، يَنْفِرُ، نُفُوْرٌ ونِفَارٌ ونَفِيْرٌ (ن، ض) بدکنا۔
(بُرُوْجٌ) بُرُوْجٌ = بُرْجٌ کی جمع۔
(سِرَاجٌ) سِرَاجٌ = چراغ۔
(خِلْفَةٌ) خَلَفَ، يَخْلُفُ، خَلْفٌ وخِلْفَةٌ (ن) ایک دوسرے کے پیچھے آکر اس کا عوض ہونا (خِلْفَةٌ = ایک دوسرے کے پیچھے، مخالفت)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ، وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا، ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا) (اے رسول) کیا آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح سایہ کو دراز کرتا چلا جاتا ہے، اگر وہ چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا (نہ سایہ کبھی گھٹتا اور نہ کبھی بڑھتا ہمیشہ ایک حالت میں رہتا لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا، اس نے یہی چاہا کہ وہ گھٹتا بڑھتا رہے) پھر (اے رسول، ہم ہی نے) سورج کو اس کو باعث بنا دیا (یعنی سورج کے طلوع و غروب، کمال و زوال کو سایہ کے گھٹنے بڑھنے کا سبب بنا دیا جب سورج طلوع ہوتا ہے تو سایہ بہت طویل ہوتا ہے، پھر جیسے جیسے سورج بلند ہوتا ہے سایہ گھٹتا رہتا ہے یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر کے وقت سایہ انتہائی کم ہو جاتا ہے، پھر جب سورج زوال پذیر ہوتا ہے تو سایہ پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے بالآخر غروب کے وقت پھر بہت طویل ہو جاتا ہے) (ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا) پھر ہم اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ قبض کر لیتے ہیں (سورج کے غروب ہوتے ہی سایہ کو غائب کر دیتے ہیں لیکن ایک دم غائب نہیں کرتے بلکہ آہستہ آہستہ اسے دھندلا کرتے جاتے ہیں اور پھر بالآخر اسے غائب کر دیتے ہیں۔ کفار کو سوچنا چاہئے کہ آخر یہ سب کام کون کر رہا ہے، کیا یہ کام ان کے معبود کر رہے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں، یہ سب کام اللہ تعالیٰ کر رہا ہے، کسی دوسرے میں یہ قدرت کہاں کہ وہ یہ کام کر سکے تو پھر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہو سکتا، وہی ایک الٰہ ہے، وہی ایک معبود ہے، وہی ایک مددگار اور مشکل کشا ہے) (وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا) اور اے لوگو یہی کیا اس کی توحید کے تو اور بھی بہت سے دلائل ہیں) وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس بنایا، نیند کو (باعث) راحت و آرام بنایا اور دن کو اٹھ (کر چلنے پھرنے اور محنت، مزدوری کر) نے کے لئے بنایا۔

رات کو لباس بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح لباس جسم کو چھپاتا ہے اسی طرح رات بھی انسان کو چھپا لیتی ہے۔ رات کے اندھیرے میں انسان وہ کام کر سکتا ہے جو دن کو عموماً نہیں کر سکتا۔ جس طرح لباس سردی گرمی اور گرد و غبار سے بچاتا ہے اسی طرح رات بھی بہ اوقات محنت و مشقت کرنے سے بچاتی ہے۔ رات کے وقت عموماً انسان اپنے تمام کاروبار کو سمیٹ کر آرام کرتا ہے، پھر سو جاتا ہے تو دن بھر کی تکان کو دور کر لیتا ہے اور پھر کام کرنے کے لئے تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ انسان کے راحت و آرام، چین و سکون کے لئے رات کا بنانا اور کسب معاش اور دوسرے تمام کاموں کے لئے دن کا بنانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہیں تو اور کیا ہے۔ ان نعمتوں کی شکر گزاری میں انسان کو اللہ تعالےٰ کے سامنے جھکنا چاہیئے نہ کہ دوسروں کے سامنے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○

(عمّ یتسآلون - ۹ تا ۱۱)

ہم ہی نے تمہاری نیند کو (تمہارے لئے) باعث راحت و آرام بنایا، ہم ہی نے رات کو پردہ (کی چیز) بنایا، ہم ہی نے دن کو روزی (کمانے کا وقت) بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(القصص - ۷۳)

اور (اے لوگو) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم (رات کو) آرام کر سکو اور (دن کو) اس کا فضل تلاش کر سکو اور (اس نعمت پر) اللہ کا شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ، وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ، ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○

(الانعام - ۹۷)

وہی صبح کو نکالتا ہے، اسی نے رات کو باعث راحت و آرام بنایا اور اسی نے سورج اور چاند کو حساب سے چلا دیا، یہ (اللہ) غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(النمل - ۸۶)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کر سکیں اور دن کو روشن بنایا (تاکہ وہ کام کر سکیں)، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی

بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○

(الروم ۔ ۲۳)

اور تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور (دن کے وقت) اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، اس میں سننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

آگے فرمایا (وَهُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا) اور (اے لوگو) وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں باران رحمت کی خوشخبری دیتی ہوئی آتی ہیں) اور (اے لوگو، پھر ان ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے بعد) ہم ہی بادل سے پاکیزہ پانی نازل فرماتے ہیں (لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا) تاکہ اس سے مردہ شہر یعنی مردہ زمین کو زندہ کر دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو وہ پانی پلائیں (وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا، فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا) اور ہم ہی اس پانی کو ان (لوگوں) کے درمیان جاری کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور ہمارا شکر ادا کریں) لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ناشکری ہی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم ۔ ۵۰)

تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○

(اذا وقعت ۔ ۶۸ و ۶۹)

(اچھا) بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا بادل سے اسے تم نازل کرتے ہو یا ہم نازل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

(بتاؤ) وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں

وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(النمل ۔ ۶۳)

میں تمہیں راستہ بتاتا ہے اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں بلند و بالا ہے۔

الغرض ٹھنڈی ہواؤں کا چلانا، بارش کا برسانا پھر دوبارہ چشموں اور کنوؤں کے ذریعہ اس کو لوگوں تک پہنچانا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے لہذا وہی الٰہ ہے، دوسرا کوئی الٰہ نہیں۔ کافروں کو کیا ہوگیا کہ وہ اتنی معمولی سی بات کو نہیں سمجھتے اور دوسروں کو اپنا الٰہ بناتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا) اور (اے رسول) اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا (رسول) مبعوث فرماتے (لیکن ہم نے ایسا کیا نہیں اس لئے کہ اب تو ہر بستی کے لئے قیامت تک آپ ہی رسول ہیں۔ آپ کی رسالت تمام اقوام عالم کے لئے ہے، کسی خاص قوم کے لئے محدود نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ○

(فرقان ۔ ۱)

بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۵۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام انسانوں

وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(سبا ۔ ۲۸)

کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَآصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ ۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَبُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ) (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدًا وظھورًا جزء اول ص۱۱۹ و صحیح مسلم کتاب المساجد الباب الاول ۱/۲۱۲)

مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے جو ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر طاری ہوتا ہے، ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے، میری امت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے، غنیمت کے اموال کو میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے، ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن میں سب لوگوں کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں (یعنی گورے اور کالے سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت (عظمیٰ) دی گئی ہے۔

(نوٹ :۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (صحیح مسلم کتاب المساجد الباب الاول جزء اول ص۲۱۳)

مجھے چھ باتوں میں اور نبیوں پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے وہ کلام الٰہی ملا ہے جس میں لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں (۲) مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے (۴) میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی (۵) میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں اور (۶) مجھ پر انبیاء ختم کر دئے گئے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر یہ کتنا بڑا احسان کیا کہ ان میں ایسے رسول کو مبعوث فرمایا

جو قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کا رسول ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ ہر بستی میں علیحدہ علیحدہ رسول بھیجتا تو اہل مکہ کو یہ فضیلت کیسے حاصل ہوتی لیکن اہل مکہ نے اس فضیلت کی قدر نہیں کی اور ایسے برگزیدہ رسول کا برابر انکار کرتے رہے اور نہ صرف انکار کرتے رہے بلکہ ان کو اپنی خواہشات کا تابع بنانے کی کوشش کرتے رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا) تو (اے رسول) آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں بلکہ اس (قرآن) کے ذریعہ (ان کو راہِ راست پر لانے کی) بڑی (زوردار) کوشش کرتے رہئے ۔ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خواہشات کا تابع بنانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے ۔ ان کی اس کوشش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ○
(ن ۔ ۸ و ۹)

(اے رسول) آپ جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیئے ۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ (توحید کے معاملہ) میں آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو (مخالفت کے معاملہ میں) یہ ڈھیلے پڑ جائیں گے ۔

ان کی اس کوشش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ، وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ○
(بنی اسرآءیل ۔ ۷۳)

اور (اے رسول) یہ (کافر) تو (اس کوشش میں) لگے ہوئے ہیں کہ جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اس سے آپ کو بھٹکا دیں تاکہ آپ اس (وحی کے ذریعہ نازل شدہ بات) کے علاوہ کوئی اور بات اپنی طرف سے بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیں اور (جب آپ ایسا کر دیں تو) یہ آپ کو (اپنا) دوست بنا لیں ۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے مطالبات ماننے سے منع کر دیا ۔ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے ۔ اس دین میں کسی کی خواہش کے مطابق ردّ و بدل نہیں ہو سکتا ۔ اگر اس میں ردّ و بدل کر دیا جائے تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کا دین نہیں رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ کا دین خالص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مشتمل ہوتا ہے ، اس میں کسی دوسرے کے اقوال و افکار کی آمیزش نہیں ہو سکتی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۔ (الزمر ۔ ۳)

خبردار ہو جاؤ ، اللہ (تعالیٰ) کا تو خالص دین ہے ۔

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ناشکری کی اور توحید میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرما کر کفار کو ان کی ناشکری پہ تنبیہ کی اور توحید میں رخنہ ڈالنے کے سلسلہ میں ان کے تمام مطالبات کو مسترد کر دیا۔ اس فیصلہ کن جواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ، وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا) اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے دو (قسم کی) سوتوں کو جاری کر دیا، ایک (کا پانی) میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے اور ایک (کا پانی) نمکین بے حد کھاری ہے اور (تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ دونوں ملتے نہیں) اللہ نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک آڑ بنا دی ہے۔

بعض کنوؤں کا پانی میٹھا ہوتا ہے اور بعض کا کھاری حالانکہ دونوں کنویں ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہیں۔ دونوں کنوؤں میں سوتوں کے ذریعہ پانی آتا ہے گویا بعض سوتوں کا پانی میٹھا ہوتا ہے اور بعض سوتوں کا پانی کھاری ہوتا ہے یہ سوتیں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں لیکن میٹھا اور کھاری پانی دونوں ملتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سوتوں کے درمیان زمین کو حائل کر رکھا ہے۔ بحرین سے مراد سمندر اور دریا بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض دریا سمندر کے قریب بہتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا پانی میٹھا ہی رہتا ہے، سمندر کے قرب کی وجہ سے کھاری نہیں ہوتا، اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے۔ نظام کائنات اس کے ہاتھ میں ہے۔ کفار کے شرکاء یہ کام نہیں کر سکتے تو پھر وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک ہو سکتے ہیں (وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا) اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے انسان کو (نطفہ جیسے) پانی سے پیدا کیا پھر اس کو نسب اور سسرال (جیسی مختلف حالتوں میں) بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ انسان کو کسی خاص خاندان ہی میں پیدا کرتا ہے۔ اس خاندان سے اس انسان کو ایک خاص نسبت ہوتی ہے اور اسی خاندان سے اس کا نسب نامہ چلتا ہے۔ پھر جب وہ کسی دوسرے خاندان میں شادی کرتا ہے تو وہ خاندان اس کی سسرال بن جاتا ہے۔ اس طرح اس انسان کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ کسی خاندان میں وہ بیٹا ہوتا ہے اور کسی خاندان میں وہ داماد۔ یہ اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے کہ مختلف خاندانوں میں رشتہ ازدواج سے محبت و تعلق پیدا کر دیتا ہے (وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا) اور اے رسول، آپ کا رب (ہر چیز اور ہر کام پر) قادر ہے (وہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور جن انسانوں اور خاندانوں کے مابین محبت پیدا کرنا چاہے تو محبت پیدا کر سکتا ہے، کافروں کے معبود تو کچھ بھی نہیں کر سکتے) (وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ) پھر بھی کافر ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان (وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا) اور (یہ حقیقت

سے کہ یہ) کافر اپنے رب (کی مخالفت) میں بڑا زور لگاتا ہے (اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں پیچھے نہیں ہٹتا، آگے بڑھتا ہے، اپنے ہم مشربوں کی مدد کرتا ہے ان کی ہمت بڑھاتا ہے، اللہ تعالےٰ کی توحید کی مخالفت میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا گویا وہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں ہر وقت کمربستہ اور مستعد رہتا ہے) (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا) اور (اے رسول) ہم نے تو آپ کو بس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کو راہ راست پر لے آنا آپ کی ذمہ داری ہو) (قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ) (اے رسول) آپ (ان کفار سے) کہہ دیجئے کہ میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا (میری تبلیغ کا مقصد روپیہ کمانا نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو پھر واقعی میں تم پر ایک بوجھ بن جاتا، میری تبلیغ بے لوث ہے تو پھر تم کو کیوں ناگوار ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ○ (والطور۔ ۴۰)

(اے رسول) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری سے یہ بوجھل ہو رہے ہیں۔

(اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا) (میری تبلیغ کا مقصد) اس کے سوا (اور کچھ نہیں) کہ تم میں سے جو چاہے اپنے رب کی طرف (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرے (میری تبلیغ اس نیت سے ہے کہ تم اپنے خالق کو پہچانو اور اس کو راضی کر کے جنت کی نعمتوں کو حاصل کرو، میری تبلیغ سراسر تمہاری بے لوث خیر خواہی ہے اور بس) (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ) اور (اے رسول) آپ اس زندۂ جاوید پر بھروسہ رکھئے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور (اے رسول) آپ اس کی حمد (وثنا) کے ساتھ اس کی تسبیح (وتقدیس) بیان کرتے رہئے (کافروں کی مطلق پرواہ نہ کیجئے) (وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا) اور اللہ کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا کافی ہے (وہ ان سے ضرور بدلہ لے گا۔ یہ ایک قسم کی تسلی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے تاکہ آپ آزردہ نہ ہوں۔ اللہ ان کی بداعمالیوں سے خوب واقف ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ خود ان سے سمجھ لے گا) (اَلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا) (وہ) جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا (وہ) رحمٰن (ہی تو ہے جو حی وقیوم ہے، جو خالق کائنات ہے، جو علیم وخبیر ہے) تو (اے رسول) اس کے متعلق تو کسی باخبر سے پوچھئے (کہ اس کی کیا شان ہے۔ اس کی شان تو اہل علم اور اہل خبر ہی خوب جانتے ہیں، کافر اس کی شان کو کیا جانیں)۔

آیات زیر تفسیر میں سے آیت ۵۹ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام "رحمٰن" کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن نہیں کہتے تھے بلکہ اس نام سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ ان کی اس نفرت کا ذکر آئندہ آیت میں بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ) اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو (قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ) (تو مخالفت برائے مخالفت کی نیت سے) کہتے ہیں رحمٰن کیا چیز ہے (اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا) کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دیتے ہو (وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا) (پھر ہوتا یہ ہے کہ) ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے (وہ رحمٰن نام کو سننا گوارا نہیں کرتے)۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار کے مابین حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (لکھو)

کفار کے نمائندے سہیل نے کہا:۔

اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد جزء ۳ ص ۲۵۵ و روی مسلم نحوہٗ فی کتاب الجهاد فی باب صلح الحدیبیة فی الحدیبیة ۲/۹۹)

اللہ کی قسم میں نہیں جانتا رحمٰن کیا چیز ہے (رحمٰن نہ لکھیے) بلکہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھیے جو آپ (پہلے) لکھا کرتے تھے۔

توحید کے دلائل جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا) بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشن چاند بنایا۔

آسمان میں بہت سے برج ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ — برجوں والے آسمان کی قسم۔

(والسماء ذات البروج ۔ ۱)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ (الحجر ۔ ۱۶) — ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اسے مزیّن کر دیا۔

سراج سے مراد سورج ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ○

(نوح ۔ ۱۵ و ۱۶)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے سات آسمان اوپر تلے بنائے اور ان کے اندر چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ، يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(یونس ۔ ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم (ماہ و) سال کو شمار کر سکو اور (ماہانہ اور سالانہ) حساب و کتاب رکھ سکو، یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ علم والوں کے لئے اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے

آگے فرمایا (وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً) اور وہی (ذات) ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا (رات جاتی ہے، دن آجاتا ہے، دن جاتا ہے، رات آجاتی ہے)۔

آگے فرمایا (لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا) (قدرت کی یہ نشانیاں) اس شخص کے لئے (باعث نصیحت ہیں) جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے۔

آسمان اور زمین کی تخلیق، رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے سے کس طرح نصیحت حاصل ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ، وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے غرضکہ ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے

لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ، فَاٰمَنَّا، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ، وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○

(آل عمران ۔ ۱۹۰ تا ۱۹۴)

رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا۔ تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے۔ (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان لانے کے لئے پکار رہا تھا (وہ کہہ رہا تھا) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب، ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہماری برائیوں کو مٹا دے، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں پورا پورا اجر عطا فرما اور اے ہمارے رب، تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ جن نعمتوں کے دینے کا ہم سے وعدہ کیا ہے وہ نعمتیں ہمیں عطاء فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

الغرض کائنات کی تخلیق میں تفکر کرنے سے ایک عقل مند آدمی فوراً سمجھ لیتا ہے کہ یہ سب کچھ میری آزمائش کے لئے ہے۔ آزمائش سے ڈر کر وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتا ہے۔ ضلالت سے نکل کر راہ راست پر آجاتا ہے۔

آسمان اور زمین، سورج اور چاند، رات اور دن وغیرہ کی پیدائش انسان کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا، ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ

وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○
(البقرۃ ۔ ۲۹)

اور اس نے مناسب طریقہ (اور اندازے) سے سات آسمان بنائے اور وہی ہے جسے ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○
(الجاثیۃ ۔ ۱۳)

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا، اس میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ، وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ، وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ○ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○
(ابراھیم ۔ ۳۲ تا ۳۴)

(اے لوگو) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، اسی نے بادل سے پانی برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے، اسی نے تمہارے لئے جہازوں کو مسخر کر دیا تاکہ وہ سمندر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے (تمہاری مطلوبہ سمت کی طرف چلتے رہیں، اسی نے دریاؤں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا، اسی نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا، اس حالت میں کہ وہ دونوں ہمیشہ (اپنی اپنی گردشوں پر) قائم ہیں، اسی نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا اور جن جن چیزوں کا تم نے اس سے سوال کیا ہر ایک میں سے تم کو عطاء کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اے انسانو تم ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے لیکن) حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ناانصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے یہ تمام چیزیں انسان کے لئے پیدا کیں اور ان تمام چیزوں میں انسان کے لئے دو فائدے رکھے۔

(۱) عقل مندوں کے لئے تفکّر اور تفکّر کے بعد غفلت سے بیداری اور راہ راست اختیار کرنا۔
(۲) مختلف قسم کے فائدے حاصل کرنا مثلاً سورج سے گرمی اور روشنی، رات سے سکون و آرام وغیرہ وغیرہ۔

پہلا فائدہ اخروی ہے اور دوسرا فائدہ دنیوی ہے۔ یہ ایسے فائدے ہیں کہ ان کے لئے جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَدَاَرَادَ شُكُوْرًا) جو ان فوائد کا شکر ادا کرنا چاہے وہ شکر ادا کرے اور شکر ادا کرنا ہی چاہئے اس لئے کہ یہ سب عظیم الشان نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو دیکھئے اور ان پر غور کیجئے۔ یہ تمام مخلوقات اللہ تعالےٰ کی توحید کی زبردست دلیل ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے ان کو پیدا نہیں کیا، نہ ان کی پیدائش میں کسی کی شرکت ہے اور نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے لہٰذا صرف وہی الٰہ ہے، اسی کو الٰہ مانئے، اسی کی اطاعت کیجئے، اسی کی عبادت کیجئے، اس کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو ذرا سا بھی شریک نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسی ہستی نہیں جو نفع یا نقصان پہنچا سکے لہٰذا صرف اسی کو مشکل کشا سمجھئے اور اسی کو مدد کے لئے پکارئیے۔

اے ایمان والو، کافروں کا کہنا ہرگز نہ مانئے بلکہ اس قرآن مجید کے ذریعہ ان کی اصلاح کی بھرپور کوشش کیجئے۔

اے ایمان والو، جن لوگوں کو آپ تبلیغ کریں ان سے کسی قسم کی اجرت طلب نہ کیجئے۔ آپ کی اجرت تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اسی پر بھروسہ رکھئے اور اسی کے سامنے سربسجود ہوا کیجئے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں (اور وقار سے گذر جاتے ہیں) ﴿۶۳﴾

معانی و مصادر (یَمْشُوْنَ) مَشْیٌ، یَمْشِیْ، مَشْیٌ و تِمْشَاءٌ (ض) چلنا۔
(هَوْنٌ) هَانَ، یَهُوْنُ، هَوْنٌ (ن) نرم اور آسان ہونا۔
(هَوْنٌ = وقار و سکینہ، نرمی)۔

تفسیر اس آیت میں اور اس کے آگے متعدد آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات عالیہ کا بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا) اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر وقار، سکون، نرمی اور انکساری کے ساتھ چلتے ہیں (ان کی چال میں نہ گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ حد اعتدال سے زیادہ تیزی، نہ تکبر ہوتا ہے اور نہ گھمنڈ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۳۷)

اور (اے انسان) زمین میں اکڑ کر نہ چل (اس لئے کہ) تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ (تن کر) پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ سکے گا۔

چال میں میانہ روی اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ○ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ○

(لقمٰن - ۱۸ و ۱۹)

(لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اور (اے میرے بیٹے) لوگوں سے بے رخی نہ اختیار کرنا اور زمین میں اترا کر نہ چلنا، بے شک اللہ کسی اترانے والے گھمنڈ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور (اے میرے بیٹے) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی آواز کو پست رکھنا (گدھے کی طرح نہ چیخنا) بے شک تمام آوازوں میں سب سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

چال میں وقار اور سکینہ ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

(الفرقان - ۷۲)

اور جب ان کا گذر بے ہودہ کاموں کے پاس سے ہوتا ہے تو وقار سے گذر جاتے ہیں۔

حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول الرجل فاتتنا الصلوٰۃ جزء اول ص۱۶۳ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب اتیان الصلوٰۃ بوقار جزء اول ص۲۴۳)

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا یہ کیسی آواز تھی؟ ہم نے کہا ہم نماز کے لئے جلدی جلدی آئے تھے۔ آپ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرنا، جب تم نماز کے لئے آؤ تو اطمینان اور سہولت کو لازم کر لو جتنی نماز مل جائے اسے (امام کے ساتھ پڑھ لو) اور جتنی نماز رہ جائے وہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پوری کر لو۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں :۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تکبیر

اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب لا یسعی الی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۲۱ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب اتیان الصلوٰۃ بوقار جزء اول ص۲۲۲ واللفظ للبخاری)

کی آواز سنو تو نماز کے لئے (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور سکینہ اور وقار کو اپنے اوپر لازم کر لو، دوڑا نہ کرو جتنی نماز ملے وہ پڑھ لیا کرو اور جو رہ جائے اس کو پورا کر لیا کرو۔

چلتے وقت نظریں نیچی رہنی چاہئیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ (النور۔ ۳۰)

(اے رسول، آپ) مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔ (النور۔ ۳۱)

اور (اے رسول) مؤمنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

عورتیں اس طرح پیر مار کر نہ چلیں کہ ان کے زیورات سے جھنکار کی آواز آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ (النور۔ ۳۱)

اور (اے رسول، ان سے یہ بھی کہہ دیجئے) کہ وہ اپنے پیروں کو (اس طرح) نہ ماریں کہ (زیور سے چھم چھم کی آواز نکلے اور) ان کے اس زیور کا علم ہو جائے جس کو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

چلتے وقت منہ موڑ کر ادھر اُدھر نہ دیکھے۔

حضرت سراقہ کہتے ہیں:۔

فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ اَزْلَامِيْ تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ جزء ۵ ص۵۵)

میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فال کے خلاف عمل کیا۔ گھوڑا مجھے لئے ہوئے سرپٹ دوڑ رہا تھا یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (قرآن مجید) پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ منہ موڑ کر ادھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مختصر اور جامع الفاظ میں چال کے آداب کی تعلیم دی۔ دوسری بات جس کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے دوسرے حصہ میں تعلیم دی وہ یہ کہ جب جاہلوں سے سابقہ پڑے تو ان سے الجھے نہیں بلکہ سلام کرتا ہوا آگے بڑھ جائے۔ جاہلوں سے الجھنا بذات خود ایک جہالت ہے اور وقار کے خلاف ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کی برائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے (نیک) بندوں کی یہ خصوصیت بتائی کہ وہ جاہلوں سے نہیں الجھتے، اپنے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ انہیں سلام کرتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۹۹)

(اور اے رسول) عفو و درگذر (کا شیوہ) اختیار کیجئے، نیک کام کا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

اہل کتاب جو ایمان لے آئے تھے ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ، وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ، لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○

(القصص۔ ۵۵)

اور وہ جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، (ہمارا) تم کو سلام ہے ہم نادانوں کو (خطاب کرنا) نہیں چاہتے۔

عمل

اے ایمان والو، عاجزی اور انکساری کے ساتھ چلا کیجئے۔ آپ کی چال میں وقار ہو، گھبراہٹ نہ ہو، بہت تیز نہ چلئے بلکہ میانہ روی اختیار کیجئے۔

اے ایمان والو، جاہلوں سے نہ الجھئے، جاہلوں کے ساتھ خود جاہل نہ بن جائیے، ان کو سلام کیجئے اور ان سے اعراض کیجئے۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾

ترجمہ اور وہ جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں ﴿٦٤﴾

معانی و مصادر (یَبِیْتُوْنَ) بَاتَ، یَبِیْتُ، بَیْتٌ وبَیَاتٌ وبَیْتُوْتَةٌ و مَبِیْتٌ ومَبَاتٌ (ض) رات گزارنا۔

(سُجَّدًا) سَجَدَ، یَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) سجدہ کرنا (سُجَّدٌ = ساجد کی جمع، سجدہ کرنے والے)۔
(قِیَامًا) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقِیَامٌ وقَوْمَةٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا (قِیَامٌ = قائم کی جمع)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی تیسری خصوصیت یہ بتائی کہ ان کی راتیں اس طرح گذرتی ہیں کہ کبھی وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور کبھی (دست بستہ) کھڑے ہوتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیام الیل یعنی تہجد کی طرف اشارہ فرمایا۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ (نیک) بندوں کے لئے قیام اللیل کی بڑی اہمیت ہے۔ قیام اللیل کی تعریف اور اس کا نتیجہ بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ○ (یا یھا المزمل - ٦)

بے شک رات کا جاگنا (نفس کو) شدت کے ساتھ پامال کرنے اور بات کو استوار رکھنے کا باعث ہوتا ہے۔

تہجد پڑھنے والے کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ، قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ، اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (الزمر - ٩)

کیا وہ شخص جو رات کے اوقات میں (اللہ کے سامنے) کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی قیام کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے (اس مشرک جیسا ہو سکتا ہے جو مطلب کے وقت خالص اللہ کو پکارتا ہے اور پھر شرک کرنے لگتا ہے، ہرگز نہیں

اے رسول) آپ کہدیجئے کیا جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (نہیں ہو سکتے، اور اے رسول) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ، اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

(والذاریات۔ ۱۵ تا ۱۸)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے ہوں گے) اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اسے لے رہے ہوں گے۔ اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے، رات کو بہت ہی کم سوتے تھے، صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش مانگا کرتے تھے۔

تہجد کی زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت ہیں ہر دو رکعت پر سلام پھیرے پھر ایک رکعت پڑھے، اس ایک رکعت کو وتر کہتے ہیں۔

حضرت زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں:۔

لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ ۱/۳۱۰)

میں نے ارادہ کیا کہ میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں گا (میں نے دیکھا) آپ نے دو رکعت ہلکی پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں (بہت) طویل (بہت) طویل (بہت) طویل پھر دو رکعت اور پڑھیں لیکن وہ ان سے کم تھیں پھر دو اور پڑھیں اور وہ ان سے کم تھیں، پھر دو اور پڑھیں اور وہ ان سے کم تھیں پھر دو اور پڑھیں اور وہ ان سے کم تھیں پھر وتر پڑھا (یعنی ایک رکعت) یہ سب ملا کر تیرہ ہوئیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کم کان صلوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ[۱۳] رکعتیں پڑھتے تھے۔

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل
جز ۲ ص۱۴ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ
باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل جزء اول ص۱۳۱)

رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُوا النَّاسُ الْعَتَمَةَ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل جزء اول ص۲۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں اور نماز فجر کے مابین گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

رات کی نماز کم سے کم ایک رکعت (وتر) ہے۔ وتر اول رات کو بھی پڑھا جا سکتا ہے، آدھی رات کو بھی پڑھا جا سکتا ہے اور آخر رات کو بھی پڑھا جا سکتا ہے اور آخر رات میں پڑھنا بہتر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ فَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللیل جزء اول ص۲۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر اول شب میں، بیچ شب میں اور آخر شب میں (غرضکہ تمام اوقات) ادا کئے ہیں پھر وتر کی انتہا ہوئی کہ آپ (وتر کو) فجر تک پڑھتے (یعنی آخر عمر میں آخری شب میں تہجد ادا فرماتے)۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ایقاظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھلہ بالوتر جزء ۲ ص۳۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے بچھونے پر آپ کے سامنے لیٹی رہتی تھی جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی اللیل جزء اول ص۲۹۸ و ا للفظ
للبخاری)

عمل

اے ایمان والو، جہاں تک ہو سکے تہجد پڑھا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں :۔

رَاَیْتُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ بِیَدِیْ قِطْعَةَ اِسْتَبْرَقٍ فَکَانِّیْ لَا اُرِیْدُ مَکَانًا مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ اِلَیْهِ وَرَاَیْتُ کَاَنَّ اثْنَیْنِ اَتَیَانِیْ اَرَادَا اَنْ یَّذْهَبَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّیَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی رُؤْیَایَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل من تعار من اللیل فصلی جزء ۲ ص۶۹)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک دبیز ریشمی کپڑے کا ٹکڑا ہے میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر لے جاتا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ دو (فرشتے) میرے پاس آئے اور مجھے دوزخ میں لے جانے لگے۔ پھر ایک فرشتہ ان کو (راستہ میں) ملا وہ مجھے کہنے لگا ڈرو نہیں اور ان فرشتوں سے کہا اس کو چھوڑ دو۔ (میری بہن ام المؤمنین) حفصہ نے میرا ایک خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا عبداللہ اچھے آدمی ہیں کاش وہ رات کو نماز پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں :۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقوم جزء ۲ ص۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا وہ (پہلے) رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾
اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ
مُقَامًا ﴿۶۶﴾

ترجمہ اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو (اس طرح) دعاء کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب دوزخ کو پھیر دے، بے شک دوزخ کا عذاب نہایت ہلاکت خیز ہے ﴿۶۵﴾ بلاشبہ دوزخ ایک بہت بُرا ٹھکانہ اور (بہت بُری) جگہ ہے ﴿۶۶﴾

معانی ومصادر (اِصْرِفْ) صَرَفَ، يَصْرِفُ، صَرْفٌ (ض) پھیرنا اور دفع کرنا۔ (غَرَامًا) غَرِمَ، يَغْرَمُ، غَرْمٌ وغُرْمٌ وغَرَامَةٌ ومَغْرَمٌ (س) نقصان اٹھانا، (قرض) ادا کرنا (غَرَامٌ = ہلاکت، عذاب)۔ (سَآءَتْ) سَآءَ، يَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا، غمگین کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی چوتھی صفت یہ بتائی کہ وہ اس طرح دعاء کرتے ہیں (رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا) اے ہمارے رب، ہم سے دوزخ کے عذاب کو پھیر دینا۔ (اس کا رخ پلٹ دینا) بے شک دوزخ کا عذاب (نہایت) ہلاکت خیز ہے (اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا) بے شک دوزخ بہت

برا ٹھکانہ اور بہت بری جگہ ہے۔

دوزخ سے بچانے کی دعاء کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(البقرۃ - ۲۰۱ و ۲۰۲)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو (دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے بھی طلبگار ہوتے ہیں) وہ اس طرح دعاء کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی نعمتیں عطاء فرما اور آخرت میں بھی نعمتیں عطاء فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچا"۔ (اس طرح دعاء کرنے والے ہی) وہ لوگ ہیں جن کے لئے ان کے اعمال کے صلہ میں (آخرت میں بہت بڑا) حصہ ہے (اور اے لوگو روزِ محشر کے حساب وکتاب سے غافل نہ ہو جانا، حساب وکتاب کا دن بہت جلد آنے والا ہے) اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (پھر حساب وکتاب کے بعد فوراً ہی جنت دوزخ کا فیصلہ ہو جائے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ○ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○

(آل عمران - ۱۵ تا ۱۷)

(اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان دنیوی چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو۔ متقیوں کے لئے ان کے ربّ کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کے لئے وہاں) پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی رضاء ہے اور (یہ نہ سمجھنا کہ) اللہ (اپنے نیک بندوں کے اعمال سے بے خبر ہے، نہیں، وہ اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے)۔

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب. ہم ایمان لائے لہذا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ان لوگوں کے مزید صفات یہ ہیں کہ وہ مصائب میں) صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اور صبح کے اوقات میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّ
عَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا،
سُبْحٰنَكَ، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ
إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ
وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ○

(آل عمران - ۱۹۰ تا ۱۹۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا

ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار
نہ ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے دوزخ سے بچانے کی دعاء کرتے رہا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرکے ان الفاظ میں بار بار دعاء کیا کیجئے:۔

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○

ترجمہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب دوزخ کو پھیر دے بے شک دوزخ کا عذاب نہایت ہلاکت خیز ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا
وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ
ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾

ترجمہ اور وہ لوگ کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی، بلکہ ان دونوں کے درمیان میانہ روی اختیار کرتے ہیں ﴿٦٧﴾

معانی و مصادر (یَقْتُرُوْا) قَتَرَ، یَقْتُرُ، قَتْرٌ، وقُتُوْرٌ (ن وض) خرچ کرنے میں تنگی کرنا۔

(قَوَامًا) قَامَ، یَقُوْمُ، قَوْمٌ وقَوْمَةٌ وقِیَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا، ٹھہرانا، نگرانی کرنا، معتدل ہونا (قَوَامٌ = اعتدال)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی پانچویں صفت یہ بتائی کہ (وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا) جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی بلکہ ان دونوں کے درمیان میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی اور بخل کی برائی اور اعتدال کی خوبی کی طرف اشارہ فرمایا گویا اللہ تعالیٰ کو نہ تو فضول خرچی پسند ہے اور نہ کنجوسی، اللہ تعالیٰ کو میانہ روی پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ
مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا،
اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○

(الاعراف - ٣١)

(اور بنی آدم کو جب ہم نے زمین پر اتارا تو اس وقت ان سے یہ بھی فرمایا تھا کہ) اے بنی آدم، ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو، اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ، كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ، وَلَا تُسْرِفُوْا ، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۴۲)

(اللہ ہی ہے) جس نے ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے، اسی نے کھجور کے درخت پیدا کئے اور اسی نے کھیتیاں پیدا کیں جن کے پھل مختلف (اقسام) کے ہوتے ہیں، اسی نے زیتون (کے درخت) پیدا کئے اور انار کے (درخت بھی) پیدا کئے جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی، (اے لوگو) جب (ان میں سے) کوئی درخت پھل لائے تو اس کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو یا کھیتی) کاٹو (تو ان نعمتوں کے شکریہ میں اللہ کا حق بھی ادا کرو (یعنی عشر ادا کرو) اور فضول خرچی نہ کیا کرو، اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کھانا چاہئے لیکن فضول خرچی سے بچتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے :۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○

(بنی اسرآئیل ۔ ۲۶ تا ۲۹)

اور رشتہ داروں کو، مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق ادا کرتے رہنا لیکن فضول خرچی نہ کرنا۔ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور اگر اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں، جس (کے ملنے) کی تمہیں (مستقبل قریب میں) امید ہو، تمہیں ان سے (کچھ عرصہ کے لئے) اعراض کرنا پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دینا۔ اور (اے رسول) نہ تو ہاتھ کو بالکل گردن ہی سے باندھ لیجئے (کہ کسی کو کچھ نہ دیں) اور نہ

بالکل کھول ہی دیجئے (کہ سب کچھ دے ڈالیں، اگر آپ ایسا کریں گے) تو پھر ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھے رہ جائیں گے۔

ان آیات میں بھی فضول خرچی کی ممانعت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے نام دینے کے سلسلہ میں بھی حد اعتدال سے آگے بڑھ جانے کو منع کیا گیا ہے۔

فضول خرچی کی ضد بخل اور کنجوسی ہے۔ یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَا أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ، وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ، وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ، وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝

(محمد۔ ۳۸)

دیکھو! تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ (درحقیقت) اپنے ہی سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے۔ اے لوگو) اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیرو گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے۔

اہل وعیال کے خرچ کو روک کر انہیں تکلیف دینا بھی حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک جزء اول ص۱۳۱)

آدمی (کی تباہی) کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ اس شخص کا خرچ روک لے جس شخص (کے خرچ) کا وہ مالک ہے (یعنی بیوی، بچوں اور غلام وغیرہ کا خرچ روک لینا بہت بڑا گناہ ہے)۔

عمل

اے ایمان والو، نہ فضول خرچی کیجئے اور نہ بخل کیجئے بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کیجئے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا
يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ
اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ
تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

ترجمہ اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور وہ جو زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے وہ گناہ کا مرتکب ہوگا (۶۸) قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا (۶۹) مگر جو توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۷۰) اور جو شخص توبہ کر لے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنوں) میں اللہ سے توبہ کرتا ہے (۷۱)

معانی و مصادر (یَزْنُوْنَ) زَنٰی، یَزْنِیْ، زِنًی وزِنَاءٌ (ض) زنا کرنا۔
(یَلْقَ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ ولِقَاءَةٌ ولِقَایَةٌ ولِقَاءَةٌ ولُقْیَانٌ ولِقْیَانَةٌ ولُقِیٌّ ولِقِیٌّ ولُقْیَةٌ ولُقًی (س) ملاقات کرنا، سامنے آنا۔
(اَثَامًا) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ واَثَمٌ واَثَامٌ ومَاثَمٌ (س) گناہ کرنا۔
(مُهَانًا) مَهُنَ، یَمْهُنُ، مَهَانَةٌ (ک) حقیر اور کمزور ہونا۔
هَانَ، یَهُوْنُ، هُوْنٌ و هَوَانٌ ومَهَانَةٌ (ن) ذلیل و حقیر ہونا، کمزور اور مسکین ہونا۔
(مَتَابًا) تَابَ، یَتُوْبُ، تَوْبٌ وتَوْبَةٌ ومَتَابٌ وتَتُوْبَةٌ (ن) توبہ کرنا، رجوع کرنا۔

ابتدائی آیات کا شان نزول حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول، اللہ کے نزدیک کونسا

وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ الْاٰیَةَ۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك جزء ۹ ص۱۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الشرك اقبح الذنوب جزء اول ص۸۰)

گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو (کسی کو) اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اُس نے پوچھا پھر کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ اس نے پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری: جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے کو رب نہیں پکارتے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور جو زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ میں ملوث ہو جائے گا (آخر آیت تک)

آخری آیات کا شانِ نزول

حضرت عبداللہؓ بن عباس فرماتے ہیں:۔

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ بِمَكَّةَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِلٰی قَوْلِهٖ مُهَانًا فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ وَمَا یُغْنِیْ عَنَّا الْاِسْلَامُ وَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَاَتَیْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ۔ (صحیح مسلم کتاب التفسیر جزء ۲ ص۶۰۸ وروی البخاری نحوہ فی کتاب التفسیر جزء ۶ ص۱۳۸)

یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ..... مُهَانًا مکہ میں اتری۔ مشرکوں نے کہا پھر ہمیں اسلام قبول کرنے سے کیا فائدہ ہم نے تو دوسروں کو اللہ کے برابر ٹھہرایا ہے، ناحق خون بھی کیا ہے اور فحش کام بھی کئے ہیں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ آخر تک یعنی جو ایمان لائے گا اور توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی مزید تین صفتیں بتائیں اور وہ یہ ہیں:۔

① چھٹی صفت:۔ اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے،

② ساتویں صفت | کسی ایسے شخص کو جس کا قتل کرنا حرام ہو وہ قتل نہیں کرتے اور

③ آٹھویں صفت | وہ زنا نہیں کرتے۔

چھٹی صفت کا منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندے توحید پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں، مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں پکارتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔
(الاعراف - ۲۹)

اور دین کو خالص اسی کے لئے سمجھتے ہوئے اسی کو پکارا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
(الاعراف - ۱۹۴)

(اور اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری ہی طرح اللہ کے) بندے ہیں، (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے)، بلا کر (دیکھ لو) اگر تم سچے ہو تو انہیں تمہاری مدد کو آنا چاہیئے (لیکن وہ نہیں آ سکتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝
(الاعراف - ۱۹۷)

اور (اے مشرکین) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝
(الرعد - ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے، اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے، (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا، (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے،

اُسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

(النحل - ۲۰و۲۱)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے (تو پھر وہ کیا کسی کی فریاد کو پہنچ سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

(الحج - ۶۲)

اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ ہی حق ہے اور جس چیز کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور یہ کہ بیشک اللہ بلند و بالا اور بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۚ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(الحج - ۷۳و۷۴)

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو۔ بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا بھی نہیں سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور

(وہی) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
(المؤمنون ۔ ۱۱۷)

اور (اے لوگو) جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پکارے جس کے لئے اسکے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہی ہوگا، بے شک کافر فلاح نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝
(الشعراء ۔ ۲۱۳)

(اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکارنا ورنہ آپ بھی سزا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
(القصص ۔ ۸۸)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے، حکم اسی کا چلتا ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی الٰہ ہے اور نہ کسی کو پکارا جا سکتا ہے۔

(نوٹ:۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے سورۂ مؤمنون کی آیت ۱۱۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندوں کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے جن لوگوں کو قتل کرتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کرتے ہیں۔

وہ افراد جن کا قتل کرنا ضروری ہے مندرجہ ذیل ہیں:۔

① باغی اور بدامنی پھیلانے والوں کو قتل کر دینا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے

وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ، ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ، فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(المائدۃ - ۳۳ و ۳۴)

یا انہیں پھانسی دے دی جائے یا ان کے مخالف سمتوں کے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے جائیں یا انہیں ملک سے نکال دیا جائے، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے پھر آخرت میں تو ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے مگر وہ لوگ جو (اے ایمان والو) تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں تو (انہیں معاف کردو اور اچھی طرح سے) جان لو کہ بے شک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

(۲) قاتل کو قصاص میں قتل کر دینا چاہیے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء نہ معاف کریں اور نہ دیت لینے پر راضی ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى، اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى، فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ، ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ، فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۱۷۸ و ۱۷۹)

اے ایمان والو، مقتولین کے سلسلہ میں تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے، آزاد کے بدلہ میں (وہ) آزاد (ہی قتل ہوگا جو قاتل ہے) غلام کے بدلہ میں (وہ) غلام (ہی قتل ہوگا جو قاتل ہے) اور عورت کے بدلہ میں (وہ) عورت (ہی قتل ہوگی جو قاتلہ ہے)، پھر اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے وارث کی طرف) سے کچھ معافی مل جائے (یعنی وہ دیت لینے پر راضی ہوجائے) تو قاتل کو معروف کے مطابق (وارث کے مطالبہ کی) پیروی کرنی چاہیئے اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس کو دیت ادا کر دینی چاہیئے، (قصاص کی معافی کی صورت میں دیت کا حکم) یہ تمہارے رب کی طرف سے بڑی آسانی اور (اس کی) رحمت ہے، پھر اس (طرح دیت کا معاملہ طے ہوجانے) کے بعد جو شخص زیادتی کرے تو اس کے لئے (اللہ کے ہاں)

دردناک عذاب ہے۔ اورائے عقل والو، قصاص (کے قانون) میں تمہارے لئے زندگی (کی حفاظت وضمانت) ہے (اور یہ قانون تم پر اس لئے فرض کیا گیا ہے) تاکہ تم (خونریزی سے بچ کر) تقویٰ شعار بن جاؤ۔

③ جنگ کے دوران کافر کا قتل کرنا ضروری ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ○ (محمد ۔ ۴)

(اے ایمان والو) جب (میدان جنگ میں) کافروں سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو جائے تو (ان کی) گردنیں اڑا دو۔

④ شادی شدہ مرد یا عورت اگر زنا کرے تو اسے پتھر مار کر قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ، جَلْدُ مِائَةٍ وَّالرَّجْمُ (صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزنی جزء ۲ صـ۴۸)

مجھ سے سیکھ لو، مجھ سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے ایک راہ تجویز کی ہے جب کنوارا کنواری سے زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دو اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے لگاؤ اور سنگسار کر دو۔

⑤ اگر ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے پھر کوئی دوسرا شخص اپنی خلافت کے لئے بیعت لینے لگے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب اذا بویع الخلیفتین جزء ۲ صـ۱۳۷)

جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو جس کی بیعت بعد میں ہو اس کو قتل کر دو۔

⑥ جو شخص امت میں تفریق پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّهٗ سَتَكُوْنُ هُنَاتٌ وَّهُنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ

عنقریب بہت فتنے اٹھیں گے تو جو کوئی اس امت کے امر (امارت) میں تفریق کرنے کا ارادہ کرے حالانکہ

فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔
(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین وھو مجتمع ۲/۱۳۶)

امّت (اس امر پر) متّفق ہو تو اس کو تلوار سے ختم کر دو چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

⑦ جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے پھر جائے اسے قتل کر دینا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب حکم المرتد والمرتدۃ جزء ۹ ص۱۹)

جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں:۔

اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِيْ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَّسَارِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَاَلَ فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَآ اَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ اَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ اَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً قَالَ اَنْزِلْ وَاِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ مُوْثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اِجْلِسْ قَالَ لَآ اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ (صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب حکم المرتد والمرتدۃ جزء ۹ ص۱۹)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میرے ساتھ اشعری قبیلے کے دو شخص تھے۔ ایک میرے داہنی طرف تھا دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آپ سے خدمت کی درخواست کی (یعنی عہدے کی) آپ نے فرمایا ابو موسیٰ یا فرمایا عبداللہ بن قیس۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اُس (ذات) کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں عہدہ چاہتے ہیں ابو موسیٰ کہتے ہیں گویا میں اس وقت بھی آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے البتہ اے ابو موسیٰ یا آپ نے یہ کہا اے عبداللہ ابن قیس تم یمن (کی امارت) کے لئے روانہ ہو جاؤ اس کے بعد آپ نے معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا جب معاذ (یمن میں) ابو موسیٰ کے پاس

پہنچے تو ابو موسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لئے گدا بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اترو اس وقت ابو موسیٰ کے پاس ایک شخص تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ نے ابو موسیٰ سے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر اس نے اسلام قبول کیا اب پھر یہودی ہو گیا ہے۔ ابو موسیٰ نے معاذ سے کہا (اترو اور) بیٹھ جاؤ انہوں نے کہا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق یہ قتل نہیں کیا جائے گا تین بار یہی کہا آخر ابو موسیٰ نے حکم دیا وہ قتل کر دیا گیا۔

⑧ وہ کافر جن کو اسلامی حکومت میں امان دی گئی ہو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہے تو اس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔

حضرت علی فرماتے ہیں:۔

اَنَّ یَھُوْدِیَّۃً کَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقَعُ فِیْہِ فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَمَھَا (ابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صفحہ ۲۵۲ وسندہ صحیح)

ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون لغو قرار دے دیا (یعنی قاتل کو کوئی سزا نہیں دی)۔

⑨ کافروں کے جاسوس کو قتل کر دینا چاہیئے:۔

حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں:۔

اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَیْنٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ فِیْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِہٖ یَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْہُ وَاقْتُلُوْہُ فَقَتَلَہٗ فَنَفَّلَہٗ سَلَبَہٗ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحربی اذا دخل دار الاسلام بغیر امان ۴۷/۸۴)

مشرکوں کا ایک جاسوس سفر میں آپ کے پاس آگیا اور آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ پھر کھسک کر چلا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ڈھونڈ کر قتل کر دو۔ ایاس کہتے ہیں سلمہ نے اس کو قتل کر دیا۔ آپ نے اس کا سامان ان کو دے دیا۔

الغرض جن لوگوں کا قتل کرنا ضروری ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ان کے علاوہ، کسی شخص کو قتل کرنا قتلِ ناحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ، اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۳۴)

اور (اے لوگو) کسی جاندار کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر حق کے ساتھ اور جو شخص بحالت مظلومی قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دے) لیکن قتل کرتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے (اگرچہ) یہ ایک حقیقت ہے کہ (قصاص کے معاملہ میں) اسے (قانون الٰہی کی) مدد حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْكَبَآئِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ (صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب الیمین الغموس جزء ۸ صـ۱۷۱)

بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، (ناحق) قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا یَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزناۃ جزء ۸ صـ۲۰۳)

کوئی بندہ (اس حالت میں کسی کو) قتل نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو (یعنی اس کا ایمان اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رمی المحصنات جزء ۸ صـ۲۱۸)

سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، وہ کون سے گناہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال ناحق اڑا جانا، کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا اور ایمان والی

پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندوں کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے۔ زنا بہت بُرا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندے اس سے بچتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۳۲)

اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بُری روش ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ

(صحیح بخاری کتاب المحاربین باب اثم الزنا جزء ۸ صـ ۲۰۳ وکتاب الحدود باب لایشرب الخمر جزء ۸ صـ ۱۹۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انه لایدخل الجنة الا المؤمنون جزء اول صـ ۴۲)

کوئی شخص زنا نہیں کرتا اس حالت میں کہ وہ مؤمن ہو (یعنی زنا کرتے وقت زنا کرنے والے کا ایمان اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُّؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَاِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَاِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَّاِذَا اٰخَرُ قَآئِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَّاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے اکثر پوچھا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے پھر اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت ایسا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ رات میرے پاس دو فرشتے آئے، دونوں نے مجھے اٹھایا اور کہنے لگے چلو میں ان کے ساتھ چلا۔ ہم ایک آدمی کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک دوسرا شخص پتھر لئے ہوئے اس کے سر پر کھڑا ہے۔ وہ جھک کر پتھر سے اس کا سر کچل ڈالتا ہے اور پتھر لڑھک کر اُدھر چلا جاتا ہے وہ شخص اس پتھر کے پیچھے پیچھے جاتا ہے اور اُسے اٹھا لاتا ہے اور جب تک وہ پتھر لے کر آئے

قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ وَّإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهٗ إِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّورِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَّأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَّإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَإِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهٗ حِجَارَةً كَثِيرَةً وَّإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذٰلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهٗ فَاهُ فَيُلْقِمُهٗ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا

اس لیٹے ہوئے شخص کا سر جڑ کر جیسے پہلے تھا ویسا ہی درست ہو جاتا ہے۔ پھر وہ پتھر مار کر اس کا سر کچلتا ہے (ایسا برابر ہو رہا ہے) میں نے ان فرشتوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا ابھی چلے چلو۔ ہم پھر چلے اور ایک شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور اس کے پاس ایک اور شخص لوہے کی سنسی لئے کھڑا ہے وہ کیا کرتا ہے اس کے منہ کے ایک طرف جا کر اس کا جبڑا گدی تک چیر ڈالتا ہے اور نتھنے اور آنکھ کو بھی اسی طرح گدی تک چیر دیتا ہے پھر منہ کے دوسری طرف جا کر بھی ایسا ہی کرتا ہے اور جب ایک طرف کا چیرتا ہے تو دوسری طرف کا بالکل درست ہو کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے پھر اس کو چیرتا ہے تو یہ درست ہو جاتا ہے (ایسا ہی برابر ہو رہا ہے) میں نے (اپنے ساتھ والے) فرشتوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا ابھی چلے چلو (ابھی کچھ نہ پوچھو) خیر ہم تینوں پھر چلے اور ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تندور کی طرح تھا۔ سمرہ بن جندب کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا اس تندور میں شور اور غل ہو رہا تھا ہم نے جو جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورتیں ہیں لیکن سب ننگے اور جب ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ ان پر آتی ہے تو وہ چلاتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا ابھی چلے چلو۔ ہم تینوں پھر چلے اور ایک ندی پر

رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَلَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ
قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ
انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ
كَرِيهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا
مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا
قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالَا لِي انْطَلِقْ
انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ
فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ
الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ
طُولًا فِي السَّمَاءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ
أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ
لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِي
انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا
إِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ
مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِي ارْقَ فِيهَا
قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِينَةٍ
مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا
بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا
فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا
أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَ
قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذٰلِكَ النَّهَرِ
قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ
الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ
ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوءُ
عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ قَالَا لِي
هٰذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ
قَالَ فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ
الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ قَالَا لِي هٰذَاكَ

پہنچے سمرہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پانی خون کی طرح لال تھا اور ایک شخص اس ندی میں تیر رہا تھا، ندی کے کنارے ایک اور شخص کھڑا تھا جس نے اپنے سامنے بہت سے پتھر اکٹھے کر رکھے تھے، وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا تیرتے تیرتے اس کنارے والے شخص کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا وہ اس کے منہ میں ایک پتھر مار دیتا تو وہ پھر ندی میں چلا جاتا۔ پھر لوٹ کر آتا تو کنارے والا شخص ایک اور پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا غرض جب لوٹ کر آتا یہی ہوتا میں نے اپنے (ساتھ والے) فرشتوں سے پوچھا یہ دونوں کون ہیں انہوں نے کہا ابھی چلے چلو۔ ہم تینوں پھر چلے۔ چلتے چلتے ایک نہایت بدصورت مرد کے پاس پہنچے جو بہت ہی بدشکل تھا ایسا بدصورت کہ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو وہ آگ سلگا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ابھی چلے چلو۔ ہم تینوں پھر چلے ہم ایک بہت گھنے سبز باغیچہ پر پہنچے اس میں ہر قسم کے پھول تھے اس کے بیچ میں ایک لمبے قد کا آدمی تھا اتنا لمبا کہ مجھے اس کا سر دیکھنا مشکل ہو گیا اور اس کے گرد بہت سے بچے جمع تھے اتنے بچے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتوں سے پوچھا یہ لمبا شخص کون ہے اور یہ لڑکے کون ہیں؟ انہوں نے کہا ابھی چلے چلو ہم تینوں پھر چلے اور ایک بڑے باغ کے پاس پہنچے۔ ایسا بڑا اور عمدہ باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میرے ساتھ والے فرشتوں

مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمَا
ذَرَانِيْ فَأَدْخُلَهُ قَالَا أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ
دَاخِلُهُ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ
مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَأَيْتُ
قَالَ فَقَالَا لِيْ أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ
الْأَوَّلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ
بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ
وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ
الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلٰى
قَفَاهُ وَمَنْخِرُهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ إِلٰى
قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ
فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ مِثْلِ
بِنَاءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ وَ
أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ
فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبٰوا
وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِيْ عِنْدَ
النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ
خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ
الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ
حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ
قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ
الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا
شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيْحًا
فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ

نے کہا اس باغ میں ایک درخت ہے اس پر
چڑھ جاؤ۔ ہم تینوں اس پر چڑھ گئے اور چلتے
چلتے ایک شہر کے پاس پہنچے جو سونے چاندی
کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا ہم نے اس شہر کے
دروازے پر آکر دروازہ کھلوایا۔ دروازہ
کھولا گیا ہم اس کے اندر گئے وہاں ہم کو ایسے
آدمی ملے کہ ان کا آدھا دھڑ تو نہایت خوبصورت
اور آدھا دھڑ نہایت بدصورت تھا ایسا بدصورت
کہ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو میرے ساتھ والے فرشتوں
نے ان سے کہا جاؤ اس نہر میں کود پڑو۔ وہاں
ایک اور ندی دکھائی دی جو عرض میں بہہ رہی
تھی اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا۔ غرض یہ
کہ وہ آدمی اس ندی میں کود پڑے پھر جو لوٹ
کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی بالکل
جاتی رہی تھی اور ان کا سارا دھڑ نہایت خوبصورت
ہو گیا تھا اب میرے ساتھ والے فرشتے کہنے لگے
یہ شہر جنّت العدن ہے اور یہی آپ کا مقام ہے
میری آنکھ جو اوپر اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
محل ہے سفید ابر کی طرح ان فرشتوں نے کہا
یہ آپ کا گھر ہے میں نے کہا اللہ تم کو برکت دے
مجھے چھوڑ دیں اپنے گھر میں جاؤں انہوں نے
کہا نہیں ابھی تم اس گھر میں نہیں جا سکتے لیکن
(عنقریب) تم اس میں داخل ہو گے میں نے
کہا اس رات کو میں نے جو عجیب عجیب
باتیں دیکھی ہیں ان کی حقیقت تو بیان کرو۔
انہوں نے کہا ہاں اب ہم تم سے ان کی
حقیقت بیان کرتے ہیں پہلا شخص جو تم نے
دیکھا جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا

سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلوٰۃ الصبح جزء ۹ صـ۵۶)

جس نے قرآن سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا فرض نماز کا وقت قضا ہو جاتا اور وہ سوتا پڑا رہتا اور وہ شخص جس کے جبڑے اور نتھنے چیرے جا رہے تھے اور آنکھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں وہ شخص تھا جو صبح کو گھر سے نکلتے ہی ایک جھوٹی خبر تراشتا (لوگوں سے بیان کرتا) وہ خبر سارے جہان میں پھیل جاتی اور ننگے مرد اور عورتیں جو تم نے تندور میں دیکھیں وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں اور وہ شخص جو ندی میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے وہ سود خور تھا اور وہ بدصورت شخص جو آگ سلگا رہا تھا اور اسکے گرد دوڑ رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ مالک تھا اور وہ لمبے شخص جو باغیچہ میں ملے تھے وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے ان کے گرد وہ بچے تھے جو اسلام کی فطرت پر مرے۔ سمرہ کہتے ہیں مسلمین میں سے کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اور مشرکوں کے بچے جو نابالغ مرتے ہیں وہ بھی ان میں داخل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں مشرکوں کے بچے بھی اور وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت تھا وہ لوگ تھے جنہوں نے (دنیا میں) اچھے اور بُرے سب طرح کے کام کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قصور معاف کر دئے۔

(نیک) بندوں کی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں صفت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا) اور جو شخص یہ کام کرے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنائے، کسی کو ناحق قتل کرے اور زنا کرے) تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگیا (يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا) قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دوگنا کر دیا جائیگا

اور وہ اس میں ذلیل وخوار ہو کر ہمیشہ رہے گا (اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) مگر جو شخص توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کے (ان) گناہوں کو (جو انہوں نے بحالت کفر کئے تھے) اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا) اور جو شخص (گناہوں سے) توبہ کرلے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنیٰ میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

ان آیات کے شان نزول سے (جس کا ذکر ان آیات کی تفسیر کے شروع میں کر دیا گیا ہے) معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو اسلام کی ترغیب دی جا رہی ہے، ان سے کہا جا رہا ہے کہ اسلام قبول کر لو گے اور نیک عمل کرو گے تو تمہارے سارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ۔
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ جزء اول ص۶۳)

اسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آیات زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر سے توبہ کرنے کے بعد پھر نیک عمل کرے تو اس کی توبہ واقعی توبہ ہے اور ایسی توبہ ہی سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اگر کفر سے توبہ کرنے کے بعد اعمال بد جاری رہیں تو پھر وہ توبہ درحقیقت توبہ ہی نہیں۔ ایسی توبہ سے گناہ کیسے معاف ہو سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

قَالَ اُنَاسٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِى الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ اَسَآءَ اُخِذَ بِعَمَلِهٖ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ۔
(صحیح مسلم کتاب الایمان باب ھل یؤاخذ باعمال الجاھلیۃ جزء اول ص۶۲)

کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول، کیا ہم سے ان کاموں کا جو ہم نے جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں مؤاخذہ ہوگا آپ نے فرمایا تم میں سے جس نے اسلام لانے کے بعد اچھے عمل کئے اس سے تو مؤاخذہ نہیں ہوگا اور جس نے (اسلام لانے کے بعد) برے عمل کئے اس سے جاہلیت اور اسلام کے زمانوں میں کئے ہوئے تمام اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(الزمر ۔ ۵۳)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے): اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

الغرض کافر ہو یا مؤمن جو شخص بھی صحیح معنی میں توبہ کرے یعنی پھر ان برے کاموں کو نہ کرے جن سے توبہ کی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر کے نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(نوٹ) توبہ کے جملہ مسائل ہم انشاء اللہ العزیز سورہ تحریم کی آیت ۸ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

عمل

اے لوگو، کفر سے توبہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو گواہ نہ بنائیے، نہ کسی کی عبادت کیجئے اور نہ کسی کو مدد کے لئے پکاریئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی کو شریک نہ کیجئے۔

اے لوگو، کسی کو ناحق قتل نہ کیجئے اور نہ زنا کبھی کیجئے۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

ترجمہ اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو بیہودہ (مجالس) میں شریک نہیں ہوتے اور جب ان کا گذر بیہودہ کاموں کے پاس سے ہوتا ہے تو وقار سے گذر جاتے ہیں (۷۲)

معانی ومصادر (زُوْرٌ) زَوِرَ، یَزْوَرُ، زَوَرٌ (س) کج ہونا، مائل ہونا (زُوْرٌ = جھوٹ، باطل، عقل، گانے کی مجلس۔ تَزْوِیْرٌ = جھوٹ کی طرف نسبت کرنا) (لَغْوٌ) لَغَا، یَلْغُوْ، لَغْوٌ (ن) بولنا، باطل ہونا، خطا کرنا، بے غور و فکر کے منہ سے بات نکال دینا (لَغْوٌ = بے معنی اور بے مقصد بات یا کام)۔
(مَرُّوْا) مَرَّ، یَمُرُّ، مَرٌّ ومُرُوْرٌ ومَمَرٌّ (ن) جانا، گذر جانا۔
(کِرَامًا) کَرُمَ، یَکْرُمُ، کَرَمٌ وکَرَامَةٌ وکَرَمَةٌ (ک) عزت پانا (کِرَامٌ = کَرِیْمٌ کی جمع، باعزت لوگ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا) اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو بیہودہ مشاغل و مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور جب ان کا گذر بیہودہ مشاغل و مجالس کے پاس سے ہوتا ہے تو وہ وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں (یعنی ان بیہودہ مشاغل و مجالس کی طرف نظر نہیں کرتے)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی نویں صفت بیان فرمائی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تمام لغو کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، ان کے پاس سے اگر گذرتے بھی ہیں تو بڑے وقار اور خودداری کے ساتھ گذر جاتے ہیں، ان کی طرف قطعاً مائل نہیں ہوتے۔

وقار بہت اچھی صفت ہے اور یہ صفت اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں میں ہونا ضروری ہے۔

وقار کے جملہ آداب

وقار کے مندرجہ ذیل آداب گذر چکے ہیں :۔

(۱) زمین پر سکون ، نرمی اور انکساری کے ساتھ چلے (آیت ۶۳)
(۲) چال میں میانہ روی اختیار کرے (تفسیر آیت ۶۳)
(۳) نظریں نیچی رکھے (تفسیر آیت ۶۳)
(۴) عورتیں اس طرح پیر مار کر نہ چلیں کہ ان کے زیورات سے جھنکار کی آواز آئے (تفسیر آیت ۶۳)
(۵) چلتے وقت منہ موڑ کر ادھر اُدھر نہ دیکھے (تفسیر آیت ۶۳)
(۶) جب جاہلوں سے سابقہ پڑے تو ان سے الجھے نہیں بلکہ سلام کرتا ہوا آگے بڑھ جائے (تفسیر آیت ۶۳)
(۷) بیہودہ مشاغل میں شریک نہ ہو، اگر ان کے پاس سے گذرے تو ان کی طرف مائل نہ ہو، بلکہ وقار کے ساتھ گذر جائے (آیت ۷۲)

اب ہم وقار کے مزید آداب لکھتے ہیں ۔۔

(۸) جھوٹ نہ بولے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۔ (الحج ۔ ۳۰) اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔

(۹) ہر سنی سنائی بات کو بیان نہ کرے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم، مقدمة الصحیح باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع جزء اول ص ۶)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرے ۔

(۱۰) تمام لغو باتوں سے پرہیز کرے حتی کہ لغو بات سنے بھی نہیں ۔ لایعنی (یعنی بے فائدہ) باتوں سے دور رہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ (المؤمنون ۔ ۳)

(مؤمن وہ ہیں) جو بے کار باتوں سے اعراض کرتے ہیں ۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ ۔

(قصص ۔ ۵۵)

اور وہ جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ (رواہ احمد ۔ بلوغ جزء ۱۱ ص۸۸ وجزء ۱۹ ص۲۵۷ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ ۳/۱۳۶۱ وصحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء ۲ ص۱۰۲۷)

آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو بے فائدہ اور بے مقصد ہو۔

⑪ عورتیں غیر محرم کے سامنے اپنی زینت کی تمام چیزیں چھپائے رہیں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ ۔

(النور ۔ ۳۱)

اور اپنی زینت کو (کسی کے سامنے) ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں یا اپنے باپوں (وغیرہ) کے۔

⑫ عورتیں جب گھر سے باہر نکلیں تو چہرہ پر نقاب یا گھونگھٹ ڈال دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ، ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

(الاحزاب ۔ ۵۹)

اے نبی، اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ لٹکا لیا کریں، اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ پاک دامن شریف عورتیں ہیں) لہذا انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں، (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

⑬ چیخے چلائے نہیں، آہستہ آواز [illegible] ات کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۔

(لقمٰن ۔ ۱۹)

(حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اپنی آواز کو پست رکھو۔

⑭ نیک بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ ۸/۱۳)

جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(۱۵) سر راہ نہ بیٹھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ اِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب قول اللہ تعالیٰ یایہا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا جزء ۸ ص ۶۳)

راستوں پر نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہم لوگوں کو بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہم لوگ وہاں باتیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر تم بیٹھنے پر مجبور ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔ انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو اذیت نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا۔

(۱۶) چھینک آئے تو آواز کو پست کرے، منہ کو ڈھانک لے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :-
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ (رواہ الترمذی وصححہ کتاب الادب باب ماجاء فی خفض الصوت وتخمیر الوجہ عند العطس جزء ۲ ص ۲۶۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے ہاتھ سے یا اپنے کپڑے سے اپنا منہ ڈھانک لیتے اور اپنی آواز کو پست فرماتے۔

(۱۷) جماہی آئے تو حتی الامکان اسے روکے، اگر نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ

جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنے منہ پر

عَلٰی فِیْہِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب تشمیت العاطس جزء ۲ ص۵۹۵)

اپنا ہاتھ رکھے اس لئے کہ شیطان (اندر) داخل ہوجاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا ھُوَ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّہٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِکَ مِنْہُ الشَّیْطَانُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا تثاوب فلیضع یدہٗ علی فیہ جزء ۸ ص۶۲)

جماہی شیطان کی طرف سے ہے تو جب تم میں سے کسی کو جماہی آنے لگے تو جہاں تک ہوسکے اس کو روکے اس لئے کہ جب تم میں سے کسی کو جماہی آتی ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

(۱۸) اگر نیک بات کہے تو خود بھی اس پر عمل کرے، قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف۔ ۱و۳)

اے ایمان والو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

(۱۹) وضع، قطع، لباس وغیرہ میں خوبصورتی اختیار کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۲)

بے شک اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

(۲۰) ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔

لَا یَمْشِیْ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَۃٍ لِیُحْفِھِمَا اَوْ یَنْعَلْھُمَا جَمِیْعًا (صحیح بخاری کتاب اللباس باب لا یمشی فی نعل واحد جزء ۷، ص۱۹۹)

تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا تو دونوں جوتے اتار دے یا دونوں پہن کر چلے۔

(۲۱) کسی دوسرے کی نقل نہ اتارے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اَحَدًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں کسی کی نقل

وَكَذَا (رواه الترمذی وصححه فی ابواب القيمة جزء ۲ ص ۱۹۲)

اتاروں اگرچہ مجھے اتنا اور اتنا (روپیہ) ملے۔

(۲۲) کسی کے رباح خارج ہونے پر نہ ہنسے۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں:۔

وَعَظَهُمْ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَ قَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ والشمس وضحٰها ۶/۲۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رباح خارج ہونے پر ان کے ہنسنے کے سلسلہ میں نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسی بات پر کیوں ہنستا ہے جو وہ خود بھی کرتا ہے۔

(۲۳) نوحہ و ماتم، واویلا نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما ینہی من الویل ودعوی الجاهلیة جزء ۲ ص ۱۷۴ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب جزء اول ص ۵۶)

جو شخص گالوں پر طمانچہ مارے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۲۴) اہل و عیال کی بے راہ روی کو برداشت نہ کرے، انہیں سیدھے راستے پر لگائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم۔ ۶)

اے ایمان والو، اپنی جانوں کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ۔

(۲۵) بازار کے شور و غل، لڑائی جھگڑے اور وہاں کے لغو اور بیہودہ مشاغل میں شرکت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاِيَّاكُمْ وَ هَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف جزء اول ص ۱۸۵)

بازار کے لغو مشاغل اور شور و غل سے بچا کرو۔

(۲۶) لوگوں کی غلطی پر انہیں معاف کرتا رہے، لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آئے، عاجزی و انکساری اختیار کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو والتواضع ۲/۳۲۲)

صدقہ دینے سے مال نہیں گھٹتا، جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

(۲۷) قہقہہ لگا کر نہ ہنسے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحك جزء ۸ ص ۳)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا، آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔

(۲۸) بدگمانی نہ کرے، عیب جوئی نہ کرے، کسی کی غیبت نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○

(الحجرات ۔ ۱۲)

اے ایمان والو، بہت گمان کرنے سے بچا کرو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، کسی کی عیب جوئی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو کیا تم کو اس سے کراہت نہیں آئے گی اور (دیکھو) اللہ سے ڈرتے رہو (اور توبہ کرو) بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔

(۲۹) کسی کا مذاق نہ اڑائے، کسی پر تہمت نہ لگائے اور نہ کسی کو برے نام سے پکارے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ

اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور (یہ حکم صرف مردوں

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(الحجرات - ۱۱)

ہی کے لئے نہیں بلکہ) عورتیں بھی (دوسری) عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ مذاق اڑانے والی عورتوں سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب سے منسوب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو (برے) القاب سے پکارو، ایمان (لانے) کے بعد (کسی کا) برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو لوگ (ان باتوں سے) توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

(۳۰) لوگوں کے عیب پر پردہ ڈالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ فِى الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب البر باب بشارة من ستر الله تعالیٰ عیبه جزء۲ صـ۳۳۲)

جو شخص دنیا میں کسی بندہ کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کا عیب چھپائے گا۔

(۳۱) تمام معاملات میں لوگوں سے نرمی سے پیش آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الرفق جزء۲ صـ۳۳۳)

نرمی کسی چیز میں نہیں ہوتی مگر یہ کہ اسے زینت دے دیتی ہے اور کسی چیز میں سے نرمی نہیں نکلتی مگر یہ کہ اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

(۳۲) کسی پر لعنت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب وغیرها جزء۲ صـ۳۳۴)

لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ شفیع ہوں گے اور نہ گواہ۔

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں:۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَامْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی۔ اونٹنی شوخی کرنے لگی تو اس عورت نے اس پر

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَیْھَا وَدَعُوْھَا فَاِنَّھَا مَلْعُوْنَۃٌ قَالَ عِمْرَانُ فَکَاَنِّیْ اَرَاھَا الْاٰنَ تَمْشِیْ فِی النَّاسِ مَا یَعْرِضُ لَھَا اَحَدٌ۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب جزء ۲ صـ۳۲۴)

لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا اس اونٹنی پر جو کچھ ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔ حضرت عمرانؓ نے کہا میں اس اونٹنی کو گویا اس وقت دیکھ رہا ہوں وہ لوگوں میں پھر رہی تھی کوئی اس سے تعرض نہ کرتا تھا۔

اسی واقعہ کے سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

لَا تُصَاحِبُنَا نَاقَۃٌ عَلَیْھَا لَعْنَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب جزء ۲ صـ۳۲۴)

ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے۔

(۳۳) دوغلا پن نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَّ ھٰؤُلَآءِ بِوَجْہٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما قیل فی ذی الوجھین جزء ۸ صـ۲۱ وروی نحوہ مسلم فی صحیحہ فی کتاب البر فی ذم ذی الوجھین وتحریم فعلہ جزء ۲ صـ۳۲۷)

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تم اس کو سب سے بدتر دیکھو گے جو دو رخا ہو، ان لوگوں کے پاس آئے تو ان کی سی کہے اور ان لوگوں کے پاس جائے تو ان کی سی کہے۔

(۳۴) حسد نہ کرے، کسی کے راز نہ معلوم کرے، محض قیمت بڑھانے کے لئے کسی کی بولی پر بولی نہ لگائے اور حرص نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا (وفی روایۃ لمسلم وَلَا تَنَافَسُوْا) صحیح بخاری کتاب الادب باب یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن جزء ۸ صـ۲۳ وصحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظن والتجسس جزء ۲ صـ۳۲۳)

کسی کا راز نہ معلوم کرو، کسی کا عیب نہ تلاش کرو، محض قیمت بڑھانے کے لئے قیمت نہ لگاؤ، نہ حسد کرو اور نہ دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

(۳۵) خوش اخلاقی اختیار کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنْ اَخْیَرِکُمْ اَحْسَنَکُمْ خُلُقًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشًا ۸/۱۵)

تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا خلق اچھا ہو۔

(۳۶) رشتہ نہ توڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع ۸/۶ و صحیح مسلم کتاب البر باب صلۃ الرحم جزء ۲ ص ۳۲۲ واللفظ للبخاری)

رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۳۷) کسی پر ظلم نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم ۲/۴۲۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

(۳۸) مظلوم کی مدد کرے، ظالم کو ظلم سے باز رکھے۔ اپنے رشتہ دار کی ناحق حمایت نہ کرے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں:۔

اِقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِّنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَنَادَی الْمُہَاجِرُ یَا لَلْمُہَاجِرِیْنَ وَنَادَی الْاَنْصَارِیُّ یَا لَلْاَنْصَارِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ھٰذَا دَعْوَی اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا اَنَّ غُلَامَیْنِ اقْتَتَلَا فَکَسَعَ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فَقَالَ فَلَا بَاْسَ وَلْیَنْصُرِ الرَّجُلُ اَخَاہُ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا اِنْ کَانَ ظَالِمًا

دو لڑکے لڑے۔ ایک مہاجرین میں سے تھا، ایک انصار میں سے تھا۔ مہاجر نے مہاجرین کو پکارا اور انصاری نے انصار کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، نہیں (کوئی ایسی بات نہیں) دو لڑکے لڑے ایک نے دوسرے کے سرین پر مارا آپ نے فرمایا (اگر ایسا ہے تو) کوئی حرج نہیں (البتہ عصبیت کو نہ ابھارے) آدمی کو چاہیئے کہ اپنے

فَلْيَنْهَهُ فَإِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ (صحیح مسلم کتاب البر باب نصر الاخ ظالما او مظلوما جزء ۲ صـ۳۳۱)

بھائی کی مدد کرے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر ظالم ہے تو اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روک دے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے (اور اسے ظالم کے پنجہ سے چھڑائے)

(۳۹) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرے۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصَّحَابَةِ قَالَ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أَبُوْكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ (صحیح مسلم کتاب البر باب بر الوالدین جزء ۲ صـ۳۱۷ وروی البخاری الی ابوک فی کتاب الادب باب من احق الناس بحسن صحابتی جزء ۸ صـ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا نیک سلوک کا کون سب سے زیادہ حق دار ہے آپ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر جو قریب ہو پھر جو قریب ہو۔

(۴۰) دھوکا نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا جزء ۱ صـ۵۵)

جو شخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۴۱) جاہلیت کی پکار نہ پکارے یعنی عصبیت کی دعوت نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَى جَهَنَّمَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الامثال باب ماجاء مثل الصلوٰۃ والصیام والصدقہ جزء ۲ صـ۲۶۶)

جس نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ جہنم کے لوگوں میں سے ہے۔

(۴۲) شبہ کی چیز سے بچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان

جو شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا۔

باب فضل من استبرأ لدینہ جزء اول
ص۲۰ وصحیح مسلم کتاب البیوع باب
اخذ الحلال وترک الشبہات ص۱۹۷)

(۴۳) شرف وشہرت کا طالب نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ (صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق الباب الاول جزء۲ ص۵۸۶

بے شک اللہ (تعالیٰ) ایسے بندے سے محبت کرتا ہے جو متقی ہو، (نفس کا) غنی ہو اور جو غیر مشہور ہو (جسے لوگ جانتے نہ ہوں)

(۴۴) خیانت نہ کرے، بدعہدی نہ کرے، گالی نہ بکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ کَانَ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول ص۱۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصائل المنافق جزء اول ص۳۲)

جس میں چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات ہو گی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب عہد کرے بدعہدی کرے اور جب جھگڑے تو گالی بکے۔

(۴۵) چغلی نہ کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ بالنمیمۃ وقولہ جزء ۸ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ جزء اول ص۵۷)۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(۴۶) کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَحْتَطِبَ عَلٰی ظَھْرِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّاْتِیَ رَجُلًا فَیَسْاَلَہٗ اَعْطَاہُ اَوْ مَنَعَہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ جزء ۲ صـ۱۵۲)

قسم اس (ذات) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اپنی رسّی لے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے (اور اس کو بیچ کر اپنا گزارہ کرے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی سے جا کر سوال کرے وہ دے یا نہ دے۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:۔

اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِّنَ الصَّبْرِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ جزء ۲ صـ۱۵۱)

انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے ان کو دیا پھر انہوں نے سوال کیا آپ نے پھر ان کو دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس جو مال تھا وہ ختم ہو گیا آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہو گا وہ میں تم سے اٹھا کر نہیں رکھوں گا مگر جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اس کو بچائے گا اور جو شخص بے پرواہی کرے گا اللہ اس کو بے پرواہ کرے گا اور جو شخص (اپنے اوپر) زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر کسی کو کوئی نعمت نہیں ملی۔

حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ یَا حَکِیْمُ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ الْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ جزء ۲ صـ۱۵۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کچھ روپیہ) مانگا آپ نے دیا پھر مانگا پھر آپ نے دیا پھر مانگا، پھر آپ نے دیا پھر فرمایا اے حکیم یہ (دنیا کا) مال ہرا بھرا بہت شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو اپنا نفس سخی رکھ کر لے اس کو تو برکت ہو گی اور جو کوئی دل میں لالچ رکھ کر لے اس کو برکت نہیں ہو گی اس کا حال اس شخص کا سا ہو گا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

الید العلیا خیر من الید السفلیٰ ۱/۴۱۳)

(۴۷) ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ وَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ۱۰ اثم من لا یامن جارہ بوائقہ جزء ۸ ص۱۲ ورواہ المسلم الا القسم فی کتاب الایمان باب بیان تحریم ایذاء الجار ۱/۳۸)

اللہ کی قسم، وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں، کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول، وہ کون شخص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی ایذا دہی سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔

(۴۸) غصہ نہ کرے بلکہ غصہ کو پی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب جزء ۸ ص۳۲)

پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کشتی میں غالب آجائے، پہلوان وہ ہے جو غصہ میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

(۴۹) حیاء کرے۔ بے حیائی سے پرہیز کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحی جزء ۸ ص۳۵)

اگلی نبوت کی باتوں میں سے یہ بات لوگوں کو ملی ہے کہ جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کر لو۔ (یعنی بے حیا آدمی ہر برا کام کر سکتا ہے)۔

(۵۰) کسی کے مکان میں نہ جھانکے۔

حضرت سہل بن سعد الساعدی فرماتے ہیں:۔

اِطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِیْ حُجَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَّحُکُّ بِہٖ رَاْسَہٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّکَ تَنْظُرُ

ایک شخص نے سوراخ میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں جھانکا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں پشت خار تھا جس سے آپ سر کھجا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم

لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان من اجل البصر جزء ۸ ص۶۶ وصحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم النظر فی بیت غیرہ جزء ۲ ص۲۶۱)۔

ہو جاتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ پر مارتا (اور آنکھ پھوڑ دیتا) اجازت تو اسی لئے لی جاتی ہے کہ (کسی پر) نظر نہ پڑے۔

(۵۱) کسی کو بدگمانی کا موقع نہ دے۔

حضرت علی بن حسین فرماتے ہیں:۔

اَنَّ صَفِیَّةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ فِیْ اِعْتِكَافِهٖ فِی الْمَسْجِدِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا یَقْلِبُهَا حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِكُمَا اِنَّمَا هِیَ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَیْهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِكُمَا شَیْئًا (صحیح بخاری کتاب الصیام ابواب الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد جزء ۳ ص۶۲)

زوجۂ مطہرہ حضرت صفیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں ملنے آئیں کہ آپ اعتکاف میں تھے۔ انہوں نے کچھ دیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں پھر واپس جانے کے لئے کھڑی ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو پہنچانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ کے دروازے کے قریب مسجد کے دروازے پر پہنچیں تو دو انصاری وہاں سے گذرے۔ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا ٹھہرو۔ یہ میرے ساتھ صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول۔ ان پر یہ بات گراں گذری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے خون کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کوئی (شبہ) ڈالے۔

(۵۲) لوگوں کے راستے میں اور سایہ میں پیشاب نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ يَتَخَلّٰی فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن التخلی فی الطرق جزء اول ص۱۲۷)

بچو تم لعنت کے دو کاموں سے۔ لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا راستہ اور سایہ کے مقاموں پر پاخانہ کرنا۔

(۵۳) مرد عورت کی مشابہت نہ کرے اور عورت مرد کی مشابہت نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں :۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب المتشبھون بالنساء جزء ، ص۲۰۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کریں لعنت کی ہے۔

عمل

اے لوگو، وقار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ وقار کے آداب کا پورا لحاظ رکھیئے، اسی میں نیک نامی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ
عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾

ترجمہ اور وہ لوگ کہ جب ان کو ان کے رب کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو اس پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں) ﴿۷۳﴾

معانی ومصادر (یَخِرُّوْا) خَرَّ، یَخِرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ن وض) گر پڑنا۔
(صُمًّا) صَمَّ، یَصَمُّ، صَمٌّ وصَمَمٌ (ف) بہرا ہونا (صُمٌّ = اَصَمُّ کی جمع، بہرے)۔
(عُمْیَانًا) عَمِیَ، یَعْمٰی، عَمًی (س) اندھا ہونا (عُمْیَانٌ = اَعْمٰی کی جمع، اندھے)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی دسویں صفت بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا) اور (اللہ کے بندے) وہ لوگ (ہیں کہ) جب ان کو ان کے رب کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ غور سے سننے والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ (قٓ ۔ ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو غور سے سنتے ہیں، اس کو سمجھتے ہیں، ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(الانفال ۔ ۲ تا ۴)

مؤمن تو درحقیقت وہ لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر ان کو سنائی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جائیں اور وہ جو (صرف) اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں، جو نماز قائم کرتے ہوں اور ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہوں۔ یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں (بلند) درجات ہیں، مغفرت ہے اور باعزت روزی۔

قرآن مجید کا احترام یہ ہے کہ جب اس کی تلاوت کی جائے تو خاموش رہ کر اسے غور سے سُنا جائے اس کی آیات میں تدبر کیا جائے اور ان سے نصیحت حاصل کی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۲۰۴)

اور (اے ایمان والو) جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہا کرو اور اسے غور سے سُنا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(ص ۔ ۲۹)

(اور اے رسول) اس کتاب کو جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے بابرکت بنایا گیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبّر کریں اور اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید کو غور سے سُنا کیجئے اور اس پر عمل کیا کیجئے۔ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل سے غفلت اللہ تعالیٰ کے (نیک) بندوں کی علامت نہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ
لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ﴿۷۴﴾

ترجمہ اور وہ جو (اس طرح) دعاء مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہمیں متقیوں کا پیشرو بنا دے ﴿۷۴﴾

معانی ومصادر (هَبْ) وَهَبَ، يَهَبُ، وَهْبٌ و هِبَةٌ (ف) دینا (هَبْ = دے)
(قُرَّةٌ) قَرَّ، يَقِرُّ، قُرَّةٌ و قَرَّةٌ و قُرُوْرَةٌ (ف وض) ٹھنڈا ہونا۔
(قُرَّةٌ = ٹھنڈک)
(اِمَامًا) اَمَّ، يَؤُمُّ، اَمٌّ و اِمَامٌ و اِمَامَةٌ (ن) آگے بڑھنا (اِمَامٌ = پیشوا، پیشرو)۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی گیارہویں صفت کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ) اور (اللہ کے نیک بندے وہ ہیں) جو (اس طرح) دعاء مانگتے ہیں، اے ہمارے رب ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے (وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا) اور ہمیں متقیوں کا پیشرو بنا دے۔

نیک آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح وہ نیک ہے اسی طرح اس کے اہل وعیال بھی نیک ہوں، جس طرح وہ خود تقویٰ شعار ہے اسی طرح اس کے اہل وعیال بھی تقویٰ شعار ہوں اور یہ سلسلہ اولاد در اولاد اور نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آئندہ آنے والی نسلوں کا پیشرو بن جائے، اس کو دیکھ کر اور اس کے حالات کو معلوم کر کے اس کی نسل اسی کی طرح

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبردار بن جائے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک بندے کی علامت صرف یہی نہیں کہ وہ خود نیک ہو بلکہ نیک بندے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود بھی نیک ہو اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو بھی نیک بنانے کی تڑپ دل میں رکھتا ہو، اس سلسلہ میں وہ کوشش بھی کرتا ہو اور دعائیں بھی مانگتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا، حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا، وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا، حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ، اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(الاحقاف - ۱۵)

اور (اے رسول) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں ناگوار حالت میں اسے اٹھائے پھرتی ہے، پھر ناگوار حالت میں اسے جنتی ہے اور اس کو (ماں کا پیٹ میں) اٹھائے پھرنا پھر (پیدائش کے بعد اس کو دودھ پلانا اور پھر) اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے (کی مدت) میں ہوتا ہے (غرض یہ کہ ماں بچہ کی خاطر بہت تکلیفیں سہتی ہے اور اسے پرورش کرتی رہتی ہے) یہاں تک کہ جب بچہ جوانی کو پہنچتا ہے اور چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو (اس طرح) دعاء کرتا ہے: اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں میں ان کا شکر ادا کرتا رہوں اور ایسے نیک عمل کرتا رہوں جن کو تو پسند فرمائے اور (اے میرے رب) میرے (دین و دنیا کے فائدے کے) لئے میری اولاد کی اصلاح فرما، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمین میں سے ہوں۔

اس آیت میں بھی ایک مسلم بندے کی دعاء کا ذکر ہے۔ مسلم بندہ صرف اپنی ہی اصلاح کی دعاء نہیں کرتا بلکہ اپنی اولاد کی اصلاح کی بھی دعاء کرتا ہے۔

(نوٹ:۔ اولاد کے متعلق جملہ مسائل ہم انشاء اللہ سورۂ تحریم کی آیت ۶ کی تفسیر میں ذکر کریں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے دعاء کیا کیجئے کہ آپ کے اہل وعیال نیک عمل کریں۔ ان کو دیکھ کر آپ خوش ہوں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعاء کرتے رہیئے کہ وہ آپ کو متقی بنائے اور آپ کی اولاد کو بھی متقی بنائے۔

ان دعاؤں کے الفاظ وہی ہونے چاہئیں جو اس آیت میں مذکور ہیں یعنی

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔

ترجمہ: ۔ اے ہمارے رب، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور ہمیں متقیوں کا پیشرو بنا دے۔

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً
وَسَلَامًا ﴿۷۵﴾ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ
مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿۷۶﴾

ترجمہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر و استقامت کے بدلے (جنت کے) بالاخانے دیئے جائیں گے، ان میں وہ (آپس میں اور فرشتوں سے) دعاء وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے ﴿۷۵﴾ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، وہ بالاخانے (بہت) اچھی قرارگاہ اور (بہت اچھی) جگہ ہیں ﴿۷۶﴾

معانی ومصادر

غُرْفَةٌ = بالاخانہ۔

(صَبَرُوْا) صَبَرَ، يَصْبِرُ، صَبْرٌ (ض) روکنا۔

(يُلَقَّوْنَ) لَقِّيٌ، يُلَقِّيُ، تَلْقِيَةٌ (باب تفعیل) کسی کو کوئی چیز دے دینا، کسی کی طرف کوئی چیز ڈال دینا۔

(تَحِيَّةً) حَيَّا، يُحَيِّيُ، تَحِيَّةٌ (باب تفعیل) سلام کرنا، دعاء دینا (تَحِيَّةٌ = دعاء سلام)۔

(مُسْتَقَرًّا) اِسْتَقَرَّ، يَسْتَقِرُّ، اِسْتِقْرَارٌ (باب استفعال) ٹھہرنا (مُسْتَقَرٌّ ٹھہرنے کی جگہ)۔

(مُقَامًا) قَامَ، يَقُوْمُ، قَوْمٌ وقِيَامٌ و قَوْمَةٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا، ٹھہرنا (مُقَامٌ = رہائش گاہ، رہائش کا زمانہ، ٹھہرنا)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کی گیارہ صفات بیان فرمائیں پھر آیات زیر تفسیر میں ان بندوں کی جزا بیان فرمائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا) یہی وہ لوگ ہیں جن کو (جنت میں) بالاخانے دئے جائیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو) روکے رکھا (اور ان صفات پر ثابت رہے جو صفات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بیان فرمائی ہیں) ان بالاخانوں میں وہ (ایک دوسرے سے اور فرشتوں سے) دعاء وسلام (کے ساتھ ملاقات) کریں گے۔

جنت کے بالاخانوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، وَعْدَ اللّٰهِ، لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ○

(الزمر - ۲۰)

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے (جنت میں) بالاخانے ہوں گے، ان بالاخانوں کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، (یہ) اللہ کا وعدہ ہے، اللہ (اپنے) وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

(العنکبوت - ۵۸ و ۵۹)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، عمل کرنے والوں کے لئے اچھا بدلہ ہے۔ (یعنی ان لوگوں کے لئے جو (دنیا میں) صبر کرتے رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ

اور (اے لوگو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد (میں ایسی کوئی خوبی) نہیں جس کے ذریعہ وہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں مگر ہاں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے (تو ایمان

اٰمِنُوْنَ ○ (سبا ۔ ۳۷)

اور اعمال صالحہ اس کو ہمارا مقرب بنا دیں گے، ایسے لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے باعث دگنا بدلہ ہے اور وہ (جنت کے) بالاخانوں میں امن (وچین) سے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّةِ یَتَرَاءَیُوْنَ اَھْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِھِمْ کَمَا یَتَرَاءَیُوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَھُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تِلْکَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَآءِ لَایَبْلُغُھَا غَیْرُھُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة جزء ۴ ص ۱۴۵ وصحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب ترائی اهل الجنة اهل الغرف جزء ۲ ص ۵۳۱)

جنتی لوگ بالاخانے والوں کو اوپر اس طرح دیکھیں گے جیسے وہ چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت باقی رہ گیا ہو آسمان کے کنارے پر مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہیں یہ اس لئے کہ ان کے مابین درجہ کا فرق ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو انبیاء کے مقام ہوں گے اور کوئی ایسے (بلند) مقاموں میں کہاں پہنچ سکے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّةَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْجَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرے خواہ اسی ملک میں بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا (اور جہاد کا موقع نہ پائے)۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہم لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے جہاد کرنے والوں کے

فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ اُرَاهُ فَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب درجات المجاهدین فی سبیل الله جزء ۱۴ ص ۱۹ و صحیح مسلم کتاب الجهاد باب بیان ما اعده الله تعالیٰ للمجاهد فی الجنة من الدرجات جزء ۲ ص ۱۳۸ و اللفظ للبخاری)۔

لئے تیار کیا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین میں ہے تو اللہ تعالیٰ سے جب تم جنت کا سوال کیا کرو تو فردوس کا سوال کیا کرو، فردوس جنت کے وسط میں ہے اور سب سے اونچا حصہ ہے اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جنت کی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔

(وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا) کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمائی ہے۔ یہ سلام

① اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ہوگا۔
② فرشتوں کی طرف سے بھی ہوگا۔
③ جنتی بھی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ○ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ○ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○
(یٰسٓ - ۵۸)

اس دن اہل جنت (اپنے اپنے) شغل میں شاداں وفرحاں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں (درختوں کے) سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ جنت میں ان کے لئے (ہمہ اقسام کے) پھل ہوں گے اور ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ تمنا کریں گے۔ مہربان رب کی طرف سے (ان کو) سلام کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ، وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○
(الاحزاب - ۴۳ و ۴۴)

وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی رحمت بھیجتے ہیں) تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور اللہ مؤمنین پر بہت مہربان ہے۔ جس روز وہ اللہ سے ملیں گے تو (اللہ کی طرف سے) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○
(الرعد۔ ۲۳و۲۴)

ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے (اور ان سے کہیں گے) سَلَامٌ علیکم، (دنیا میں) جو تم صبر کرتے رہے یہ اسی کا بدلہ ہے (جو تمہیں مل رہا ہے)، (تو دیکھ لو) آخرت کا گھر (کتنا) اچھا گھر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا، حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○
(الزمر۔ ۷۳)

اور (اے رسول) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے، جنت کا داروغہ ان سے کہے گا: تم پر سلام ہو، خوش آمدید، تم جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ، وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(یونس۔ ۹و۱۰)

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے منزل مقصود پر پہنچائے گا جہاں وہ نعمت کے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی (عیش سے زندگی گزاریں گے) (پھر) ان باغوں میں ان کی پکار یہ ہوگی سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (اے اللہ تو پاک ہے)، (آپس میں) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں

فِيهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ، تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ۔
(ابراھیم - ۲۳)

گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان باغات میں ان کی (آپس کی) دعاء سلام (علیکم) ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ○ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِي وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ، اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ○ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا، وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○
(مریم - ۶۰ تا ۶۲)

مگر جس نے توبہ کرلی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا۔ (یعنی وہ بہشتہائے جاودانی (میں داخل ہوں گے) جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے بغیر ان کو دکھائے وعدہ کیا ہے، بے شک اس کا وعدہ (سامنے) آنے والا ہے۔ ان باغات میں کوئی لغویات ان کے سننے میں نہیں آئے گی بس (ہر طرف سے) سلام (کی آوازیں آتی ہوں گی) وہاں ان کو صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيمًا ○ اِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○
(اذا وقعت - ۲۵ و ۲۶)

وہاں وہ نہ تو کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات۔ وہاں تو بس سلام سلام کی آوازیں (آرہی ہوں گی)۔

(خٰلِدِيْنَ فِيهَا) ان بالا خانوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق

جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو موت کو لایا جائیگا اور دوزخ اور جنت کے درمیان میں اس کو ذبح کر دیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا، اے جنتیو، اب تمہیں موت نہیں آئے گی اور اے دوزخیو، اب تمہیں موت نہیں آئے گی۔ (اس اعلان سے)

باب صفة الجنة جزء ۸ ص۱۲۲ وکتاب التفسیر تفسیر سورہ مریم جزء ۶ ص۱۱۸ وصحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ ص۵۳۷ وص۵۳۸)

جنتیوں کو خوشی پر خوشی ہوگی اور دوزخیوں کو رنج پر رنج ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لَّا مَوْتَ وَلِاَهْلِ النَّارِ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَّا مَوْتَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب جزء ۸ ص۱۴۱)

جنتیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اب موت نہیں آئے گی اور دوزخیوں سے کہا جائے گا تم کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں آئے گی۔

(حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا) جنت کے بالاخانے اچھی قرارگاہیں اور اچھے مقامات ہیں۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہیں:۔

شَهِدْتُّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَّصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ فِيْمَا مَا لَا عَيْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها جزء ۲ ص۵۳)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں تھا۔ آپ نے جنت کا حال بیان کیا یہاں تک کہ آپ (اپنے بیان کی) انتہا کو پہنچے پھر آخر میں فرمایا جنت میں وہ نعمت ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال گذرا پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ جن لوگوں کی کروٹیں بچھونے سے علیحدہ رہتی ہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں (اس کے عذاب سے) ڈر کر اور (اجر کی) امید رکھ کر اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں تو جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی ہے اُسے کوئی نہیں جانتا۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے اندر یہ گیارہ صفات پیدا کیجئے جو اللہ تعالےٰ نے گذشتہ آیات میں بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے احکام پر جمے رہیئے تاکہ آخرت میں جنت کے بالاخانے آپ کی رہائش گاہ ہوں۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

ترجمہ (اے رسول، کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم (خالص طور پر اپنے رب کو) نہیں پکارتے تو میرے رب کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں، تم نے (رسول برحق کو) جھٹلا دیا ہے تو (اب تم بچ نہیں سکتے) عنقریب چمٹنے والا (عذاب تم پر نازل) ہوگا ﴿۷۷﴾

معانی و مصادر (یَعْبَؤُا) عَبَأً، یَعْبَؤُ، عَبْءٌ (ف) تیار کرنا، ساز و سامان سے لیس کرنا، حقارت کے ساتھ پرواہ نہ کرنا۔

(لِزَاما) لَزِمَ، یَلْزَمُ، لُزُوْمٌ ولَزْمٌ، لِزَامَةٌ ولُزْمَةٌ ولُزْمَانٌ ولِزَامٌ (س) چمٹے رہنا۔ (لِزَامٌ = فیصلہ، چمٹنے والا، موت، حساب)

تفسیر اس آیت میں کفار کو ایک سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ) (اے رسول، آپ کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم (خالص طور پر میرے رب کو) نہیں پکارتے تو میرے رب کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں (فَقَدْ كَذَّبْتُمْ) تم نے (مجھے) جھٹلا دیا ہے (تو اب تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے) (فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا) عنقریب چمٹنے والا (عذاب تم پر نازل) ہوگا (اور تم زبردست نقصان اٹھاؤ گے) اس چمٹنے والے عذاب سے قیامت کا عذاب بھی مراد ہو سکتا ہے اور دنیا کا عذاب بھی۔ قیامت کا عذاب تو یقیناً ایسا چمٹنے والا ہے کہ کبھی پیچھا ہی نہیں چھوڑے گا۔ دنیا کا عذاب جنگوں کی صورت میں نازل ہوا۔ مسلمین اور کفار کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں، بالآخر مکہ فتح ہوا اور کافروں کی طاقت کو کچل دیا گیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ اکیلے کو پکاریئے اور اسی پہ بھروسہ رکھیئے اور ہر قسم کی امداد اسی سے طلب کیجئے، اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ ایمان لائیے ورنہ آپ عنقریب سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے جس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُورۂ شعرآء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

طٰسٓمٓ ① تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ②

ترجمہ طٰسٓمٓ ① یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ②

طٰ، سٓ، اور مٓ یہ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کے متعلق ہم سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں۔

(تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ) یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔ قرآن مجید کو روشن اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سیدھا راستہ دکھائی دیتا ہے، گمراہی کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔ قرآن مجید شرعی مسائل کو وضاحت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے، اس کے احکام میں کوئی کجی نہیں، کوئی پیچیدگی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا غَیۡرَ ذِیۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ ○

(الزمر۔ ۲۸)

(ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے) اور اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○

(الکھف ۔ ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں رکھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳)

(یہ ایک ایسی) کتاب (ہے) جس کی آیتیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دی گئی ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو، مزید برآں یہ کتاب یعنی) قرآن ان لوگوں (کی ہدایت) کے لئے جو علم (و فہم) رکھتے ہیں عربی زبان میں (اتارا گیا) ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور اس پر عمل کر کے گمراہی کی تاریکیوں سے نکل آئیے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا
مُؤْمِنِيْنَ ۝۳ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ
مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ
لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝۴ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ
ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ
اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝۵
فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا
مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۶ اَوَلَمْ
يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ
أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝٨ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝٩

ترجمہ (اے رسول) اس رنج وغم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیں ③ اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی نازل کر دیتے کہ اس کے سامنے ان کی گردنیں جھک جاتیں (اور یہ لوگ مجبوراً ایمان لے آتے لیکن ایسا ایمان ہمیں منظور نہیں) ④ اور (اے رسول) ان کے پاس تو جب کبھی رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ⑤ انہوں نے (قرآن مجید سے منہ پھیر لیا اور اس کی) تکذیب (بھی) کی تو (عذاب کی) جن (خبروں) کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں عنقریب وہ خبریں (عملاً) ان کے سامنے آجائیں گی ⑥ کیا انہوں نے زمین کی طرف نظر نہیں کی کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی عمدہ عمدہ چیزیں اگائی ہیں ⑦ بلاشبہ اس میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے ⑧ اور (اے رسول) آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (وہ انہیں فوری سزا دے سکتا ہے لیکن یہ اس کا رحم ہے کہ مہلت دے رہا ہے) ⑨

معانی ومصادر (بَاخِعٌ) بَخَعَ، يَبْخَعُ، بَخْعٌ (ف) غم وغصہ میں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا۔
(ظَلَّتْ) ظَلَّ، يَظَلُّ، ظَلٌّ وظُلُولٌ (ف) ہمیشہ رہنا۔
(خٰضِعِيْنَ) خَضَعَ، يَخْضَعُ، خَضْعٌ وخُضُوْعٌ (ف) تواضع وانکساری کرنا (خَاضِعٌ۔ مطیع)

(مُحْدَثٌ) اَحْدَثَ ، یُحْدِثُ ، اِحْدَاثٌ (باب افعال) ایجاد کرنا (مُحْدَثٌ = ایجاد کردہ، نئی بات)۔
(زَوْجٌ) زَاجَ ، یَزُوْجُ ، زَوْجٌ (ن) آپس میں لڑنا (زَوْجٌ = قسم، شوہر، بیوی، ساتھی)۔

تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تبلیغ کر رہے تھے لیکن کفار مکہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا ایمان نہ لانا بار گذر رہا تھا، آپ ان کے بُرے انجام سے بہت غمگین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ) (اے رسول) اس رنج و غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ○
(الکھف ۔ ۶)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے (اے رسول آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○
(الفاطر ۔ ۸)

تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب) واقف ہے۔

آگے فرمایا (اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ) اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی نازل فرما دیتے کہ اس کے سامنے ان کی گردنیں جھک جاتیں (اور یہ لوگ چار و ناچار ایمان لے آتے لیکن ایسا ایمان ہمیں مطلوب نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ، اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○
(یونس ۔ ۹۹)

اور (اے رسول) اگر اللہ چاہتا تو زمین میں جتنے آدمی ہیں سب ایمان لے آتے (لیکن اللہ تعالیٰ جبر نہیں کرتا) تو (اے رسول) کیا آپ جبر کر کے ان سب کو مؤمن بنانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جبر و اکراہ کے ذریعہ کفار کے اسلام قبول کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ کفار اپنے اختیار اور دل کی کشادگی سے ایمان لے آئیں (وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ) اور (اے رسول، ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب بھی ان کے پاس

رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو یہ (اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے) اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں گے، لہٰذا اے رسول، ان کے حال پر آپ کا رنج کرنا لاحاصل ہے، ان کی فکر نہ کیجئے، ان کے غم میں اپنے آپ کو نہ گھلائیے) (فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ) انہوں نے (قرآن مجید کی) تکذیب (تو) کر ہی دی ہے تو (اب عذاب کی) جن (خبروں) کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں عنقریب وہ خبریں (عملاً) ان کے سامنے آجائیں گی (یہ لوگ نیست و نابود کر دئے جائیں گے اور اپنی بدحالی کی سزا پائیں گے)۔

کفار کو دھمکی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ، فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ○ (الفرقان ۔ ۷۷)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اگر تم (خالص طور پر رب کو) نہیں پکارتے تو میرے رب کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں، تم نے (رسول برحق کو) جھٹلا دیا ہے تو (اب تم بچ نہیں سکتے) عنقریب چمٹنے والا (عذاب تم پر نازل) ہوگا۔

دھمکی دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ) (کفار چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی نشانی دکھائی جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے، صرف اللہ اکیلے کو الٰہ مان لینگے تو) کیا انہوں نے زمین کی طرف نظر نہیں کی کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی عمدہ عمدہ چیزیں اگائی ہیں (إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً) اس میں یقیناً (اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست) نشانی ہے (اور ایمان لانے کے لئے یہی ایک نشانی کافی ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی یہ کام نہیں کر سکتا تو پھر بس وہی الٰہ ہے دوسرا کوئی الٰہ نہیں) (وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ) لیکن (پھر بھی) ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (توحید باری تعالیٰ کو تسلیم نہیں کرتے) (وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ) اور (اے رسول) آپ کا رب بڑا زبردست ہے (وہ ان کو فوری سزا دینے پر قادر ہے لیکن وہ ڈھیل دے رہا ہے) وہ (بڑا) رحیم ہے (کہ ان لوگوں کو فوراً ہلاک نہیں کرتا، اس کا ان کو فوراً ہلاک نہ کرنا اس کا رحم و کرم ہی ہے، ہو سکتا ہے کہ اس مہلت کے زمانہ میں یہ لوگ ایمان لے آئیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں)۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت و اطاعت ہرگز نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ صرف ان کی اطاعت کیجئے جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ حکم دے۔

اللہ تعالےٰ کے علاوہ تمام معبود خود ساختہ ہیں اور انتہائی بے بس ہیں۔ یہ نہ آپ کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ کی فریاد کو سُن سکتے ہیں۔

اے لوگو، زمین کی پیداوار پر غور کیجئے۔ اسے کون پیدا کرتا ہے؟ کوئی پیدا نہیں کرتا سوائے اللہ تعالےٰ کے لہٰذا صرف وہی ایک الٰہ ہے، لہٰذا صرف اُسی کے آگے جھکیئے اور اسی سے امید رکھیئے۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ
ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ
فِرْعَوْنَ، اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ
اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ وَ
يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ
لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿١٣﴾
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ
يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا
بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٥﴾

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ إِنَّا رَسُوْلُ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ أَنْ أَرْسِلْ
مَعَنَا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ
أَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ
لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ
سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ
الَّتِيْ فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا
وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ

مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي
رَبِّي حُكْمًا وَّجَعَلَنِي مِنَ
الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ
تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي
إِسْرَآءِيلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ
مَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا،
إِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿۲۴﴾ قَالَ
لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۵﴾

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ
الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾
قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾
قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾
قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا
هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ
يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾
قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ
مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا
تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ
وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ
مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ
أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ
السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾
فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ
أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ
الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُم
مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾

فَأَلْقُوا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا
بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ
الْغَلِبُونَ ﴿۴۴﴾ فَأَلْقَى مُوسَىٰ عَصَاهُ
فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۴۵﴾
فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجِدِينَ ﴿۴۶﴾
قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَلَمِينَ ﴿۴۷﴾
رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿۴۸﴾ قَالَ
آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ
إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ

السِّحْرَ، فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا
لَاضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾
اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ
اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ
بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾
فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ

حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ
قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾
وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ
مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٥٧﴾ وَّكُنُوْزٍ
وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ ۗ وَاَوْرَثْنٰهَا
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿٦٠﴾
فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ
مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۚ
اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٦٢﴾

فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ اضْرِب
بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ، فَٱنفَلَقَ فَكَانَ
كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾
وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ ٱلْـَٔاخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا
مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾
ثُمَّ أَغْرَقْنَا ٱلْـَٔاخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِى
ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً، وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم
مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ
ٱلرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾

ترجمہ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے موسٰی کو آواز دی (اور کہا) کہ ان ظالم لوگوں کے پاس جاؤ ⑩ (یعنی) قوم فرعون (کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اللہ کے احکام سے سرکشی کیوں کر رہے ہیں)، کیا وہ (اللہ سے) ڈرتے نہیں ⑪ (موسٰی نے) کہا اے میرے رب مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں ⑫ میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زبان (بھی اچھی طرح) نہیں چلتی لہذا ہارون کو بھی پیغام بھیج دے (کہ وہ میرا ساتھ دیں) ⑬ اور (اے میرے رب) (مجھ سے) ان کا ایک جرم (ہو گیا تھا، اس کی سزا بھی) مجھ پر (واجب الادا) ہے مجھے ڈر ہے کہ (اس جرم کی سزا میں) وہ مجھے قتل نہ کر دیں ⑭ (اللہ نے) فرمایا، ہرگز نہیں (وہ تمہیں قتل نہیں کر سکتے) لہذا تم دونوں (بے خوف ہو کر) ہماری نشانیوں کے ساتھ جاؤ (جو کچھ وہ کہیں گے ہم (بھی) تمہارے ساتھ (اُسے) سنتے رہیں گے ⑮ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم رب العٰلمین کے رسول ہیں (اور تجھے رب العٰلمین پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں) ⑯ اور یہ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے ⑰ (فرعون نے) کہا کیا ہم نے اس حالت میں کہ تم بچے تھے اپنے (محل) میں تمہاری پرورش نہیں کی اور کیا تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گزارے ⑱ اور پھر تم نے وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم (بڑے) ناشکرے نکلے ⑲ (موسٰی نے) کہا میں نے وہ کام ایسی حالت میں کیا تھا کہ میں غلطی پر تھا ⑳ پھر جب مجھے تم لوگوں سے (نقصان کا) اندیشہ ہوا تو میں تمہارے (ملک) سے بھاگ گیا، پھر میرے رب نے مجھے حکمت (و نبوت) عطاء کی اور مجھے رسول بنا دیا ㉑ اور کیا یہی احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ㉒ فرعون نے کہا رب العٰلمین کیا ہے ㉓ (موسٰی نے) کہا آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب، بشرطیکہ تمہیں (میری بات کا) یقین ہو ㉔ (فرعون نے) ان (سرداروں) سے جو اس کے اردگرد (بیٹھے تھے) کہا کیا تم نہیں سنتے (کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں) ㉕ (موسٰی نے) کہا (وہ) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب (ہے) ㉖ (فرعون نے) کہا (یہ) تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے ㉗ (موسٰی نے) کہا مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (وہ) ان سب کا رب (ہے) بشرطیکہ تم سمجھ سکو ㉘ (فرعون نے) کہا اگر تم نے میرے علاوہ کسی کو الٰہ بنایا تو میں تم کو قید کر دوں گا ㉙ (موسٰی نے) کہا اگرچہ میں تیرے سامنے (اپنی صداقت کے ثبوت میں) کوئی واضح چیز ہی کیوں نہ پیش کروں ㉚ (فرعون نے) کہا اگر تم سچے ہو تو وہ چیز پیش کرو ㉛ موسٰی نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ (بالکل) صاف (و صریح) اژدہا ہے ㉜ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ (گریبان میں سے) نکالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے ایک سفید (اور چمک دار) چیز بن گیا (ہے) ㉝ فرعون نے اپنے اردگرد

(بیٹھے ہوئے) سرداروں سے کہا یہ (تو) بڑا ماہر جادوگر ہے (۳۴) یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکال دے تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے (۳۵) (سرداروں نے) کہا ان کو اور ان کے بھائی کو (کچھ عرصہ کے لئے) مہلت دیجئے اور (اس اثناء میں) تمام شہروں میں جمع کرنے والے (کارندے) بھیج دیجئے (۳۶) تاکہ وہ تمام ماہر جادوگروں کو (جمع کرکے) آپ کے پاس لے آئیں (۳۷) الغرض تمام جادوگر مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع ہو گئے (۳۸) لوگوں سے کہا گیا کیا تم بھی (اس موقع پر دونوں کا مقابلہ دیکھنے کے لئے) جمع ہو گے (۳۹) تاکہ اگر جادوگر غالب ہوں تو ہم ان کی پیروی کریں (۴۰) پھر جب جادوگر (فرعون کے پاس) پہنچے تو فرعون سے کہا اگر ہم غالب ہو جائیں تو ہمیں انعام ملے گا؟ (۴۱) (فرعون نے کہا) ہاں (تمہیں انعام ملے گا اور انعام ہی کیا اگر تم غالب رہے تو) اس صورت میں میں تمہیں (اپنا) مقرب بھی بنالوں گا (۴۲) موسیٰ نے ان (جادوگروں) سے کہا جو چیز تم ڈالنی چاہتے ہو ڈالو (۴۳) انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے (۴۴) پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ان تمام شعبدہ بازیوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں نگلنے لگی (۴۵) (یہ دیکھتے ہی) تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے (۴۶) کہنے لگے ہم رب العلمین پر ایمان لائے (۴۷) جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے (۴۸) (فرعون نے جادوگروں سے) کہا میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے، یقیناً یہ تم سب کا بڑا (استاد) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، تو ابھی تم کو (اس ایمان لانے کا انجام) معلوم ہو جائے گا، میں تمہارے مخالف سمت سے ہاتھ اور پیر کٹوا دوں گا اور ضرور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا (۴۹) انہوں نے کہا کوئی نقصان نہیں، ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (وہاں ہمارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے) (۵۰) ہمیں امید ہے کہ اس وجہ سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا (۵۱) پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جاؤ (اور اس بات سے ہوشیار رہو کہ) تمہارا تعاقب ضرور کیا جائے گا (۵۲) پھر فرعون نے تمام شہروں میں (اپنے) جمع کرکے لانے والے (کارندے) روانہ کئے (۵۳) (اور یہ اعلان کرا دیا کہ) یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہیں (۵۴) انہوں نے ہمیں غصہ دلایا ہے (۵۵) اور ہم سب کو ان سے (نقصان کا) اندیشہ ہے (۵۶) پھر ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا (۵۷) خزانوں اور باعزت مکانوں سے نکال دیا (۵۸) (اور ہم سرکشوں کے ساتھ) اسی طرح (کیا کرتے ہیں) پھر ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنا دیا (۵۹) الغرض (جب موسیٰ اور ان کے اصحاب نکلے تو فرعون اور اس کے ساتھیوں نے) دن نکلتے ہی انکا تعاقب کیا (۶۰) پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو اب

پکڑے گئے (۶۱) موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے وہ میری رہنمائی کرے گا (۶۲) پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا (۶۳) پھر ہم نے دوسروں کو بھی وہاں (ان کے) قریب پہنچا دیا (۶۴) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی (۶۵) اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا (۶۶) بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے (۶۷) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۶۸)

معانی و مصادر

(اِئْتِ) اَتٰی، یَاْتِیْ، اَتْیٌ و اِتْیَانٌ (ض) آنا۔
(یَضِیْقُ) ضَاقَ، یَضِیْقُ، ضَیْقٌ و ضِیْقٌ (ض) تنگ ہونا، بخیل ہونا۔
(یَنْطَلِقُ) اِنْطَلَقَ، یَنْطَلِقُ، اِنْطِلَاقٌ (باب انفعال) خندہ پیشانی ہونا، چلنا، جانا۔
(نُرَبِّ) رَبَّی، یُرَبِّیْ، تَرْبِیَۃٌ (باب تفعیل) تربیت دینا، پرورش کرنا۔
(وَلِیْدٌ) وَلَدَ، یَلِدُ، لِدَۃٌ و وِلَادٌ و وِلَادَۃٌ و اِلَادَۃٌ (ض) جننا (وَلِیْدٌ = لڑکا)۔
(لَبِثْتُ) لَبِثَ، یَلْبَثُ، لُبْثٌ و لَبْثٌ و لُبَاثٌ و لَبَاثَۃٌ و لَبَثَانٌ و لِبِثَۃٌ (س) رہنا
(فَرَرْتُ) فَرَّ، یَفِرُّ، فَرٌّ و فِرَارٌ و مَفَرٌّ و مَفِرٌّ (ض) بھاگنا۔
(تَمُنُّ) مَنَّ، یَمُنُّ، مَنٌّ (ن) کاٹنا، احسان کرنا، احسان جتانا۔
(عَبَّدْتَّ) عَبَّدَ، یُعَبِّدُ، تَعْبِیْدٌ (باب تفعیل) غلام بنانا، ذلیل کرنا۔
(مُوْقِنِیْنَ) اَیْقَنَ، یُوْقِنُ، اِیْقَانٌ (باب افعال) یقین کرنا۔ (حروف اصلی ی ق ن ہیں)
(مَسْجُوْنِیْنَ) سَجَنَ، یَسْجُنُ، سَجْنٌ (ن) قید کرنا (مَسْجُوْنٌ = قیدی)۔
(نَزَعَ) نَزَعَ، یَنْزِعُ، نَزْعٌ (ض) کھینچ لینا، جان کنی میں ہونا، نکالنا، معزول کرنا۔
(بَیْضَآءُ) بَاضَ، یَبِیْضُ، بَیْضٌ (ض) انڈا دینا، سفیدی میں غالب ہونا (بَیْضَآءُ = اَبْیَضُ کا مؤنث، سفید)۔
(اَرْجِہْ) اَرْجٰی، یُرْجِیْ، اِرْجَاءٌ (باب افعال) مؤخر کرنا۔
(حٰشِرِیْنَ) حَشَرَ، یَحْشُرُ، حَشْرٌ (ن و ض) جمع کرنا، منتقل کرنا۔
(سَحَّارٌ) (سَحَرَۃٌ) سَحَرَ، یَسْحَرُ، سِحْرٌ (ف) دھوکا دینا، کسی کے لئے جادو کرنا۔
سَحَرَ، یَسْحَرُ، سِحْرٌ (ف) کسی پر جادو کرنا (سَحَّارٌ = سَاحِرٌ کی جمع۔ سَحَرَۃٌ = سَاحِرٌ کی جمع، جادوگر)۔
(اَلْقُوْا) (مُلْقُوْنَ) اَلْقٰی، یُلْقِیْ، اِلْقَاءٌ (باب افعال) ڈالنا۔
حِبَالٌ = حَبْلٌ کی جمع، رسیاں۔

عِصِیٌّ = عصا کی جمع، لاٹھیاں۔
(تَلْقَفُ) لَقِفَ، یَلْقَفُ، لَقْفٌ و لَقَفَانٌ (س) نگلنا۔
(یَأْفِکُوْنَ) اَفَکَ، یَأْفِکُ، اَفْکٌ و اُفُوْکٌ (ض) وَاَفِکَ۔ یَأْفَکُ، اَفَکٌ (س) جھوٹ بولنا۔
(أَذَنَ) اَذِنَ، یَأْذَنُ، اِذْنٌ (س) اجازت دینا۔
(خِلَافٌ) خَالَفَ، یُخَالِفُ، خِلَافٌ و مُخَالَفَةٌ (باب مفاعلہ) مخالفت کرنا، موافقت نہ کرنا۔
(مِنْ خِلَافٍ = ایک دوسرے کی ضد ہونا مثلاً سیدھا ہاتھ اور اس کی ضد الٹا پیر)۔
(ضَیْرٌ) ضَارَ، یَضِیْرُ، ضَیْرٌ (ض) نقصان پہنچانا۔
(مُنْقَلِبُوْنَ) اِنْقَلَبَ، یَنْقَلِبُ، اِنْقِلَابٌ (باب انفعال) لوٹنا۔
(نَطْمَعُ) طَمِعَ، یَطْمَعُ، طَمَعٌ و طَمَاعٌ و طَمَاعِیَةٌ (س) لالچ کرنا۔
(خَطَایَا) خَطِئَ، یَخْطَأُ، خَطَأٌ (س) غلطی کرنا۔ (خَطَایَا = خَطِیْئَةٌ کی جمع، غلطیاں، خطائیں)۔
(اَسْرِ) اَسْرٰی، یُسْرِیْ، اِسْرَاءٌ (باب افعال) لے جانا۔
(شِرْذِمَةٌ) = چھوٹی جماعت۔
(غَائِظُوْنَ) غَاظَ، یَغِیْظُ، غَیْظٌ (ض) غصہ دلانا (غَائِظٌ = غصہ دلانے والا)۔
(حَاذِرُوْنَ) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حَذَرٌ و حِذْرٌ و مَحْذُوْرَةٌ (س) کسی سے ڈر کر اس سے محفوظ رہنا، کسی سے ڈر کر اپنے بچاؤ کے لئے ساز و سامان سے لیس ہونا۔
(مُشْرِقِیْنَ) اَشْرَقَ، یُشْرِقُ، اِشْرَاقٌ (باب افعال) طلوع آفتاب کے وقت میں داخل ہونا، طلوع ہونا، روشن کرنا۔
(تَرَآءَ) تَرَآءٰی، یَتَرَآءٰی، تَرَآءٍ (باب تفاعل) ایک دوسرے کو دیکھنا۔
(مُدْرَکُوْنَ) اَدْرَکَ، یُدْرِکُ، اِدْرَاکٌ (باب افعال) پانا۔
(اِنْفَلَقَ) اِنْفَلَقَ، یَنْفَلِقُ، اِنْفِلَاقٌ (باب انفعال) پھٹ جانا۔
(فِرْقٌ) فَرَقَ، یَفْرُقُ، فَرْقٌ و فُرْقَانٌ (ض و ن) پھاڑنا، علیحدہ کرنا (فِرْقٌ = پھٹ جانے والی چیز کا ایک حصّہ)۔
(طَوْدٌ) طَادَ، یَطُوْدُ، طَوْدٌ (ن) ثابت رہنا (طَوْدٌ = بڑا پہاڑ)۔
(عَظِیْمٌ) عَظُمَ، یَعْظُمُ، عِظَمٌ و عِظَامَةٌ (ک) بڑا ہونا۔
(اَزْلَفْنَا) اَزْلَفَ، یُزْلِفُ، اِزْلَافٌ (باب افعال) قریب کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اور ان کے بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السلام کا حال اور ان کی تکذیب کرنے والوں کا انجام بیان کیا تاکہ کفار مکہ کو ان کے انجام بد سے عبرت ہو اور وہ ایمان قبول کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰٓی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے موسیٰ کو آواز دی (اور کہا) اس ظالم قوم کے پاس جاؤ (قَوْمَ فِرْعَوْنَ) (یعنی) قوم فرعون (کے پاس جاؤ) (اَلَا یَتَّقُوْنَ) (اور ان سے کہو کہ وہ اللہ کے احکام سے سرکشی کیوں کر رہے ہیں) کیا وہ (اللہ سے) ڈرتے نہیں (قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ) (موسیٰ نے) کہا: اے میرے رب مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری تکذیب (نہ) کریں (وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ) اور (اے میرے رب) میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور میری زبان (بھی اچھی طرح) نہیں چلتی لہذا ہارون کو بھی پیغام بھیج دے (انہیں بھی رسول بنا دے تاکہ وہ میری تائید کریں)۔

سینہ تنگ ہونے سے مراد تبلیغ کی ذمہ داری کو محسوس کرنا اور تبلیغ کے فرائض کا کما حقہ ادا کرنے کا فکر لاحق ہونا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھتے تھے کہ تبلیغ معمولی کام نہیں، یہ بہت دشوار گزار گھاٹی ہے جس کا پار کرنا بہت مشکل ہے اسی لئے انہوں نے ان الفاظ میں دعاء کی:۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾
وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِیْ ﴿۳۰﴾
اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾

(طٰہٰ ۔ ۲۵ تا ۳۲)

(ترجمہ) اے میرے رب میرے (اس کام کے) لئے میرا سینہ کھول دے ﴿۲۵﴾ میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے ﴿۲۶﴾ میری زبان کی گرہ کھول دے ﴿۲۷﴾ تاکہ (وہ لوگ) میری بات کو سمجھ سکیں ﴿۲۸﴾ میرے خاندان میں سے میرے لئے ایک وزیر مقرر فرما دے ﴿۲۹﴾ (یعنی) میرے بھائی ہارون کو (میرا وزیر بنا دے) ﴿۳۰﴾ اس کے ذریعہ میری قوت کو مستحکم کر دے ﴿۳۱﴾ اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے ﴿۳۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی، ان کا سینہ کھول دیا، ان کے کام کو آسان کر دیا اور ان

کی تائید کے لئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی رسول بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ○ (طٰہٰ ۔ ۳۶)

اے موسیٰ جو کچھ تم نے مانگا، تمہیں دیا گیا۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید عرض کیا (وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ) اور (اے میرے رب مجھ سے) ان کا ایک جرم (ہو گیا تھا، اس کی سزا بھی) مجھ پر (واجب الادا) ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ (اس جرم کی سزا میں) مجھے قتل (نہ) کر دیں (قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ) (اللہ نے) فرمایا (ہرگز ایسا نہیں ہوگا) لہٰذا تم دونوں (بے خوف ہو کر) ہماری نشانیوں کے ساتھ (قوم فرعون کے پاس) جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں (اور جو کچھ تمہاری گفتگو ہوگی اسے) سنتے رہیں گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ○ (طٰہٰ ، ۴۶)

ڈرو نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں (جو کچھ تمہارے ساتھ ہوگا) میں (اُسے) سنتا رہوں گا اور دیکھتا رہوں گا۔

(فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) (اب) تم فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے کہو کہ ہم رب العلمین کے رسول ہیں (اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) (اور ہم تم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔

الغرض وہ دونوں فرعون کے پاس گئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ کر دے۔

آیت زیر تفسیر سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو ایمان لانے کی دعوت نہیں دی صرف بنی اسرائیل کو ساتھ کر دینے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے فرعون کو ایمان لانے کی دعوت بھی دی تھی۔ مندرجہ ذیل آیات اس پر شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ، وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ○ (یونس ۔ ۷۸)

وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس (راہ) سے پھیر دو جس (راہ) پر ہم نے اپنے آباء (اجداد) کو پایا ہے اور زمین پر (بس) تم دونوں کی سرداری (قائم) ہو جائے ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُۥ بَغْيًا وَعَدْوًا ، حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِىٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓا۟ إِسْرَآءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○

(یونس۔ ۹۰)

ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا (ہم نے ان سب کو پانی کے عذاب میں پکڑ لیا) یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ بے شک الٰہ کوئی نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمین میں سے ہوں۔

(فرعون نے دعوتِ اسلام اور بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ کرنے کے مطالبہ کو سن کر) (قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ) کہا ہم نے اس حال میں کہ تم بچے تھے اپنے (محل) میں تمہاری پرورش نہیں کی اور کیا تم نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گزارے (وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِى فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ) اور پھر تم نے وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم (بڑے) ناشکرے نکلے۔

فرعون نے جس کام کی طرف اشارہ کیا وہ ایک شخص کا قتل تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِۦ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِۦ ، فَاسْتَغَٰثَهُ الَّذِى مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى الَّذِى مِنْ عَدُوِّهِۦ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَٰنِ ، إِنَّهُۥ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ○

(القصص۔ ۱۵)

پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے غفلت میں (پڑے ہوئے سو رہے) تھے۔ موسیٰ نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک موسیٰ کی قوم کا آدمی تھا اور ایک ان کی دشمن قوم کا آدمی تھا، تو جو شخص ان کی قوم کا آدمی تھا اس نے موسیٰ سے اس شخص کے خلاف جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد مانگی۔ موسیٰ نے اس کے مُکّا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا (جب وہ مر گیا تو موسیٰ کو افسوس ہوا) کہنے لگے یہ شیطانی عمل ہے (جو مجھ سے نادانستہ سرزد ہو گیا) بیشک شیطان

انسان کا دشمن اور کھلم کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔

فرعون کا مطلب یہ تھا ہم نے تمہاری پرورش کی، تمہاری پوری زندگی بچپن سے لے کر جوانی تک تم ہمارے سامنے رہے۔ تم نے اس زندگی میں کچھ کیا تو یہ کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا، تم نے ہمارے احسانات کی ناشکری کی، کیا ایسا شخص نبی ہو سکتا ہے۔ (قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا وَّأَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں نے وہ کام ایسی حالت میں کیا کہ میں غلطی پر تھا۔

غلطی دو قسم کی ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقتول کو ظالم سمجھا، دوسری غلطی یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ ایک مُکّے سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بعد فرمایا (فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ) پھر جب مجھے تم لوگوں سے (خطرہ کا) اندیشہ ہوا تو میں تمہارے (ملک) سے فرار ہو گیا، پھر میرے رب نے مجھے حکمت (و نبوت) عطاء فرمائی اور مجھے رسول بنا دیا (یہ سب میرے رب کا احسان ہے) (وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ) اور (تمہارا) احسان جو تم مجھے جتا رہے ہو (بس) یہی تو ہے کہ تم نے (میری قوم) بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے (یہ بھی کوئی احسان ہے کہ میری تو پرورش کر دی اور میری قوم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا دیا، نہ تم میری قوم پر ظلم کرتے اور نہ تم کو میری پرورش کرنی پڑتی، میری پرورش تو تمہارے اپنے کرتوت کا نتیجہ تھی، احسان کیسا!) (قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ) فرعون نے کہا رب العلمین (جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے وہ) کیا ہے (اور کیسا ہے) (قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا (رب العلمین) آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) کا رب ہے، اگر تم میری (بات کا) یقین کرو (تو حقیقت تو یہی ہے) (قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ أَلَا تَسْتَمِعُوْنَ) فرعون نے ان (سرداروں) سے جو اس کے اردگرد (بیٹھے) تھے کہا کیا تم نہیں سن رہے (یہ کیا کہہ رہے ہیں) (قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا (وہ صرف آسمانوں کا اور زمین کا ہی رب نہیں بلکہ وہ) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے (قَالَ إِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ) فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا: یہ تمہارا رسول جس کو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یقیناً دیوانہ ہے (کہ ایسی بے تکی باتیں کرتا ہے) (قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) کا رب ہے (تمہارے لئے اس کے نہ ماننے کے لئے کوئی گنجائش نہیں لیکن) شرط یہ ہے کہ تم میں عقل ہو (قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلٰهًا غَيْرِيْ لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ) (فرعون نے) کہا (اے موسیٰ) اگر تم نے میرے علاوہ کسی کو الٰہ بنایا تو میں تمہیں

قید کر دوں گا (قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا اگرچہ میں تمہارے سامنے (اپنی نبوت کے ثبوت میں) کوئی واضح چیز ہی کیوں نہ پیش کروں (قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ) (فرعون نے) کہا اگر تم سچے ہو تو وہ چیز پیش کرو (فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ (حقیقتاً) وہ ایک صاف و صریح اژدہا ہے (وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ) پھر انہوں نے اپنا ہاتھ (گریبان میں سے) نکالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کے لئے ایک سفید (اور چمکدار چیز) بن گیا ہے۔

ہاتھ نکالنے سے مراد یہ ہے کہ ہاتھ کو پہلے گریبان میں رکھا اور پھر جو نکالا تو وہ چمک رہا تھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منصب نبوت پر فائز کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ	(اے موسیٰ) اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو،
مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ۔ (القصص۔ ۳۲)	وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا۔

(قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ) (جب فرعون نے یہ دو نشانیاں دیکھیں تو) اپنے اردگرد (بیٹھے ہوئے) سرداروں سے کہا یہ تو بڑا ماہر جادوگر ہے (یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ) یہ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو کے ذریعہ تمہارے ملک سے نکال دے تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے (اس کے ساتھ کیا کیا جائے) (قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ) (سرداروں نے) کہا ان کو اور ان کے بھائی کو (کچھ عرصہ کے لئے) مہلت دے دیجئے اور (اس اثناء میں) تمام شہروں میں (جادوگروں کو) جمع کرنے کے لئے (اپنے) کارندے بھیج دیجئے (یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ) تاکہ وہ تمام ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لے آئیں (فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ) الغرض (فرعون نے ایسا ہی کیا اور تمام) جادوگر مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع ہو گئے (وَقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ) اور (پھر عام) لوگوں سے کہا گیا (اے لوگو) کیا اس موقع پر تم بھی (مقابلہ دیکھنے کے لئے) جمع ہو گے (اگر جمع ہونا چاہتے ہو تو تمہیں بھی اجازت ہے، آؤ اور ہمارے ساتھ تم بھی مقابلہ دیکھو) (لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ) اگر جادوگر غالب آجائیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی پیروی کریں (یعنی بدستور اپنے دین پر قائم رہیں) (فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَىِٕنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ) الغرض جب جادوگر (فرعون کے پاس) پہنچے تو انہوں نے فرعون سے کہا اگر ہم غالب آجائیں تو ہمیں انعام ملے گا؟ (قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ) (فرعون نے) کہا ہاں (تمہیں انعام ملے گا اور انعام ہی کیا اگر تم غالب رہے تو) میں تمہیں (اپنا) مقرب بھی بنالوں گا (قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ) (جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جادوگر ایک

دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے تو) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان (جادوگروں) سے کہا تم جو چیز ڈالنے والے ہو ڈالو (فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ) جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے (فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ) پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لاٹھی ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ (اژدہا بن کر) ان تمام شعبدہ بازیوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھی نگلنے لگی (فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ) (یہ دیکھتے ہی تمام) جادوگر سجدے میں گر پڑے (قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) (اور) کہنے لگے: ہم رب العلمین پر ایمان لائے (رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ) (یعنی ہم) موسیٰ اور ہارون کے رب (پر ایمان لائے) (قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) (فرعون نے جادوگروں سے) کہا میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے، یقیناً یہ تم سب کا (گرو) گھنٹال ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے تو (دیکھو) ابھی تم کو (اس پر ایمان لانے کا انجام) معلوم ہو جائے گا (لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ) میں ضرور تمہارے مخالف سمت سے ہاتھ اور پیر کٹوا دوں گا اور (پھر) میں ضرور تم کو سولی پر لٹکا دوں گا (قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ) (جادوگروں نے) کہا کوئی حرج نہیں، ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (وہاں ہمارے لئے راحت ہی راحت ہے) (اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ) (اور) کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں (جو انتہائی خطرے کی بات ہے) لہٰذا ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا (وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ) پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جاؤ (اور اس بات سے ہوشیار رہنا کہ) تمہارا تعاقب ضرور کیا جائے گا (فرعون اور اس کا لشکر تمہارا پیچھا کریں گے اور تمہیں ہلاک کرنا چاہیں گے) (فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ) پھر فرعون نے تمام شہروں میں (لوگوں کو) جمع کرنے والے (کارندے) روانہ کئے (اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ) (اور یہ اعلان کرایا کہ) یہ لوگ (یعنی ایمان لانے والے اگرچہ) ایک چھوٹی سی جماعت ہیں (وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ) لیکن انہوں نے ہمیں (بہت) غصہ دلایا ہے۔ (وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ) ہم سب کو اندیشہ ہے کہ کہیں (آگے چل کر) یہ ہمارے لئے نقصان دہ ثابت نہ ہوں لہٰذا (ان کے نقصان سے بچنے کے لئے، ہمیں اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہے اور اسی وقت ان کی سرکوبی کرنی ہے) (فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے مسلمین کو نقصان پہنچانے کی تدبیر سوچی) تو ہم نے ان کو (ان کے) باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا) (كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) اور سرکشوں کے ساتھ ہم) اسی طرح (کیا

کرتے ہیں) پھر ہم نے بنی اسرائیل کو ان (تمام چیزوں) کا وارث بنا دیا (فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ) الغرض (جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کو لے کر روانہ ہوئے تو فرعون اور اس کے ساتھیوں نے) دن نکلتے ہی ان کا تعاقب کیا (فَلَمَّا تَرَآءَا الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ) پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب نے کہا ہم تو (اب) پکڑے گئے (قَالَ كَلَّآ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا) میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور مجھے (ان سے بچنے کی) راہ سمجھائے گا (فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو (انہوں نے ایسا ہی کیا) تو سمندر پھٹ گیا اور (دونوں طرف) ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی مثل ہو گیا۔

دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے اور درمیان میں خشک راستہ نکل آیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○ (طٰہٰ ۔ ۷۷)

اور (اے رسول، پھر) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لے کر راتوں رات یہاں سے چلے جاؤ اور ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا دو پھر نہ تو تمہیں (فرعون کے) پکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (غرق ہونے کا) ڈر۔

آگے فرمایا (وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ) پھر ہم نے دوسروں کو بھی (یعنی فرعون اور اس کے لشکروں کو بھی) وہاں (بنی اسرائیل کے) قریب پہنچا دیا (وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو (سمندر سے) نجات دی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ۔ (یونس ۔ ۹۰)

ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ) پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو (یعنی فرعون اور اس کے لشکروں کو) غرق کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔ (طٰہٰ ۔ ۷۸)

(الغرض جب موسیٰ مؤمنین کو لے کر وہاں سے چلے) تو فرعون نے اپنے لشکروں کے

ساتھ ان کا تعاقب کیا پھر سمندر کی جس چیز نے
انہیں ڈھانک لیا ڈھانک لیا (یعنی سمندر
کی لہروں نے انہیں ڈبو دیا)۔

(اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً) بے شک اس واقعہ میں (عبرت کی) ایک (بڑی) نشانی ہے (وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ) لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے (کفار مکہ کو اس واقعہ سے عبرت ہونی چاہیئے تھی اور ایمان لے آنا چاہیئے تھا لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لائے (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ) (اور اے رسول) بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت رحم کرنے والا ہے (وہ چاہتا تو انہیں فوری طور پر سزا دے دیتا لیکن یہ اس کا رحم وکرم ہے کہ ڈھیل دے رہا ہے اور انہیں موقع دے رہا ہے کہ وہ اپنے انجام کے متعلق سوچیں اور اس مہلت کے زمانہ میں ایمان لے آئیں)۔

عمل

اے لوگو، اس ہستی پر ایمان لائیے جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا رب ہے، جو آپ کا بھی رب ہے اور آپ کے آباء اجداد کا بھی رب ہے اور جو مشرق اور مغرب اور جو کچھ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔ دوسرے معبودوں کو چھوڑ دیجئے اس لئے کہ وہ تو کسی بھی چیز کے مالک نہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ
قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا
عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ
اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ
يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ
اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيٓ إِلَّا رَبَّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ
يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ
وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ
ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ
يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾
رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ

صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَ
اغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ
الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ
يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ
الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَ بُرِّزَتِ
الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ

أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن
دُونِ اللَّهِ ۖ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ
أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا
فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ
إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ
فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن
كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ
نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا
أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا

لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ
حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً
فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان کو ابراہیم کا حال سنائیے (۶۹) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو (۷۰) انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان ہی کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں (۷۱) (ابراہیم نے) کہا جب تم (ان کو) پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری (آواز کو) سنتے ہیں (۷۲) یا تمہیں فائدہ یا نقصان پہنچاتے ہیں (۷۳) انہوں نے کہا (اس معلومات کی بنیاد پر ہم ان کی عبادت) نہیں (کرتے) بلکہ ہم نے اپنے آباء اجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے (۷۴) ابراہیم نے کہا دیکھو جن کو تم پوجتے رہے (۷۵) تم بھی اور تمہارے اگلے آباء و اجداد بھی (۷۶) یہ تو سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے (۷۷) جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے (۷۸) جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے (۷۹) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے (۸۰) جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا (۸۱) اور جس سے مجھے امید ہے

کہ سزا و جزا کے دن میری خطاؤں کو معاف کرے گا (۸۲) (کافروں کو تبلیغ کرتے کرتے وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے) اے میرے رب، مجھے حکمت عطاء کر اور صالحین میں مجھے شامل کر دے (۸۳) اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر (باقی) رکھ (۸۴) مجھے نعمت کے باغ کا وارث بنا (۸۵) میرے باپ کو بخش دے، بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے (۸۶) اور جس دن لوگوں کو (زندہ کر کے) کھڑا کیا جائے گا (اس دن) مجھے رسوا نہ کر (۸۷) جس دن نہ مال فائدہ پہنچائے گا اور نہ بیٹے (۸۸) مگر جو شخص سلامتی والا دل لے کر اللہ کے پاس آئے گا (بس وہی کامیابی سے ہمکنار ہوگا) (۸۹) (اس دن) جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی (۹۰) اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی (۹۱) پھر ان سے کہا جائے گا جن کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ (۹۲) (یعنی) اللہ کے علاوہ (جو تمہارے معبود تھے وہ کہاں گئے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا (تمہاری طرف سے ہم سے) انتقام لے سکتے ہیں (۹۳) پھر وہ (معبود) اور (تمام) گمراہ لوگ (دوزخ) میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے (۹۴) اور (انہی پر کیا موقوف ہے) ابلیس کے تمام لشکر (دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے) (۹۵) وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور (اپنے معبودوں سے) کہیں گے (۹۶) اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے (۹۷) جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کر دیتے تھے (۹۸) اور ہم کو کسی نے گمراہ نہیں کیا مگر انہوں نے جو خود گناہگار تھے (۹۹) تو (اب) نہ تو ہمارے لئے کوئی سفارش کرنیوالا ہے (۱۰۰) اور نہ کوئی گرمجوش دوست (۱۰۱) اگر ہمارا ایک مرتبہ اور (دنیا میں) جانا ہو جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے (۱۰۲) بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں (۱۰۳) اور (اے رسول) آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۰۴)

معانی و مصادر

(اُتْلُ) تَلَا، یَتْلُوْ، تِلَاوَۃٌ (ن) پڑھنا۔
(نَبَأٌ) نَبَأَ، یَنْبَأُ، نَبْأٌ وَنُبُوْءٌ (ف) بلند ہونا (نَبَأٌ = خبر)
(نَظَلُّ) ظَلَّ، یَظَلُّ، ظَلٌّ وَظُلُوْلٌ (ف) ہمیشہ رہنا۔
(عٰکِفِیْنَ) عَکَفَ، یَعْکُفُ، عَکْفٌ وَعُکُوْفٌ (ن وض) کسی کے اردگرد جمے بیٹھے رہنا۔
(اَلْاَقْدَمُوْنَ) قَدُمَ، یَقْدُمُ، قِدَمٌ وَقَدَامَۃٌ (ک) کسی چیز پر بہت طویل زمانہ گذرنا، بہت پرانا ہونا۔
(یَشْفِیْنِ = یَشْفِیْنِیْ) شَفٰی، یَشْفِیْ، شِفَاءٌ (ض) اچھا کرنا۔
(یَسْقِیْنِ) سَقٰی، یَسْقِیْ، سَقْیٌ (ض) پلانا۔
(مَرِضْتُ) مَرِضَ، یَمْرَضُ، مَرَضٌ وَمَرْضٌ (س) بیمار ہونا۔
(صِدْقٍ) صَدَقَ، یَصْدُقُ، صِدْقٌ وَمَصْدُوْقَۃٌ وَتَصْدَاقٌ (ن) سچ بولنا، خالص (محبت)

کرنا (صِدْقٌ = فضل، صلاح، بزرگی، شدّت وصلابت، سچائی)۔
(نَعِیْمٌ) نَعَمَ، یَنْعَمُ، نَعْمَۃٌ ومَنْعَمٌ (ن وف وس) خوشحال ہونا (نَعِیْمٌ = خوشحالی)۔
(بُرِّزَتْ) بَرَّزَ، یُبَرِّزُ، تَبْرِیْزٌ (باب تفعیل) ظاہر کرنا۔
(جَحِیْمٌ) جَحَمَ، یَجْحَمُ، جَحْمٌ (ف) سلگانا، جلانا (جَحِیْمٌ = شدید گرم جگہ)۔
(غَاوِیْنَ)(غَاوُوْنَ) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) غَوِیَ، یَغْوٰی، غَوَایَۃٌ (س) گمراہ ہونا، ہلاک ہونا {غَاوٍ اسم فاعل ہے، اس کی جمع غَاوُوْنَ (غَاوُوْنَ) اور غَاوِیْنَ ہیں}۔
(یَنْتَصِرُوْنَ) اِنْتَصَرَ، یَنْتَصِرُ، اِنْتِصَارٌ (باب افتعال) بدلہ لینا۔
(کُبْکِبُوْا) کَبْکَبَ، یُکَبْکِبُ، کَبْکَبَۃٌ (باب فعللۃ، رباعی مجرد) الٹا کر دینا۔
(جُنُوْدُ) جُنُوْدٌ = جُنْدٌ کی جمع، لشکر، افواج۔
(حَمِیْمٌ) حَمَّ، یَحُمُّ، حَمٌّ (ن) گرم کرنا، پگھلانا، جلدی کرنا (حَمِیْمٌ = دوست)
(کَرَّۃٌ) کَرَّ، یَکُرُّ، کُرُوْرٌ (ن) لوٹنا (کَرَّۃٌ = حملہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ) اور (اے رسول) ان کو ابراہیم کا حال سنائیے (اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ تم کس (چیز) کی عبادت کرتے ہو (قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ) انہوں نے کہا ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان ہی کے گرد بیٹھے رہتے ہیں (قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ) (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) پوچھا جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری (آواز) سنتے ہیں (اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ) یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں (قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ) (انہوں نے) کہا (اس معلومات کی بنیاد پر ہم ان کی عبادت) نہیں (کرتے) بلکہ (ہم تو ان کی عبادت اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ) ہم نے اپنے آباء و (اجداد) کو اسی طرح کرتے پایا ہے (قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ، اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ) (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا دیکھو جن (اشخاص یا اشیاء) کو تم اور تمہارے آباء (واجداد) پوجتے رہے ہیں (فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ) یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العٰلمین کے (الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ) جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی بھی کرتا ہے (وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ) جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے (وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے (وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ) جو مجھے موت دے گا، پھر مجھے زندہ کرے گا (وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ) اور جس سے مجھے امید ہے کہ سزا و جزا کے دن میری خطاؤں کو معاف کرے گا (یہ کہہ کر وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس طرح دعاء کی)

(رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ) (اے) میرے رب، مجھے حکمت عطاء فرما اور صالحین میں مجھے شامل کر دے (وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ) اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر (باقی) رکھ (وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ) مجھے گلستان نعمت کے وارثوں میں سے کر دے (وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ) میرے باپ کو بخش دے وہ بے شک گمراہوں میں سے ہے (وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ) اور جس دن (لوگوں کو زندہ کر کے) کھڑا کیا جائے گا (اس دن) مجھے رسوا نہ کر (یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ) (یعنی اس دن رسوا نہ کر) جس دن نہ مال فائدہ پہنچائے گا اور نہ بیٹے (اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ) مگر جو شخص سلامتی والا دل لے کر اللہ کے پاس حاضر ہوگا (بس وہی نجات پائے گا)۔

(اِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ) (اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنے بھی معبود ہیں) یہ سب میرے دشمن ہیں (اس سے مراد یہ ہے کہ میں ان سب سے دشمنی اور بغض رکھتا ہوں، میں ان سب سے بیزار ہوں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ، اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (الممتحنۃ ۔ ۴)

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ○ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○

(الانعام ۔ ۷۹ و ۸۰)

کہنے لگے اے میری قوم جو شرک تم کر رہے ہو میں اس سے بیزار ہوں۔ میں نے تو یکسو ہو کر اپنے چہرہ کو (صرف) اس (ہستی) کی طرف موڑ دیا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

آگے فرمایا (وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ) (ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء جاری رکھتے عرض کیا) پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ (اس سے مراد یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں مجھے خیر کے ساتھ یاد کریں، میرے لئے دعائے خیر کریں اور توحید و اطاعت میں میرے نقش قدم پر چلیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۔ (البقرۃ ۔ ۱۳۰)

اور ابراہیم کی ملّت سے کون بے رغبتی کر سکتا ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے آپ

کو بے وقوفی میں مبتلا کر دیا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت سے بے وقوف آدمی ہی بیرخی اختیار کرے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیم کی پیروی کو فرض کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔ (النحل ۔ ۱۲۳)

پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم کی ملت کی جو خالص توحید پر قائم تھے پیروی کیجئے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی۔ یہی وہ ذکر خیر ہے جو اس امت کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعہ بار بار کرتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صلوٰۃ وسلام کا طریقہ سکھاتے ہوئے اور صبح وشام وغیرہ کی مخصوص دعاؤں میں ان کے نام کو شامل کر کے ان کے ذکر خیر کو مزید وسعت عطاء فرمائی۔

دعائے خیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۰۸ و ۱۰۹)

اور ہم نے بعد والوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا (وہ یہ کہ جہاں کہیں) ابراہیم (کا ذکر ہو تو ان) پر سلام بھیجا جائے۔

اب جو شخص بھی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیتا ہے تو علیہ السلام بھی کہتا ہے۔ یہ دعائے خیر ہے جو قیامت تک کے لئے جاری ہے۔

توحید اور اطاعت کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمونہ بنانے کا حکم دیا۔ سورۃ ممتحنہ کی آیت جو اوپر گذر چکی ہے وہ بالبداہت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دعاء قبول نہیں ہوئی وہ ان کے والد کی مغفرت کی دعاء ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالےٰ کا دشمن ہے تو پھر اس کے لئے دعاء کرنی چھوڑ دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ○

(التوبۃ ۔ ۱۱۴)

اور (وہ) جو ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعاء کی تھی تو محض اس وجہ سے کہ وہ اس سے (مغفرت کی دعاء کرنے کا) وعدہ کر چکے تھے لیکن جب ان کو (بذریعہ وحی) معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے (اس کیلئے

مغفرت کی دعاء جائز نہیں) تو وہ اس سے بیزار ہو گئے (اور دعاء کرنی ترک کر دی) بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بڑے بردبار تھے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک اصل چیز "الحب فی اللہ" اور "البغض فی اللہ" تھی۔ جیسے ہی انہیں معلوم ہوا کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو "البغض فی اللہ" کی روشنی میں اپنے باپ سے بیزار ہو گئے اور قیامت تک کے لئے ایک مثال قائم کر گئے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے والد کی مغفرت کی دعاء کی تھی تو ساتھ ہی یہ دعاء بھی کی تھی (وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ) (اے اللہ) مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَلْقٰی اِبْرٰھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرٰھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرٰھِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ یَا اِبْرٰھِیْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُلْتَطِخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا جزء ۴ ص ۱۶۹)

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والد آزر سے قیامت کے دن ملاقات کریں گے۔ اس کے منہ پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا۔ وہ اس سے کہیں گے میں نے (دنیا میں) تم سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو۔ آزر کہے گا آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے اے اللہ تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن تمہیں رسوا نہیں کروں گا تو اس سے زیادہ اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرا رحمت سے دور باپ (اس حالت میں ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں نے تو کافروں پر جنت حرام کر دی ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دینے کے لئے کہا جائے گا تمہارے پیروں کے نیچے کیا ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام (نیچے نظر کریں گے) تو دیکھیں گے کہ نجاست میں

لٹھڑا ہوا ایک بچّہ ہے۔ پھر اس کے پیر پکڑ
کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ اس طرح ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسوائی سے بچالے گا۔ نہ کوئی ان کے باپ کو پہچان سکے گا اور نہ رسوائی ہوگی۔

آگے فرمایا (اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ) [مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا (وہی قیامت کے دن نجات پائے گا)]۔

قلب سلیم وہ قلب ہے جو شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہو، جو روحانی بیماریوں سے صحیح و سالم ہو، جو مشرکانہ، کافرانہ اور ملحدانہ عقائد سے پاک ہو۔ الغرض جس شخص کے سینہ میں ایسا دل ہے وہی قیامت کے دن کامیاب ہوگا۔

آگے فرمایا (وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ) (قیامت کے دن) جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ○
مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ
مُّنِیْبٍ ○ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ، ذٰلِكَ
یَوْمُ الْخُلُوْدِ ○
(قٓ - ۳۱ تا ۳۴)

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہوگی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کردیا جائے گا۔ (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے، (احکام الٰہی کی حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا۔ (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

آگے فرمایا (وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ) اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کردی جائے گی۔

حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا یَشْكُوا الْعَیْلَةَ وَالْاٰخَرُ یَشْكُوْ قَطْعَ السَّبِیْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں دو آدمی آپ کے پاس آئے۔ ایک تو مفلسی کا شکوہ کرتا تھا اور دوسرا رہزنی کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہزنی کا

اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَّاَمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرد جزء ۲ صـ ۱۳۵)

حال تو یہ ہے کہ تم پر زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا کہ ایک قافلہ مکہ کی طرف روانہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی محافظ نہ ہوگا۔ رہی مفلسی تو قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک تم میں سے کوئی شخص اپنی خیرات لئے ہوئے گھومے گا تو اسے ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرلے پھر (قیامت کے دن) تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اس حالت میں کہ اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے (دنیا میں) روپیہ نہیں دیا تھا وہ عرض کرے گا کیوں نہیں بے شک تو نے روپیہ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے (دنیا میں) رسول نہیں بھیجا تھا وہ عرض کریگا کیوں نہیں بے شک تو نے رسول بھیجا تھا۔ پھر وہ اپنے داہنی طرف دیکھے گا تو آگ ہوگی اور بائیں طرف دیکھے گا تو آگ ہوگی تو تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیئے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہہ کر سہی۔

الغرض جن لوگوں نے رسولوں کا انکار کیا اور شرک و کفر میں گرفتار رہے دوزخ ان کے سامنے کردی جائے گی (وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ) پھر ان سے کہا جائے گا اللہ کے علاوہ جن لوگوں کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں گئے کیا وہ (اس وقت) تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا وہ (تمہاری طرف سے اللہ سے) انتقام لے سکتے ہیں (فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ○ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ) پھر وہ (معبود جنہوں نے لوگوں کو اپنی عبادت کی ترغیب دی تھی)، تمام گمراہ لوگ اور ابلیس کے (تمام) لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دئے جائیں گے (قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ) پھر دوزخ میں وہ لوگ (یعنی عابد اور معبود ایک دوسرے سے) جھگڑیں گے (عابد اپنے معبودوں سے)

کہیں گے (تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے (اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) جبکہ ہم تمہیں رب العٰلمین کے برابر کر دیتے تھے (رب العٰلمین کو بھی پکارتے تھے تمہیں بھی پکارتے تھے، رب العٰلمین کو بھی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے، تمہیں بھی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے، رب العٰلمین کی بھی نذر و نیاز کرتے تھے، تمہاری بھی نذر و نیاز کرتے تھے، رب العالمین کی بھی اطاعت کرتے تھے، تمہاری بھی اطاعت کرتے تھے، حلال و حرام کے سلسلہ میں رب العالمین کے فیصلہ کو بھی مانتے تھے، تمہارے فیصلہ کو بھی مانتے تھے، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات اور اس کے بہت سے حقوق میں ہم نے تم کو برابر کا شریک کر رکھا تھا۔ یہ ہماری صریح گمراہی تھی) (وَمَا اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ) اور ہم کو (کسی نے) گمراہ نہیں کیا مگر انہوں نے جو خود مجرم تھے (فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ) تو (افسوس) اب نہ تو ہمارے لئے سفارش کرنے والے ہیں (وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ) اور نہ کوئی گرمجوش دوست ہے (کہ اس مصیبت میں ہمارے کام آئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○ وَلَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ○ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ، یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ بِبَنِیْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِیْهِ ○ وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ○ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ ○ كَلَّآ، اِنَّهَا لَظٰی ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ○ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ○ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ○

(رسالہ سائل۔ ۸ تا ۱۸)

جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائے گا اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے (اس دن) کوئی دوست کسی دوست کا پرسانِ حال نہ ہوگا، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس دن مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کو دیدے، اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو دیدے اور اپنے خاندان کو دیدے جو اسے (دنیا میں) پناہ دیا کرتا تھا۔ بلکہ روئے زمین پہ جتنے آدمی ہیں سب کو دیدے اور اپنے آپ کو (عذاب سے) بچا لے لیکن ایسا ہوگا نہیں وہ (دوزخ جس میں اسے ڈالا جائے گا) شعلہ مارنے والی آگ ہے۔ وہ سر کی کھال تک ادھیڑ دے گی۔ وہ ان لوگوں کو بلائے گی جنہوں نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ موڑ لی تھی اور (اس سے) روگردانی

کرتے تھے۔ جنہوں نے (مال خوب) جمع کیا تھا
(اور) پھر (اس کو) محفوظ کر لیا تھا (اللہ کے
راستہ میں اسے خرچ نہیں کرتے تھے)۔

الغرض وہ گمراہ لوگ اسی طرح افسوس اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آخر میں کہیں گے (فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اگر ایک مرتبہ اور (دنیا میں) ہمارا جانا ہو جائے تو ہم (ایمان لے آئیں گے اور) مؤمنین میں سے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) بے شک (ابراہیم کے) اس (قصہ) میں (اور قیامت کے اس بیان میں بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن (اے رسول) ان (کفار) میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) اور (اے رسول) آپ کا رب (بڑا) زبردست ہے (فوراً سزا دے سکتا ہے لیکن وہ) رحیم بھی ہے (اپنے رحم وکرم سے انہیں ڈھیل دے رہا ہے تاکہ اس مہلت کے زمانہ میں ایمان لے آئیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں)۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے، صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریئے، وہی آپ کی پکار کو سنتا ہے، وہی آپ کو نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے نہ آپ کی پکار کو سن سکتے ہیں اور نہ وہ نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہیں۔

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے، اسی نے آپ کو پیدا کیا ہے، اسی نے آپ کی رہنمائی کی ہے، وہی کھلاتا ہے، وہی پلاتا ہے، وہی بیماری سے شفا دیتا ہے، وہی موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔ دوسرے یہ کام نہیں کر سکتے لہذا وہ عبادت کے لائق نہیں اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ انہیں پکارا جائے۔

اے لوگو، قیامت کے دن آپ کا مال اور آپ کی اولاد آپ کے کام نہیں آئے گی۔ اس دن نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی دوست کام آ سکے گا اس دن تو وہی نجات پائے گا جس کا دل شرک، کفر اور دوسری شیطانی آفات سے محفوظ ہوگا لہذا اپنے دل کو شرک، کفر اور الحاد سے محفوظ رکھیئے، دل میں تقویٰ پیدا کیجئے اس لئے کہ جنت متقین کے لئے تیار کی گئی ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ِۨ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا
تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾
وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ
إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ
وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ

وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۲﴾
إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي
لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۴﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ
مُبِينٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ
يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿۱۱۶﴾
قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾
فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي
وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾

فَأَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ
الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً،
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾

ترجمہ (اور اے رسول) قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۰۵﴾ جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کہ تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں ﴿۱۰۶﴾ میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانتدار رسول ہوں ﴿۱۰۷﴾ اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو ﴿۱۰۸﴾ میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے ﴿۱۰۹﴾ اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو ﴿۱۱۰﴾ (انہوں نے) کہا کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ تمہاری پیروی کرنے والے تو سب سے زیادہ رذیل لوگ ہیں ﴿۱۱۱﴾ (نوح نے) کہا مجھے کیا معلوم کہ وہ لوگ کیا (پیشہ) کرتے ہیں ﴿۱۱۲﴾ (اور مجھے اس سے غرض ہی کیا) ان کا حساب میرے رب کے ذمہ ہے، کاش تم (اس بات کو) سمجھتے ﴿۱۱۳﴾ میں ایمان والوں کو (اپنی مجلس سے دور نہیں کرسکتا) ﴿۱۱۴﴾ میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں (کہ اگر تم ایمان نہیں لائے تو نقصان اٹھاؤ گے) ﴿۱۱۵﴾ (انہوں نے) کہا اے نوح، اگر تم (تبلیغ سے) باز نہیں آئے تو سنگسار کردئے جاؤ گے ﴿۱۱۶﴾ (نوح نے) کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے ﴿۱۱۷﴾ تو (اے میرے رب) میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے اور مجھے اور جو مؤمنین میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دیدے ﴿۱۱۸﴾ (ہم نے ان کی دعاء قبول کرلی اور) ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ بھری کشتی

میں (سوار) تھے ان کو نجات دیدی (۱۱۹) پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا (۱۲۰) بیشک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن پھر بھی ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۲۱) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۲۲)

معانی ومصادر

(اَرْذَلُوْنَ) رَذُلَ، یَرْذُلُ، رَذَالَۃٌ وَرُذُوْلَۃٌ (ک وس) مستحق حقارت ہونا۔
(طَارِدُ) طَرَدَ، یَطْرُدُ، طَرْدٌ وَطَرَدٌ (ن) دور کرنا، نکالنا۔
(مَرْجُوْمِیْنَ) رَجَمَ، یَرْجُمُ، رَجْمٌ (ن) پتھر سے مارنا، لعنت کرنا۔
(مَشْحُوْنٌ) شَحَنَ، یَشْحَنُ، شَحْنٌ (ف) (کشتی کو) بھر دینا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ) (اے رسول) قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ) جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ) میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانت دار رسول ہوں (بے کم وکاست اللہ کا احکام تم کو پہنچاتا ہوں) (فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) میں تم سے اس (تبلیغ) کے سلسلہ میں کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے (میں تو بے لوث تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں) (فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْاَرْذَلُوْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا کیا ہم تم پر ایسی حالت میں ایمان لائیں کہ تمہاری پیروی کرنے والے سب رذیل لوگ ہوں (قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) (نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا (پیشہ) کرتے ہیں (اور نہ مجھے اس سے کوئی غرض ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ محض کسی لالچ سے ایمان لائے ہیں تو) (اِنْ حِسَابُھُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ) ان کا حساب میرے رب کے ذمہ ہے (دل کا حال وہی جانتا ہے، وہی حساب لے گا، نہ میں ان کے دل کا حال جانتا ہوں اور نہ میں ان سے حساب لے سکتا ہوں) اگر تم سمجھتے (تو ایسی بات نہ کہتے) (وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ) (اور تمہارا یہ مطالبہ کہ میں ان کو اپنی مجلس سے نکال دوں تو سن لو) میں ایمان والوں کو (اپنی مجلس سے) نہیں نکال سکتا (اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ) میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اگر تم ایمان نہیں لائے تو نقصان اٹھاؤ گے) (قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰنُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا: اے نوح اگر تم (تبلیغ سے) باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کر دئے جاؤ گے (الغرض نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اس طرح دعاء کی) (قَالَ

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ) (انہوں نے) کہا: اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے (اور اب ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں ہے) (فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) تو (اے میرے رب، (عذاب بھیج کر) میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مؤمنین میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ ○

(المؤمنون ۔ ۲۶)

(نوح نے) کہا اے میرے رب اس وجہ سے کہ یہ مجھے جھٹلا رہے ہیں تو میری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○

(ھود ۔ ۳۶ تا ۳۸)

اور (اے رسول، پھر) نوح کو بذریعہ وحی خبر دی گئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ہیں بس اب ان کے علاوہ آپ کی قوم میں سے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا لہٰذا جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس کا غم نہ کرو اور (اے نوح) ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے (ایک) کشتی بناؤ، پھر جو لوگ ظالم ہیں ان (کے معاملہ) میں مجھ سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرو، یہ سب ضرور غرق کئے جائیں گے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی بنانی شروع کی۔ جب وہ بن کر تیار ہو گئی تو عذاب نازل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ، وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ○

(ھود ۔ ۴۰)

بالآخر (جب) ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے دو دو جانور (یعنی ایک نر اور ایک مادہ کشتی میں) سوار کر لو اور اپنے اہل (و عیال) کو بھی (سوار کر لو) مگر ان لوگوں کو نہیں جن کے حق میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے (کہ وہ ہلاک ہوں گے) اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں (ان کو بھی سوار کر لو) اور (اے

رسول) ان پر ایمان لانے والے تو بہت ہی کم لوگ تھے۔

(فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ) پھر ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ (مخلوقات سے) بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے نجات دی (ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ) پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن پھر بھی ان (کفار) میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیے اور ان کا کہنا مانیئے۔

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے یہ بہانہ نہ بنائیے کہ رسول پر ایمان لانے والے غریب لوگ تھے، ان کا پیشہ اچھا نہیں تھا ان لوگوں نے کسی لالچ سے ایمان قبول کیا تھا۔ یہ بہانے لایعنی ہیں۔

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾
اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً
تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ

مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾
وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾
وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ
بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُمْ
بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنَّاتٍ
وَعُيُونٍ ﴿۱۳۴﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوا
سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ

لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوَاعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾
اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾
فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ، اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾

ترجمہ (قوم) عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۲۳) جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۱۲۴) بے شک میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں (۱۲۵) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۲۶) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۲۷) (یہ) کیا تم ہر اونچی جگہ یادگار تعمیر کرتے ہو، (پھر وہاں) کھیل تماشے کرتے ہو (۱۲۸) اور (بڑے بڑے) مضبوط محل اور قلعے بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ (دنیا میں) رہو گے (۱۲۹) اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو

جبر وتشدد کے ساتھ پکڑتے ہو (۱۳۰) (اب تو) اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو (۱۳۱) اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن کو تم (اچھی طرح) جانتے ہو (۱۳۲) اس نے تمہیں چوپایوں اور بیٹوں سے مدد دی (۱۳۳) اور باغوں اور چشموں سے (مدد دی) (۱۳۴) (اگر تم ایمان نہیں لائے تو) مجھے تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (۱۳۵) انہوں نے کہا آپ (ہمیں) نصیحت کریں یا نہ کریں ہمارے لئے دونوں برابر ہیں (ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے) (۱۳۶) یہ تو اگلوں ہی کا طریقہ ہے (جس پہ ہم چل رہے ہیں) (۱۳۷) ہم (کبھی) عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے (۱۳۸) الغرض انہوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا، بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے (۱۳۹) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۴۰)

معانی ومصادر

(تَبْنُوْنَ) بَنٰی، یَبْنِیْ، بَنْیٌ وبِنَاءٌ وبُنْیَانٌ وبِنْیَةٌ وبِنَایَةٌ (ض) بنانا، آباد کرنا۔
(رِیْعٌ) رَاعَ، یَرِیْعُ، رَیْعٌ ورُیُوْعٌ ورِیَاعٌ ورَیَعَانٌ (ض) بڑھنا (رِیْعٌ = مرتفع مکان، پہاڑ میں کھلا راستہ)۔
(تَعْبَثُوْنَ) عَبِثَ، یَعْبَثُ، عَبَثٌ (س) مذاق کرنا، کھیل تماشا کرنا۔
(مَصَانِعُ) صَنَعَ، یَصْنَعُ، صَنْعٌ وصُنْعٌ (ف) بنانا (مَصَانِعُ = مَصْنَعٌ کی جمع، شہر، محل اور قلعے، حوض)
(بَطَشْتُمْ) بَطَشَ، یَبْطِشُ، بَطْشٌ (ض) مضبوطی سے پکڑنا۔
(اَمَدَّ) اَمَدَّ، یُمِدُّ، اِمْدَادٌ (باب افعال) مہلت دینا، امداد کرنا، سیاہی ڈالنا، بلند ہونا، زیادہ کرنا۔
(خُلُقٌ) خَلَقَ، یَخْلُقُ، خَلْقٌ وخَلْقَةٌ (ن) پیدا کرنا، نرم کرنا (خُلُقٌ = عادت، طریقہ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ) (قوم) عاد نے رسولوں کو جھٹلایا (اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ) جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (کہ اس کے علاوہ دوسروں کی بھی عبادت کرتے ہو) (اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ) میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانت دار رسول ہوں (بے کم وکاست اللہ کی باتیں تم تک پہنچاتا ہوں اس میں کمی بیشی نہیں کرتا) (فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ) لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (میں تمہاری بے لوث خیر خواہی کرتا ہوں) (وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) اس (تبلیغ) پر میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین کے ذمہ ہے (اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ) (یہ) کیا تم ہر اونچی

جگہ پر یادگار تعمیر کرتے رہتے ہو (پھر وہاں) کھیل تماشے کرتے ہو (وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ) اور (بڑے بڑے مضبوط) محل اور قلعے بناتے ہو (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) شاید تم ہمیشہ (دنیا میں) رہو گے (وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ) اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو (بڑے) جبر (و تشدد) کے ساتھ پکڑتے ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۱۵)

الغرض (قوم) عاد نے زمین میں بغیر حق کے تکبر کیا اور کہنے لگے قوت میں ہم سے کون زیادہ ہے؟ (اے رسول) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے (بہرحال) وہ ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ) (ظلم و تشدد چھوڑ دو) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ) اور (اے میری قوم) اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جن سے تم (بخوبی) واقف ہو (اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ) (مثلاً) اس نے تمہیں چوپایوں اور بیٹوں سے مدد دی (وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ) اور باغوں اور چشموں سے (تمہاری امداد فرمائی تمہیں چاہیئے کہ اس کا شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ) (اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ) مجھے تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے (ایمان لے آؤ گے تو اس عذاب سے بچ جاؤ گے)۔

بڑے دن سے مراد قیامت کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(ویل للمطففین - ۴ تا ۷)

کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ یہ (ایک دن دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن، جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

قیامت کے دن کی مقدار کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ $\frac{1}{394}$)

اس (دن) کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔

(قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا: آپ (ہمیں) نصیحت کریں یا نہ کریں ہمارے لئے دونوں برابر ہیں (ہم آپ کی بات ہرگز نہیں مانیں گے) (اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ) یہ تو اگلوں کا ہی طریقہ ہے (جس پر ہم چل رہے ہیں، ہم نے کوئی نیا طریقہ ایجاد نہیں کیا ہے) (وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ) لہٰذا ہم (کبھی) عذاب میں مبتلا نہیں ہوں گے (فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) الغرض انہوں نے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا، اس قصہ میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان (کفار) میں سے اکثر (لوگ پھر بھی) ایمان نہیں لاتے (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) اور (اے رسول) آپ کا رب (بڑا) زبردست ہے (ان کو عذاب دینا چاہے تو فوراً عذاب دے سکتا ہے) لیکن وہ بڑا رحیم ہے (کہ ان کو مہلت دے رہا ہے تاکہ مہلت کے زمانہ میں یہ سنبھل جائیں اور ایمان لے آئیں)۔

قوم عاد پر جو عذاب بھیجا گیا اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ○

(الحاقۃ - ۶ تا ۸)

اور (قوم) عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی کو) سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے) کہ وہ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے تھے گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں (ہم نے سب کو ہلاک کر دیا) تو کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، کھیل تماشے کے لئے یادگاریں تعمیر نہ کیجئے، مقبرے، چلّے، آستانے، نشان، جھنڈے، چبوترے وغیرہ نہ بنائیے اور پھر ان پر لغو ولایعنی اور خلاف شرع کام نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، بہت زیادہ مضبوط وعالیشان مکانات نہ بنائیے۔ جب آپ کو یہاں ہمیشہ رہنا نہیں ہے تو اتنے مضبوط مکانات بنانے سے کیا فائدہ۔ عمارتوں پر روپیہ ضائع نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض

زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ، كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(الحدید۔ ۲۰)

کھیل وتماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (ومباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے، (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے، (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

اے ایمان والو، کسی پر ظلم وتشدد نہ کیجئے۔ اپنے مذہب کو آباء واجداد کی طرف منسوب کر کے مگن نہ ہو جائیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو مانئے اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیجئے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾
إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ
أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ
أَمِينٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۴۴﴾
وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ
إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿۱۴۵﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا
هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿۱۴۶﴾ فِي جَنَّاتٍ
وَعُيُونٍ ﴿۱۴۷﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ

طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا
تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ
يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا
يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ
مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، فَاْتِ بِاٰيَةٍ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ
وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾
وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ
الْعَذَابُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ (اور اے رسول) ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۴۱) جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (۱۴۲) میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانتدار رسول ہوں (۱۴۳) لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۴۴) میں تم سے اس (تبلیغ) پہ کوئی

اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمّہ ہے (۱۴۵) کیا (تم یہ سمجھتے ہو کہ) جن نعمتوں میں تم یہاں ہو ان میں تمہیں بے خوف و خطر (ہمیشہ کے لئے) چھوڑ دیا جائے گا (۱۴۶) (یعنی) باغوں میں اور چشموں میں (۱۴۷) کھیتوں میں اور کھجور کے درختوں میں جن کے خوشے بڑے زود ہضم ہوتے ہیں (۱۴۸) اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر خوشی خوشی (اپنے لئے) گھر بناتے ہو (گویا تمہیں ہمیشہ یہاں رہنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہو گا) (۱۴۹) تو پھر اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو (۱۵۰) اور حد سے بڑھ جانے والوں کے حکم کو نہ مانو (۱۵۱) جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح (کبھی) نہیں کرتے (۱۵۲) (قوم کے لوگوں نے) کہا آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے (۱۵۳) آپ کچھ نہیں بس ہم ہی جیسے ایک آدمی ہیں اگر (واقعی) آپ (دعوئ نبوت میں) سچے ہیں تو کوئی معجزہ پیش کیجئے (۱۵۴) (صالح نے) کہا یہ اونٹنی (معجزہ ہے)، (ایک مقررہ دن) اس کے پانی پینے کی باری ہو گی اور (ایک مقررہ دن تمہارے پانی پینے کی باری ہو گی (۱۵۵) اور (دیکھو) اس کو (کسی قسم کی) تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے (۱۵۶) لیکن انہوں نے (صالح کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور) تلوار سے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر (اپنے فعل پر) بہت نادم ہوئے (لیکن ان کی ندامت بے وقت تھی) (۱۵۷) عذاب نے انہیں آپکڑا (اور وہ نیست و نابود کر دئے گئے)، بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے (۱۵۸) اور (اے رسول) آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۵۹)

معانی و مصادر

(زُرُوْعٌ) زَرَعَ، یَزْرَعُ، زَرْعٌ (ف) ہل چلانا، بیج ڈالنا، اُگانا (زُرُوْعٌ = زَرْعٌ کی جمع، کھیتیاں)۔

(طَلْعٌ) طَلَعَ، یَطْلُعُ، طُلُوْعٌ و مَطْلَعٌ (ن) نکلنا (طَلْعٌ = خوشہ)۔

(هَضِیْمٌ) هَضَمَ، یَهْضِمُ، هَضْمٌ (ض) ہضم کرنا، توڑنا، ظلم کرنا۔ (هَضِیْمٌ = وہ چیز جو ہضم ہو جائے)۔

(تَنْحِتُوْنَ) نَحَتَ، یَنْحِتُ، نَحْتٌ (ض، ن، س) لکڑی یا پتھر کو تراشنا۔

(فٰرِهِیْنَ) فَرِهَ، یَفْرَهُ، فَرَهٌ (س) خوش ہونا۔

فَرُهَ، یَفْرُهُ، فَرَاهَةٌ وفُرُوْهَةٌ وفَرَاهِیَةٌ (ک) خوش ہونا (فَارِهِیْنَ = فَارِهٌ کی جمع نصبی و جرّی حالت میں)۔

(مُسَحَّرِیْنَ) سَحَّرَ، یُسَحِّرُ، تَسْحِیْرٌ (باب تفعیل) جادو کرنا۔

(عَقَرُوْا) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ (ض) تلوار سے ٹانگیں کاٹنا۔

(نَادِمِیْنَ) نَدِمَ، یَنْدَمُ، نَدَمٌ ونَدَامَةٌ (س) نادم ہونا، پچھتانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ) (قوم) ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ (إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ) جب ان کے بھائی صالح نے کہا: تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ) میں تمہارے لئے (اللہ کا) امانت دار رسول ہوں (جو پیغام مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اسے من وعن تم کو پہنچا دیتا ہوں) (فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ) تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو (اللہ) رب العالمین کے ذمہ ہے (أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ) کیا (تم یہ سمجھتے ہو کہ) جن (نعمتوں) میں تم یہاں ہو ان میں تمہیں بے خوف وخطر (ہمیشہ کے لئے) چھوڑ دیا جائے گا (فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ) (مثلاً) باغوں میں اور چشموں میں (وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ) کھیتوں میں اور کھجور کے درختوں میں جن کے خوشے بڑے نرم وضخیم ہوتے ہیں (وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ) اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر خوشی خوشی (اپنے لئے) گھر بناتے ہو (گویا تمہیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوگا) (فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ) تو (پھر) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ) اور حد سے بڑھ جانے والوں کی اطاعت نہ کرو (الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ) جو ملک میں فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اصلاح (کبھی) نہیں کرتے (قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا: آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے (مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ) آپ کچھ نہیں بس ہم ہی جیسے ایک آدمی ہیں۔ اگر واقعی آپ (دعویٰ نبوت میں) سچے ہیں تو کوئی نشانی پیش کیجئے (قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ) (صالح نے) کہا یہ اونٹنی (میری نبوت کی نشانی ہے، ایک مقررہ دن) اس کے پانی پینے کی باری ہوگی اور ایک مقررہ دن تمہارے پانی پینے کی باری ہوگی۔

یہ اونٹنی کہاں سے آئی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ○
(اقتربت الساعۃ۔ ۲۷ و ۲۸)

ہم ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو تم ان کو دیکھتے رہو اور صبر کرتے رہو اور (اے صالح) ان کو بتا دو کہ ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی (پینے کے دنوں) کو تقسیم کر دیا گیا ہے، ہر ایک کو اپنے پینے کے دن ہی حاضر ہونا چاہیئے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ) (صالح نے کہا)

اور (اے میری قوم کے لوگو، دیکھو) اس کو (کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے دن (یعنی قیامت کے دن) کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے (فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ) لیکن انہوں نے (صالح کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور ایک دن) تلوار سے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر (وہ اپنے اس فعل پر بہت) نادم ہوئے (لیکن ان کی ندامت بے وقت تھی) (فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ) عذاب نے انہیں آپکڑا (اور وہ برباد کر دئے گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝

پھر (دیکھ لو) ہمارا عذاب اور ہمارا ڈرانا کیسا رہا۔ ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ۔

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۰ و ۳۱)

آگے فرمایا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اس (واقعہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) اور (اے رسول) آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا رحم کرنے والا ہے)

عمل

اے لوگو، آپ کو دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ دنیا کا ساز و سامان، باغات کھیتیاں سب چھوڑ کر آپ یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ کتنے ہی مضبوط مکانات آپ بنائیں لیکن موت اپنے وقت مقررہ پر آئے گی۔ گذشتہ قوموں پر جو عذاب آتے رہے ہیں ان سے عبرت حاصل کیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور اس پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کیجئے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾
اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ
لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ، بَلْ

اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ
مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ
لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ
نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾
فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾
اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ
دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۴﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ قَالَ اِنِّىْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ رَبِّ نَجِّنِىْ وَاَهْلِىْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

ترجمہ قوم لوط نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۶۰) جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (۱۶۱) میں تمہارے لئے (اللہ کی طرف سے) امانتدار رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں (۱۶۲) لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۶۳) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۶۴) کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں کے پاس آتے ہو (۱۶۵) اور اپنی بیویوں کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں چھوڑ دیتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے تجاوز کرتے ہو (۱۶۶) (قوم کے لوگوں نے) کہا اے لوط اگر تم (اس تبلیغ سے) باز نہ آئے تو تم (شہر سے) نکال دئے جاؤ گے (۱۶۷) (لوط نے) کہا میں تمہارے (اس) عمل سے سخت بیزار ہوں (۱۶۸) (پھر اس طرح دعاء کی) اے میرے رب، مجھے اور میرے گھر والوں کو اس کام سے جو یہ کر رہے ہیں نجات دے (۱۶۹) پھر ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا (۱۷۰) سوائے ایک بڑھیا کے (جو پیچھے) رہ جانے والوں میں (پیچھے رہ گئی) (۱۷۱) پھر ہم نے باقی لوگوں کو نیست و نابود کر دیا (۱۷۲) ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش کی، تو جو بارش ان لوگوں پر ہوئی جو (عذاب الٰہی سے پہلے ہی) ڈرائے گئے تھے وہ بہت بُری (بارش) تھی (۱۷۳) بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی) ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے (۱۷۴) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۷۵)

معانی و مصادر

(ذُكْرَانٌ) ذُكْرَانٌ = ذَكَرٌ کی جمع، نر

(تَذَرُوْنَ) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا۔

(عَادُوْنَ) عَدَا، يَعْدُوْ، عَدْوٌ و عُدْوَانٌ (ن) حد سے تجاوز کرنا۔ (عَادُوْنَ = عَادٌ کی جمع، حد

سے تجاوز کرنے والے)۔
(قَالِیْنَ) قَلٰی، یَقْلِیْ، وقَلِیَ، یَقْلٰی، قِلِیٌّ وقَلَاءٌ ومَقْلِیَۃٌ (من وس) بغض رکھنا (قَالِیْنَ، قَالٍ کی جمع، بغض رکھنے والے)۔
(عَجُوْزٌ) عَجَزَ، یَعْجُزُ، عُجُوْزٌ (ن وك) بوڑھی ہونا (عَجُوْزٌ = بوڑھی)۔
(غَابِرِیْنَ) غَبَرَ، یَغْبُرُ، غُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، رہ جانا۔
(مَطَرًا) مَطَرَ، یَمْطُرُ، مَطْرٌ (ن) برسنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ) قوم لوط نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ) جب ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا: کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے (اللہ سے ڈرو اور ایمان لے آؤ) (اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ) میں تمہارے لئے (اللہ کی طرف سے امانت دار رسول ہوں (میں بے کم و کاست اللہ تعالیٰ کا پیغام تم کو پہنچا رہا ہوں) (فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو (اللہ) رب العالمین کے ذمہ ہے (اَتَاْتُوْنَ الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ) کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں کے پاس آتے ہو (اور ان سے لطف اندوز ہوتے ہو) (وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ) اور اپنی بیویوں کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں چھوڑ دیتے ہو (بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ) حقیقت تو یہ ہے کہ تم (بہت ہی) حد سے بڑھ جانے والے ہو (قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ) قوم کے لوگوں نے کہا: اے لوط، اگر تم (اس تبلیغ سے) باز نہ آئے تو تم (شہر سے) نکال دئے جاؤ گے (قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ) (لوط نے) کہا: میں تمہارے (اس) عمل سے (سخت) بیزار ہوں (رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَھْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ) (پھر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر اس طرح دعاء کی) اے میرے رب، مجھے اور میرے اہل کو اس کام سے جو یہ کر رہے ہیں نجات دے (فَنَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ) تو (اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور) ان کو اور ان کے تمام گھر والوں کو نجات دی (اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ) سوائے ایک بڑھیا کے (جو) پیچھے رہ جانے والوں میں (رہ گئی) (ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ) پھر ہم نے باقی سب لوگوں کو نیست و نابود کر دیا (وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ) ہم نے ان پر (پتھروں کی بارش کی تو جو بارش ان لوگوں پر ہوئی جو (عذاب سے) ڈرائے گئے تھے وہ بہت بُری بارش تھی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:-

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ، نَجَّیْنٰھُمْ بِسَحَرٍ ○ نِعْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا	ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا

كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ
بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝
(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۴ تا ۳۶)

لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا۔ (یہ) ہمارا (ان پر) فضل و کرم (تھا)، ہم شکر کرنے والوں کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور (اے رسول) لوط نے ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن وہ ڈرانے (کے معاملہ) میں (ان سے) جھگڑنے لگے۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ) اس (قصہ) میں ایک (عبرت انگیز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان لانے والے نہیں (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، خلاف وضع فطری ہرگز نہ کیجئے، اس سے بیزار رہیئے۔

كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾
إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا
أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ
أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٨٠﴾
أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ
الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾
قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾
وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن
نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ
إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾
قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ
يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ
يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً
وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ (اور اے رسول) بن کے رہنے والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (۱۷۶) جب ان سے شعیب نے کہا تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں (۱۷۷) میں (اللہ کی طرف سے) تمہارے لئے امانت دار رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں (۱۷۸) لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۱۷۹) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۸۰) (اے لوگو، جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دیا کرو تو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور کسی کو نقصان نہ پہنچایا کرو (۱۸۱) اور (جب تول کر دیا کرو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولا کرو (۱۸۲) اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو (۱۸۳) اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی (تمام) خلقت کو پیدا کیا (۱۸۴) (قوم کے لوگوں نے) کہا تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے (۱۸۵) تم تو بس ہم ہی جیسے آدمی ہو اور ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں (۱۸۶) اگر تم (اپنے دعوئ نبوت) میں سچے ہو تو آسمان کا ایک ٹکڑا ہم پر گرا دو (۱۸۷) شعیب نے کہا جو کچھ تم کر رہے ہو میرا رب اس سے بخوبی واقف ہے (۱۸۸) الغرض انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا، بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا (۱۸۹) بے شک اس

(قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے مگر (پھر بھی) ان لوگوں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۹۰) بے شک آپ کا رب غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۹۱)

معانی ومصادر

(اَیْکَۃ) اَیِکَ، یَاْیَکُ، اَیْکٌ (س) برگ وبار لانا، (اَیْکٌ = کثیر پتوں والا درخت۔ اَیْکَۃٌ = کثیر پتوں والا ایک درخت)۔
(کَیْلٌ) کَالَ، یَکِیْلُ، کَیْلٌ (ض) ماپنا۔
(زِنُوْا) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ وزِنَۃٌ (ض) تولنا (زِنْ = تول)۔
(قِسْطَاسٌ) قَسَطَ، یَقْسُطُ، قِسْطٌ (ن وض) انصاف کرنا (قِسْطَاسٌ = ترازو)۔
(لَا تَبْخَسُوْا) بَخَسَ، یَبْخَسُ، بَخْسٌ (ف) کم کرنا۔
(لَا تَعْثَوْا) عَثَا، یَعْثُوْ، عُثُوٌّ (ن) فساد مچانا۔
(جِبِلَّۃٌ) جَبَلَ، یَجْبِلُ، جَبْلٌ (ن وض) پیدا کرنا (جِبِلَّۃٌ = چہرہ، خلقت، طبیعت، اصل)۔
(کِسَفٌ) کَسَفَ، یَکْسِفُ، کِسْفٌ (ض) ٹکڑے کرنا، چھپانا (کِسَفٌ = کِسْفَۃٌ کی جمع۔ ٹکڑے)۔
(ظُلَّۃٌ) ظَلَّ، یَظَلُّ، ظَلَالَۃٌ (ف) سایہ دار ہونا (ظُلَّۃٌ = سائبان)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ) (اور اے رسول) جنگل والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا (اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ) جب ان سے شعیب نے کہا: کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں (اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ) میں (اللہ کی طرف سے) تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں (فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ)۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ جنگل کے قریب مدین کے مقام پر رہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا، قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ (الاعراف ۔ ۸۵)

اور مدین میں ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (رسول بنا کر) بھیجا انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا (وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت نہیں

مانگتا، میری اجرت تو (اللہ) رب العالمین کے ذمّہ ہے (وہی مجھے اس کا اجر دے گا) (اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ) (اور اے لوگو، جب تم کسی کو ناپ کر کوئی چیز دیا کرو تو) پیمانہ پورا (بھرا) کرو اور کسی کو نقصان نہ پہنچایا کرو (وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ) اور (اے لوگو، جب تول کر دیا کرو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولا کرو (وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ) اور لوگوں کو ان کی (خریدی ہوئی) چیزیں کم نہ دیا کرو (یعنی ناپ تول میں کسی قسم کی کمی نہ کیا کرو) اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو (وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ) اور (اے لوگو) اس (ہستی) سے ڈرتے رہا کرو جس نے تم کو اور اگلی خلقت کو پیدا کیا (قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ) (قوم کے لوگوں نے) کہا (اے شعیب) تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے (وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ) اور (اے شعیب) تم تو بس ہم ہی جیسے آدمی ہو (تمہیں ہم رسول کیسے مان لیں) ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں (فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ) اگر تم (اپنے دعوئ نبوت میں) سچے ہو تو آسمان سے ہم پر (پتھر کے) ٹکڑے گراؤ (اور ہمیں نیست و نابود کر دو) (قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) (شعیب نے) کہا جو کچھ تم کر رہے ہو میرا رب اس سے بخوبی واقف ہے (وہ جب مناسب سمجھے گا عذاب بھیجے گا عذاب کا لانا میرے اختیار میں نہیں (فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ) الغرض انہوں نے شعیب کو جھٹلایا (اور کسی طرح ایمان نہیں لائے) تو ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا۔ اس عذاب کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۹۲)

الغرض ایک زلزلہ نے انہیں (اپنی) گرفت میں لے لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ سب اپنے گھر میں زمین پر گرے ہوئے پڑے تھے (الغرض) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی (وہ اپنے گھروں میں اس طرح نیست و نابود کر دئے گئے) گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہیں تھے (بے شک) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی وہ بڑے نقصان میں رہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

الغرض جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور ان پر ایمان لانے

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○

(ھود - ۹۴ و ۹۵)

والوں کو (اس عذاب سے) بچالیا اور جو ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے (اپنی) گرفت میں لے لیا، پھر انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے۔ (پھر وہ اس طرح نیست ونابود کردئے گئے) گویا وہ ان میں کبھی رہے ہی نہیں تھے، خبردار ہوجاؤ جس طرح ثمود کو (رحمت سے) دور کردیا گیا تھا اسی طرح (اہل) مدین کو بھی (رحمت سے) دور کردیا گیا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب الٰہی ابتداءً سائبان کی شکل میں آیا تھا، پھر سخت آواز اور زلزلہ نے انہیں پکڑ لیا اور وہ نیست ونابود کردئے گئے تھے۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اس (واقعہ) میں (عبرت و نصیحت کے لئے) ایک (بڑی) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ (وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کئی نبیوں کے حالات بیان فرمائے پھر ان کی قوموں کا انجام بیان فرمایا جنہوں نے ان نبیوں کو جھٹلایا تھا۔ ان قوموں کا انجام بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ کفار مکہ کو عبرت ہو اور وہ کفر سے باز آجائیں ورنہ ان پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہوگا اور وہ برباد کردئے جائیں گے۔

دھمکی کے باوجود کفار مکہ میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے فوری عذاب بھیج کر ان کو ہلاک نہیں کیا اس لئے کہ وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ اس نے ان کو مہلت دے رکھی ہے اگرچہ وہ عذاب بھیجنے پر قادر ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور اس پر ایمان لے آئیے۔
اے ایمان والو، ناپ تول میں کمی نہ کیجئے اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھریے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾
نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾
عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ
اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى
بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ

عَلَيْهِمْ مِّمَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾
كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾
فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا
يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ
نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ
اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ

جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾
مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ
قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾
ذِكْرٰى، وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾
وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾
وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾
اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

ترجمہ اور (اے رسول) بے شک یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے (۱۹۲) اس کو امانتدار فرشتہ (جبریل) لے کر اترا ہے (۱۹۳) (اور اس نے اس کو) آپ کے قلب پر (القاء کیا ہے) تاکہ آپ (لوگوں کو) ڈرائیں (۱۹۴) (اور القاء بھی) صاف صاف عربی زبان میں

(کیا ہے) (۱۹۵) اور یہ (قرآن ایسی کتاب ہے کہ اس کا ذکر) اگلی کتابوں میں بھی (موجود) ہے (۱۹۶) اور کیا یہ چیز (اس کی صداقت کی (تسلی بخش) نشانی نہیں کہ اس کو بنی اسرائیل کے علماء (اچھی طرح) جانتے (پہچانتے) ہیں (۱۹۷) اور اگر ہم اس کو کسی عجمی پر اتارتے (۱۹۸) پھر وہ اسے پڑھ کر ان کو سناتا تو یہ (کبھی) اس پر ایمان نہیں لاتے (۱۹۹) (جس طرح پہلی قومیں ایمان نہ لانے کے لئے بہانے تراشتی رہیں) اسی طرح ہم نے ان مجرمین کے دلوں میں بھی اسی (قسم کی بہانہ تراشی) کو داخل کر دیا ہے (۲۰۰) (لہٰذا) یہ لوگ اس وقت تک (قرآن مجید پر) ایمان نہیں لائیں گے جب تک (اپنی آنکھوں سے) دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں (۲۰۱) تو (وہ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ) وہ (عذاب) ان پر یکایک واقع ہو جائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی (۲۰۲) اس وقت کہیں گے کیا ہمیں (کچھ) مہلت مل سکتی ہے (۲۰۳) (اے رسول) کیا یہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں (حالانکہ جب وہ آجائے گا تو مہلت طلب کریں گے، انہیں چاہئے کہ جو مہلت ابھی انہیں مل رہی ہے اسے غنیمت جانیں اور کفر سے باز آجائیں (۲۰۴) (اے رسول) آپ دیکھئے اگر ہم ان کو چند سال کے لئے اور (دنیا میں) فائدہ اٹھانے کا (موقع) دے دیں (۲۰۵) پھر جس (عذاب) کا وعدہ ان سے کیا جا رہا ہے وہ ان پر واقع ہو جائے (۲۰۶) (تو) جو فائدہ یہ اٹھا رہے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آئے گا (کام آنے والی چیز تو صرف ایمان ہے، انہیں چاہئے کہ ایمان لے آئیں) (۲۰۷) اور جتنی بستیاں ہم نے ہلاک کی ہیں ان میں ڈرانے والے (ضرور) بھیجے گئے تھے (۲۰۸) (تاکہ وہ ان کو) نصیحت (کریں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (کہ ان کو متنبہ کئے بغیر ہلاک کرتے) (۲۰۹) اور (اے رسول) اس (قرآن) کے ساتھ شیاطین نازل نہیں ہوئے (۲۱۰) ان کے لئے یہ جائز بھی نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں (۲۱۱) بلکہ وہ تو اس کے سننے سے بھی محروم کر دئے گئے ہیں (۲۱۲)

معانی و مصادر

(زُبُرٌ) زَبَرَ، یَزْبِرُ، زَبْرٌ (ن وض) لکھنا (زُبُرٌ = زَبُوْرٌ کی جمع، کتابیں)۔

(اَعْجَمِیْنَ) اَعْجَمَ، یُعْجِمُ، اِعْجَامٌ (باب افعال) عجمی بنانا، (ابہام کی تشریح کرنا) (اَعْجَمِیٌّ = عَجَمِیٌّ، عَرَبِیٌّ کا ضد، عجم سے نسبت رکھنے والا)۔

(سَلَکْنَا) سَلَکَ، یَسْلُکُ، سَلْکٌ و سُلُوْکٌ (ن) داخل ہونا، داخل کرنا، چلنا۔

(بَغْتَةً) بَغَتَ، یَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) اچانک آنا (بَغْتَةً = اچانک)۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی خصوصیات کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) اور (اے لوگو) یہ (قرآن مجید) رب العالمین کا نازل کردہ ہے (اس میں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ یہ شاعرانہ کلام ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی ○ طٰہٰ۔ (اے رسول) ہم نے یہ قرآن آپ پر

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○
(طٰہٰ - ۱ تا ۴)

اس لئے نہیں اتارا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں یہ تو اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہو۔ یہ اس ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے بلند آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ○
(الدھر - ۲۳)

(اے رسول) ہم نے یہ قرآن آپ پر نازل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(الٓمّٓ تنزیل - ۱ و ۲)

الٓمّٓ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے۔

آگے فرمایا (نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ) اس کو امانت دار فرشتہ (جبریل) لے کر نازل ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○
(البقرۃ - ۹۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے جو شخص جبریل کا دشمن ہو تو (اسے خبردار ہو جانا چاہیئے کہ) بے شک وہی تو ہے جس نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپ کے قلب پر اتاری ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت (کا مژدہ سناتی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○
(النحل - ۱۰۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو آپ کے رب کی طرف سے روح القدس نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ (یہ قرآن) ایمان والوں کو ثابت (قدم) رکھے، مسلمین کو راہِ راست پر چلائے اور (جنّت

کی) بشارت سُنائے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ روح الامین اور روح القدس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے القاب ہیں۔

(عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ) (اور اے رسول، جبریل نے اس کتاب کو) آپ کے دل میں (القاء کیا ہے) تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں (اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں) (بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ) (اور اے رسول، جبریل نے اس کتاب کو (بڑی) واضح (اور صاف عربی زبان میں القاء کیا ہے تاکہ آپ کی قوم کے لوگ بآسانی اس کو سمجھ سکیں) (وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ) اور (اے رسول) یہ (قرآن ایسی کتاب ہے کہ اس کا ذکر) اگلے نبیوں کی کتابوں میں بھی (موجود) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ، فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۸۹)

اور جب لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے (وہ) کتاب آگئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور (جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کرکے) یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے تو (ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس پر ایمان لے آتے لیکن ہوا یہ کہ) جب وہ چیز جس کو یہ اچھی طرح پہچان بھی گئے ان کے پاس آگئی تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا (ایسے) کافروں پر اللہ (تعالیٰ) کی لعنت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب قرآن مجید کو پہچان گئے تھے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ اس کا ذکر ان کی کتابوں میں موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا، وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى، ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

(اے رسول) مؤمنین کے ساتھ دشمنی میں سب سے زیادہ سخت آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو یہودی ہیں اور جو مشرک ہیں اور دوستی میں مؤمنین کے سب سے زیادہ قریب آپ ان لوگوں کو پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں اللہ پرست علماء اور تارک الدنیا

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ، وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا
رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۸۲ تا ۸۴)

مشائخ ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ یہ لوگ تکبّر نہیں کرتے (حق بات تسلیم کر لیتے ہیں) اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

نصاریٰ کا قرآن مجید کو پہچان لینا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ توریت اور انجیل میں اس کا ذکر موجود ہو۔

آگے فرمایا (اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ) اور (اے رسول) کیا ان (کفار) کے لئے یہ بات کہ بنی اسرائیل کے علماء اس کو (اچھی طرح) جانتے (اور پہچانتے) ہیں (اس کی صداقت کی تسلی بخش) دلیل نہیں۔

نصاریٰ میں سے بعض علماء جن کا ذکر سورۂ مائدہ کے حوالے سے اوپر گذرا ایمان لے آئے تھے۔ ان کا قرآن مجید پر ایمان لانا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ قرآن مجید کو پہچان گئے تھے۔ یہودی علماء میں سے بھی ایک عالم حضرت عبداللہ بن سلام ایمان لے آئے تھے۔ وہ قرآن مجید کو پہچان گئے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ اَشْهَدُ
اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ
وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ اَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ
سَيِّدِهِمْ وَاَعْلَمِهِمْ وَابْنُ اَعْلَمِهِمْ
(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منوّرہ) تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام (آپ کے) پاس آئے۔ انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو کلام یا دین آپ لائے ہیں وہ برحق ہے اور یہودی خوب جانتے ہیں کہ میں انکا سردار ہوں اور انکے سردار کا بیٹا

ہوں، ان کا سب سے بڑا عالم ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔

آگے فرمایا (وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ) اور (اے رسول) اگر ہم اس (قرآن) کو کسی عجمی (یعنی غیر عربی) پر اتارتے (فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ) پھر وہ اسے پڑھ کر ان کو سناتا تو یہ (کبھی) اس پر ایمان نہیں لاتے (صرف اس لئے ہی نہیں کہ یہ اس کو نہ سمجھتے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ عجمی زبان کو پسند نہیں کرتے) (كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ) (الغرض کسی نہ کسی بہانے سے وہ کتابِ الٰہی کا انکار کرتے، حیلہ جوئی کی یہ صفت) ہم نے اسی طرح (جس طرح ان کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے) مجرمین کے دلوں میں داخل کر دی ہے۔

حیلہ جوئی کی صفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجرمین کے دلوں میں داخل کی جاتی ہے۔ صالحین کے دلوں میں داخل نہیں کی جاتی۔ حیلہ جوئی کی اس صفت کے داخل ہونے کا سبب ان کا مجرم ہونا ہے۔ پہلے وہ جرم کرتے ہیں پھر اس کے نتیجہ میں فطری طور پر حیلہ جوئی کی صفت دل میں داخل ہو جاتی ہے۔ نہ وہ جرم کرتے اور نہ یہ بری صفت انکے دل میں پیدا ہوتی۔ بری صفت کی پیدائش کے گویا وہ خود باعث ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو جرم کا صرف فطری نتیجہ مقرر ہے اور وہ منعقد ہو کر رہتا ہے۔

اسی مضمون کو ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا ہے:۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ○

(الحجر۔ ۱۱ تا ۱۴)

پھر ہوا یہی کہ جب کبھی ان کے پاس رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ اسی طرح ہم ان گناہگاروں کے دلوں میں بھی تمسخر (اور ہٹ دھرمی) داخل کر دیں گے تو یہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگلے لوگوں کا طریقہ بھی یہی رہا ہے (کہ وہ ایمان نہیں لاتے تھے بلکہ مذاق اڑاتے تھے، آپ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہوتا آیا ہے، یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے)۔

آگے فرمایا (لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ) (اے رسول، اس صفت کی موجودگی میں) یہ (کفار) اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک (اپنی آنکھوں سے) دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (لیکن انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عذاب کی آمد کے متعلق انہیں پہلے سے باخبر نہیں کیا جائے گا) (فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) بلکہ وہ (عذاب) ان پر اچانک آجائے گا اور انہیں خبر بھی نہیں ہو گی (فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ) (اس وقت) یہ لوگ کہیں گے کیا ہمیں (کچھ) مہلت مل سکتی ہے (لیکن اس وقت انہیں مہلت نہیں ملے گی)

(اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ) (اے رسول) کیا یہ ہمارے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں (حالانکہ جب وہ آجائے گا تو مہلت طلب کریں گے، انہیں چاہئے کہ جو مہلت انہیں اس وقت مل رہی ہے اسے غنیمت سمجھیں اور عذاب کی جلدی نہ کریں، عذاب آجائے گا تو مہلت نہیں ملے گی اور ایمان سے محروم رہ جائیں گے۔ موجودہ مہلت ان کے لئے باعث رحمت ہے، اس سے فائدہ اٹھائیں اور ایمان لے آئیں) (اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ) (اور اے رسول) آپ (ذرا) غور کیجئے اگر ہم ان کو چند سال کے لئے اور دنیا میں فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیں (ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ) پھر جس (عذاب) کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ان پر واقع ہو جائے (مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ) (تو) جو فائدہ یہ اٹھا رہے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہ آئے گا (کام آنے والی چیز تو بس ایمان ہے، انہیں چاہئے کہ ایمان لے آئیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
(الصّٰفّٰت - ۱۷۶ و ۱۷۷)

کیا یہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں۔ تو (یہ خبردار ہو جائیں کہ) جب (ہمارا) عذاب ان کے میدان میں نازل ہوگا تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا ہے ان کی صبح (بڑی) بری ہوگی۔

آگے فرمایا (وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ) اور (اے رسول) جتنی بستیاں ہم نے (اب تک) ہلاک کی ہیں تو ان (کے باشندوں) کے لئے (ہم نے) ڈرانے والے (ضرور بھیجے) تھے (ذِكْرٰى، وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ) (تاکہ وہ ان کو) نصیحت (کریں) اور ہم ظالم نہیں ہیں (کہ ان کو عذاب الٰہی سے ڈرائے بغیر ان کو ہلاک کر دیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○
(بنی اسرآءیل - ۱۵)

اور ہم (کسی بستی پر) عذاب نہیں بھیجتے جب تک (اس بستی میں) کسی رسول کو نہ بھیجیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی ابتداء قرآن مجید کی خصوصیات سے کی تھی۔ درمیان میں کفار کے بعض خصائل کا ذکر کیا اور اب پھر قرآن مجید کی خصوصیات کا ذکر شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ) اور (اے لوگو) اس (قرآن) کو شیاطین لے کر نازل نہیں ہوئے (وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ) ان کے لئے یہ کام جائز بھی نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں (اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ) (بلکہ) وہ تو اس کے سننے سے بھی محروم کر دئے گئے ہیں (وہ اس کو سن نہیں سکتے چہ جائیکہ وہ اس کو لے کر آئیں)۔

عمل

اے لوگو، یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اس کو حضرت جبریل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے ہیں۔ اس کی صداقت پر بعض علماء بنی اسرائیل نے بھی گواہی دی ہے لہٰذا اس پر ایمان لائیے اور عذاب سے بچنے کی فکر کیجئے۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾
فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ
عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ
يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ

تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریں ورنہ آپ کو بھی سزا بھگتنی ہوگی ﴿۲۱۳﴾ اور (اے رسول) اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈرائیے ﴿۲۱۴﴾ اور مؤمنین میں سے جو آپ کی پیروی کریں ان کے لئے اپنے بازو جھکا دیں (یعنی ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں) ﴿۲۱۵﴾ پھر اگر لوگ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیجئے میں تمہارے اعمال سے بری ہوں ﴿۲۱۶﴾ اور (اے رسول) غالب اور بہت رحم کرنے والے (اللہ) پر بھروسہ رکھئے ﴿۲۱۷﴾ جو آپ کو جب آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں دیکھتا رہتا ہے ﴿۲۱۸﴾ اور نمازیوں میں آپ کی نقل و حرکت کو بھی (دیکھتا رہتا ہے) ﴿۲۱۹﴾ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ﴿۲۲۰﴾

معانی و مصادر عَشِيْرَةٌ = قبیلہ، ددھیال۔
(اِخْفِضْ) خَفَضَ، يَخْفِضُ، خَفْضٌ (ض) پست کرنا۔
(جَنَاحٌ) جَنَاحٌ = بازو۔
(تَقَلُّبٌ) تَقَلَّبَ، يَتَقَلَّبُ، تَقَلُّبٌ (باب تفعّل) پھرنا، کروٹ بدلنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ) تو (اے رسول، کفار مانیں یا نہ مانیں) آپ اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی معذبین میں شامل ہو جائیں گے (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) اور (اے رسول) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے (تاکہ وہ بھی اللہ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنانے سے باز آجائیں)۔

اس حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرباء کو ڈرانا شروع کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا

جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے اور آواز دی، اے فہر کی اولاد،

فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ اَبُوْلَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اِلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ الشعرآء جزء ۶ ص۱۱۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتك الاقربین جزء اول ص۱۰۹)

اے عدی کی اولاد، سب قریش کے خاندانوں کو پکارا۔ وہ جمع ہو گئے۔ جو شخص خود نہ آسکا، اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا معاملہ ہے۔ ابولہب بھی آیا اور قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کے لئے اس وادی میں جمع ہیں تو تم میری بات سچ مانو گے؟ انہوں نے کہا بے شک ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تو میں تم کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ یہ سن کر ابولہب کہنے لگا سارا دن تمہاری خرابی ہو۔ تم نے اسی بات کے لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا اور اس کا مال و دولت جو کچھ اس نے کمایا اس کے کسی کام نہ آیا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قریش کے لوگو یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا تم اپنی جانوں کو بچاؤ میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنی عبد مناف اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے عباس بن عبد المطلب میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا، اے صفیہ، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی، میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں سکتا،

سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الشعرآء جزء ۶ ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین جزء اول ص۱۰۸)

اے فاطمہ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی، میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے (یہاں) مانگ لو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلَتِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ جزء ۲ ص۲۴۷، صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹/۱۱۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور میرے دین کی مثال جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے ایسی ہے جیسی مثال اس شخص کی جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے میری قوم میں نے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں عریاں ڈرانے والا ہوں، لہٰذا جلدی بھاگو۔ اس کی قوم میں سے بعض لوگوں نے اس کا کہنا مانا۔ وہ شام ہوتے ہی بھاگ گئے اور آرام سے چلے گئے اور بعض لوگوں نے جھٹلایا وہ صبح تک اسی جگہ رہے صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو تباہ کر دیا اور جڑ سے اکھاڑ دیا تو یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور مثال اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اس کی تکذیب کی۔

کافروں کو ڈرانے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) اور (اے رسول) ایمان والوں میں سے جو آپ کی پیروی کریں ان کے لئے اپنا بازو جھکا دیں (ان کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں سے بہت محبت و شفقت کرتے تھے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کے بیسیوں واقعات اس پہ شاہد ہیں حتیٰ کہ قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ (اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○
(التوبۃ ۔ ۱۲۸)

ایک رسول آگئے ہیں (جن کی خیر خواہی اور شفقت کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح وبہبود کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔
(آل عمران ۔ ۱۵۹)

(اور اے رسول) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ مؤمنین کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ بدخلق، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے ارد گرد سے بھاگ جاتے۔

(فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ) (اے رسول، آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں، اگر وہ آپ کی بات مان لیں تو اس میں انہی کی بھلائی ہے لیکن) اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ (ان سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے (برے) اعمال سے بری (الذمہ) ہوں (تمہیں ضرور ان اعمال کی سزا ملے گی) (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ) اور (اے رسول) آپ زبردست اور مہربان (اللہ) پر بھروسہ رکھئے (الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ) جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں (وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ) اور (جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا رہتا ہے جب) آپ نمازیوں میں نقل وحرکت کرتے ہیں (غرض یہ کہ وہ آپ کو ہر وقت دیکھتا رہتا ہے، آپ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔
(والطور ۔ ۴۸)

اور (اے رسول) آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کرتے رہیئے اس لئے کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں (ہم آپ کی نگرانی کر رہے ہیں)۔

(إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (وہ آپ کو دیکھ بھی رہا ہے، آپ کی اور کافروں کی جو باتیں ہو رہی ہیں اور جو دعائیں آپ کر رہے ہیں ان کو سن رہا ہے اور جو کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے اس سے وہ بخوبی واقف ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں آپ اس پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو تمام خطرات سے بچائے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○

(الطلاق - ۳)

جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کا وہ ارادہ کرے) پورا کر کے رہتا ہے، (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

(الاحزاب - ۴۸)

اور (اے رسول، آپ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئے، ان کی ایذا دہی کو درگذر کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے، اور (اس بات پر یقین رکھئے کہ) کارسازی کے لئے اللہ (اکیلا) کافی ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ پکاریئے۔

اے ایمان والو، دین کی تبلیغ کرتے رہئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے، اللہ تعالیٰ آپ کو ہر خطرے سے بچائے گا ان شآء اللہ تعالیٰ۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ
الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ
اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ
وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ
يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ
فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾
وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ
مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

ترجمہ (اے لوگو) کیا میں تمہیں بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں (۲۲۱) وہ تو ہر کذّاب بڑے گناہگار پر اترتے ہیں (۲۲۲) وہ (ہر) سنی سنائی بات (اس کے دل میں) القاء کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر تو (بالکل ہی) جھوٹے ہوتے ہیں (کوئی بھی صحیح بات القاء نہیں کرتے) (۲۲۳) اور (اے رسول) شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں (۲۲۴) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں (۲۲۵) اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (۲۲۶) مگر وہ (شاعر ایسا نہیں کرتے) جو ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور وہ انتقام بھی لیتے ہیں تو ظلم ہونے کے بعد اور (اے رسول) جو لوگ ظالم ہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ انہیں کس جگہ لوٹ کر جانا ہے (۲۲۷)

معانی و مصادر (اَفَّاكٌ) اَفَكَ، يَأْفِكُ، اَفْكٌ و اُفُوْكٌ (ض) اَفِكَ، يَأْفَكُ، اَفَكٌ (س) جھوٹ بولنا (اَفَّاكٌ = بہت جھوٹا)۔
(غَاوُوْنَ) غَوٰى، يَغْوِيْ، غَيٌّ (ض) غَوِيَ، يَغْوٰى، غَوَايَةٌ (س) گمراہ ہونا (غَاوُوْنَ۔ غَاوٍ کی جمع، گمراہ)۔
(وَادٍ) وَدٰى، يَدِيْ، وَدْيٌ و دِيَةٌ (ض) بہنا، دیت دینا، (وَادٍ = بہنے والا، وادی)۔
(يَهِيْمُوْنَ) هَامَ، يَهِيْمُ، هَيْمٌ و هُيُوْمٌ و هِيَامٌ و هَيْمَانٌ (ض) سرگرداں پھرنا۔

تفسیر اوپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ○
(الشعرآء - ۲۱۰)

اور (اے رسول) اس (قرآن) کے ساتھ شیاطین نازل نہیں ہوئے۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے خیالات کی تردید فرمائی تھی اور اب فرمایا (هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں (تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ) شیطان تو ہر کذاب۔ بڑے گناہگار پر اترتے ہیں (میرا رسول نہ تو جھوٹا ہے اور نہ گناہگار ہے لہٰذا شیطان اس پر کیسے اتر سکتے ہیں)۔

کفار جانتے تھے اور مانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا تھا:۔

هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ

یہ بات جو اس نے کہی (کہ میں نبی ہوں) اس سے پہلے کبھی تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی؟

ابوسفیان نے باوجود اس کے کہ وہ اس وقت کافر تھے جواب دیا:۔

لَا

نہیں (ہم نے ان پر جھوٹ کی تہمت کبھی نہیں لگائی)۔

جب بادشاہ نے پوچھا:۔

مَاذَا يَاْمُرُكُمْ

اچھا وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں۔

ابوسفیان نے جواب دیا۔

يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَآؤُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ (صحیح بخاری کتاب الوحی جزء اول ص۶۵)

وہ کہتے ہیں بس اللہ اکیلے ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی) باتیں چھوڑ دو اور ہم کو نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی اور رشتہ ملانے کا حکم دیتے ہیں۔

الغرض کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور پاک وصاف زندگی کا اعتراف تھا تو پھر ان کا یہ کہنا کہ قرآن مجید کے ساتھ شیاطین اترتے ہیں بالکل غلط ہے اس لئے کہ شیاطین تو جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں نہ کہ صادق اور نیکوکار پر۔

آگے فرمایا (يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ) شیاطین ہر سنی سنائی بات (ان جھوٹوں بدکرداروں پر) القاء کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر (تو بالکل) جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَنْزِلُ فِى الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِىَ فِى السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيٰطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهٗ

بادل میں فرشتے اترتے ہیں اور آسمان پر اللہ کے جو احکام (اس دن) جاری ہوتے ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ شیطان فرشتوں

نَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکۃ جزء ۴ ص۱۳۵)

کی کوئی ایک بات اڑا لیتے ہیں اور کاہنوں کو خبر کر دیتے ہیں وہ کاہن ایک سچی بات میں سو باتیں جھوٹ اپنے دل میں ملا لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الحآقّۃ - ۴۲)

یہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے (لیکن) تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔

کفار یہ بھی کہتے تھے کہ قرآن مجید شاعرانہ کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ، فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ (الانبیآء - ۵)

(ظالم) کہنے لگے یہ (قرآن) تو پریشان خواب کی باتیں ہیں (اگر یہ) نہیں (تو) اس کو اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے (اور اگر یہ بھی) نہیں (تو) یہ شاعر ہے (اور یہ قرآن اس کے شاعرانہ کلام کا مجموعہ ہے اور اگر یہ واقعی رسول ہے) تو ہمارے پاس کوئی معجزہ کیوں نہیں لاتا (آخر اس کو معجزہ دے کر کیوں نہیں بھیجا گیا) جس طرح اگلے رسول (معجزہ دے کر) بھیجے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ) اور (اے لوگو، یہ شاعرانہ کلام کیسے ہو سکتا ہے) شعراء (کے حال سے کون واقف نہیں۔ وہ گمراہ ہوتے ہیں اور) ان کی پیروی گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں (اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ) (اے رسول) آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں (حق اور ناحق میں تمیز نہیں کرتے، ان کے کلام میں خیال آرائی کے سوا کوئی محکم بات نہیں ہوتی، کہاں ان کا کلام اور کہاں قرآن مجید)۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

اَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَآءَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ

ضماد مکہ میں آئے وہ قبیلۂ ازد شنوءہ میں سے تھے وہ جنوں اور آسیب وغیرہ کو جھاڑتے تھے۔ انہوں نے مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد مجنوں ہیں تو انہوں نے کہا کاش میں انکو

هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدَيَّ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ ۱/۳۴۴)

دیکھتا شاید اللہ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کردے۔ غرض یہ کہ وہ آپ سے ملے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جنوں وغیرہ کو جھاڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے تو کیا آپ کو خواہش ہے (کہ میں آپ کا علاج کروں)۔ آپ نے اِنَّ الْحَمْدَ سے اما بعد تک پڑھا یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے مدد چاہتے ہیں۔ جس کو اللہ راہ دکھلائے اسے کون گمراہ کرے اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کون راہ بتائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اما بعد ضماد نے کہا ان کلمات کو دوہرایئے آپ نے ان کلمات کو تین مرتبہ دوہرایا۔ پھر ضماد نے کہا میں نے کاہنوں کی باتیں سُنیں، جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سُنے مگر ان کلمات کے مثل میں نے کبھی نہیں سُنا یہ تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں پھر ضماد نے کہا اپنا ہاتھ لائیے کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ الغرض انہوں نے بیعت کی۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضماد کے سامنے جو کلمات پڑھے وہ قرآن مجید کے کلمات نہیں تھے پھر بھی ان کلمات کو شاعرانہ کلام سے کوئی نسبت نہیں تھی تو پھر قرآن مجید کو شاعرانہ کلام سے نسبت دینا بالکل باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ۔ (الحآقّۃ ۔ ۴۱)

یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔

آگے فرمایا (اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور انتقام بھی لیتے ہیں تو اس وقت جب ان پر پہلے ظلم کیا گیا ہو (یعنی اگر کسی کی ہجو بھی کرتے ہیں تو اس وقت کرتے ہیں جب اس سے پہلے ان کی ہجو کی جا چکی ہو)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صالح مؤمنین اپنی شاعری میں حدود شرع کی پابندی کرتے ہیں، وہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں، وہ اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی توحید بیان کرتے ہیں اور وہ اول تو کسی کی ہجو کرتے نہیں اور اگر کرتے بھی ہیں تو محض بدلہ لینے کے لئے، ہجو کہنے میں پہل نہیں کرتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہجو کرنا بھی ایک قسم کا ظلم ہے اور یہ صرف انتقاماً ہی کی جا سکتی ہے، ابتداءً نہیں کی جا سکتی۔ ابتداءً ہجو کرنے والے ظالم ہوتے ہیں (وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ) اور جو ظالم ہوتے ہیں انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ انہیں کس جگہ لوٹ کر جانا ہے (یعنی ظالموں کا بہت برا ٹھکانا ہے اور وہ دوزخ ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلظُّلْمُ ظُلُمٰتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات یوم القیمۃ جزء ۳ ص ۱۶۹ و صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۳۲۱)

ظلم قیامت کے دن، اندھیرے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلَمَۃٌ لِاَحَدٍ مِّنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل جزء ۳ ص ۱۷۰)

جس شخص نے کسی دوسرے کی آبروریزی کی ہو یا اور کوئی ظلم کیا ہو تو وہ آج دنیا میں معاف کرالے اس دن سے پہلے جس دن نہ دینار ہوگا اور نہ درہم البتہ اگر نیک عمل اس کے پاس ہوگا وہ لے لیا جائے گا اس کے ظلم کے موافق اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی۔

عمل

اے ایمان والو، آئندہ کی خبریں بتانے والے جھوٹے ہوتے ہیں، ان کے پاس نہ جائیے، ان کی بات ہرگز نہ سنئے، نہ ان پر یقین کیجئے۔

اے ایمان والو، شعراء اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں، ان کے اشعار کے مضامین اکثر خلاف شرع ہوتے ہیں البتہ جو شاعر مؤمن ہوتے ہیں، صالح عمل کرتے ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں ان کے اشعار اچھے ہوتے ہیں۔

اب ہم کہانت اور شعروشاعری کے متعلق جملہ مسائل تحریر کرتے ہیں۔

کہانت

(۱) کسی نجومی سے آئندہ کے متعلق کوئی بات نہ پوچھیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الکہانۃ ۲/۲۹۴)

جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے اور اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۲) کاہن کی بات پر ہرگز یقین نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَتٰی کَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (رواہ احمد وسندہٗ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۶ ص ۱۳۳)

جو شخص کسی کاہن یا کسی نجومی کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل کی گئی ہے۔

(۳) اگر کاہن کی کوئی بات کبھی سچ بھی نکل آئے تو اس سے دھوکا نہ کھائے، نہ اس کی بات کو کوئی وقعت دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسُوْا بِشَیْءٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ یُحَدِّثُوْنَ اَحْیَانًا الشَّیْءَ یَکُوْنُ حَقًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْکَ الْکَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ یَخْطَفُهَا الْجِنِّیُّ فَیَقُرُّهَا فِیْ اُذُنِ وَلِیِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَیَخْلِطُوْنَ فِیْهَا اَکْثَرَ مِنْ مِّائَةِ کَذِبَةٍ (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الکہانۃ ۲/۲۹۲)

بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا وہ کچھ نہیں (ان کی باتیں لغو ہوتی ہیں)۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول، ان کی بعض باتیں سچ نکلتی ہیں آپ نے فرمایا وہ سچی بات وہی ہوتی ہے جس کو جن اڑا لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح مرغی کٹ کٹ کرتی ہے۔ پھر وہ اس میں اپنی طرف سے سو سے بھی زیادہ جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

شاعری

(۱) شعر میں جھوٹ اور مبالغہ آمیز بات بیان نہ کرے، جو کہے اس پر خود بھی عمل کرے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے۔ اسلام کی مدافعت کرے۔ (آیت زیر تفسیر)۔

(۲) کسی کی ہجو بیان نہ کرے، اگر ہجو کرنی ہی ہو تو صرف جواباً کرے (آیت زیر تفسیر)

(۳) شعر میں حکمت کی بات بیان کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر والرجز جزء ۸ ص۴۲)

بعض شعر حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۴) خلاف شرع شعر نہ کہے، نہ لکھے، نہ سُنے اور نہ پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا یَّرِیْهِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر جز ۸ ص۴۵ وصحیح مسلم کتاب الشعر جزء ۲ ص۳۰۳)

اگر کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ شعروں سے بھرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُوۡرَۃُ نَمۡل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

طٰسٓ، تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ
کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًی وَّ
بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ اَلَّذِیۡنَ
یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ
الزَّکٰوۃَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ
هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾

ترجمہ طٰسٓ، یہ قرآن یعنی روشن کتاب کی آیتیں ہیں (۱) (یہ ان) مؤمنین کے لئے ہدایت اور بشارت (کا ذریعہ) ہیں (۲) جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں (۳)

معانی ومصادر (بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض) خوش ہونا (بُشْرٰی = خوشخبری) (یُوْقِنُوْنَ) اَیْقَنَ، یُوْقِنُ، اِیْقَانٌ (باب افعال) یقین کرنا۔

تفسیر طٰسٓ۔ طٰ اور سٓ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

(تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ) یہ آیتیں قرآن (مجید) یعنی واضح (اور روشن) کتاب کی آیتیں ہیں۔

قرآن مجید کی آیتیں واضح ہیں، عام فہم ہیں، ان میں کوئی الجھن یا پیچیدگی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ (الکھف۔ ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ (الزمر۔ ۲۷و۲۸)

اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (ہم نے) قرآن (کو) عربی زبان میں (اتارا ہے)، اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں (رکھی) تاکہ یہ لوگ (اس کو سمجھ کر اللہ سے) ڈر جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ (بنی اسرآئیل۔ ۹)

بے شک یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا۔

(هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ) (یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت (کا سرچشمہ) اور خوشخبری ہے (اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ) جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

قرآن مجید میں ایمان والوں کے لئے اجر عظیم اور جنت کی بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا، وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ ۔ ۲۵)

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ خوشخبری سُنا دیجئے کہ ان کے لئے یقیناً ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جب کبھی ان باغات میں سے انہیں کھانے کے لئے کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو وہی پھل ہے جو ہمیں (اس سے) پہلے دیا گیا تھا اور (وہ یہ بات اس لئے کہیں گے کہ) ان کے لئے جو پھل لائے جائیں گے وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں گے۔ مزید برآں انکے لئے ان باغات میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید ایک عام فہم کتاب ہے۔ اس میں آپ کے لئے ہدایت ہے۔ اس کو پڑھیئے، اس پر غور کیجئے اور اس کے احکام پر عمل کیجئے۔

اے ایمان والو، نماز پڑھیئے، زکوٰۃ ادا کیجئے اور آخرت پر یقین رکھیئے۔ خوشخبری انہی مؤمنین کے لئے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ④

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ⑤

ترجمہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم ان کے اعمال ان کے لئے مزیّن کر دیتے ہیں تو پھر وہ بھٹکتے ہی رہتے ہیں ④ یہی لوگ ہیں جن کے لئے عذاب کی (وجہ سے بڑی) خرابی ہے اور وہ آخرت میں (بہت) نقصان اٹھانے والے ہیں ⑤

معانی ومصادر (اَلْاَخْسَرُوْنَ) خَسِرَ، یَخْسَرُ، خَسْرٌ وخُسْرٌ وخَسَرٌ وخُسْرٌ وَخَسَارٌ وخَسَارَةٌ وخُسْرَانٌ (س) نقصان اٹھانا۔ (اَخْسَرُوْنَ = اَخْسَرُ کی جمع، زیادہ نقصان اٹھانے والے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیات میں آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو خوشخبری سنائی۔ ان آیات میں آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی وعید سنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزیّن کر دیا ہے لہٰذا وہ بھٹک رہے ہیں (اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ) یہی لوگ ہیں جن کے لئے عذاب کی (وجہ سے بڑی) خرابی ہے اور وہ آخرت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اس چیز کو داخل کر دیا ہے کہ جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور جس چیز سے وہ نہیں ڈرتا اس سے بچنے کی کوشش کرنا تو

درکنار اسکو اختیار کر لیتا ہے جس کام کے انجام سے انسان ڈرتا ہے اس کام کو برا سمجھتا ہے اور جس کام کے انجام سے نہیں ڈرتا اس کو برا نہیں سمجھتا بلکہ اس کو اچھا سمجھ کر کرتا رہتا ہے جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا گویا وہ اپنے برے اعمال کی سزا پر یقین نہیں رکھتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ خواہ وہ کچھ بھی کرے اسے سزا تو ملنی ہی نہیں اور جب سزا نہیں ملنی تو وہ اس کام کو برا کیوں سمجھے۔ الغرض وہ برے اعمال کو بھی اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وہ فطرت انسانی ہے جس کی صرف اللہ تعالیٰ نے "زَیَّنَّا" کے لفظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فطرت انسانی کا خالق ہے لہذا اس نے برے اعمال کے زینت دینے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔

قیامت کے متعلق کافروں کے عقیدہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۳۵ تا ۳۷)

کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور (گل سڑ کر) مٹی اور ہڈی بن جاؤ گے تو تم کو پھر (زمین سے زندہ کر کے) نکالا جائے گا۔ جو بات تم سے کہی جا رہی ہے یہ بعید (از عقل) ہے، یہ بعید (از عقل) ہے۔ (ہماری زندگی تو) بس یہی دنیا کی زندگی ہے (جس میں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم (کبھی دوبارہ زندہ کر کے) نہیں اٹھائے جائیں گے۔

فطرت انسانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۰۹)

ہم نے ہر جماعت کے لوگوں کی نگاہ میں ان کے عمل کو مزین کر رکھا ہے (فی الحال تو وہ جو چاہیں کریں) انجام کار تو انہیں اپنے رب ہی کے پاس لوٹنا ہے، پھر وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا، كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا

(اے رسول، ان کافروں سے پوچھئے کہ بتاؤ) کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا، پھر ہم نے اسے نور عطاء فرمایا جس کی روشنی میں وہ شخص لوگوں کے درمیان

يَعْمَلُوْنَ ○
(الانعام - ۱۲۳)

چلتا پھرتا ہے، اس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو پھر ان میں سے نکل نہ سکتا ہو (ہرگز نہیں، کافر اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ) جو عمل یہ کافر کر رہے ہیں ان اعمال کو ان کیلئے مزیّن کر دیا گیا ہے (وہ اعمال ان کو بُرے ہی نہیں معلوم ہوتے تو چھوڑیں کیسے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا، فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○
(الفاطر - ۸)

تو (اے رسول) کیا جس شخص کے لئے اس کے بُرے اعمال مزیّن کر دئے گئے ہوں اور وہ ان اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہو (وہ گمراہی سے بچ سکتا ہے)، بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب) واقف ہے۔

عمل

اے لوگو، آخرت پر ایمان لائیے۔ اس بات پر یقین رکھیئے کہ قیامت کے دن آپ کے اعمال کا حساب و کتاب ہو گا۔ اچھے اعمال کا اچھا صلہ ملے گا اور برے اعمال کی سزا ملے گی لہذا اچھے اعمال کیجئے اور بُرے اعمال سے بچئے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ
لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ إِذْ
قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ
نَارًا، سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ
اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ
تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَآءَهَا
نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي
النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا، وَسُبْحٰنَ
اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨ يٰمُوْسٰٓى

إِنَّهُۥٓ أَنَا ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝٩
وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَءَاهَا
تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا
وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَٰمُوسَىٰ لَا تَخَفْ ۖ
إِنِّى لَا يَخَافُ لَدَىَّ ٱلْمُرْسَلُونَ ۝١٠
إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا
بَعْدَ سُوٓءٍ فَإِنِّى غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ۝١١ وَأَدْخِلْ يَدَكَ
فِى جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۭ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا
جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا
بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا
وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ قرآن آپ کو حکمت والے اور علم والے (اللہ) کی طرف سے القاء کیا جارہا ہے ﴿۶﴾ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا مجھے آگ دکھائی دے رہی ہے، میں وہاں سے تمہارے

پاس کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا (اگر خبر نہ ملی تو) ایک دھکتا ہوا انگارا لے آؤں گا تاکہ تم تاپو ⑦ پھر جب موسیٰ اس (آگ) کے پاس آئے تو ان کو ایک آواز آئی کہ (اے موسیٰ) بابرکت ہے وہ جو آگ میں ہے اور وہ جو اس (آگ) کے اردگرد ہے اور (اے موسیٰ یہ نہ سمجھنا کہ اللہ آگ ہے یا آگ میں محدود ہے یا آگ کے مثل ہے، نہیں) اللہ رب العالمین (ایسی باتوں سے) پاک و منزّہ ہے ⑧ اے موسیٰ، میں غالب اور حکمت والا اللہ ہوں ⑨ اور (اے موسیٰ) اپنی لاٹھی کو (زمین پر) ڈال دو، (انہوں نے اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا) پھر جب اسے دیکھا کہ اس طرح ہل رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر (وہاں سے) چل دیئے اور (پھر اس طرف) رخ نہیں کیا۔ (اللہ نے فرمایا) اے موسیٰ، ڈرو نہیں، میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے ⑩ مگر (ہاں اس بات کو یاد رکھو کہ گناہگار کو مجھ سے ڈرنا ہی چاہیئے البتہ) وہ گناہگار جو گناہ کرے پھر (اس) گناہ کے بعد اس کے بدلے نیکی کرے تو (اسے بھی کوئی ڈر نہیں ہوگا، میں اسے معاف کردوں گا) اس لئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں ⑪ اور (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر اسے نکالو تو) وہ بغیر بیماری کے سفید چمک ہو کر نکلے گا، (یہ دونوں معجزے ان) نو معجزوں میں (شامل ہیں جن کے ساتھ تمہیں) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا جا رہا ہے)، بے شک وہ (بہت) نافرمان ہو گئے ہیں ⑫ پھر جب (موسیٰ ان کے پاس پہنچے اور) آنکھیں کھول دینے والی ہماری نشانیاں ان کے پاس آئیں تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے ⑬ انہوں نے ہٹ دھرمی اور تکبر سے ان کا انکار کیا حالانکہ ان کے دلوں کو ان کے متعلق یقین ہو گیا تھا (کہ وہ واقعی معجزے ہیں، جادو نہیں ہیں) تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ⑭

معانی و مصادر

(تُلَقَّیٰ) تَلَقِّیٌ، یَتَلَقّٰی، تَلَقِّیٌ (باب تفعّل) ملاقات کرنا، استقبال کرنا، حاصل کرنا۔

(اٰنَسْتُ) اٰنَسَ، یُؤْنِسُ، اِیْنَاسٌ (باب افعال) دیکھنا، سننا۔

(خَبَرٌ) خَبَرَ، یَخْبُرُ، خِبْرٌ وخِبْرَةٌ و مَخْبَرَةٌ (ف وک) حقیقت کو جاننا۔

(شِہَابٌ) شَہَبَ، یَشْہَبُ، شَہْبٌ (ف) جھلسا کر رنگ بدل دینا (شِہَابٌ = چنگاری)۔

(قَبَسٌ) قَبَسَ، یَقْبِسُ، قَبْسٌ (من) استفادہ کرنا، جلانا، شعلہ سے آگ لینا (قَبَسٌ = شعلہ)۔

(تَصْطَلُوْنَ) صَطَلَ، یَصْطَلُ، صَطْلٌ (ف) تاپنا۔

(بُوْرِكَ) بَارَكَ، یُبَارِكُ، مُبَارَكَةٌ (باب مفاعلہ) برکت دینا، برکت کی دعا کرنا (بُوْرِكَ = بَارَكَ کا مجہول ہے)۔

(تَهْتَزُّ) اِهْتَزَّ، یَهْتَزُّ، اِهْتِزَازٌ (باب افتعال) ہلنا۔

(جَآنٌّ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا، تاریک کرنا (جَآنٌّ۔ اسم فاعل ہے اور جن کا اسم جمع بھی ہے)۔
(یُعَقِّبُ) عَقَّبَ، یُعَقِّبُ، تَعْقِیْبٌ (باب تفعیل) پیچھے آنا، تعاقب کرنا، غلطیاں بتانا۔
(جَیُوْبُ) جَابَ، یَجِیْبُ، جَیْبٌ (ض) بیچ میں سے کاٹنا، گریبان بنانا (جَیُوْبٌ۔ گریبان)۔
بَیْضَآءَ = اَبْیَضُ کا مؤنث، زیادہ سفید۔
(مُبْصِرَةً) اَبْصَرَ، یُبْصِرُ، اِبْصَارٌ (باب افعال) دیکھنا، بینا کرنا۔
(جَحَدُوْا) جَحَدَ، یَجْحَدُ، جَحْدٌ وجُحُوْدٌ (ف) انکار کرنا۔
(اِسْتَیْقَنَتْ) اِسْتَیْقَنَ، یَسْتَیْقِنُ، اِسْتِیْقَانٌ (باب استفعال) جان لینا، تحقیق کرنا، یقین ولانا، یقین کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ) اور (اے رسول) یہ قرآن آپ کو حکمت والے، علم والے (اللہ) کی طرف سے القاء کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَارَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الٓمّٓ تنزیل۔ ۲)	اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے لہذا قرآن مجید کی تمام آیات واحکام حکمت سے پُر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ۔ (بنیٓ اسرآءیل۔ ۳۹)	(اور اے رسول) یہ باتیں بھی حکمت کی (ان) باتوں میں سے ہیں جو (وقتاً فوقتاً) آپ کا رب آپ کی طرف وحی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ○ (یٰسٓ۔ ۱و۲)	یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم ہے لہذا قرآن مجید کے تمام احکام اللہ تعالیٰ کے علم پر مبنی ہیں۔ قرآن مجید میں ایسی کوئی بات نہیں جو لاعلمی کی بنیاد پر کی گئی ہو اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ناقص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانہ سے واقف ہے لہذا اس کے تمام احکام ہر زمانہ کے لحاظ سے پُر از حکمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(ھود - ۱۴)

پھر (اے ایمان والو) اگر کافر تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ اے کافرو) اب تو تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ بھی تمہیں جان لینا چاہیئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو (یا نہیں)۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الاعراف - ۵۲)

اور (اے رسول) ہم ان کافروں کے لئے کتاب نازل کر چکے ہیں جس (کے تمام احکام) کو ہم نے (اپنے) علم (کی بنیاد) پر علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا ہے (وہ کتاب) ایمان والوں کے لئے (سرچشمہ) ہدایت اور (سراسر) رحمت ہے۔

کفار نے ایسی پراز حکمت اور علم پر مبنی کتاب کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عبرت کے لئے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے والوں کا انجام بیان فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا) (اور اے لوگو وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے آگ دکھائی دے رہی ہے (سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ) میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آتا ہوں (جس سے ہمیں اپنی منزل کے لئے صحیح راستہ کا علم ہو جائے) یا (اگر خبر نہ بھی ملی تو) ایک دھکتا ہوا انگارا لے کر آؤں گا تاکہ تم تاپو (اور اپنے آپ کو سردی سے بچاؤ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○

(طٰہٰ - ۱۰)

جب انہوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم (یہاں) ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں اس میں سے تمہارے لئے ایک انگارا لے آؤں یا (وہاں) آگ کے مقام پر (پہنچ کر کسی سے) راستہ معلوم کر لوں۔

(فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)

پھر جب موسیٰ اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ان کو آواز آئی کہ بابرکت ہے وہ (ذات) جو آگ میں ہے اور جو اس (آگ) کے اردگرد ہے اور (اے موسیٰ یہ نہ سمجھنا کہ آگ اللہ ہے یا اللہ اس آگ اور اس کے اطراف میں محدود ہے، نہیں) اللہ رب العالمین (ایسی تمام باتوں سے) پاک و منزّہ ہے (یٰمُوْسٰٓی اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اے موسیٰ میں غالب اور حکمت والا اللہ ہوں (وَاَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ) اور (اے موسیٰ) اپنی لاٹھی کو (زمین پر) ڈال دو (موسیٰ نے لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا) پھر جب اسے دیکھا کہ وہ ہل رہی ہے (اور اس کے ہلنے سے ایسا محسوس ہوا) گویا کہ وہ سانپ ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر (وہاں سے) چل دئے اور پھر اس طرف رخ بھی نہیں کیا (یٰمُوْسٰٓی لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ) (اللہ نے) فرمایا: اے موسیٰ ڈرو نہیں، میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے۔

بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کوئی چیز نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان۔ نفع اور نقصان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا جب کسی کو تقرب الٰہی حاصل ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی نقصان دہ چیز اس مقرب بندے کو نقصان پہنچا سکے۔ رسول کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے ہیں لہٰذا جب کبھی انہیں اللہ تعالیٰ کا قرب خاص میسر ہو تو انہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی لہٰذا رسولوں کو ایسے موقع پر کسی چیز سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ یہ واقعہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ نبوت کا ابتدائی واقعہ ہے لہٰذا وہ بتقاضائے فطرت سانپ سے ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں (اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ) کہہ کر اطمینان دلایا۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ، يٰمُوْسٰٓی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○

(القصص ۔ ۳۱)

(اے موسیٰ) تم اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دو۔ (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاٹھی زمین پر ڈال دی) پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی (اس طرح) ہل رہی ہے گویا کہ وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر (وہاں سے) چل دئے اور (پھر) پیچھے کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ، آگے بڑھو اور (کسی قسم کا) خوف نہ کرو، تم (یہاں ہر طرح سے) امن میں ہو۔

آگے فرمایا (اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) (مگر ہاں میرے پاس پہنچ کر اسے ضرور ڈرنا چاہئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو) البتہ جس نے گناہ کیا پھر (اس)

گناہ کے بعد اس کے بدلے نیکی کی تو (میں اسے معاف کردوں گا) کیونکہ میں بہت معاف کرنیوالا اور بہت رحم کرنے والا ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیکی کرنے سے برائی زائل ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○

(ھود - ۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں، (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

(الفرقان - ۷۰)

مگر جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البر والصلۃ فی باب ما جاء فی معاشرۃ الناس جزء ۲ ص۴۷)

تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور ہر برائی کے بعد نیکی کرو تاکہ برائی مٹ جائے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔

گناہگار کو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل نہیں ہوتا البتہ قیامت کے دن گناہگار کی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی ایسے موقع پر گناہگار ڈر رہا ہوگا اور اسے ڈرنا ہی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ، حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ، وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(النور - ۳۹)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں ریت۔ پیاسا اسے (دور سے) پانی خیال کرتا ہے اور جب اس کے قریب پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پانی وانی کچھ بھی نہیں ہے (اسی طرح کافر کے اعمال محض فریب نفس ہیں، میدان محشر میں کافر کو اپنے اعمال کہیں دکھائی نہ دیں گے) بلکہ وہ اپنے پاس اللہ کو

موجود پائے گا اور اللہ اس کو اس کا پورا پورا حساب چکادے گا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حضرت عدی فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهٗ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَشْكُوا الْعَيْلَةَ وَالْاٰخَرُ يَشْكُوا قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ وَّاَمَّا الْعَيْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ حِجَابٌ وَّلَا تَرْجُمَانٌ يُّتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اُوْتِكَ مَالًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَلَيَقُوْلَنَّ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ قبل الرد جزء ۲ صـ ۱۳۵)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ اتنے میں دو آدمی آپ کے پاس آئے۔ ایک تو مفلسی کا شکوہ کرتا تھا اور دوسرا راستہ کی بد امنی کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ کی بد امنی تو تم پر زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا کہ ایک قافلہ مکہ کو روانہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی محافظ نہیں ہوگا۔ رہی مفلسی تو قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک تم میں سے کوئی اپنی خیرات لئے ہوئے گھومتا نہ پھرے اور نہ کوئی ایسا آدمی ملے گا جو وہ خیرات قبول کرلے پھر (قیامت کے دن) تم میں سے کوئی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اس میں اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھ کو (دنیا میں) مال نہیں دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں (بے شک تو نے مال دیا تھا) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیری طرف (دنیا میں) رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ عرض کرے گا کیوں نہیں (تو نے رسول بھیجا تھا) پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو آگ اور بائیں طرف دیکھے گا تو آگ ہوگی تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہئے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہہ کر سہی۔

مندرجہ بالا آیت اور حدیث میں اللہ تعالےٰ کے سامنے پیشی کا واضح بیان ہے۔

آگے فرمایا (وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ) اور (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر اسے نکالو تو) وہ بغیر بیماری کے سفید چمک ہو کر نکلے گا (فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ) (یہ دونوں معجزے یعنی لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا چمک دار ہو جانا ان) نو معجزوں میں (شامل ہیں جن کے ساتھ تمہیں) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا جا رہا ہے) (اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ) بے شک وہ بہت نافرمان ہو گئے ہیں (انہیں جا کر ڈراؤ اور ان کو ایمان کی دعوت دو)۔

ان نو معجزوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بھی فرمایا ہے :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۱۰۱)

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دی تھیں، آپ بنی اسرائیل سے پوچھ (کر معلوم کر) لیں (کہ ان کا کیا نتیجہ نکلا) جب موسیٰ ان (کافروں) کے پاس پہنچے تو (کافروں کے بادشاہ) فرعون نے ان سے کہا اے موسیٰ مجھے یقین ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

ان نو معجزات میں سے دو معجزوں کا ذکر تو اسی سورت کی اوپر کی آیات میں موجود ہے۔ باقی سات معجزوں کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۳۰)

الغرض (اے رسول) ہم نے قوم فرعون کو قحط سالیوں میں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ، فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۳۳)

پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا۔ (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ) تکبر کیا اور وہ تھے ہی مجرم (جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۳۶)

بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے ، ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے غفلت برتتے رہے ۔

نویں معجزے کا ذکر سورۂ شعراء میں بڑی وضاحت کے ساتھ آیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ، فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ○ وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِیْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ○

(الشعراء ۔ ۶۳ تا ۶۶)

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پہ مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا ۔ پھر ہم نے دوسروں کو بھی وہاں (ان کے) قریب پہنچا دیا ۔ پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا ۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نو معجزے دئے گئے تھے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

① لاٹھی کا سانپ بن جانا ۔
② ہاتھ کا گریبان میں ڈالنے کے بعد چمکنا ۔
③ قحط ،
④ طوفان ،
⑤ ٹڈیاں ،
⑥ جوئیں ،
⑦ مینڈک ،
⑧ خون ،
⑨ سمندر کا پھٹ جانا ،

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون اور اس کی قوم کو یہ نو معجزے دکھائے لیکن انہوں نے تکبر سے کام لیا اور ایمان نہیں لائے (فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ) (بلکہ) جب کبھی آنکھیں کھول دینے والی ہماری (یہ) نشانیاں ان کے پاس آئیں تو کہنے لگے

یہ تو صریح جادو ہے (وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا) انہوں نے ہٹ دھرمی اور تکبر سے ان (نشانیوں) کا انکار کیا حالانکہ ان کے دلوں کو ان کے متعلق یقین ہو گیا تھا (کہ وہ واقعی معجزے ہیں، جادو نہیں ہیں) (فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ) تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا (وہ ایمان نہیں لائے لہذا مختلف عذابات میں مبتلا کئے گئے اور بالآخر انہیں سمندر میں ڈبو دیا گیا۔ اگر کفار مکہ ایمان نہیں لائے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ اس واقعہ سے انہیں عبرت ہونی چاہیئے اور ایمان لے آنا چاہیئے۔

عمل

اے لوگو، فرعون اور قوم فرعون کے واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔ ایمان لائیے اور اللہ تعالیٰ کے عذابات سے بچ جائیے۔

اے لوگو، ہٹ دھرمی اور تکبر سے حق کا انکار نہ کیجئے۔ حق کو ہر حال میں قبول کیجئے۔

اے ایمان والو، گناہ نہ کیجئے۔ اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کیجئے اور نیکی کیجئے تاکہ وہ گناہ معاف ہو جائے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ
دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۚ اِنَّ هٰذَا
لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ
لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ

وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۸﴾
حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ
قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ
ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا
يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَتَبَسَّمَ
ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ
اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے داؤد اور سلیمان کو بھی علم عطاء کیا تھا، (تو اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر) ان دونوں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر ہمیں فضیلت بخشی ﴿۱۵﴾ اور (اے رسول) سلیمان داؤد کے وارث ہوئے۔ (ایک دن انہوں نے) کہا اے لوگو، ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے (اور یہ ایک ہی چیز کیا) ہمیں تو ہر چیز عطاء کی گئی ہے بے شک یہ ایک کھلا ہوا فضل ہے (جس سے ہمیں نوازا گیا ہے) ﴿۱۶﴾ اور (ایک دن ایسا ہوا کہ) سلیمان کے حکم سے جنوں، انسانوں اور پرندوں میں سے ان کے (تمام) لشکر جمع کئے گئے، پھر انہیں الگ الگ کر دیا گیا ﴿۱۷﴾ (پھر ان لشکروں کو ساتھ لے کر وہ روانہ ہوئے) یہاں تک کہ (چلتے چلتے) وہ چیونٹیوں کی ایک وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا، اے چیونٹیو، اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو ﴿۱۸﴾ سلیمان اس کی بات سن کر ہنستے ہوئے مسکرائے اور (اپنے رب سے اس طرح) دعاء کرنے لگے: اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر ادا کروں اور (مجھے اس بات کی بھی توفیق دے) کہ میں (ایسے) نیک عمل کرتا رہوں جن کو تو پسند فرماتا ہے اور (اے میرے ربّ) مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے ﴿۱۹﴾

معانی و مصادر (وَرِثَ، وَرِثَ، یَرِثُ، وَرْثٌ و اِرْثٌ، اِرْثَةٌ و رِثَةٌ و تُرَاثٌ (ح) وارث ہونا۔
(مَنْطِقٌ) نَطَقَ، یَنْطِقُ، نَطْقٌ و نُطُوْقٌ و مَنْطِقٌ (ض) اس طرح بولنا کہ سننے والا اس کے معنی سمجھ سکے، واضح کرنا (مَنْطِقٌ = بولنا، بولی)۔

(طَیْرٌ) طَارَ، یَطِیْرُ، طَیْرٌ وطَیْرَانٌ وطَیْرُوْرَۃٌ (ض) اڑنا (طَیْرٌ = طَائِرٌ کی جمع، پرندے)۔
(اَوْزِعْ) (یُوْزَعُوْنَ) اَوْزَعَ، یُوْزِعُ، اِیْزَاعٌ (باب افعال) تقسیم کرنا، علیحدہ علیحدہ کرنا، الہام کرنا۔
(یَحْطِمَنَّ) حَطَمَ، یَحْطِمُ، حَطْمٌ (ض) توڑنا، ٹکڑے کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا، وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور (اے رسول) ہم نے داؤد اور سلیمان کو بھی علم عطا فرمایا تھا تو (اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر) ان دونوں نے کہا، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت دی۔

داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ○ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً، کُلٌّ لَّہٗ اَوَّابٌ ○ وَشَدَدْنَا مُلْکَہٗ وَاٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ○

(ص ۔ ۱۸تا۲۰)

ہم نے (داؤد کے لئے) پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا جو ان کے ساتھ شام کو بھی اور صبح کو بھی (اللہ کی) تسبیح پڑھا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی مسخر کر دیا تھا جو ان کے پاس جمع رہتے تھے، یہ سب کے سب داؤد کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ہم نے ان کی سلطنت کو مستحکم کر دیا تھا اور ان کو حکمت اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے کی قوت عطا کی تھی۔

داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا، یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ، وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ ○ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○

(سبا ۔ ۱۰ و ۱۱)

اور (اے رسول) ہم نے داؤد کو اپنے فضل سے نوازا تھا۔ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں سے کہا تھا: اے پہاڑو اور اے پرندو، داؤد کے ساتھ تم بھی (ہماری طرف) رجوع کیا کرو (یعنی ہماری تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا کرو) اور ہم نے (داؤد پر یہ بھی فضل کیا کہ) ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ (پھر ہم نے ان سے کہا) کہ زرہیں بناؤ اور لوہے کی کڑیاں

جوڑتے وقت اندازے سے کام لو اور (اے آلِ داؤد) نیک عمل کرتے رہو، جو کچھ تم کر رہے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ انہیں خوش الحانی عطاء فرمائی تھی۔

حضرت ابوموسیٰ کی خوش الحانی کی تعریف کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا۔

لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب حسن الصوت بالقراءۃ جزء ۶ ص۲۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَاب استحباب تحسین الصوت بالقرآن جزء اول ص۳۱۷)

تمہیں آل داؤد کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزوں اور ان کے قیام کو سب سے زیادہ پسند فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا وَاَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤد جزء ۴ ص۱۹۲ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدھر جزء اول ص۳۷۱)

اللہ تعالیٰ کو سب روزوں سے زیادہ (حضرت) داؤد کے روزے پسند ہیں وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز داؤد کی نماز ہے وہ آدھی رات تک سوتے پھر تہائی رات عبادت کرتے پھر رات کے چھٹے حصے میں سوتے۔

داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتاب الٰہی کی قرأت کو بہت ہلکا کر دیا گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْقُرْاٰنُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَوَابِّہٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّہٗ وَلَا

حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کا پڑھنا اتنا آسان کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے سے

يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ واتینا داؤد زبورا جزء ۴ ص ۱۹۵)

پہلے زبور کو پڑھ لیتے تھے اور وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے اپنی روزی کمایا کرتے تھے۔

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ ان کو ایسی بادشاہت دی گئی تھی جو ان کے بعد کسی کو نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○

(ص - ۳۵)

(سلیمان نے) اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت دے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو، بے شک تو بہت دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعاء کو قبول فرمایا اور ان کو ہوا اور جنات پر بھی حکومت دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ○ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ○ وَاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ○

(ص - ۳۶ تا ۴۰)

پھر ہم نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا وہ جہاں جانا چاہتے ہوا ان کے حکم سے بڑی نرمی کے ساتھ چلتی اور (ایسے تمام) شیاطین کو (ہم نے ان کے لئے مسخر کر دیا) جو بڑے (عمدہ) معمار اور بہت اچھے غوطہ خور تھے اور (ان کے علاوہ) دوسرے (شیاطین کو بھی ان کے لئے مسخر کر دیا تھا) جو (ان کے سامنے) زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔ (ہم نے سلیمان سے کہا) یہ ہماری بخشش ہے، اب تم (چاہو تو دوسروں کو دے کر ان پر) احسان کرو یا بے حساب روکے رکھو۔ بے شک ان کے لئے ہمارے ہاں (بڑا) قرب اور بہترین جگہ ہے۔

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک فضیلت یہ بھی دی گئی تھی کہ وہ پرندوں کی بولی سمجھ لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کو ہر طرح کا ساز و سامان دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ،

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ) اور (اے رسول) سلیمان داؤد کے وارث ہوئے۔ (ایک دن) وہ کہنے لگے اے لوگو، ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے (اور ایک یہی کیا) ہمیں تو ہر چیز عطاء کی گئی ہے، بے شک یہ (اللہ تعالیٰ کا) کھلا ہوا فضل ہے (جس سے ہمیں نوازا گیا ہے)۔

اس آیت میں "عُلِّمْنَا" اور "اُوْتِيْنَا" تثنیہ یا جمع کے صیغے ہیں ان الفاظ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پرندوں کی بولی سمجھتے تھے اور انہیں بھی ہر قسم کے ساز و سامان سے بہرہ ور کیا گیا تھا۔

آگے فرمایا (وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ) اور (ایک دن ایسا ہوا کہ) سلیمان کے حکم سے ان کے (تمام) لشکر جو جنوں، انسانوں اور پرندوں پر مشتمل تھے جمع کئے گئے پھر انہیں علیحدہ علیحدہ (کھڑا) کر دیا گیا (پھر ان تمام لشکروں کو لے کر وہ کسی خاص مہم پر روانہ ہوئے) (حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ، لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) (وہ چلتے رہے) یہاں تک کہ چیونٹیوں کی ایک وادی میں پہنچے، ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو، اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو (فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا) سلیمان اس چیونٹی کی بات سُنکر ہنستے ہوئے مسکرائے (وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ) اور کہا: اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر ادا کروں اور (اے میرے رب، مجھے اس بات کی بھی توفیق دے کہ) میں (ایسے) نیک عمل کرتا رہوں جن کو تو پسند فرماتا ہے اور (اے میرے رب) مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔

عمل

اے ایمان والو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں ان کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیجئے، اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کی توفیق طلب کیا کیجئے اور دعاء کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نیک بندوں میں شامل کر دے۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ
لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ، أَمْ كَانَ
مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَأُعَذِّبَنَّهٗ
عَذَابًا شَدِيْدًا أَوْ لَأَا ذْبَحَنَّهٗٓ
أَوْ لَيَأْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾
فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ
أَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ
جِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾
إِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ
اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ
مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ
كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ
وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا
عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَ
قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ
عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾
اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ
الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ
اَمْرِيْ، مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا
حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ
اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ
وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا
تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ
اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا
وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً،

وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ
مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ
بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا
جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ
بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ
مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ
بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ
لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ

صَاغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا
اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ
اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ
عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ
بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ
وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾
قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ
الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا

رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا
مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۙ لِیَبْلُوَنِیْۤ
ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ
فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ
نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ
اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ
لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ
قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ

كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ
قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾
وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ
مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ
مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا
ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ
حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ
سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ
مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي

ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول، ایک دن) سلیمان نے پرندوں کو طلب کیا (تو) سوائے ہدہد کے (تمام پرند جمع ہو گئے) سلیمان نے کہا کیا بات ہے مجھے ہدہد نظر نہیں آرہا، کیا وہ (کہیں) غائب ہے؟ (۲۰) میں ضرور اس کو (غیر حاضری کی) یا تو سخت سزا دوں گا یا میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ (اپنی معذرت میں) کوئی صریح دلیل پیش کرے (۲۱) پھر وہ تھوڑی دیر (اور غائب) رہا، پھر (وہ آیا اور) کہنے لگا میرے علم میں ایک ایسی چیز آئی ہے جو آپ کے علم میں نہیں، میں آپ کے پاس (ملک) سبا کی یقینی خبر لایا ہوں (۲۲) میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اس ملک کے لوگوں پر حکومت کرتی ہے، اسے ہر چیز عطاء کی گئی ہے اور اس کے پاس ایک (بہت) بڑا تخت بھی ہے (۲۳) میں نے اس کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ کے علاوہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں، شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں خوشنما بنا دیا ہے اور ان کو (اللہ کے) راستہ سے روک دیا ہے لہذا وہ راہ راست پر نہیں ہیں (۲۴) (وہ اتنا نہیں سمجھتے) کہ وہ صرف اللہ ہی کو سجدہ کیوں نہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (۲۵) اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے (۲۶) (سلیمان نے) کہا ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ کہہ رہا ہے (۲۷) میرا یہ خط لے جا اور اس کو ان پر ڈال دے، پھر ان سے پیٹھ پھیر لے اور دیکھ کہ ان کا ردعمل کیا ہوتا ہے (۲۸) (ملکہ نے وہ خط دیکھا تو) کہا اے سردارو، میری طرف ایک محترم خط ڈالا گیا ہے (۲۹) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور (اس کی ابتداء) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (سے ہوئی) ہے (۳۰) (اس میں لکھا ہے) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور (تم سب) مسلم بن کر آجاؤ (۳۱) (ملکہ نے) کہا: اے سردارو، میرے اس کام میں مجھے مشورہ دو، میں کسی کام کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو (۳۲) (سرداروں نے) کہا ہم (بڑی) قوت والے اور (بہت) سخت لڑنے والے ہیں، حکم دینا آپ کا کام ہے (تعمیل کرنا ہمارا کام ہے) البتہ جو حکم آپ دیں (پہلے) اس پر غور کر لیجئے (۳۳) (ملکہ نے) کہا بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے زیر و زبر کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں

کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے ﴿۳۴﴾ (پہلے) میں ان کو ایک تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا (جواب) لے کر آتے ہیں ﴿۳۵﴾ پھر جب قاصد سلیمان کے پاس پہنچے تو سلیمان نے کہا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو تو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش ہوتے ہو گے ﴿۳۶﴾ انکے پاس واپس جاؤ، (اب) ہم ان پر ایسے لشکروں سے حملہ کریں گے جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل و خوار کر کے نکال دیں گے اور وہ یقیناً ذلیل و خوار ہوں گے ﴿۳۷﴾ (جب وہ چلے گئے تو سلیمان نے) کہا اے سردارو، اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس مسلم بن کر آئیں تم میں سے کون ملکہ کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے ﴿۳۸﴾ ایک قوی ہیکل جن نے کہا اس سے پہلے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں میں اسے آپ کے سامنے لا کر حاضر کر دوں گا اور میں اس (کام) کی قوت بھی رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں ﴿۳۹﴾ ایک شخص نے جس کو کتاب کا علم تھا کہا میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اس کو لا کر حاضر کر دوں گا (اتنے میں اس نے تخت کو لا کر حاضر کر دیا) جب سلیمان نے اس کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کا فضل ہے، (یہ سب کچھ اس نے مجھے اس لئے دیا ہے) تاکہ میری آزمائش کرے کہ میں (اس کا) شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے (فائدہ کے) لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی اور باعزت ہے (اس کا کسی کی ناشکری سے کیا بگڑتا ہے) ﴿۴۰﴾ سلیمان نے کہا ملکہ (کی آزمائش) کے لئے اس کے تخت میں ردّوبدل کر دو، دیکھیں وہ ہدایت حاصل کرتی ہے یا گمراہوں میں سے رہتی ہے ﴿۴۱﴾ پھر جب وہ آئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے، (ملکہ نے) کہا یہ تو گویا وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی علم ہو گیا تھا (کہ آپ نبی ہیں) اور ہم مسلم ہو گئے ہیں ﴿۴۲﴾ پھر اللہ کے علاوہ وہ جس چیز کی پرستش کرتی تھی سلیمان نے اس چیز کی پرستش سے اس کو روک دیا (اگرچہ اس سے پہلے) وہ یقیناً کافروں میں شامل تھی ﴿۴۳﴾ پھر ملکہ سے کہا گیا: محل میں چلو، جب (وہ محل میں داخل ہوئی) اور اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی خیال کیا لہٰذا (اس میں سے گذرنے کے لئے اس نے اپنا کپڑا اٹھا لیا اور) اپنی پنڈلیاں کھول دیں، سلیمان نے کہا: یہ تو (شیش) محل ہے جس میں (ہر جگہ) شیشے جڑے ہوئے ہیں، کہنے لگی اے میرے رب میں نے (اب تک) اپنے نفس پر (بہت) ظلم کیا (اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں) اور سلیمان کے ساتھ اللہ رب العلمین کے لئے اسلام قبول کرتی ہوں ﴿۴۴﴾

معانی و مصادر

(تَفَقَّدَ) تَفَقُّدٌ، یَتَفَقَّدُ، تَفَقُّدٌ (باب تفعّل) کسی کو اس کی عدم موجودگی میں طلب کرنا۔

(اَحَطْتُّ) (تُحِطْ) اَحَاطَ، یُحِیطُ، اِحَاطَةٌ (باب افعال) احاطہ کرنا۔

(مَكَثَ) مَكَثَ، يَمْكُثُ، مَكْثٌ و مَكَثٌ و مُكُوْثٌ و مُكْثَانٌ (ن) ٹھہرنا۔
(خَبْءٌ) خَبَأَ، يَخْبَأُ، خَبْأٌ (ف) چھپانا (خَبْءٌ = نبات، چھپی ہوئی چیز)۔
(اَفْتُوْ) اَفْتٰى، يُفْتِيْ، (اِفْتَاءٌ (باب افعال) فتوٰی دینا، حکم بیان کرنا۔
(قَاطِعَةٌ) قَطَعَ، يَقْطَعُ، قَطْعٌ و مَقْطَعٌ (ف) کاٹنا (قَاطِعَةٌ = فیصلہ کرنے والی)
(اَعِزَّةٌ) عَزَّ، يَعِزُّ، عِزٌّ و عَزَازَةٌ (ض) قوی ہونا، نایاب ہونا (اَعِزَّةٌ = عَزِيْزٌ کی جمع)۔
(اَذِلَّةٌ) ذَلَّ، يَذِلُّ، ذُلٌّ و ذِلَّةٌ و ذَلَالَةٌ و مَذَلَّةٌ (ض) ذلیل ہونا (اَذِلَّةٌ = ذَلِيْلٌ کی جمع)۔
(تُمِدُّوْنَ) اَمَدَّ، يُمِدُّ، اِمْدَادٌ (باب افعال) مدد کرنا، ڈھیل دینا۔
(قِبَلَ) قَبَلَ، يَقْبُلُ، قَبْلٌ (ن) سامنے آنا (قِبَلٌ = مقابلہ، طاقت)۔
(صَاغِرُوْنَ) صَغُرَ، يَصْغُرُ، صِغَرٌ و صُغْرٌ و صَغَارٌ و صَغَارَةٌ و صُغْرَانٌ (ک) ذلیل ہونا۔
(عِفْرِيْتٌ) عِفْرِيْتٌ = عقل و تدبیر سے کسی کام کو انجام دینے والا، خبیث۔
(طَرْفٌ) طَرَفَ، يَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) آنکھ جھپکانا (طَرْفٌ = آنکھ)۔
(نَكِّرُوْا) نَكَّرَ، يُنَكِّرُ، تَنْكِيْرٌ (باب تفعیل) بدل دینا۔
(صَرْحٌ) صَرْحٌ = محل۔
(لُجَّةٌ) لَجَّ، يَلُجُّ، لَجٌّ و لَجَجٌ و لَجَاجٌ (ن) چمٹ جانا (لُجَّةٌ = بہت پانی)۔
(مُمَرَّدٌ) مَرَّدَ، يُمَرِّدُ، تَمْرِيْدٌ (باب تفعیل) صاف کرنا، برابر کرنا، جڑنا۔
(قَوَارِيْرُ) قَوَارِيْرُ = قَارُوْرَةٌ کی جمع۔ شیشے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ، اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ) اور (اے رسول، ایک دن) سلیمان نے پرندوں کو طلب کیا (تو سوائے ہدہد کے تمام پرند جمع ہو گئے) سلیمان نے کہا: کیا بات ہے مجھے ہدہد نظر نہیں آ رہا (کیا وہ حاضر ہے) یا (کہیں) غائب ہے (لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ) میں ضرور اس کو (غیر حاضری کی) سخت سزا دوں گا یا میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ (اپنی معذرت کے سلسلہ میں) کوئی صریح دلیل میرے سامنے پیش کرے (فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ) پھر وہ تھوڑی دیر (اور غائب رہا)، پھر (وہ آیا اور) کہنے لگا میرے احاطہ (علم) میں ایک ایسی چیز آئی ہے جو آپ کے احاطۂ (علم) میں نہیں ہے۔ میں آپ کے پاس (ملک) سبا کی یقینی خبر لایا ہوں۔ (اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ) میں نے

ایک عورت کو دیکھا جو اس ملک کے لوگوں پر حکومت کرتی ہے، اُسے ہر چیز عطاء کی گئی ہے اور اس کے پاس ایک (بہت) بڑا تخت بھی ہے (وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ) میں نے اس کو اور اس کی قوم کو دیکھا کہ وہ اللہ کے علاوہ سورج کو سجدہ کرتے ہیں، شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظر میں خوشنما بنا دیا ہے اور ان کو (اللہ کے) راستہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہ راست پر نہیں ہیں (اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ) (وہ اتنا نہیں سوچتے) کہ وہ صرف اللہ ہی کو سجدہ کیوں نہ کریں جو آسمانوں یعنی بادلوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ) (الٰہ تو بس) اللہ (ہے)، کوئی الٰہ نہیں سوائے اس عرش عظیم کے مالک کے۔

بادلوں کی پوشیدہ چیز: بجلی اور بارش ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ۔

(البقرۃ۔ ۱۹)

یا جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہے جس میں تاریکیاں ہیں، بادل گرج رہے ہیں، بجلیاں چمک رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ○

(الرعد۔ ۱۲)

وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے تاکہ (بجلی گرنے سے تمہیں) ڈرائے اور (بارش کی آمد کی) تمہیں امید دلائے، (وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے) بھاری بادلوں کو ابھارتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ، يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ○

(اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے اور بادل میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہوتے

ہیں (اللہ ہی) ان میں سے اولے نازل کرتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اولے برسا دیتا ہے اور جس پر سے چاہتا ہے اولوں کو ہٹا دیتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادل (سے نکلنے) والی بجلی کی چمک عنقریب آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی۔

(النور - ۴۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

(الروم - ۲۴)

الغرض بجلی اور بارش کو ظاہر کرنے والا اللہ ہی ہے، دوسرا کوئی نہیں۔

زمین کی پوشیدہ چیزوں میں سے بیج ہیں جو پھوٹ کر باہر نکلتے ہیں۔ مختلف قسم کے تیل اور ہوائیں ہیں جو گاڑیاں چلانے اور آگ پیدا کرنے کے کام آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ○

بے شک اللہ ہی دانہ اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے

(الانعام - ۹۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ، فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الانعام - ۱۰۰)

اور (اے لوگو) وہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر (اے لوگو) ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں سے جھکے ہوئے خوشے، انگور کے باغات، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور

غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں) اور (اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے) دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○

(عم یتساءلون۔ ۱۴و۱۵)

اور ہم نے برسنے والے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا تاکہ اس کے ذریعہ غلہ اور سبزہ پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ○ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ○ (عبس۔ ۲۶و۲۷)

پھر ہم نے زمین کو پھاڑا پھر ہم ہی نے اس میں غلہ اگایا۔

الغرض بادلوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ پورا نظام کائنات وہ چلا رہا ہے تو پھر سجدہ اسی ایک ذات واحد کے لئے جائز ہے۔ دوسرے کچھ نہیں کر سکتے لہٰذا وہ انسانوں کی عبادت کے قطعاً مستحق نہیں۔

(قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ) (سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدہد سے) کہا (اچھا) ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ بول رہا ہے (اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ) میرا یہ خط لے جا اور اس کو ان پر ڈال دے، پھر ان سے پیٹھ پھیر لے اور دیکھتا رہ کہ ان کا ردعمل کیا ہوتا ہے (قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ) (ملکہ نے وہ خط دیکھا تو) کہا: اے سردارو، میرے اوپر ایک محترم خط ڈالا گیا ہے (اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) وہ (خط) سلیمان کی طرف سے ہے اور (اس کی ابتداء) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (سے ہوتی) ہے (اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ) (اس خط میں لکھا ہے) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور تم سب مسلم بن کر میرے پاس آجاؤ (قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ) (ملکہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے) کہا: اے سردارو، میرے اس کام میں مجھے مشورہ دو، میں کسی کام کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو اور میں تم سے مشورہ نہ کر لوں (قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ)

(سرداروں نے) کہا ہم (بڑی) قوت والے اور سخت جنگجو ہیں، حکم دینا آپ کا کام ہے (تعمیل کرنا ہمارا کام ہے) البتہ جو حکم آپ دیں اس پر (پہلے) خوب غور کر لیجئے (قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ) (ملکہ نے) کہا: بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے زیروزبر کر دیتے ہیں اور وہاں کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے (وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ) (پہلے) میں ان کو ایک تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا (جواب) لے کر آتے ہیں (الغرض اس نے چند قاصدوں کے ہمراہ کچھ تحائف بھیجے) (فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ) جب وہ قاصد سلیمان کے پاس پہنچے تو سلیمان نے کہا: کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو تو (سنو) جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اس نے تم کو دیا ہے (تم مجھے اس تحفہ سے خوش نہیں کر سکتے) ہاں تم خود ہی اپنے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو گے (اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ) (سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاصدوں کے سرداروں سے کہا) تم ان (تحفہ بھیجنے والوں) کے پاس واپس جاؤ (اگر وہ مسلم بن کر میرے پاس نہیں آئے) تو ہم ان پر ضرور ایسے لشکروں سے حملہ کریں گے جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے (اور یہ حقیقت ہے) کہ وہ (یقیناً) ذلیل و خوار ہوں گے (قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ) (جب وہ قاصد چلے گئے تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا): اے سردارو، تم میں سے کون اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مسلم بن کر آئیں (قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ) جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا: اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں میں اُسے آپ کے پاس لے آؤں گا اور میں اس (کام) کی طاقت بھی رکھتا ہوں اور میں امانتدار بھی ہوں (قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ) ایک شخص نے جس کو کتاب کا علم تھا کہا: میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اس کو آپ کے پاس لے آؤں گا (اور اتنی دیر میں وہ لے بھی آیا) (فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ) جب سلیمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔ (لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ، وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ) (اس کا یہ فضل و کرم مجھ پر اس لئے ہے) کہ میری آزمائش کرے کہ میں (اس کا) شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے (فائدہ کے) لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی اور باعزت ہے (کسی کی ناشکری سے اس کا کیا بگڑتا ہے۔ اُسے نہ کسی کے شکر کی حاجت ہے اور

نہ وہ کسی سے اپنی عزت کرانے کا محتاج ہے۔ نہ کسی کے شکر کرنے سے اس کا کوئی فائدہ ہے اور نہ کسی کے عزت کرنے سے اس کی عزت بڑھتی ہے۔ وہ ہر حال میں بڑائی والا اور عزت والا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری سے شکر کرنے والے ہی کا فائدہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

(لقمٰن ۔ ۱۲)

اور جو شخص شکر کرتا ہے تو وہ اپنے (فائدہ کے) لئے ہی شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں) اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو اللہ (اس کے شکر سے) بے نیاز اور لائق حمد و ثنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

(ابراھیم ۔ ۷ و ۸)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارے رب نے تم کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہے تو میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (پھر یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بہت) سخت ہے۔ پھر موسیٰ نے ان سے کہا اگر تم اور روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہیں سب کے سب ناشکری کریں (تو اللہ کو تمہاری ناشکری کی کوئی پرواہ نہیں) بے شک اللہ غنی اور تعریف والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۴۴)

اللہ شکر گزار (بندوں) کو عنقریب اچھا بدلہ دیگا

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر کرنے والا اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ، وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ۔

(الزمر ۔ ۷)

اگر تم (اللہ کی) ناشکری کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو اس کو تمہارے

لئے پسند کرتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ (عَزَّوَجَلَّ) یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا (صحیح بخاری کتاب التوحید باب کلام الرب مع اھل الجنۃ جزء ۹ ص۱۸۵ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا باب احلال الرضوان علی اھل الجنۃ جزء ۲ ص۵۳۱)

بے شک اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں سے فرمائے گا اے جنتیو، وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں، ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو وہ کہیں گے ہم کیسے راضی نہ ہوں ہم کو تو نے اتنا دیا ہے کہ اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے زیادہ عمدہ کوئی چیز نہ دوں۔ وہ عرض کریں گے اے رب اس سے زیادہ عمدہ اور کونسی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تم پر اپنی رضاء کو نازل کر دیا ہے، اب میں اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

الغرض شکر کرنے سے بندے کو مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں:۔

① دنیوی نعمتوں میں اضافہ،
② آخرت میں اجر اور
③ اللہ تعالیٰ کی رضاء،

آیت زیر تفسیر اور مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، نہ شکر سے اس کی سلطنت، عزت و عظمت، شرف و بزرگی میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ شکر نہ کرنے سے ان چیزوں میں کسی قسم کی کمی واقع ہوتی ہے۔ وہ ہر حال میں حمد و ثناء والا، عزت و عظمت والا ہے۔ وہ تمام چیزوں سے بے نیاز ہے، اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا

اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا تو تم آپس میں ظلم نہ کیا کرو، اے

يَاعِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ
فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَاعِبَادِيْ كُلُّكُمْ
جَآئِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ
اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ
كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَاعِبَادِيْ
اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ
يَاعِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضُرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ
وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ
اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ
كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ
مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ
اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ
كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مَّا
نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ
لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ
وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ
فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهٗ مَا نَقَصَ
ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ
الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا
هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ
اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَ
مَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا
نَفْسَهٗ (صحیح مسلم کتاب البر وصلۃ
باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۴۲۹)

میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تم کو ہدایت کا راستہ بتاؤں گا۔ اے میرے بندو، تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو، تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑا مانگو میں تم کو پہناؤں گا۔ اے میرے بندو، تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخشتا ہوں تو مجھ سے بخشش مانگو میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو، تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ اگر تمہارے اگلے اور پچھلے آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں کوئی متقی شخص ہوتا ہے تو میری سلطنت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تم میں سے اگلے اور پچھلے سب آدمی اور جنات ایسے ہو جائیں جیسے تم میں کوئی بڑا بدکار شخص ہوتا ہے تو میری سلطنت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اے میرے بندو، اگر تمہارے اگلے اور پچھلے سب آدمی اور جنات ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو وہ مانگے دے دوں تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہیں ہوگا مگر اتنا جتنا سمندر میں سے سوئی ڈبو کر نکال لو۔ اے میرے بندو، یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا سو جس شخص کو بہتر بدلہ ملے اسے چاہئے کہ اللہ کا شکر کرے اور جو برا بدلہ پائے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

(قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ) (سلیمان نے اپنے سرداروں سے) کہا: ملکہ (کی آزمائش) کے لئے اس کے تخت میں (کچھ ردّوبدل کردو دیکھیں وہ ہدایت حاصل کرتی ہے یا (بدستور) گمراہوں میں رہتی ہے (اگر وہ اپنے تخت کو پہچان لیتی ہے تو وہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معجزانہ قوت کی قائل ہو جائے گی۔ وہ سمجھ جائے گی کہ تخت کا ملک سبا سے اس سے پہلے آجانا اور اس میں اتنے کم عرصہ میں سلیقہ کے ساتھ تغیّر و تبدّل کا ہو جانا انسان کے بس کی بات نہیں، ضرور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب بڑی طاقت والا ہے جس نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معجزہ عطاء کیا ہے۔ درحقیقت وہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اگر ملکہ نے تخت کو نہیں پہچانا اور اس کو کوئی دوسرا تخت تصور کیا تو پھر نہ تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معجزانہ قوت کا خیال ان کے دل میں آئے گا اور نہ اللہ تعالیٰ کی شان، عظمت و قدرت کی طرف خیال جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ کی شان، عظمت اور قدرت کی طرف خیال نہیں جائے گا تو ہدایت پر آنا بھی مشکل ہے اور وہ بدستور گمراہ رہے گی)۔

(فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ، وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ) پھر جب وہ آئی تو اس سے پوچھا گیا: کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا: گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو اس سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا (کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزانہ قوت عطاء ہوئی ہے اور یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) اور ہم (تو پہلے ہی) مسلم ہو گئے تھے (وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ) الغرض سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو ان (تمام معبودوں) کی پرستش سے روک دیا جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتی تھی۔ (اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے پہلے) وہ یقیناً کافر لوگوں میں شامل تھی (قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا) (پھر) ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں چلو تو جب (وہ محل میں داخل ہوئی اور اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے پانی خیال کیا (لہٰذا اس میں سے گذرنے کے لئے اس نے اپنا کپڑا اٹھالیا) اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں (قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ) سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: یہ تو (شیش) محل ہے جس میں ہر جگہ شیشے جڑے ہوئے ہیں (یہ پانی نہیں ہے کہ کپڑا اٹھانے کی ضرورت ہو) (قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (الغرض اس موقع پر ملکہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئی اور) کہنے لگی: اے میرے رب میں نے (اب تک) اپنے نفس پر (بہت) ظلم کیا (کہ تیرے علاوہ دوسروں کی پرستش کرتی رہی، اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں) اور سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین (کی رضاء) کے لئے اسلام قبول کرتی ہوں۔

عمل

اے لوگو، سورج وغیرہ کی پرستش نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی پرستش کیجئے جو ظاہر اور پوشیدہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا کیجئے۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اور ان کے جانشین تھے۔ (النمل ۔ ۱۶) (صٓ ۔ ۳)

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت اور علم (کثیر) عطاء فرمایا تھا اور انہیں اپنا رسول بنا کر لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ (الانعام ۔ ۸۵)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاد کا بڑا شوق اور ولولہ تھا۔ اس مقصد کے لئے ان کے اصطبل میں بہت سے اصیل گھوڑے بندھے رہتے تھے۔ ان گھوڑوں کی وہ دوڑ بھی کرایا کرتے تھے۔ ایک دن شام کے وقت ان کے یہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان گھوڑوں کو دیکھ کر فرمایا: میں اپنے رب کے ذکر یعنی دین کی مدافعت کے لئے ان گھوڑوں سے محبت کرتا ہوں۔ پھر گھوڑوں کی دوڑ کرائی گئی۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام گھوڑوں کی دوڑ دیکھتے رہے۔ جب گھوڑے دوڑتے دوڑتے دور نکل گئے اور آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے کہا، گھوڑوں کو واپس میرے پاس لاؤ۔ گھوڑوں کو دوبارہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرا۔ (صٓ ۔ ۳۱ تا ۳۳)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ستّر بیویاں تھیں۔ ایک دن جوش جہاد میں فرمایا: آج رات کو میں ستّر بیویوں کے پاس دورہ کروں گا۔ ہر ایک حاملہ ہو گی اور ہر ایک سے ایک ایک سوار تولد ہو گا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی فرشتہ نے کہا: انشاء اللہ کہئے لیکن (وہ جوش جہاد میں اس قدر محو ہو گئے کہ) انہیں انشاء اللہ کہنا یاد ہی نہیں آیا اور بالآخر وہ انشاء اللہ نہ کہہ سکے، نتیجہ یہ ہوا کہ کسی بیوی کو حمل نہیں ٹھہرا سوائے ایک بیوی کے اور اس کے ہاں بھی جو بچہ تولد ہوا اس کا ایک پہلو ایک طرف کو جھکا ہوا تھا یعنی وہ اوھورا وھرا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ ووھبنا لداؤد سلیمان جزء ۴ ص ۱۹۷ وکتاب النکاح باب قول الرجل لاطوفن اللیلۃ علی نسائی جزء ۷ ص ۵)

الغرض سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرسی پر وہ ادھورا دھڑ ڈال دیا گیا۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہت دے کہ میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو، بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی۔

① اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ان کا تابع کر دیا۔ ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی۔ وہ اس کے ذریعہ سفر کیا کرتے تھے اور اکثر وہ اس کے ذریعہ برکتوں والی زمین یعنی بیت المقدس اور اس کے ارد گرد کے علاقہ کی طرف جایا کرتے تھے۔ وہ ہوا پر صبح کے وقت ایک ماہ کی مسافت طے کرتے اور شام کے وقت ایک ماہ کی مسافت طے کرتے تھے۔

② اللہ تعالیٰ نے شیاطین اور جنات کو ان کے قابو میں کر دیا تھا۔ جنّات ان کے حکم سے مکانات تعمیر کیا کرتے تھے اور سمندروں میں غوطے لگاتے تھے۔ جنات محرابیں اور مجسمے بناتے تھے اور بڑے بڑے لگن اور بڑی بڑی دیگیں بناتے تھے (صٓ ۳۴ تا ۳۷) (الانبیآء۔ ۸۱) (بنی اسرآئیل ۱۰) (سبا۔ ۱۲ و ۱۳)

غرض یہ کہ جنات سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بھی کئی کام کرتے تھے (الانبیآء۔ ۸۲)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جنات کی غلطی پر انہیں سزا بھی دیا کرتے تھے۔ بعض جنات کو زنجیروں سے باندھ دیا کرتے تھے (صٓ۔ ۳۸)

③ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے (پگھلے ہوئے) تانبے کا ایک چشمہ بھی جاری کر دیا تھا (جن سے لگن، دیگیں وغیرہ بنائی جاتی تھیں) (سبا۔ ۱۲)

④ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرندوں کی بولی بھی سکھائی تھی۔ وہ چیونٹی کی بات بھی سُن لیتے تھے اور سمجھ جایا کرتے تھے (النمل۔ ۱۶ و ۱۹)

⑤ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی شان و شوکت کے بادشاہ تھے۔ ان کا ایک محل تھا جس کا فرش شیشے کا بنا ہوا تھا۔ (النمل۔ ۴۴)

وہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا کرتے تھے (صٓ۔ ۳۴)

الغرض ان کو ہر قسم کی نعمت عطاء کی گئی تھی۔ (النمل۔ ۱۶)

ایک دن ان کے حکم سے جنات، انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے، پھر ان کے علیحدہ علیحدہ دستے بنائے گئے۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لشکروں کے ساتھ ایک جلوس کی شکل میں نکلے۔ چلتے چلتے وہ چیونٹیوں کی ایک وادی میں پہنچے۔ ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو، اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کے لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بات سنی اور مسکرائے پھر اس طرح دعاء کی: اے میرے

رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسانات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں ان کا شکر ادا کروں اور مجھے توفیق دے کہ میں ایسے عمل کروں جن کو تو پسند فرمائے اور مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ (النمل۔ ۱۷ تا ۱۹)

ایک دن انہوں نے پرندوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ سوائے ہدہد کے سب پرندے حاضر ہو گئے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو (یہاں) نہیں پاتا؛ کیا وہ غیر حاضر ہے؟ اگر وہ غیر حاضر ہے تو میں اسے اس غیر حاضری پر سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ پیش کرے۔ کچھ ہی دیر گذری تھی کہ ہدہد آگیا۔ اس نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کہا: مجھے ایک ملک کا پتہ چلا ہے جس کا آپ کو ابھی تک علم نہیں۔ وہ ملک سبا ہے۔ میں اس ملک کی ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ ملک سبا پر ایک عورت حکومت کرتی ہے۔ اسے ہر قسم کی نعمت دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا (عظیم الشان) تخت ہے جس پر وہ بیٹھتی ہے۔ وہ اور اس کی قوم کے لوگ اللہ کے علاوہ سورج کی پرستش کرتے ہیں، شیطان نے انہیں یہی سمجھایا ہے اور انہیں سیدھے راستہ سے روک دیا ہے۔ وہ بڑے گمراہ لوگ ہیں۔ وہ اللہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ (النمل۔ ۲۰ تا ۲۶)

(ہدہد کی یہ تقریر سننے کے بعد سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدہد سے فرمایا اچھا) ہم دیکھتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ بول رہا ہے۔ (النمل ۲۷)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے سرشار رہا ہی کرتے تھے لہٰذا انہوں نے فوراً ملکہ سبا کے نام ایک خط لکھا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور مسلم بن کر آجاؤ۔

خط لکھنے کے بعد انہوں نے ہدہد سے کہا: جا میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس قوم پر ڈال دے، پھر ان سے ذرا ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ ہدہد نے وہ خط لے جا کر ڈال دیا۔ ملکہ نے جب اس خط کو دیکھا تو اپنے سرداروں سے کہا: اے سردارو، میرے پاس ایک معزز خط ڈالا گیا ہے۔ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے۔ اس کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ سرکشی نہ کرو اور مسلم بن کر میرے پاس آجاؤ۔ اے سردارو، مجھے رائے دو کہ اس معاملہ میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں تو تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ سرداروں نے کہا: ہم بڑے طاقتور اور بڑے جنگجو لوگ ہیں، حکم دینا آپ کا کام ہے (تعمیل کرنا ہمارا کام ہے) آپ غور کرلیں کہ آپ کیا حکم دے رہی ہیں۔ (النمل۔ ۲۸ تا ۳۳)

سرداروں کے جذباتی جواب پر ملکہ سبا نے کہا: بادشاہ جب کسی بستی میں (فاتحانہ) داخل

ہوتے ہیں تو اس بستی کو زیر و زبر کر دیا کرتے ہیں اور وہاں کے عزّت دار لوگوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور یہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ میں ان کو ایک ہدیہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں (النمل۔ ۳۴و۳۵)

(جب قاصد سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پہنچے تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا: کیا تم لوگ مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ مجھے جو کچھ اللہ نے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے۔ اپنے ہدیہ سے تم ہی خوش ہو رہے ہو گے (ہمیں اس سے کوئی خوشی نہیں پہنچی)۔ تم واپس جاؤ (پھر دیکھو کیا ہوتا ہے)۔ ہم تمہارے پاس ایسے لشکر لے کر آئیں گے جن کا مقابلہ تم نہیں کر سکو گے ہم تمہیں ذلیل و خوار کر کے وہاں سے نکال دیں گے۔ (النمل۔ ۳۶و۳۷)

(جب وہ قاصد چلے گئے تو) سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سرداروں سے کہا: اے سردارو، تم میں سے کون ملکہ (سبا) کا تخت میرے پاس لے آئے گا اس سے قبل کہ وہ میرے پاس مسلم بن کر آئیں۔ ایک قوی ہیکل جن نے کہا: میں آپ کے پاس وہ تخت لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں۔ میں اس کام کی طاقت بھی رکھتا ہوں اور میں امانت دار بھی ہوں۔ (النمل۔ ۳۸و۳۹)

ایک شخص نے جس کو کتاب کا علم تھا کہا: میں تخت کو اس سے پہلے کہ آپ کی پلک جھپکے آپ کے پاس لے آؤں گا (اور اتنی دیر میں وہ لے بھی آیا) سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے، وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری، جو شخص شکر کرتا ہے تو اس میں اسی کا فائدہ ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے (تو وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا) اللہ تو غنی اور عزّت والا ہے۔ (النمل۔ ۴۰)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرداروں سے کہا: اس تخت میں کچھ ردو بدل کر دو، ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ راہ راست اختیار کرتی ہے یا گمراہی پر جمی رہتی ہے (اگر وہ اس معجزہ کی حقیقت کو سمجھ گئی تو ایمان لے آئے گی اور اگر نہیں سمجھ سکی تو ایمان نہیں لائے گی۔ الغرض حکم کی تعمیل میں سرداروں نے تخت میں ردو بدل کر دیا)۔ (النمل۔ ۴۱)

جب ملکہ سبا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس سے پوچھا: کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے۔ ملکہ نے کہا: گویا یہ وہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا (کہ آپ واقعی نبی ہیں) اور ہم مسلم ہو گئے تھے۔ (النمل۔ ۴۲)

اس گفتگو کے بعد ملکہ سے کہا گیا: محل کے اندر چلو۔ وہ محل کے اندر داخل ہوئی۔ محل کا فرش اسے ایسا محسوس ہوا گویا کہ اس پر پانی کھڑا ہوا ہے۔ اس نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پنڈلیاں کھول دیں سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (یہ پانی نہیں ہے) یہ ایسا محل ہے کہ اس کا فرش شیشہ کا

بنا ہوا ہے۔ (النمل۔ ۴۴)

ملکہ کہنے لگی: میں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں معبودوں کی عبادت کرکے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ میں اب سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین (کی رضاء) کے لئے اسلام قبول کرتی ہوں (النمل۔۴۴)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودوں کی عبادت سے روک دیا (اور اس کو صحیح معنوں میں مسلم بنا لیا)۔ (النمل۔ ۴۳)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکیمانہ فیصلے

۱ ایک شخص کی بکریوں نے رات کے وقت کسی دوسرے شخص کے کھیت میں گھس کر کھیتی کو کھایا بھی اور تباہ و برباد بھی کیا۔ کھیت کے مالک نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا (انہوں نے کچھ فیصلہ کیا، سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ اور فیصلہ کیا) اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقدمہ کا حل سمجھا دیا اور اسی کی بنیاد پر انہوں نے فیصلہ کیا (اور بہت حکیمانہ فیصلہ کیا) (الانبیآء۔ ۷۸ و ۷۹)

۲ دو عورتیں اپنے اپنے بچہ کو لئے ہوئے کہیں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچہ کو اٹھا کر لے گیا۔ اس عورت نے جس کے بچہ کو بھیڑیا لے گیا تھا دوسری عورت سے کہا: بھیڑیا تمہارے بچہ کو لے گیا ہے۔ اس نے کہا: نہیں وہ تمہارے بچہ کو لے گیا ہے۔ الغرض دونوں میں جھگڑا ہوا اور وہ دونوں فیصلہ کے لئے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچیں۔ انہوں نے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقدمہ کی تفصیل بیان کی۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ بڑی عمر والی عورت کو دلوا دیا۔ (پھر بھی جھگڑا ختم نہیں ہوا تو) یہ دونوں سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچیں اور ان سے مقدمہ کی کیفیت بیان کی۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضرین سے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ تاکہ میں اس بچہ کو چیر کر دونوں عورتوں میں تقسیم کر دوں۔ یہ سن کر چھوٹی عمر والی عورت نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، ایسا نہ کیجئے۔ یہ بچہ اسی عورت کا ہے۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ گئے کہ بچہ اسی عورت کا ہے جب ہی تو یہ بچہ کے دو ٹکڑے کرنے کے لئے تیار نہیں۔ الغرض سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ کر دیا کہ وہ بچہ چھوٹی عمر والی عورت کا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالےٰ ووھبنا لداؤد سلیمان جزء ۴ ص ۱۹۶ و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب بیان اختلاف المجتہدین جزء ۲ ص ۶۳)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جادو سے بریّت

یہودی جادو کرتے رہتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ اس علم کو انہوں نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ و السلام سے حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جادو سے بری قرار دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (کہ جادو کفر ہے) سلیمان نے یہ کفر (ہرگز) نہیں کیا۔ (البقرہ ۔ ۱۰۲)

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حکم سے جنات تعمیر وغیرہ کا کام کرتے رہتے تھے۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام عصا کے سہارے کھڑے ہوئے عبادت کر رہے تھے کہ اسی حالت میں ان کو موت آگئی۔ موت کے بعد بھی ان کا جسم اسی طرح کھڑا رہا۔ جنات جو مختلف کاموں میں مشغول رہا کرتے تھے یہی سمجھتے رہے کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام زندہ ہیں لہذا وہ بدستور اپنے اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کو دیمک نے کھا لیا۔ عصا گر پڑا اور اس کے ساتھ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم بھی گر پڑا۔ اب جنات کو معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وفات ہوگئی۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی وفات کا علم ہوتے ہی جنّات نے کام چھوڑ دیا اور اب انہیں معلوم ہوا کہ وہ غیب کا علم نہیں رکھتے۔ اگر وہ غیب کا علم رکھتے ہوتے تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی انہیں خبر ہوگئی ہوتی اور وہ اتنے عرصہ مزید کیوں مصیبت جھیلتے اور تکلیف اٹھاتے۔ (سبا ۔ ۱۳ و ۱۴)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ
صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ
فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ
قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ
مَّعَكَ، قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ
اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
يُّفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا
يُصْلِحُونَ ﴿۴۸﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا
بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ
لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا
مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿۴۹﴾
وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ

أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا،
إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے (قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ (انہوں نے اپنی قوم سے کہا) کہ اللہ کی عبادت کرو۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ (قوم کے) دو فریق (ہو گئے۔ مؤمن اور کافر اور وہ دونوں فریق) آپس میں جھگڑنے لگے ﴿۴۵﴾ (صالح نے) کہا اے میری قوم، تم بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو، تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ وہ تم پر رحم کرے ﴿۴۶﴾ کہنے لگے (اے صالح) تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نحوست میں ہم گرفتار ہیں۔ (صالح نے) کہا تمہاری نحوست تو اللہ کی طرف سے ہے بلکہ (تم سب اللہ کی طرف سے) آزمائش میں مبتلا ہو ﴿۴۷﴾ اور (اے رسول) اس شہر میں ۹ شخص تھے جو زمین میں فساد مچاتے تھے اور (کسی قسم کی) اصلاح کرنا نہیں چاہتے تھے ﴿۴۸﴾ (ایک دن آپس میں) کہنے لگے اللہ کی قسم کھاؤ کہ تم ضرور رات کو صالح پر اور اس کے گھر والوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر ڈالو گے، پھر (اگر ہم سے پوچھا جائے گا تو) ہم ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت وہاں موجود نہیں تھے اور ہم سچ کہتے ہیں ﴿۴۹﴾ (تو اے رسول) انہوں نے بھی تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ان کو (ہماری تدبیر کی) کچھ خبر نہ ہوئی ﴿۵۰﴾ تو اے (رسول) آپ دیکھئے ان کا تدبیر کا کیا

انجام ہوا۔ ہم نے ان کو اور ان کی پوری قوم کو نیست و نابود کر دیا (۵۱) جو ظلم وہ کرتے رہے تھے اس کی سزا میں یہ ان کے گھر (جو عام شاہراہ پر واقع ہیں) گرے پڑے ہیں، اس میں علم والوں کے لئے (عبرت کی بڑی) نشانی ہے (۵۲) اور (اے رسول) ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور (اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے (عذاب سے) بچا لیا (۵۳)

معانی و مصادر

(اِطَّیَّرْنَا) اِطَّیَّرَ، یَطَّیَّرُ، اِطَّیُّرٌ (باب اِفْعُلٌ) بدشگونی لینا۔
(تُفْتَنُوْنَ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) گمراہ کرنا، آزمانا۔
فَتَنَ، یَفْتِنُ، فَتْنٌ (ض) فتنہ میں مبتلا ہونا، فتنہ میں مبتلا کرنا۔
رَهْطٌ = تین تا دس، قبیلہ، قوم۔
(نُبَیِّتَنَّ) بَیَّتَ، یُبَیِّتُ، تَبْیِیْتٌ (باب تفعیل) رات کو تدبیر کرنا، کسی کام کو رات کے وقت کرنا، رات کو حملہ کرنا۔
(خَاوِیَةٌ) خَوٰی، یَخْوِیْ، خَوَاءٌ (ض) گرنا، فارغ و خالی ہونا (خَاوٍ = گرنے والا یا گرا ہوا)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ) اور (اے رسول) ہم نے (قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بنا کر بھیجا۔ (انہوں نے اپنی قوم سے کہا) کہ اللہ کی عبادت کرو۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ (قوم میں) دو گروہ (ہو گئے: مؤمن اور کافر اور وہ دونوں) آپس میں جھگڑنے لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔

(ھود ۔ ۶۱)

اور (اے رسول) ثمود کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی صالح کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی الٰہ نہیں

ایمان والوں اور کافروں کے جھگڑے پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

ان کی قوم کے سرداروں نے جو تکبر کیا کرتے تھے ان کمزور لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا کیا تمہیں علم ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا ہم تو اس چیز پر جس چیز

إِنَّا بِالَّذِيٓ ءَامَنتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ○
(الاعراف ۔ ۷۵ و ۷۶)

کو دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ایمان رکھتے ہیں (اور انہیں سچا رسول سمجھتے ہیں) متکبرین نے کہا: جس چیز پر تم ایمان لے آئے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔

(قَالَ يَٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) (کفار نے عذاب کی جلدی کی تو صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) فرمایا: اے میری قوم، تم بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو، تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ وہ تم پر رحم کرے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ہدایت آگئی ہے۔ تم اس پر ایمان لے آؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ تم اس بھلائی کو تو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور برائی کا مطالبہ کرتے ہو۔ پہلے بھلائی کو تو اختیار کرکے دیکھو، اس کی تو آزمائش کرو کہ اس کے حصول سے تمہیں کیا کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ ابھی بھلائی کو حاصل کرنے کی کوشش تو کی نہیں اور لگے برائی کو طلب کرنے، یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے)۔

الغرض انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو بطور سزا کے وہ مصائب میں مبتلا کر دیئے گئے۔ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی تو (قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ قَالَ طَٰٓئِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ) کہتے (اے صالح) تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نحوست میں ہم گرفتار ہیں (یہ مصیبت ہمارے کسی قصور کی وجہ سے نہیں آئی ہے بلکہ تمہاری وجہ سے آئی ہے۔ تم لوگ ہمارے لئے بڑے منحوس ثابت ہوئے۔ صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام ان سے کہتے) تمہاری نحوست تو اللہ کی طرف سے ہے، تم سب (اللہ کی طرف سے) آزمائش میں مبتلا ہو (تمہارا ایمان نہ لانا ہی تو اصل نحوست ہے۔ نہ تم ایمان لانے سے انکار کرتے اور نہ یہ مصیبت آتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَءَاتَيْنَٰهُمْ ءَايَٰتِنَا فَكَانُوا۟ عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○
(الحجر ۔ ۸۱)

ہم نے ان کو اپنی نشانیاں بھی دیں لیکن انہوں نے ان سے بھی منہ پھیر لیا۔

الغرض مصیبتیں آتی رہیں لیکن انہوں نے کبھی ان کی اصل وجہ کی طرف توجہ نہیں دی (وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ) اور (اے رسول) اس شہر میں نو شخص (خاص طور پر بڑے شریر) تھے۔ وہ زمین میں فساد مچاتے پھرتے تھے اور (کسی قسم کی) اصلاح (کرنا پسند) نہیں کرتے تھے (قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ) (ایک دن)

انہوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا اللہ کی قسم کھا کر عہد کرو کہ ہم ضرور (آج) رات کو صالح پر اور اس کے گھر والوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر ڈالیں گے، پھر (اگر ہم سے پوچھا گیا تو) ہم صالح کے وارث سے کہہ دیں گے کہ صالح کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت ہم (وہاں) موجود نہیں تھے اور ہم (بالکل) سچے ہیں (ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کون انہیں مار کر چلا گیا) (وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ) تو (اے رسول) انہوں نے بھی تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ان کو (ہماری تدبیر کی) کچھ خبر نہیں ہوئی۔ (فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ) تو (اے رسول) آپ دیکھئے کہ ان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا، ہم نے ان کو اور ان کی پوری قوم کو نیست و نابود کر دیا (فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ) تو (اے لوگو تم اب بھی دیکھ سکتے ہو کہ ان کے) وہ گھر (جن میں وہ رہا کرتے تھے) گرے پڑے ہیں محض اس وجہ سے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے (یہ ان کے ظلم کی سزا تھی کہ وہ تہ و بالا کر دئے گئے) اس میں علم والوں کے لئے (عبرت کی بڑی) نشانی ہے (کفار کو چاہئے کہ عبرت حاصل کریں اور ہمارے رسول پر ایمان لے آئیں ورنہ ان کا وہی حشر ہوگا جو قوم ثمود کا ہوا، ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا) (وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ) اور جو لوگ ایمان لے آئے اور (اللہ سے) ڈرتے رہے ہم نے انہیں (اس عذاب سے) بچا لیا (اگر کفار عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں ایمان لے آنا چاہئے)۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ اکیلے کی عبادت کیجئے، اس کے عذاب کو دعوت نہ دیجئے۔ عذاب آنے سے پہلے سنبھل جائیے۔ آپ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے، اس کی تدبیر کے سامنے آپ کی تدبیر چل نہیں سکتی۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ، بَلْ
اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ
قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنٰهَا مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) لوط (کا واقعہ بھی ان لوگوں کو سُنا دیجئے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو (اور کتنی بری بات ہے کہ پھر اُسے) دیکھتے بھی رہتے ہو ﴿۵۴﴾ کیا تم (اپنی) خواہش پوری کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم (بڑے ہی) جاہل لوگ ہو ﴿۵۵﴾ ان کی قوم کا سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں تھا کہ انہوں نے کہا: لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو اس لئے کہ یہ بڑے پاکباز (بنتے) ہیں ﴿۵۶﴾ (اے رسول) پھر (ہمارا عذاب آیا) تو ہم نے لوط کو اور ان کی بیوی کے علاوہ ان کے (تمام) گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا، بیوی کے متعلق تو ہم نے (پہلے ہی) فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں (شامل) ہوگی ﴿۵۷﴾ اور (اے رسول) ہم نے ان پر ایک بارش برسائی تو جن لوگوں کو (پہلے ہی عذاب الٰہی سے) ڈرا دیا گیا تھا ان کے لئے وہ بارش بہت بری ثابت ہوئی ﴿۵۸﴾

معانی و مصادر (فَاحِشَةٌ) فَحُشَ، يَفْحُشُ، فُحْشٌ وفَحَاشَةٌ (ك) بے حیا ہونا، برا کام کرنا (فَاحِشَةٌ = حد سے گذرنے والی، قبیح حرکت)
(شَهْوَةٌ) شَهَا، يَشْهُو، شَهْوَةٌ (ن) وشَهِيَ، يَشْهٰى، شَهْوَةٌ (س) شدید خواہش اور رغبت ہونا۔
(غٰبِرِيْنَ) غَبَرَ، يَغْبُرُ، غُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، پیچھے رہ جانا، غبار آلود ہونا۔
(مَطَرٌ) مَطَرَ، يَمْطُرُ، مَطْرٌ (ن) برسنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ) اور (اے رسول، ہم نے) لوط کو (ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا

تھا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: (یہ) کیا بات ہے کہ) تم بے حیائی کا کام کرتے ہو اور (پھر اسے) دیکھتے بھی رہتے ہو (اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ) (اور یہ) کیا (بات ہے کہ) تم اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو (فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ) تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے اور کچھ نہیں کہا سوائے اس کے کہ لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اپنی مجالس میں بے حیائی کا کام کرتی تھی اور علی الاعلان کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ، فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(العنکبوت۔ ۲۸ و ۲۹)

اور (اے رسول) لوط (کو ہم نے ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم بڑی بے حیائی کی بات کرتے ہو، تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو، رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں (علی الاعلان) برے کام کرتے ہو؟ ان کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔

آگے فرمایا (فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ) (بالآخر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا) تو ہم نے لوط کو اور ان کے گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا سوائے ان کی بیوی کے۔ اس کے متعلق تو ہم نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں شامل ہوگی (یعنی کافروں کے ساتھ ہلاک کر دی جائے گی) (وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ) ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش کی تو جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا تھا ان کے لئے وہ بارش بہت بری ثابت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ○ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ
بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا
عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً
عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ
وَنُذُرِ ○

(اقتربت الساعة - ۳۴ تا ۳۹)

دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے
وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا۔
(یہ) ہمارا (ان پر) فضل وکرم (تھا)، ہم شکر
کرنے والوں کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔
اور (اے رسول) لوط نے ان کو ہماری پکڑ
سے ڈرایا تھا لیکن وہ ڈرانے (کے معاملہ)
میں ان سے جھگڑنے لگے اور ان سے
ان کے مہمانوں کو طلب کرنے لگے تو ہم نے
ان کی آنکھوں کو مٹا دیا (اور ان سے کہا) لو اب
میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو۔
پھر صبح سویرے ہی ان پر نہ ٹلنے والا عذاب
نازل ہو گیا۔ (ہم نے کہا) لو اب میرے عذاب
کا اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو۔

(نوٹ:۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کے لئے سورۂ عنکبوت کی آیات ۲۸ تا ۳۵ کی تفسیر ملاحظہ کریں)۔

عمل

اے لوگو، بے حیائی کی باتوں سے دور رہیئے، حیاء کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیئے۔
بدکردار لوگوں کا ساتھ نہ دیجیئے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ ہر قسم کی تعریف (صرف) اللہ (اکیلے) کے لئے ہے اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو (اللہ نے) منتخب فرمایا۔ (اے رسول، آپ ان سے پوچھیے) بتاؤ اللہ بہتر ہے یا وہ (ہستیاں) جن کو وہ (اللہ کا) شریک بناتے ہیں ﴿۵۹﴾

معانی ومصادر (اِصْطَفٰی) اِصْطَفٰی، یَصْطَفِیْ، اِصْطِفَآءٌ (باب افتعال) منتخب کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کے عبرت ناک انجام کا حال بیان فرماکر کفار مکہ کو تنبیہ کی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان قوموں کا ہوا۔

درمیان میں اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو مزید تنبیہہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو، پرندوں کو اور جنات کو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع کردیا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں کرسکتا کہ کفار مکہ کو ذلیل کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور مطیع و منقاد بنادے اور کیا جس اللہ نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہانہ کروفر، رعب ودبدبہ اور بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا تھا کیا وہ اللہ اپنے رسول کو وہی شاہانہ کروفر، رعب ودبدبہ اور نعمتیں عطاء نہیں کرسکتا۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے تو پھر کفار مکہ کو ڈر جانا چاہئے اور اپنے انجام کی فکر کرکے شرک سے توبہ کرلینی چاہئے (قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ) (اے رسول، اگر یہ نہیں مانتے تو ان سے) کہہ دیجئے کہ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے زیبا وسزاوار ہے۔ (وہ تعریفوں اور خوبیوں والا ہے، وہ ہر چیز پہ قادر ہے، وہ جو چاہے کرسکتا ہے، کفار مکہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ کہ جب وہ ان کو گرفت میں لے گا تو اس کی گرفت بڑی سخت ہوگی، اس سے وہ بچ نہیں

سکتے) وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی) اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو اس نے منتخب فرمایا۔

یہ بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا انبیاء و رسل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(اے رسول) آپ کا رب یعنی رب العزت ان تمام باتوں سے پاک و منزّہ ہے جو کفار اس کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ رسولوں پر سلام ہو اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے۔

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کے ساتھ رسولوں پر سلام بھیجا ہے۔ ان آیات میں گویا آیات زیر تفسیر کی تبیین و تشریح ہے۔ سورۂ صٰفّٰت کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ناموں کی صراحت کے ساتھ سلام بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۷۹)

نوح پر جہانوں میں سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۰۹)

ابراہیم پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۲۰)

موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ○

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۳۰)

الیاس پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص خاص منتخب بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ○

(الحج ۔ ۷۵)

اللہ فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○
(اٰلِ عمران - ۳۳)

بے شک اللہ نے آدم کو، نوح کو، آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں سے منتخب فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○
(الاعراف - ۱۴۴)

اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ، میں نے تمام لوگوں میں سے تم کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے لئے منتخب فرمایا لہذا جو کچھ میں تم کو دے رہا ہوں اسے (مضبوطی سے) پکڑے رکھنا اور (میرا) شکر ادا کرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ○ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ○ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ○
(صٓ - ۴۵ تا ۴۷)

اور (اے رسول) ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا بھی ذکر کیجئے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک پرخلوص بات (یعنی) آخرت کی یاد کے لئے منتخب کیا تھا اور وہ ہمارے ہاں منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○
(اٰل عمران - ۴۲)

اے مریم، اللہ نے تم کو منتخب کیا ہے، تمہیں پاک کیا ہے اور دنیا کی تمام عورتوں پر تم کو برگزیدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○
(فاطر - ۳۲)

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تو ان میں سے کچھ (تو ایسے ہیں جو) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، کچھ (ایسے ہیں جو) میانہ رو ہیں اور کچھ (ایسے ہیں جو) اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں اور یہ (نیکیوں کی طرف

سبقت کرنا تو اللہ کا) بڑا فضل ہے (جو خوش قسمت لوگوں کو ہی ملا کرتا ہے)۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے انبیاء، فرشتے، حضرت مریم اور اس امت کے لوگ ہیں۔ ان کے علاوہ جن بندوں کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا انہیں اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کے وہی بندے سلامت و محفوظ رہیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے۔ اس میں کفار مکہ کو خبردار کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو بچا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب بھیج کر اپنے دشمنوں کو ہلاک کر سکتا ہے اور اپنے دوستوں کو محفوظ و مامون رکھ سکتا ہے۔ کیا کفار کے معبودان باطل میں بھی یہ قوت ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیں اور اپنے پوجنے والوں کو سلامت رکھیں۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر (ءَاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ) (کفار مکہ کو سوچنا چاہئے کہ) اللہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہیں جن کو وہ (اللہ کا) شریک بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے یعنی وہ سب کچھ کر سکتا ہے، کسی کام سے وہ عاجز نہیں۔ کافروں کے شریک کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ بے بس اور عاجز ہیں تو پھر کافروں کا ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک کرنا بالکل لغو اور لایعنی ہے۔ یہ بالکل بے عقلی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق کو چھوڑ کر ان لوگوں کی عبادت کی جائے جو کچھ نہیں کر سکتے۔ الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی جڑ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔

عمل

اے لوگو، شرک ہرگز نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف بیان کرتے رہیئے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجتے رہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب - ۵۶)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو، تم بھی نبی کے لئے دعائے رحمت کیا کرو اور ان پر سلام بھیجا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب جامع الدعوات جزء ۲ صـ۵۲۴)

بخیل ہے وہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پہ درود نہ پڑھے۔

ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَّمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِمْ تِرَۃً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَہُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہُمْ (رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللہ جزء ۲ صـ۴۷۸ سندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی المجلد الاول جزء اول صـ۱۱۲)

ہر مجلس جس میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجیں اہل مجلس کے لئے باعث حسرت ہوگی۔ اگر اللہ چاہے گا تو ان کو سزا دیگا اور اگر چاہے گا تو معاف فرما دیگا۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ
بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ
تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا، ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ (اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا (اے کافرو، یہ کام کسی نے نہیں کئے، ہم نے کئے ہیں) پھر ہم ہی نے اس پانی سے خوشنما باغ اگائے، یہ تمہارے بس کی بات نہیں تھی کہ باغوں کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں ﴿٦٠﴾

معانی و مصادر (حَدَآئِقَ) حَدَاَ، يَحْدِقُ، حَدْقٌ (ض) ہر طرف سے گھیرنا۔ (حَدَائِقُ = حَدِيْقَةٌ کی جمع۔ حَدِيْقَةٌ = باغ جس کے چاروں طرف دیوار ہو)۔
(بَهْجَةٌ) بَهَجَ، يَبْهَجُ، بَهْجٌ (ف) خوش کرنا (بَهْجَةٌ = حسن، سُرور)۔

(یَعْدِلُوْنَ) عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ (ض) انصاف کرنا، سیدھا کرنا، برابر کرنا، جھکنا، راستہ سے ہٹ جانا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ توحید کے دلائل بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ) (اے رسول، آپ کفار سے پوچھیے) بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور کون تمہارے لئے بادل سے پانی برساتا ہے (اے کافرو، یہ کام کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ کام ہم کرتے ہیں) پھر ہم ہی اس پانی سے خوشنما باغ اگاتے ہیں (مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا) یہ تمہارے بس کی بات نہیں کہ تم باغوں کے درخت اگاؤ (ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ) (تو اے کافرو، بتاؤ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کرسکے، ہرگز نہیں، کوئی شخص یہ کام نہیں کرسکتا تو پھر وہ الٰہ بھی نہیں ہوسکتا۔ جو پیدا کرتا ہے اور نظام کائنات کو چلاتا ہے بس وہی الٰہ ہے۔ جو پیدا نہیں کرسکتا اور نظام کائنات کو چلا نہیں سکتا وہ ہرگز الٰہ نہیں ہوسکتا) (بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ) اے رسول، کافروں کے پاس اس دلیل کا کوئی جواب نہیں) لیکن پھر بھی یہ لوگ (حق سے) انحراف کر رہے ہیں (اور باطل پرستی کا شکار ہو رہے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ۔

(الانعام۔ ۱۴۲)

(اللہ ہی ہے) جس نے ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور ایسے باغات بھی پیدا کئے جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے، اسی نے کھجور کے درخت پیدا کئے اور اسی نے کھیتیاں پیدا کیں جن کے پھل مختلف (اقسام) کے ہوتے ہیں، اسی نے زیتون (کے درخت) بھی پیدا کئے اور انار بھی جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ، یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ

(اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا، وہی دن کو رات

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الاعراف - ۵۴)

سے ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے۔ اسی نے چاند، سورج اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے) (اور) اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کونسی مخلوق کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ (ایک ہے اور سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۱)

کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

(النمل - ۱۷)

تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہو)۔

الغرض جب کفار کے شرکاء کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور کافروں کو اس بات کا اعتراف بھی ہے تو پھر ان کا حق سے انحراف کرنا تعجب انگیز ہے۔ مندرجہ ذیل آیتوں میں ان کے اعتراف کا واضح بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○
(العنکبوت ۔ ٦١)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، (اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد) پھر یہ کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(لقمٰن ۔ ٢٥)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، (اے رسول) آپ کہیئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

الغرض جب تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں تو دوسروں کو اس کا شریک بنانا یقیناً حق سے انحراف کرنا ہے۔

عمل

اے لوگو، جو خالق ہے وہی الٰہ ہے، جو خالق نہیں وہ الٰہ نہیں لہٰذا صرف خالق کائنات کو الٰہ مانیئے۔

اے لوگو، نظامِ کائنات اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے۔ وہی پانی برساتا ہے، وہی درخت اگاتا ہے۔ دوسرے یہ کام نہیں کر سکتے لہٰذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے۔ اے لوگو، صرف اللہ اکیلے کو الٰہ مانیئے، اسی سے مدد مانگیئے، اس کے سامنے جھکیئے، اسی کی اطاعت کیجئے، اسی کی عبادت کیجئے۔

أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا
وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ
لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ، ءَإِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾

ترجمہ (اے رسول، ان سے پوچھیے) بتاؤ وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس میں دریا جاری کئے اور (وہ کون ہے جس نے) زمین میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے بیچ میں پردہ حائل کر دیا، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں) لیکن (اے رسول) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ علم (ودانش) سے بے بہرہ ہیں ﴿٦١﴾

معانی ومصادر (قَرَارًا) قَرَّ، يَقِرُّ، قَرَارٌ وقُرُورٌ وقَرٌّ وتَقْرَارٌ (ف۔ض) ثابت رہنا، ساکن ہونا (قَرَارٌ = ثبات، سکون)۔
(خِلٰلٌ) خَلَّ، يَخُلُّ، خَلٌّ (ن) کم ہونا، سوراخ کرنا، خاص کرنا (خِلَالٌ = درمیان، دانت کریدنے کا آلہ)۔
(رَوَاسِيَ) رَسَا، يَرْسُوْ، رَسْوٌ (ن) ثابت ہونا، لنگر ڈالنا۔ (رَوَاسِيَ = جمے ہوئے پہاڑ)۔
(أَنْهٰرًا) نَهَرَ، يَنْهَرُ، نَهْرٌ (ف) قوت سے بہنا، نہر کھودنا، نہر جاری کرنا۔

(حَاجِزٌ) حَجَزَ، یَحْجُزُ، حَجْزٌ وحِجَازَۃٌ (ن وض) منع کرنا، روکنا، دفع کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا) (اے رسول، ان سے یہ سوال کیجئے بتاؤ وہ) کون ہے جس نے زمین کو قرار دیا (یعنی باوجود اس کے کہ وہ چل رہی ہے اس کو ایسا بنادیا کہ وہ ساکن معلوم ہوتی ہے اور انسان اور حیوان اس میں آسانی سے رہ سکتے ہیں اور بس سکتے ہیں) (بتاؤ) وہ کون ہے جس نے زمین کے درمیان دریا جاری کردئے، جس نے زمین میں پہاڑ بنائے اور جس نے دو سمندروں کے بیچ میں پردہ حائل کردیا (ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ ہے (جو یہ کام کرسکے، ہرگز نہیں) (بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ علم (ودانش) سے بے بہرہ ہیں (یہی وجہ ہے کہ وہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور شرک میں مبتلا رہتے ہیں)۔

زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دینا اور ان کے ذریعہ زمین کو قرار دینا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ○

(لقمٰن - ١٠)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں۔

زمین میں دریاؤں کا جاری کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(النحل - ١٥)

اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے، اسی نے نہریں (جاری کردیں) اور اسی نے راستے (بنادئے) تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔

دو سمندروں کے درمیان اس طرح پردہ حائل کرنا کہ میٹھا اور کھاری پانی ایک دوسرے سے نہیں ملتے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○

(الرحمٰن - ١٩ و ٢٠)

اسی نے دو سمندر (ایسے) بنائے جو آپس میں ملتے ہیں. (لیکن) ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے (جس سے) وہ تجاوز نہیں کرتے (اور خلط ملط نہیں ہوتے).

الغرض نظام عالم کو اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے لہذا اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے۔ دوسرا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا لہذا وہ الٰہ بھی نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ اکثر لوگ اتنی بات بھی نہیں جانتے اور محض جہالت اور تقلید کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو الٰہ بنا لیتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، زمین کو قرار بخشنا، اس میں دریاؤں کا جاری کرنا، پہاڑوں کو اس میں گاڑ دینا، اور میٹھے اور کھاری سمندروں کے درمیان پردہ حائل کرنا یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے لہذا صرف اسی کو الٰہ مانیئے اور صرف اسی کی عبادت و اطاعت کیجئے۔

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا
دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ
خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ
اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾

ترجمہ (اے رسول، ان سے پوچھیئے) بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں لیکن) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو ﴿٦٢﴾

معانی ومصادر (اَلْمُضْطَرّ) اِضْطَرَّ ، یَضْطَرُّ ، اِضْطِرَارٌ (باب افعلال) محتاج کرنا، مجبور کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ) (اے رسول ان سے پوچھیئے بتاؤ وہ) کون ہے کہ جب کوئی پریشان حال اسے پکارے تو وہ اس پریشان حال کی فریاد رسی کرے اور اس کی مصیبت کو دور کر دے (وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ) اور (وہ کون ہے) جو تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے (ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے۔ ہرگز نہیں) لیکن (قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ) تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

مصیبت زدہ کی فریاد کو سننا اور اس کی مصیبت کو دور کرنا یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ
إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(الانعام - ۱۷)

(اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کسی نقصان میں مبتلا کرے تو اس کو اللہ کے علاوہ دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ آپ کو خیر سے نوازے (تو وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام - ۴۰ و ۴۱)

(اے رسول، ان سے) پوچھیے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہوجائے تو کیا تم (اس وقت بھی) اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔ نہیں، بلکہ تم اس وقت صرف اللہ کو پکارو گے اور جن جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو سب کو بھول جاؤ گے پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس عذاب کو دور کرنے کے لئے تم اسے پکارو گے وہ اس عذاب کو دور کر دیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام - ۶۳ و ۶۴)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جبکہ تم گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے پکارتے ہو (اور اس طرح دعا کرتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور اس کے شکرگذار (بندے) بن جائیں گے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس (مصیبت) سے بھی نجات دیتا ہے اور (دوسری) تمام تکلیفوں سے بھی نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ، يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یونس - ۱۰۷)

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اس تکلیف کو دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانی چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فضل سے نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا اور بہت

رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○

(الرعد - ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○

(بنی اسرآئیل - ۵۶، ۵۷)

(اے رسول) آپ (مشرکین سے) کہیے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے (کہ وہ تمہارے مشکل کشا ہیں) ان کو (اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے) پکارو لیکن (وہ تم سے کیا تکلیف دور کریں گے) وہ تو تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا مطلق اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو تم (مشکل کشا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب سے (اور زیادہ) قریب کر دے، (پھر وہ اس بات پر بھی نظر رکھتے ہیں کہ) ان میں سے کون (اللہ کا) زیادہ مقرب ہوا، وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسول) آپ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ، فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ○ اَمْ اَمِنْتُمْ

اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، اللہ کے علاوہ وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب اللہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور پھر اپنے بزرگوں

اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ○

(بنی اسرآءیل - ٦٧ تا ٦٩)

کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔ کیا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف (لے جا کر) زمین میں دھسا دے یا تم پر پتھر (اڑانے) والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز بھی نہ پاسکو (جو تمہیں اس عذاب سے بچالے) یا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے پھر تم پر تیز و تند آندھی چلا کر تمہارے کفر کے سبب تم کو غرق کر دے پھر تمہیں اس معاملہ میں ہمارا کوئی تعاقب کرنے والا بھی نہ مل سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ، قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ، قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ، عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

(الزمر - ٣٨)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے (تو اے رسول، پھر آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا جن (معبودوں) کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ اللہ کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ مجھے رحمت سے نوازنا چاہے تو وہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے، (میرا اسی پر بھروسہ ہے) اور (صحیح معنوں میں) بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

دوسری چیز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا وہ ہے "خلیفہ بنانا" یہ کام بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے، دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ۔

(البقرۃ ۔ ۲۴۷)

اور اللہ اپنا ملک جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ

(آل عمران ۔ ۲۶)

اے رسول، آپ (اللہ کی حمد و ثناء اس طرح) بیان کیا کیجئے: اے اللہ، اے بادشاہت کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔

الغرض مصیبت زدہ کی فریاد کو سننا، اس کی مصیبت کو دور کرنا اور زمین میں کسی کو حکومت عطاء کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا اور جب وہ یہ کام نہیں کر سکتا تو وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی اور ان کاموں کے کرنے کی قدرت رکھتا ہوتا تو وہ بھی الٰہ ہوتا لیکن الٰہ تو کوئی بھی نہیں۔ الٰہ تو صرف ایک ہے اور وہ اللہ ہے تو پھر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مشکل کشا اور حکومت دینے والا سمجھنا چاہیئے۔ دوسرے کو نہ مشکل کشا سمجھنا چاہئے اور نہ حکومت دینے والا۔

عمل

اے لوگو، مشکل کشا اور حکومت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا صرف اسی کو پکاریئے، اسی سے مدد مانگیئے۔ وہی مشکل دور فرمائے گا اور وہی حکومت عطاء فرمائے گا۔

أَمَّنْ يَّهْدِيكُمْ فِي ظُلُمٰتِ
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ
بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ، ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ، تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾

ترجمہ (بتاؤ) وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہیں راستہ بتاتا ہے اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے)؟ ہرگز نہیں، اور اے (رسول) اللہ اس شرک سے جو یہ کر رہے ہیں بلند و بالا ہے ﴿٦٣﴾

معانی و مصادر (بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بُشْرٌ (ض و س) خوش ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) (اے رسول، ان سے یہ سوال کیجئے، بتاؤ) وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہیں راستہ بتاتا ہے (وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ) اور (بتاؤ) وہ کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے (ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے تو وہ بے شک یہ کام کر سکتا ہے لیکن اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے تو پھر کوئی

اور یہ کام نہیں کر سکتا)۔

بحر و بر میں راستہ بتانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○

(الانعام - ٦٣ و ٦٤)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جبکہ تم گڑگڑا گڑگڑا کر خفیہ آواز سے اُسے پکارتے ہو (اور اس طرح دعاء کرتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دے دی تو ہم ضرور اس کے شکر گزار (بندے) بن جائیں گے۔ (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس (مصیبت) سے بھی نجات دیتا ہے اور (دوسری) تمام تکلیفوں سے بھی نجات دیتا ہے، پھر بھی تم (اس کے ساتھ) شرک کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔

(یونس - ٢٢)

(اور اے رسول، آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ یہ) تمہارے شریک مشکل کشا نہیں ہیں، مشکل کشا تو وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے۔

رحمت سے مراد اس آیت میں بارش ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَ هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ○

(الشوریٰ - ٢٨)

(اور اے رسول) وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد پانی برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے، وہی کارساز اور تعریف والا ہے۔

بارش سے پہلے ٹھنڈی اور بڑی خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں اس بات کی بشارت دیتی ہیں کہ اب عنقریب بارش ہونے والی ہے۔ ان ہواؤں کو کون بھیجتا ہے۔ کوئی نہیں بھیجتا سوائے اللہ تعالےٰ کے لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے۔

خشکی و تری میں رہنمائی کرنا اور بارانِ رحمت سے پہلے خوشگوار ہوائیں چلانا یہ سب اللہ تعالیٰ

کے اختیار میں ہے۔ دوسرے یہ کام نہیں کر سکتے لہذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے اور جب وہ الٰہ نہیں ہو سکتے تو وہ اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔ ان کو پکارا جائے لیکن بیوقوف لوگ پھر بھی ان کی عبادت کرتے ہیں، ان کو مشکل کشا سمجھتے ہیں اور ان کو اللہ کا شریک بناتے ہیں (تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) اللہ ان کے شرک سے جو یہ کر رہے ہیں بلند و بالا ہے۔

عمل

کیونکہ خشکی اور تری میں صرف اللہ تعالیٰ ہی رہنمائی کرتا ہے اور صرف وہی بارانِ رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے لہذا صرف وہی الٰہ ہے۔ دوسرے یہ کام نہیں کر سکتے لہذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے تو اے لوگو، ان کو الٰہ نہ سمجھیے ان کی عبادت نہ کیجئے، ان کو مشکل کشا نہ سمجھیے اور نہ ان کو پکاریئے۔

أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، قُلْ
هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ بتاؤ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور وہ کون ہے جو بادل اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو ﴿٦٤﴾

معانی ومصادر (یَبْدَؤُا) بَدَأَ، یَبْدَؤُ، بَدْءٌ (ف) شروع کرنا۔
(یُعِیْدُ) اَعَادَ، یُعِیْدُ، اِعَادَةٌ (باب افعال) دوبارہ کرنا، لوٹانا۔
(هَاتُوْا) هَاتٰی، یُهَاتِیْ، مُهَاتَاةٌ (باب مفاعلہ) لانا۔
(بُرْهَانٌ) بَرِهَ، یَبْرَهُ، بَرَهٌ (س) بیماری کے بعد جسم کا اچھا ہونا (جو صحت کی دلیل ہے)
(بُرْهَانٌ = دلیل)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ) (اے رسول، ان سے پوچھئے بتاؤ وہ) کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور (وہ کون ہے) جو بادل اور زمین سے تمہیں رزق

عنایت فرماتا ہے (ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے، اگر یہ کہیں کہ ہاں ہے تو) (قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (ان سے کہئے کہ) اگر تم (اس دعوے) میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔

بادل سے رزق فراہم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بادل سے بارش ہوتی ہے جو تمام نباتات کے اُگنے کا سبب ہے۔ زمین سے جو رزق حاصل ہوتا ہے وہ نباتات کی صورت میں حاصل ہوتا ہے مثلاً پھل، غلہ، سبزیاں اور ترکاریاں زمین سے پیدا ہوتی ہیں جن پر انسانوں کی زندگی کا انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ (البقرۃ - ۲۲)

اللہ نے بادل سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔

بارش ہی پر پینے کے پانی کا بھی انحصار ہے۔ بارش کے پانی سے تالاب، کنڈ، کنویں وغیرہ سیراب ہوتے ہیں جن سے انسان اپنی ضروریات کے لئے پانی حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(النمل - ۱۰ تا ۱۱)

وہی ہے جس نے بادل سے تمہارے لئے پانی برسایا، اس میں کچھ تو تمہارے پینے کے کام آتا ہے، اور کچھ سے درخت سیراب ہوتے ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے اللہ تمہارے لئے کھیتی، زیتون کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے، غور کرنے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی توحید کی بڑی زبردست) نشانی ہے۔

الغرض آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقات کا پہلی بار پیدا کرنا اور پھر دوبارہ قیامت کے روز پیدا کرنا اور بادل اور زمین سے رزق فراہم کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دوسرے سب بے بس ہیں، وہ ان میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکتے تو الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کفار کو چاہئے کہ یا تو وہ اپنے معبودان باطل کی الوہیت سے انکار کریں اور اگر انکار نہیں کر سکتے تو پھر ان کی الوہیت کی دلیل پیش کریں اور کیونکہ کفار ان کی الوہیت کی کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے لہٰذا الٰہ بس ایک ہی ہے اور وہ اللہ عزوجل ہے۔

عمل

اے لوگو، پیدا کرنا اور رزق فراہم کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ کو الٰہ مانیئے۔ دوسروں کی نہ عبادت کیجئے اور نہ مشکل کشائی کے لئے انہیں پکاریئے۔

اے لوگو، اللہ کے سوا نہ کوئی بادل بنا سکتا ہے اور نہ کوئی اللہ تعالےٰ کے سوا بارش برسا سکتا ہے۔

اے لوگو، اللہ اکیلے کی عبادت کیجئے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ،
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾

ترجمہ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور (جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں) انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ (زندہ کرکے) کب اٹھائے جائیں گے ﴿٦٥﴾

معانی ومصادر

(یَشْعُرُوْنَ) شَعَرَ، یَشْعُرُ، شِعْرٌ وشَعْرٌ وشَعْرٰی وشُعْرٰی وشِعْرٰی وشَعْرَةٌ وشُعُوْرٌ وشُعُوْرَةٌ ومَشْعُوْرٌ ومَشْعُوْرَةٌ (دن وک) جان لینا، شعور ہونا۔

تفسیر

اوپر کی آیتوں میں توحید کے چند دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے (وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ) اور (اے رسول) انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ (زندہ کرکے) کب اٹھائے جائیں گے۔ (جو لوگ اتنے بے خبر ہوں کہ انہیں اپنے متعلق بھی علم نہ ہو کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے تو بھلا ایسے لوگ کیسے اللہ تعالیٰ کے شریک ہو سکتے ہیں۔ جو غیب کی تمام باتوں کا علم رکھتا ہے درحقیقت وہی الٰہ ہے اور جو غیب کی باتوں کا مطلق علم نہیں رکھتا مگر صرف اسی قدر جتنا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ اُسے بتا دیا تو وہ کیسے الٰہ ہو سکتا ہے۔ الٰہ صرف ایک ہے اور وہ وہی ہے جو علام الغیوب ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ، وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ

الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ، اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۸۸)

چاہے (نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں) اگر میں غیب (کی باتیں) جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی برائی نہ پہنچتی، میں تو بس (سرکشوں کو) ڈرانے والا اور ایمان والوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(الانعام - ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اُسے علم ہے، کوئی پتّا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

(نوٹ:۔ علم غیب کے متعلق مفصل بحث سورۂ بقرہ کی آیت ۳ کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں)

عمل

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ غیب کی باتوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب سمجھنا ایک قسم کا شرک ہے۔ اس سے بچیئے۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ
هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ
اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا
هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ
اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا
يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ
هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾
قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ
لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ
وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ
فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي
كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾

ترجمہ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آخرت کے دن سب لوگ دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے) لیکن آخرت (کے بارے) میں ان کافروں کے علم کا خاتمہ ہوگیا ہے، وہ (ابھی تک) آخرت کے معاملہ میں شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ اس کی طرف سے (بالکل) اندھے ہورہے ہیں ﴿٦٦﴾ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے آباء واجداد (مرکر) مٹی ہوجائیں گے تو کیا ہم (پھر زندہ کرکے قبروں سے) نکالے جائیں گے ﴿٦٧﴾ یہ وعدہ ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے آباء اجداد سے کیا جاتا رہا ہے (لیکن اس وعدہ کی حقیقت کچھ نہیں) یہ تو بس اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ﴿٦٨﴾ (اے رسول) آپ ان سے کہئے کہ (اے کافرو) زمین میں سیر وسیاحت کرو اور (دیدۂ عبرت سے) دیکھو کہ مجرمین کا کیا انجام ہوا ﴿٦٩﴾ اور (اے رسول) آپ ان کے معاملہ میں رنج نہ کریں اور جو کچھ تدبیریں یہ کررہے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں ﴿٧٠﴾ اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ (آخر) یہ وعدۂ (عذاب) کب (پورا) ہوگا؟ ﴿٧١﴾ آپ کہہ دیجئے ہوسکتا ہے کہ جس (عذاب) کی تم جلدی کررہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے قریب آپہنچا ہو ﴿٧٢﴾ اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل کرتا ہے (کہ عذاب میں تاخیر کرتا ہے) لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ﴿٧٣﴾ اور (اے رسول) آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں ﴿٧٤﴾ اور آسمان اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب میں لکھی ہوئی نہ ہو ﴿٧٥﴾

معانی ومصادر (اِدّٰرَكَ، اِدَّرَكَ، يَدَّارَكُ، اِدَّارُكٌ (باب اِفَّاعُل) خاتمہ ہوجانا، ایک دوسرے سے مل جانا، منتہی ہونا۔

(عَمُوْنَ) عَمِیَ، یَعْمٰی، عَمًی (س) اندھا ہونا (عَمُوْنَ = عَمِیٌ کی جمع، اندھے)۔

(اَسَاطِیْرُ) سَطَرَ، یَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔

(اَسَاطِیْرُ = اُسْطُوْرَةٌ کی جمع، کہانیاں

اَسَاطِیْرُ = اِسْطَارٌ و اُسْطَارٌ و اُسْطُوْرٌ و اُسْطِیْرٌ کی جمع، نوشتے۔ سَطْرٌ اور سَطَرٌ کی جمع اَسْطُرٌ و سُطُوْرٌ و اَسْطَارٌ ہیں اور جمع الجمع اَسَاطِیْرُ ہے)۔

(رَادِفَ) رَادِفَ، یَرْدَفُ، رَدْفٌ (س ون) پیچھے جانا، پیروی کرنا، پیچھے سوار ہونا۔

(تُكِنُّ) اَكَنَّ، یُكِنُّ، اِكْنَانٌ (باب افعال) چھپانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ) (آخرت کے عذاب سے بار بار ڈرانے کے باوجود کفار ایمان نہیں لائے) اصل بات یہ ہے کہ آخرت (کے بارے) میں ان کے علم کا خاتمہ ہوگیا ہے (ان کے علم کی حد بس دنیا تک ہے، آخرت کے متعلق وہ سوچنا ہی نہیں چاہتے اگر سوچتے اور غور و فکر کرتے تو انہیں علم ہوجاتا کہ یقیناً ایک دن آنے والا ہے جس دن انہیں ان کے اعمال کی سزا یا جزا ملے گی کیونکہ وہ سوچتے) نہیں (لہٰذا) وہ (مستقل طور پر) آخرت کے معاملہ میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ اس کی طرف سے بالکل اندھے ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا، قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ، وَذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ○

(التغابن - ۷)

(اور (اے رسول) کافروں کا دعویٰ ہے کہ (مرنے کے بعد) وہ ہرگز (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے: کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں خبر دی جائے گی کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے اور یہ (کام) اللہ کے لئے (بڑا) آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ، بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے اللہ اسے (کبھی) زندہ نہیں کرے گا۔ کیوں نہیں

(النحل ۔ ۳۸) (اللہ اسے ضرور زندہ کرے گا) یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس پر (ضروری) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے)۔

کفار دوبارہ پیدا کئے جانے کو بعید از عقل سمجھ کر اس کا انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۳۵ تا ۳۸)

کیا یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور (گل سڑ کر) مٹی اور ہڈی بن جاؤ گے تو تم کو پھر (زمین سے زندہ کر کے) نکالا جائے گا۔ جو بات تم سے کہی جا رہی ہے یہ بعید (از عقل) ہے، یہ بعید (از عقل) ہے۔ (ہماری زندگی تو) بس یہی دنیا کی زندگی ہے (جس میں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم (کبھی دوبارہ زندہ کر کے) نہیں اٹھائے جائیں گے۔ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا ہے اور ہم (کبھی) اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔

کفار دعویٰ سے کہا کرتے تھے کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا، لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ○

(الکھف ۔ ۴۸)

اور (اے رسول، یہ سب) آپ کے رب کے سامنے صف بصف پیش کئے جائیں گے، (پھر ہم ان سے کہیں گے آج) تم ہمارے پاس (اسی طرح اکیلے اکیلے) آئے ہو جس طرح (اکیلے اکیلے) ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، (تم تو روز جزا کا انتظار کرتے تھے) بلکہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے (سزا و جزا کے لئے) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے (تو اب تم نے دیکھ لیا کہ تمہارا دعویٰ غلط تھا)۔

آخرت کی طرف سے کفار بالکل اندھے ہو رہے تھے۔ ان پر ایک قسم کی غفلت طاری تھی جو انہیں سوچنے کا موقع ہی نہیں دیتی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ (قٓ - ٢٢)

(پھر قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا) تو اس دن سے (بڑا) غافل رہا، (تیری آنکھوں پر غفلت کا جو پردہ پڑا ہوا تھا آج) ہم نے تیرے (اس) پردے کو تیرے سامنے سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے (تجھے آج وہ تمام چیزیں نظر آ رہی ہیں جن سے تجھ کو ڈرایا گیا تھا)۔

آگے فرمایا (وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ) اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے آباء (واجداد مرکر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم (پھر زندہ کر کے قبروں سے) نکالے جائیں گے (لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) یہ وعدہ ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے آباء (واجداد) سے بھی کیا جاتا رہا ہے (لیکن اس وعدے کی حقیقت کچھ نہیں) یہ تو بس اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں (اگلے لوگوں نے بس ایک بات کہہ دی اور وہ بغیر تحقیق کے قصہ کہانی کی طرح منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے) (قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ) (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے (ذرا) زمین میں سیر و سیاحت کرو اور (دیدۂ عبرت سے) دیکھو کہ مجرمین کا کیا انجام ہوا (مجرمین کا بدانجام اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ رسول جو کچھ کہتے تھے وہ حق تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے غم میں گھلے جا رہے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ کفار ایمان لے آئیں اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (الکھف - ٦)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پہ ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے۔ (اے رسول، آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا، فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ

تو (اے رسول) جس شخص کے لئے اس کے برے اعمال مزیّن کر دئے گئے ہوں اور وہ

يَّشَآءُ، فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

(فاطر- ٨)

ان اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہو کیا وہ (شخص گمراہی سے بچ سکتا ہے) بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب) واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ) اور (اے رسول) آپ ان کے معاملہ میں رنج نہ کریں (یہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں، آپ کیوں ان کے فکر میں اپنے آپ کو گھلاتے ہیں) اور (اے رسول) جو تدبیریں یہ (آپ کے خلاف) کر رہے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوں (یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) (وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے ایمان والو) یہ (تم سے) پوچھتے ہیں کہ اگر تم (عذاب کے وعدہ میں) سچے ہو تو (بتاؤ آخر) یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا (قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ہو سکتا ہے کہ جس (عذاب) کی تم جلدی کر رہے ہو اس (عذاب) میں سے کچھ تمہارے قریب ہی آپہنچا ہو (وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ) اور (اے رسول) بے شک آپ کا رب لوگوں پر بڑے فضل (وکرم) والا ہے (کہ ان کو ڈھیل دیتا رہتا ہے تاکہ اس ڈھیل کے زمانہ میں وہ سنبھل جائیں) لیکن ان میں سے اکثر لوگ (اس کے فضل وکرم کا) شکر ادا نہیں کرتے (وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ) اور (اے رسول) آپ کا رب جانتا ہے جو انکے سینے چھپاتے ہیں (یعنی اللہ ان کے دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے) اور (ان باتوں کو بھی جانتا ہے) جو یہ ظاہر کرتے ہیں (وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ) اور آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی نہ ہو (لوح محفوظ میں لکھا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر چیز کا علم اسے تھا جب ہی تو اس نے اس چیز کے حالات کو اپنے علم کی روشنی میں لوح محفوظ میں لکھ لیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا، وَلَا حَبَّةٍ

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے۔ کوئی پتا نہیں

فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی، اِلَیْهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام۔ ۵۹و۶۰)

جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔ وہی ہے جو رات کے وقت (نیند میں) تمہیں وفات دے دیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا اللہ اُسے (اچھی طرح) جانتا ہے، پھر (رات ختم ہونے کے بعد) دن کے وقت وہ تم کو (اٹھا کر) کھڑا کر دیتا ہے تاکہ (اس طرح زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے۔ پھر تمہیں اسی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَی ○

(طٰہٰ ۔ ۷)

اور (اے رسول) اگر آپ (اللہ سے) پکار کر کوئی بات کہیں (تو اللہ کو آپ کے پکار کر کہنے کی کوئی ضرورت نہیں) اس لئے کہ وہ تو بھید کو بھی جانتا ہے اور چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ، وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(التغابن۔ ۴)

وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

عمل

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے۔ قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ قیامت کا

آنا یقینی ہے۔ قیامت کا انکار کرنے والوں کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ اس انجام سے عبرت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اللہ تعالےٰ کو آپ کے تمام اعمال کا علم ہے وہ آپ کے دلوں کی بات کو بھی جانتا ہے، آپ اللہ تعالےٰ سے کسی بات کو چھپا نہیں سکتے وہ آپ سے آپ کے تمام اعمال کا محاسبہ کرے گا۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ
لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ
بِحُكْمِهٖ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، اِنَّكَ
عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ
لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾
وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ
ضَلٰلَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ
يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ (اور اے رسول) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان میں سے اکثر باتوں کو (واضح طور پر) بیان کر رہا ہے (۷۶) اور بے شک یہ (قرآن) مؤمنین کے لئے (سراسر) ہدایت اور رحمت ہے (۷۷) (اے رسول) بے شک آپ کا رب ان لوگوں کے درمیان (قیامت کے روز) اپنے حکم سے فیصلہ فرمائے گا اور وہ غالب ہے اور جاننے والا ہے (۷۸) (اے رسول) آپ اللہ پر بھروسہ رکھئے بے شک آپ روشن حق پر (قائم) ہیں (۷۹) (اور اے رسول) نہ آپ مُردوں کو (اپنی آواز) سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں (۸۰) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا سکتے ہیں، آپ تو بس ان لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئیں اور مسلم بن جائیں (۸۱)

معانی و مصادر (یَقُصُّ) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصَصٌ (ن) بیان کرنا، قدم بہ قدم چلنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ) بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان باتوں میں سے اکثر باتوں کو جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (واضح طور پر) بیان کر رہا ہے (وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) اور بے شک یہ قرآن ایمان والوں کے لئے سراسر ہدایت اور رحمت ہے (یہ قرآن

ایمان والوں کو صحیح راستہ بتاتا ہے اور پھر اس راستہ پر چلاکر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے) (اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ) (رہے کافر تو وہ دنیا میں اللہ کا فیصلہ نہیں مانتے لہذا اے رسول) آپ کا رب ان لوگوں کے درمیان (قیامت کے روز) اپنے حکم سے فیصلہ فرمائے گا (جو حکم وہ دے گا وہ سب کو ماننا پڑے گا، اس دن کوئی اس کے حکم یا فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرسکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

(الزمر۔ ۳)

بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کررہے ہیں ان باتوں کا فیصلہ اللہ ان کے مابین (قیامت کے دن) کرے گا۔

آگے فرمایا (وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ) اور وہ زبردست ہے اور جاننے والا ہے (قیامت کے روز وہ اپنا فیصلہ منوانے پر قادر ہے، اس کے فیصلے سے اس دن کسی کو انکار کی مجال نہیں ہوگی۔ اس کا فیصلہ اس کے یقینی علم کی بنیاد پر ہوگا وہ خوب جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر) (فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ) تو (اے رسول) آپ اللہ پر بھروسہ رکھیے، آپ یقیناً روشن حق پر (قائم) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(یٰسٓ۔ ۱ تا ۴)

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ آپ بیشک رسولوں میں سے ہیں۔ (اور آپ) صراط مستقیم پر ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں، جو کچھ انہوں نے فیصلہ کیا وہ حق ہے۔ جو ایمان لے آئے انہوں نے تو آپ کے فیصلہ کو مان لیا اور اپنے اختلاف کو ختم کردیا لیکن جو ایمان نہیں لائے وہ اپنے اختلافات پر جمے رہے تو اب ان کے درمیان قیامت کے روز ہی فیصلہ ہوسکتا ہے۔

آگے فرمایا (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ) (اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دی کہ یہ لوگ مُردہ ہیں اور) مُردوں کو آپ (اپنی آواز نہیں) سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جارہے ہوں (وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ) اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (بچاکر) سیدھا راستہ بتا سکتے ہیں (کفار کی روحانیت مردہ ہوچکی ہے جس طرح مُردہ نہیں سُن سکتا یہ بھی نہیں سن سکتے۔ روحانی طور پر یہ بہرے ہیں لہذا حق کی آواز انہیں سنائی نہیں دیتی۔ ان کے دل اندھے ہوگئے ہیں لہذا یہ

حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے) (اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ) آپ تو بس ان لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں اور مسلم بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○ (الحج۔ ۴۶)

(اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کو بہرے، اندھے اور مُردہ لوگوں سے تشبیہ دی۔ جس طرح بہرے، اندھے اور مُردہ لوگوں کو سمجھانا بے سود ہے اسی طرح ان کفّار کو جو روحانی طور پر اندھے، بہرے اور مُردہ ہیں سمجھانا بے سود ہے۔

سمجھانا تو اسی شخص کو فائدہ دے سکتا ہے جو ایمان لائے اور سرِ تسلیم خم کر کے مسلم بن جائے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ پر توکل رکھیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق پر تھے لہٰذا اگر آپ ان کی پیروی کریں گے تو آپ بھی حق پر ہوں گے۔ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کریں گے تو حق پر نہیں ہوں گے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا
لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ
اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾
وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا
مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ
يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ
قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا
بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾
وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا

فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا
جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ
وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ، وَكُلٌّ اَتَوْهُ
دَاخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ
تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

السَّحَابِ، صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ
اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ، اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا، وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ
يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى
النَّارِ، هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ان (کافروں) پہ (ہمارا) وعدۂ (عذاب) پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا (اور انہیں بتائے گا) کہ (کیسے کیسے) لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لائے ﴿۸۲﴾ اور (اے رسول) جس دن ہم ہر

امت میں سے ایسے لوگوں کو فوج در فوج جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ہم ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیں گے (۸۳) یہاں تک کہ جب وہ (سب) آجائیں گے تو (اللہ ان سے) فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے (اپنے) علم سے ان کا احاطہ نہیں کیا تھا (محض لاعلمی سے ان کو جھٹلایا کرتے تھے) اگر یہ بات نہیں تو تم ہی بتاؤ کہ تم اور کیا کام کرتے تھے (۸۴) اور (اے رسول) جب ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے وعدۂ (عذاب) پورا ہوگا تو یہ بول بھی نہیں سکے گے (۸۵) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کر سکیں اور دن کو روشن بنایا (تاکہ وہ کام کر سکیں)، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۸۶) اور (اے رسول) جس دن صور پھونکا جائے گا تو اس دن آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب گھبرا جائیں گے سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے پھر وہ سب اللہ کے پاس عاجزانہ حالت میں حاضر ہوں گے (۸۷) اور (اے رسول) آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ یہ (اپنی جگہ پر مضبوطی سے) جمے ہوئے ہیں (ہل نہیں سکتے) مگر (قیامت کے دن) وہ اس طرح چلیں گے جس طرح بادل چلتے ہیں، یہ سب اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط و مستحکم بنایا ہے (اور اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے خبردار ہے (۸۸) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے اس سے بہتر (صلہ) ہے اور (ایسے لوگ) اس دن خوف و دہشت سے محفوظ و مامون ہوں گے (۸۹) اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے (پھر ان سے کہا جائے گا) یہ تمہارے انہی اعمال کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (۹۰)

معانی و مصادر

(فَزِعَ) فَزِعَ، یَفْزَعُ، فَزْعٌ و فَزَعٌ (س وف) ڈرنا۔
(دَاخِرِیْنَ) دَخَرَ، یَدْخُرُ، دَخْرٌ و دُخُوْرٌ (ف وس) ذلیل ہونا۔
(جَامِدَۃً) جَمَدَ، یَجْمُدُ، جَمْدٌ و جُمُوْدٌ (ن) رک جانا، خشک ہو جانا۔
(اَتْقَنَ) اَتْقَنَ، یُتْقِنُ، اِتْقَانٌ (باب افعال) مضبوط کرنا۔
(کُبَّتْ) کَبَّ، یَکُبُّ، کَبٌّ (ن) الٹا کر دینا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ) اور (اے رسول) جب ان (کافروں) پر (ہمارا) وعدۂ (عذاب) پورا (ہونے والا) ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا (اور انہیں بتائے گا) کہ (کیسے کیسے) لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہیں:۔

اِطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ مَا تَذَاکَرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَۃَ قَالَ اِنَّھَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْنَ قَبْلَھَا عَشْرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّۃَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِھَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَیَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلٰثَۃَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِھِمْ۔
(صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی الأیات التی تکون قبل الساعۃ جزء ۲ صـ۵۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف (بالاخانہ سے) جھانک کر دیکھا۔ ہم باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کر رہے تھے۔ ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی جبتک تم دس نشانیاں اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے۔ پھر آپ نے ذکر کیا دھوئیں کا، دجال کا، (زمین کے) جانور کا، آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا، حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا اور تین جگہ زمین کے دھسنے کا: ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں، تیسرے جزیرہ عرب میں پھر آپ نے فرمایا ان سب نشانیوں کے بعد یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانکتی ہوئی اُن کے محشر کی طرف لے جائے گی۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اس جانور کا نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں:۔

سَمِعْتُ نِدَآءَ الْمُنَادِیْ مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنَادِیْ اَلصَّلٰوۃَ جَامِعَۃً فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ الَّذِیْ تَلِیْ ظُھُوْرَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ لِیَلْزَمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاہُ ثُمَّ قَالَ اَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُکُمْ قَالُوا اللّٰہُ وَ

میں نے پکارنے والے کی آواز سنی وہ پکارنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی تھا۔ وہ پکارتا تھا نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔ میں بھی مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کے قریب تھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو منبر پر بیٹھے اور آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ہر ایک آدمی اپنی نماز کی جگہ پر رہے۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو میں نے تم کو کیوں اکٹھا کیا ہے۔ انہوں نے کہا

رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا جَمَعْتُکُمْ
لِرَغْبَۃٍ وَلَا لِرَھْبَۃٍ وَّلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ
لِاَنَّ تَمِیْمًا الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا
فَجَاءَ فَبَایَعَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا
وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ عَنْ
مَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّہٗ رَکِبَ
فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ مَعَ ثَلٰثِیْنَ
رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ فَلَعِبَ
بِھِمُ الْمَوْجُ شَھْرًا فِی الْبَحْرِ ثُمَّ
اَرْفَئُوْا اِلٰی جَزِیْرَۃٍ فِی الْبَحْرِ حَتّٰی
مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَۃِ
فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَۃَ فَلَقِیَتْھُمْ دَابَّۃٌ
اَھْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعَرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُہٗ
مِنْ دُبُرِہٖ مِنْ کَثْرَۃِ الشَّعَرِ فَقَالُوْا وَیْلَکِ
مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَۃُ قَالُوْا وَمَا
الْجَسَّاسَۃُ قَالَتْ یَا اَیُّھَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوْا
اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّہٗ اِلٰی
خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا
رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْھَا اَنْ تَکُوْنَ شَیْطَانَۃً
قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّیْرَ
فَاِذَا فِیْہِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ رَاَیْنَاہُ قَطُّ
خَلْقًا وَاَشَدُّہٗ وِثَاقًا مَجْمُوْعَۃٌ یَدَاہُ
اِلٰی عُنُقِہٖ مَا بَیْنَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی کَعْبَیْہِ
بِالْحَدِیْدِ قُلْنَا وَیْلَکَ مَا اَنْتَ قَالَ
قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰی خَبَرِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَا
اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَکِبْنَا
فِیْ سَفِیْنَۃٍ بَحْرِیَّۃٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِیْنَ
اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَھْرًا ثُمَّ

اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے
فرمایا اللہ کی قسم میں نے تم کو رغبت دلانے یا
ڈرانے کے لئے جمع نہیں کیا بلکہ اس لئے جمع
کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی تھے وہ آئے
اور انہوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کیا
اور مجھ سے ایک واقعہ بیان کیا جو موافق ہے
اس حدیث کے جو میں تم سے دجال کے سلسلہ
میں بیان کیا کرتا تھا انہوں نے بیان کیا کہ
وہ یعنی تمیم داری سمندر میں ایک جہاز میں
تیس۳۰ آدمیوں کے ساتھ جو لخم اور جذام کی قوم
سے تھے سوار ہوئے۔ ان لوگوں سے (سمندر
کی) موج ایک مہینہ تک کھیلتی رہی۔ پھر وہ
لوگ سمندر میں ایک جزیرہ میں جا پہنچے جس طرف
سورج غروب ہوتا ہے پھر وہ لوگ چھوٹی
کشتی میں بیٹھے اور جزیرہ میں داخل ہوئے وہاں
ان کو ایک جانور جس کے جسم پر بہت بال
تھے اور گھنے بالوں کی وجہ سے اس کا اگلا پچھلا
حصہ شناخت نہ ہوتا تھا۔ ان لوگوں نے اس
سے کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں جاسوس ہوں
ان لوگوں نے کہا جاسوس کیا ہوتا ہے؟ اس
نے کہا اس مرد کے پاس چلو جو دیر میں ہے
اس لئے کہ وہ تمہارے بارے میں خبر سننے
کا بہت مشتاق ہے۔ تمیم نے کہا جب اس
نے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ
کہیں شیطان نہ ہو۔ تمیم نے کہا پھر ہم دوڑتے
ہوئے چلے یہاں تک کہ دیر میں داخل ہوئے
دیکھا کہ وہاں ایک بڑے قد کا آدمی ہے کہ ہم
نے ایسا بڑا آدمی اور ویسا سخت جکڑا ہوا کبھی

اَرْفَئْنَآ اِلٰی جَزِیْرَتِكَ هٰذِهٖ فَجَلَسْنَا فِیْ
اَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْنَا دَآبَّةٌ
اَهْلَبُ كَثِیْرُ الشَّعَرِ لَا یُدْرٰی مَا قُبُلُهٗ
مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ فَقُلْنَا وَیْلَكِ
مَآ اَنْتِ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ قُلْنَا وَمَا
الْجَسَّاسَةُ قَالَتِ اعْمِدُوْا اِلٰی هٰذَا
الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰی خَبَرِكُمْ
بِالْاَشْوَاقِ فَاَقْبَلْنَا اِلَیْكَ سِرَاعًا وَّ
فَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَاْمَنْ اَنْ تَكُوْنَ
شَیْطَانَةً قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَخْلِ
بَیْسَانَ فَقُلْنَا عَنْ اَیِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ
قَالَ اَسْاَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ یُثْمِرُ قُلْنَا
لَهٗ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ یُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ
قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ بُحَیْرَةِ الطَّبَرِیَّةِ قُلْنَا
عَنْ اَیِّ شَاْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِیْهَا
مَآءٌ قَالُوْا هِیَ كَثِیْرَةُ الْمَآءِ قَالَ اَمَا اِنَّ
مَآءَهَا یُوْشِكُ اَنْ یَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ
عَنْ عَیْنِ زُغَرَ قَالُوْا عَنْ اَیِّ شَاْنِهَا
تَسْتَخْبِرُ قَالَ هَلْ فِی الْعَیْنِ مَآءٌ وَهَلْ
یَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَآءِ الْعَیْنِ قُلْنَا لَهٗ نَعَمْ
هِیَ كَثِیْرَةُ الْمَآءِ وَاَهْلُهَا یَزْرَعُوْنَ مِنْ
مَّآءِهَا قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَبِیِّ الْاُمِّیِّیْنَ
مَا فَعَلَ قَالُوْا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ
یَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ
قَالَ كَیْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهٗ قَدْ
ظَهَرَ عَلٰی مَنْ یَّلِیْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ
قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ
اَمَا اِنَّ ذَاكَ خَیْرٌ لَّهُمْ اَنْ یُّطِیْعُوْهُ وَ

نہیں دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے
ساتھ جکڑے ہوئے تھے اور وہ دونوں زانوؤں
سے دونوں ٹخنوں تک لوہے سے (جکڑا
ہوا تھا)۔ ہم نے کہا تم کون ہو اس نے کہا
تم لوگ تو میری خبر پر قابو پا گئے تم لوگ اپنا حال
بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب کے لوگ
ہیں ہم سمندر میں ایک جہاز میں سوار ہوئے۔ جب
ہم سوار ہوئے تو ہم نے سمندر کو جوش میں پایا پھر
ایک مہینہ کی مدت تک لہریں ہم سے کھیلتی
رہیں اس کے بعد اس جزیرے کے قریب آ
گئے پھر ہم چھوٹی کشتی میں بیٹھے اور اس جزیرے
میں داخل ہوئے پھر ہمیں یہ جانور جسکے جسم پر بہت
بال تھے ملا گھنے بالوں کی وجہ سے ہم اس کا
اگلا اور پچھلا حصہ شناخت نہ کر سکے۔ ہم نے اس
سے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔
ہم نے کہا جاسوس کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا چلو
اس مرد کے پاس جو دیر میں ہے اور وہ تمہاری خبر
کا مشتاق ہے۔ اس لئے ہم تمہاری طرف دوڑتے
چلے آئے اور ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں
وہ جانور شیطان نہ ہو۔ پھر اس مرد نے کہا مجھے
بیسان کے نخلستان کے متعلق خبر دو۔ ہم نے
کہا تم اس کا کیا حال پوچھتے ہو؟ اس نے کہا
میں اس کے نخلستان کے متعلق پوچھتا ہوں کہ
پھل دے رہا ہے۔ ہم نے کہا ہاں پھل دے
رہا ہے۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ کہ وہ وقت
قریب ہے جب وہ پھل نہیں دے گا۔ اس
نے کہا کہ مجھے طبرستان کے دریا کے متعلق
بتاؤ ہم نے کہا تم اس کا کیا حال دریافت کرنا

إِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَ
إِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ
فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعُ
قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ
مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ
كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً
أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ
السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى
كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ
هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ
يَعْنِي الْمَدِينَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ
ذٰلِكَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي
حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ
أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَ
مَكَّةَ أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ
الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ
مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ
مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ قَالَتْ
فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب
الفتن واشراط الساعۃ باب فی خروج
الدجال ومکثہ فی الارض جزء۲ صـ۵۷۷)

چاہتے ہو؟ اس نے کہا اس میں پانی ہے! ہم
نے کہا اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا
وہ وقت قریب ہے جب اس کا پانی ختم ہو
جائے گا۔ پھر اس نے کہا زغر کے چشمہ کے
متعلق مجھے بتاؤ۔ ہم نے کہا تم اس کا کیا حال
دریافت کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا اس چشمہ
میں پانی ہے اور کیا وہاں کے لوگ اس کے
پانی سے کھیتی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں، اس
میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے
پانی سے کھیتی کرتے ہیں اس نے کہا مجھے
امیّوں کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟
ہم نے کہا انہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت
کر لی ہے۔ اس نے کہا کیا عرب کے لوگ ان
سے لڑے! ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا انہوں
نے عربوں کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے کہا وہ اپنے
اردگرد کے اہل عرب پر غالب آ گئے ہیں اور اہل
عرب نے ان کی اطاعت کر لی ہے۔ اس نے کہا
کیا یہ بات ہو چکی؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے
کہا خبردار ہو جاؤ یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے
کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ اب میں تم سے
اپنا حال بیان کرتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں۔
وہ زمانہ قریب ہے جب مجھے نکلنے کی اجازت
ہو گی۔ پھر میں نکلوں گا اور زمین میں سیر کروں گا
اور چالیس دن میں میں کسی بستی کو نہیں چھوڑوں
گا جہاں نہ جاؤں سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ
وہاں جانا مجھ پر حرام ہے۔ جب میں ان دو بستیوں
میں سے کسی بستی کے اندر جانا چاہوں گا تو ایک فرشتہ
ننگی تلوار لئے میرے سامنے آئے گا وہ مجھے

وہاں جانے سے روک دے گا۔ اس کے ہر ناکے پر فرشتے ہوں گے جو اس کی حفاظت کریں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا کو منبر پر مارا اور فرمایا کہ یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ کیا میں نے تم کو ان باتوں کی خبر نہیں دی تھی؟ اصحاب نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمیم کی بات اچھی لگی اس لئے کہ وہ اس چیز کے موافق ہوئی جو میں تم کو دجّال اور مکّہ اور مدینہ کے متعلق بتایا کرتا تھا اور اس بات سے بھی خبردار رہو کہ (آیا) وہ بحر شام یا بحر یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ یہ ہے وہ حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یاد کی ہے۔

اس حدیث میں بھی ایک جانور کا اور اس کے انسانوں سے بات کرنے کا ذکر ہے۔ یہ جانور قیامت کے قریب نکلے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا اَوِ الدُّخَانَ اَوِ الدَّجَّالَ اَوِ الدَّآبَّةَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ دَآبَّةَ الْاَرْضِ) اَوْ خَآصَّةَ اَحَدِكُمْ اَوْ اَمْرَ الْعَآمَّةِ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی بقیۃ من احادیث الدجال جزء ۲ صفحہ ۵۸)

چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو ایک دجال، دوسرے دھواں، تیسرے زمین کا جانور، چوتھے آفتاب کا مغرب سے نکلنا، پانچویں موت، چھٹی قیامت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ

(قیامت کی تمام) نشانیوں میں جو نشانی سب

مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّآبَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيَّتُهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰٓى اِثْرِهَا قَرِيْبًا (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال ومکثہ الارض جزء ۲ صـ۵۷۶)

سے پہلے ظاہر ہوگی وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ اور جو نشانی بھی ان دونوں میں سے پہلے واقع ہوگی تو دوسری بھی اس کے بعد جلد ظاہر ہو جائے گی۔

آگے فرمایا (وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ) اور (اے رسول، اس) دن (کا ذکر کیجئے جس دن) ہم ہر امت میں سے ایسے لوگوں کو فوج در فوج جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے، پھر ہم ان کے علیحدہ علیحدہ گروہ بنائیں گے (حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) یہاں تک کہ جب وہ (سب) آجائیں گے تو (اللہ ان سے) فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے (اپنے) علم سے ان کا احاطہ بھی نہیں کیا تھا (محض لاعلمی سے ان کو جھٹلایا کرتے تھے) اچھا اگر یہ بات نہیں تو تم ہی بتاؤ کہ تم اور کیا کام کرتے تھے (وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ) اور (اے رسول، جب) ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے وعدہ (عذاب) پورا ہوگا تو وہ بول بھی نہیں سکیں گے۔

یہ وہ دن ہوگا کہ لوگ ایک لفظ نہیں بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ عذر پیش کر سکیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔ (اس دن ان سے کہا جائے گا) یہ فیصلہ کا دن ہے، (آج) ہم نے تم کو اور (تم سے) پہلے کے لوگوں کو جمع کیا ہے تو اگر تم سے میرے خلاف کوئی تدبیر ہو سکتی ہے تو کرو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ○ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

(والمرسلٰت - ۳۵ تا ۴۰)

الغرض قیامت کے دن کافروں پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ وہ بات نہیں کر سکیں گے (اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کر سکیں اور (کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے) دن کو روشن بنایا (تاکہ وہ کام کر سکیں) بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

دن اور رات کی تخلیق میں ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست نشانی ہے۔ کافروں کے معبود جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہیں انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور نہ وہ کر سکتے ہیں تو پھر ایسے بے بس اور مجبور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا اور ان کی عبادت کرنا بڑی نادانی اور جہالت ہے جس نے دن اور رات کو بنایا بس وہی عبادت کے قابل ہے اور صرف وہی الٰہ ہے۔

(وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ) اور (اے رسول) جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں (سب) گھبرا جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ (اس گھبراہٹ سے بچانا) چاہے (وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ) اور (وہ) سب اللہ کے پاس عاجزانہ حالت میں حاضر ہوں گے (جو لوگ اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزانہ طور پر حاضر ہوں وہ بھلا کب اس قابل ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک ہو سکیں۔ کافروں کا ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا بالکل نادانی اور جہالت ہے) (وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ) اور (اے رسول) آپ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ یہ (اپنی جگہ پر مضبوطی سے) جمے ہوئے ہیں (ہل نہیں سکتے) مگر (قیامت کے دن) وہ اس طرح چلیں گے جس طرح بادل چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ○

(الکھف - ۴۷)

اور (اے رسول، نیک اعمال کا یہ صلہ اس دن ملے گا) جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور جس دن زمین آپ کو (ایک) چٹیل (میدان کی طرح نظر) آئے گی پھر ہم ان (سب) کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ○

(طٰہٰ - ۱۰۵)

اور (اے رسول، لوگ) آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو چورا چورا کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ○ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ○

(الطور - ۹ و ۱۰)

جس دن آسمان لرزے گا اور پہاڑ چلیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ○ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ○ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ○
(اذا وقعت - ۴ تا ۶)

(اور اے لوگو) جب زمین بہت زور سے ہلائی جائے گی، (جب) پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (اور) غبار کی طرح اڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ (الحاقۃ - ۱۳ تا ۱۵)

پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی اور زمین کو اور پہاڑوں کو اٹھا لیا جائے گا اور ان کو ایک ہی بار میں (توڑ پھوڑ کر) برابر کر دیا جائے گا تو اس دن قیامت واقع ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○
(سأل سائل - ۸ و ۹)

جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائے گا اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ○
(یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ - ۱۴)

(یہ سزائیں ان کو اس دن ملیں گی) جس دن زمین اور آسمان لرزیں گے اور پہاڑ بھربھرے ٹیلے بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ○
(والمرسلٰت - ۱۰)

جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○
(عمّ یتسآءلون - ۲۰)

پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○
(اذا الشمس کورت - ۳)

جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○

اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی

(القارعۃ ۔ ۵) ہوئی اُون۔

الغرض قیامت کے دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور اس طرح اڑیں گے جیسے غبار اور روئی کے گالے اڑتے ہیں (صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ) یہ سب اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط اور مستحکم بنایا ہے (ہر چیز اپنی فطرت کے مطابق اپنی حالت پر قائم ہے جو چیز چل رہی ہے وہ اپنی چال میں مضبوط اور غیر متغیر ہے اور جو چیز ساکن و جامد ہے وہ مضبوطی سے اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے۔ نہ چلنے والی چیزوں کی رفتار میں کوئی تبدیلی آتی ہے اور نہ ساکن چیزوں کے سکون میں کوئی تبدیلی آتی ہے) (اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ) (اور اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے (پوری طرح) واقف ہے (نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی اور نہ کسی کی برائی) (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے اس سے بہتر صلہ ہے اور (ایسے لوگ) اس دن کی گھبراہٹ سے (محفوظ و) مامون ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ، هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

(الانبیآء ۔ ۱۰۱ تا ۱۰۳)

لیکن (کافروں کے ان معبودوں میں سے) جن لوگوں کے لئے پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے (کیونکہ کافروں کی پرستش میں وہ کسی طرح سے بھی ملوث نہیں تھے)۔ یہ لوگ دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے بلکہ ان نعمتوں میں جن کو ان کا دل چاہے گا ہمیشہ رہیں گے۔ (اس دن کی) بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غم زدہ نہیں کرے گی، فرشتے ان سے ملاقات کریں گے (اور کہیں گے) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ) اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

بے شک گناہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں۔ (قیامت کے) دن یہ لوگ اپنے منہ

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ (اقتربت الساعۃ - ۴۷ و ۴۸)

کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) اب آگ کا مزا چکھو۔

(هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (پھر ان سے کہا جائے گا کیا تمہیں انہی اعمال کا بدلہ نہیں دیا جا رہا جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (یعنی تم پر ظلم نہیں ہو رہا یہ تو تمہارے اعمال ہی کی سزا ہے جو تمہیں دی جا رہی ہے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، ان پر ایمان لائیے اور ان پر عمل کیجئے۔

اے لوگو، قیامت کے دن سب اللہ تعالیٰ کے سامنے ڈرے ہوئے، سہمے ہوئے آئیں گے تو پھر ایسے لوگ کیسے اللہ تعالیٰ کے شریک ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ الٰہ تو بس ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ
هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا
وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ
أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾
وَأَنْ أَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ، فَمَنِ اهْتَدٰى
فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهٖ، وَمَنْ
ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَآ أَنَا مِنَ
الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا،

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ (اے رسول آپ کہہ دیجئے) مجھے تو بس یہ حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطاء فرمائی ہے اور جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں (۹۱) اور قرآن کی تلاوت کرتا رہوں، تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے اختیار کرتا ہے اور جو شخص گمراہی اختیار کرتا ہے تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو بس ڈرانے والا ہوں (اس سے زیادہ میری کوئی ذمہ داری نہیں) (۹۲) اور (اے رسول) آپ کہہ دیجئے سب تعریف اللہ کے لئے ہے، وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائے گا تو (اس وقت) تم ان کو پہچان لوگے (اور تمہیں یقین آجائے گا کہ وہ بالکل اسی طرح واقع ہوئی ہیں جس طرح تمہیں پہلے سے بتادیا گیا تھا) اور (اے رسول) آپ کا رب ان اعمال سے جو یہ کر رہے ہیں غافل نہیں ہے (وہ مقررہ وقت پر انہیں ضرور اس کا بدلہ دیگا) (۹۳)

معانی ومصادر (اُتْلُوا) تَلَا، يَتْلُو، تِلَاوَةٌ (ن) پڑھنا

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا) (اور اے رسول، کفار سے کہہ دیجئے کہ) مجھے تو (اللہ کی طرف سے) بس یہ حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطاء فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَّكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ

(اے لوگو) مکہ کو اللہ نے حرمت دی ہے، لوگوں نے نہیں دی (تو) جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو وہاں خون بہانا یا وہاں کا درخت کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص (میرے بعد) یہ دلیل دے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ میں جنگ کی ہے تو اس کو یہ جواب دو کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس کی اجازت تھی، تم کو اجازت نہیں دی اور دیکھو مجھے جو وہاں لڑنے کی اجازت ملی تو دن کی ایک گھڑی

الْغَائِبَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب منزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح جزء ۵ ص۱۹ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ وصیدھا جزء اول ص۵۶۸)

کے لئے ہے پھر آج اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی ہے جیسی کل تھی۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ (اِس بات کو) اُن تک پہنچا دیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ افْتَتَحَ مَکَّۃَ لَا ھِجْرَۃَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَاِنَّ ھٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا قَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ قَالَ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب لایحل القتال بمکۃ جزء ۳ ص۱۸ وصحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ جزء اول ص۵۶۸)

فتح مکّہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ہجرت نہیں رہی البتہ جہاد قائم ہے اور نیت باقی ہے اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔ یہ وہ شہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان اور زمین کو پیدا کیا اسی دن سے اس کو حرمت دی اور اللہ کی یہ حرمت قیامت تک قائم رہے گی۔ مجھ سے پہلے اس شہر میں لڑنا کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا تھا اب پھر اس کی حرمت قیامت تک قائم ہوگئی۔ اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے، اس کا شکار نہ ہانکا جائے، اس کی پڑی ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کا اعلان کرے اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے حضرت عباس نے کہا اے اللہ کے رسول، مگر اذخر کی اجازت دے دیجئے۔ وہ لوہاروں کے اور گھروں کے کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا اذخر کے علاوہ (یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ

اللہ ان تین آدمیوں سے سب سے زیادہ بغض رکھتا ہے: ایک تو وہ جو حرم میں بے دینی کی بات کرے، دوسرا وہ جو اسلام میں جاہلیت

بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من طلب دم امری بغیر حق جزء ۹ ص ۷)

کی رسم کا متلاشی ہو، تیسرا وہ جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کا طلبگار ہو۔

آگے فرمایا (وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ) اور (جس رب کی عبادت کا مجھے حکم دیا گیا ہے وہ صرف شہر مکہ ہی کا رب نہیں ہے بلکہ) ہر چیز اس کی ہے (وہ ہر چیز کا رب ہے اور جن لوگوں کی عبادت کفار مکہ کرتے ہیں وہ تو کسی بھی چیز کے مالک نہیں پھر ان کی عبادت صرف بے سود ہی نہیں بلکہ گناہ عظیم ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○

(الفاطر۔ ۱۳)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ، لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

(سبا۔ ۲۲)

(اے رسول، آپ مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشا ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں (مشکل کشائی کے لئے) پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کر سکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان (کی پیدائش اور انتظام) میں اللہ کے ساتھ ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ (تعالیٰ) کا مددگار ہے۔

آگے فرمایا (وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ) اور (اے لوگو) مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں (مسلم بنوں اور مسلمین کے ساتھ رہوں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کروں اور مجھے یہ بھی

(الزمر۔ ۱۱ و ۱۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

(الانعام۔ ۱۶۲ تا ۱۶۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رُخ کرنے والے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

آگے فرمایا (وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ) اور (اے لوگو، مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے) کہ میں قرآن کی تلاوت کروں (اور تمہیں قرآن سناؤں) (فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ) تو (پھر) جو شخص (قرآن کو سن کر) راہ راست اختیار کرتا ہے تو وہ راہ راست کو اپنے ہی (فائدہ کے) لئے اختیار کرتا ہے (اس میں اسی کا بھلا ہے) (وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ) اور جو شخص گمراہی اختیار کرتا ہے تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں (اس سے زیادہ میری کوئی ذمہ داری نہیں۔ میری ذمہ داری تو بس اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دینا ہے اور وہ میں کر رہا ہوں۔ انسان کا گمراہی کو اختیار کرنا خود اس کے لئے نقصان دہ ہے) (وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا) اور (اے رسول) آپ کہئے: (اے کافرو) سب تعریف اللہ کے لئے ہے، وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائے گا تو (اس وقت) تم ان کو پہچان لو گے (کہ وہ بالکل اسی طرح واقع ہوئی ہیں جس طرح تمہیں پہلے بتایا گیا تھا مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نازل ہونا، کافروں کا شکستوں پر شکستیں کھانا، اسلام کا ترقی کرنا، قیامت کے دن صور کا پھونکا جانا، اس کو سن کر آسمانوں کے اور زمین کے تمام لوگوں کا ڈر جانا اور بیہوش ہو جانا پہاڑوں کا غبار اور روئی کے گالے کی طرح اڑنا وغیرہ وغیرہ پھر اس وقت اگر تم ایمان لائے تو تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا)۔

(آگے فرمایا (وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ) اور (اے رسول) آپ کا رب ان اعمال سے غافل نہیں ہے جو آپ لوگ کر رہے ہیں (ہر شخص کو اس کے اعمال کی جزا یا سزا ملے گی)۔

عمل

اے ایمان والو، مکہ معظمہ کا احترام کیجئے، وہاں پر نہ کسی قسم کی خونریزی کیجئے، اور نہ بدامنی پھیلائیے، نہ کوئی بے دینی کی بات کیجئے حتیٰ کہ وہاں کا کانٹا بھی نہ توڑیئے۔

اے لوگو، مسلم بن جائیے، مسلم بن کر زندگی گزاریئے اور مسلمین کے ساتھ رہیئے، فرقہ بندی چھوڑ دیجئے، فرقہ وارانہ مذاہب و مسالک کو چھوڑ کر اسلام قبول کیجئے، فرقہ وارانہ ناموں سے بیزار ہو کر اپنے آپ کو صرف مسلم کہیئے اور یاد رکھیئے اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ قصص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

طٰسٓمٓ ① تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ② الۡمُبِیۡنِ ②

ترجمہ طٰسٓمٓ ① (اے رسول) یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ②

معانی و مصادر (مُبِیۡنٌ) اَبَانَ، یُبِیۡنُ، اِبَانَۃٌ (باب افعال) واضح کرنا (مُبِیۡنٌ = واضح)

تفسیر طٰسٓمٓ۔ ط، س اور م حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات کے متعلق مفصّل معلومات کے لئے سورۂ بقرۂ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ) یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔

قرآن مجید ایک واضح اور روشن کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی اور پیچیدگی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ۔ ۳)

(یہ ایک ایسی) کتاب (ہے) جس کی آیتیں علیحدہ علیحدہ کر دی گئی ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو، مزید برآں یہ کتاب یعنی) قرآن ان لوگوں (کی

ہدایت) کے لئے جو علم (و فہم) رکھتے ہیں عربی زبان میں (اتارا گیا) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○
(الکھف - ۱)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی قسم کی) کجی نہیں رکھی۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید ایک بڑی واضح کتاب ہے۔ اس کو پڑھیے اس پر ایمان لائیے اور اس کے احکام پر عمل کیجئے۔

نَتْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَإِ مُوْسٰى
وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣﴾
إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَ
جَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ
طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَآءَهُمْ
وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ، إِنَّهٗ كَانَ
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾ وَنُرِيْدُ أَنْ
نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً

وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ
لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝٦

ترجمہ ہم آپ کو ایمان والوں کے (سنانے کے) لئے موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات حق کے ساتھ بیان کرتے ہیں ③ بے شک فرعون نے (اپنے) ملک میں بہت سر اٹھا رکھا تھا اور وہاں کے رہنے والوں کو (مختلف) فرقوں میں (تقسیم) کر دیا تھا، ان میں سے ایک فرقہ کو اس نے اتنا کمزور کر دیا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا (اور وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے)، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مفسدین میں سے تھا ④ اور (اے رسول) ہم یہ چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر جو ملک میں کمزور کر دئے گئے تھے احسان کریں، ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث بنائیں ⑤ اور انہیں زمین میں استحکام دیں اور فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں کو ان (کی طرف) سے وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے ⑥

معانی و مصادر (نَبَأَ، نَبَأً، يَنْبَأُ، نَبْأٌ وَنُبُوْءٌ (ف) بلند ہونا، طلوع ہونا، نکلنا (نَبَأٌ، خبر)۔
(يَحْذَرُوْنَ) حَذِرَ، يَحْذَرُ، حِذْرٌ وَمَحْذُوْرَةٌ وَحَذَرٌ (س) بچنا، بچانا، ڈرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) (اے رسول) ہم ایمان والوں کے (سنانے کے) لئے موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال حق کے ساتھ آپ کو سناتے ہیں:۔

"حق کے ساتھ سنانے" کا مطلب یہ ہے کہ یہ حالات جو ہم آپ کو سنا رہے ہیں بالکل سچ ہیں ان میں قصے کہانیوں کی طرح نہ مبالغہ آرائی ہے اور نہ غلط بیانی۔ یہ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں۔

(اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ) بے شک فرعون نے (اپنے) ملک میں بہت سر اٹھا رکھا تھا۔ (بہت ظلم وستم کرتا تھا اور غرور و تکبر میں اندھا ہو گیا تھا حتی کہ اپنے آپ کو رب اعلےٰ اور الٰہ کہا کرتا تھا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ○ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ○ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ○ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ○ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ○ فَحَشَرَ فَنَادٰى ○ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ○

(والنّٰزعٰت - ۱۷ تا ۲۴)

(اے موسیٰ) فرعون کی طرف جاؤ، اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔ اس سے کہو: کیا تو چاہتا ہے کہ (کفر کی گندگی) سے پاک ہو جائے۔ (کیا) میں تجھے تیرے رب کی طرف (جانے والا) راستہ بتاؤں، (ہو سکتا ہے کہ) پھر تو (اپنے رب سے) ڈرنے لگے۔ پھر انہوں نے اُس کو (اپنی نبوت کی) ایک بڑی نشانی دکھائی لیکن اس نے (اُن کو) جھٹلایا اور (ان کی) نافرمانی کی۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیا اور (ان کو نقصان پہنچانے کی) کوشش کرنے لگا۔ پھر اس نے (لوگوں کو) جمع کیا اور (ان کو) آواز دی۔ پھر (ان سے کہا) میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ○

(القصص - ۳۸)

فرعون نے کہا اے سردارو، میرے علم میں سوائے میرے تمہارا اور کوئی الٰہ نہیں۔

آگے فرمایا (وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ) اور (اے رسول، فرعون نے صرف سر ہی نہیں اٹھا رکھا تھا بلکہ) اس سرزمین کے رہنے والوں کو فرقے (فرقے) بنا رکھا تھا۔ ان (فرقوں) میں سے ایک فرقہ کو اس نے (اس قدر) کمزور کر دیا تھا (کہ) ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا (اور وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے، مجبور تھے) مزید برآں فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ○
(الشعراء - ۲۲)

(موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا) کیا یہی احسان ہے جو تو مجھ پہ رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

فرعون بنی اسرائیل کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ○
(الاعراف - ۱۴۱)

اور (اے بنی اسرائیل، وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون کے متبعین سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس (تکلیف) میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی۔

الغرض فرعون بنی اسرائیل پر خصوصیت کے ساتھ ظلم کیا کرتا تھا۔ ان کی نسل کو ختم کرنے کے لئے ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ (إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ) بے شک وہ فساد پھیلانے والوں میں سے (ایک بڑا ہی مفسد شخص) تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ○
(الاعراف - ۱۰۳)

پھر ہم نے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ان لوگوں نے ہماری آیات کے ساتھ ظلم (و زیادتی کی اور ان کا انکار) کیا پھر (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ان مفسدین کا کیا انجام ہوا (اگر یہ مشرکین مکہ بھی انکار، فساد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان سے پہلے مفسدین کا ہو چکا ہے)

آگے فرمایا (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ) اور (اے رسول) ہم یہ چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر جن کو کمزور کر دیا تھا احسان کریں، ان کو (اقوام عالم کا) امام بنائیں اور انہیں (ملک و سلطنت کا) وارث بنائیں (وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ) اور انہیں زمین میں

استحکام دیں (ان کی سلطنت کو مضبوط کر دیں) اور فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں کو بنی اسرائیل کی طرف سے وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو قوت و حشمت دینے کا ارادہ کیا تھا اسی لئے اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توحید کے بعد سب سے پہلے یہی حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکالیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

(الشعرآء۔ ۱۶ و ۱۷)

(اے موسیٰ اور اے ہارون) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں (تجھے رب العالمین پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں) (اور ہم تجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دینے کے بعد فرعون سے سب سے پہلے یہی سوال کیا کہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر دے اور ہمارے ساتھ کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ، قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

(الاعراف۔ ۱۰۴ و ۱۰۵)

اور (اے رسول، جب) موسیٰ (فرعون کے پاس پہنچے تو انہوں) نے کہا: اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ میں (اس بات کا) پابند ہوں کہ اللہ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں سوائے حق کے، میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس کھلی نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا (پہلی بات تو یہ کہ تو ایمان لا اور دوسری بات یہ کہ) بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔

فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں کو جو ڈر تھا وہ یہی تھا کہ کہیں بنی اسرائیل ہم سے حکومت نہ چھین لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا

قوم فرعون کے سرداروں نے (آپس میں) کہا

لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○ يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۰۹ و ۱۱۰)

یہ تو (فن سحر کا) بڑا جاننے والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے تو اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے!۔

اگرچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے خطرہ سے اپنی حکومت کو بچانے کے لئے ان کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا لیکن بالآخر ہوا وہی جس کا فرعون اور اس کے سرداروں کو ڈر تھا۔ فرعون کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی اسرائیل آزاد اور حکمران ہو گئے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

عمل

جب شریر لوگوں کے ہاتھ میں حکومت آجاتی ہے تو وہ اپنی کرسی کو پائیدار رکھنے کے لئے رعایا کو متحد نہیں ہونے دیتے۔ انہیں مختلف طبقات میں تقسیم کر دیتے ہیں، ان میں ایک دوسرے سے منافرت پیدا کرتے ہیں اور انہیں آپس میں الجھا دیتے ہیں۔ رعایا آپس کی لڑائی میں کھو جاتی ہے اور شریر لوگ چین سے حکومت کرتے رہتے ہیں لہٰذا اے ایمان والو، ایسے حکمرانوں سے ہوشیار رہا کیجئے۔ آپس میں لڑ کر اپنی قوت کو ضائع نہ کیا کیجئے، بلکہ سب متحد ہو کر شریر لوگوں سے حکومت چھیننے اور خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیئے تاکہ ظلم و ستم ختم ہو جائے، عدل و انصاف کا دور دورہ ہو اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہو جائے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ
اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ
فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ
وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ
وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ
لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا
خٰطِـِٕيْنَ ۝۸ وَقَالَتِ امْرَاَتُ

فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۚ
لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ
اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۖ
اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ
اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠ وَقَالَتْ
لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ
عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ
قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ
عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ
وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ
اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ
وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب تمہیں ان کے متعلق (کسی قسم) کا خوف ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور (جب تم ایسا کرو تو) نہ ڈرنا اور نہ رنج کرنا، ہم ان کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے اور اُن کو رسول بنائیں گے ﴿۷﴾ (الغرض انہوں نے فرعون کے ڈر سے موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا) تو فرعون کے لوگوں نے انہیں اٹھا لیا تاکہ وہ ان کے لئے دشمن اور غم کا باعث ہوں، بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکر غلطی کر بیٹھے ﴿۸﴾ (جب موسیٰ فرعون کے محل میں لے

جائے گئے تو) فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں (وہ اس بات پر راضی ہو گئے) اور انہیں خبر بھی نہیں تھی (کہ اس کا انجام کیا ہوگا) ⑨ موسیٰ کی والدہ (نے موسیٰ کو دریا میں ڈال تو دیا لیکن ان) کا دل بے قرار ہو گیا اور اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ رکھتے تو ان سے بعید نہ تھا کہ وہ اس بات کو (سب پر) ظاہر کر دیتیں، (ان کے دل کو مضبوط رکھنے سے ہمارا مقصد یہ تھا) کہ وہ (ہماری بات پر) ایمان رکھیں (اور دلجمعی کے ساتھ بیٹھی رہیں) ⑩ انہوں نے (موسیٰ کو دریا میں ڈالتے وقت) موسیٰ کی بہن سے کہا ان کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ (والدہ کے کہنے کے مطابق) وہ (موسیٰ کے پیچھے پیچھے جاتی رہیں اور) دور سے موسیٰ کو دیکھتی رہیں لیکن فرعون کے لوگوں کو اس کی خبر نہیں ہوئی ⑪ اور ہم نے موسیٰ کو پہلے ہی سے دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) سے روک رکھا تھا (وہ کسی کا دودھ پیتے ہی نہ تھے) تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تم کو ایسے گھر والے نہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کی کفالت کریں اور وہ اس کے ساتھ خیر خواہی بھی کریں ⑫ الغرض ہم نے (اس طرح) موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ موسیٰ کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، انہیں (کسی قسم کا) رنج نہ ہو اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ⑬

معانی و مصادر

(اَرْضِعِی) اَرْضَعَ، یُرْضِعُ، اِرْضَاعٌ (باب افعال) دودھ پلانا۔
(اَلْقِیْ) اَلْقٰی، یُلْقِیْ، اِلْقَاءٌ (باب افعال) ڈال دینا۔
(تَخَافِیْ) خَافَ، یَخَافُ، خَوْفٌ و خِیْفَةٌ و خَیْفٌ و مَخَافَةٌ (س) ڈرنا۔
(تَحْزَنِیْ) حَزِنَ، یَحْزَنُ، حَزَنٌ (س) غمگین ہونا۔
(رَادُّوْہُ) رَدَّ، یَرُدُّ، رَدٌّ (ن) لوٹانا۔
(اِلْتَقَطَ) اِلْتَقَطَ، یَلْتَقِطُ، اِلْتِقَاطٌ (باب افتعال) اٹھالینا، جمع کرنا، اچانک خبر ہونا۔
(خٰطِئِیْنَ) خَطِئَ، یَخْطَئُ، خِطْاٌ و خَطَاٌ و خِطْأَةٌ (س) گناہ کرنا، خطا کرنا۔
(قُرَّتُ) قَرَّ، یَقَرُّ، قُرَّةٌ و قَرَّةٌ و قُرُوْرَةٌ (ف و ض) ٹھنڈا ہونا۔
(فَارِغًا) فَرَغَ، یَفْرُغُ، فَرَاغٌ و فُرُوْغٌ (ن، ف، س) فارغ ہونا، خالی ہونا، صبر سے خالی ہونا۔
(رَبَطْنَا) رَبَطَ، یَرْبِطُ، رَبْطٌ (ض) مضبوط کر دینا، صبر دینا۔
(قُصِّیْ) قَصَّ، یَقُصُّ، قَصَصٌ (ن) قدم بقدم چلنا، بیان کرنا، پیچھے چلنا۔
(جُنُبٌ) جَنَبَ، یَجْنُبُ، جَنْبٌ (ن) دور کرنا (جُنُبٌ = دور، غریب الوطن)۔
(یَکْفُلُوْنَ) کَفَلَ، یَکْفُلُ، کَفْلٌ و کَفَالَةٌ (ن) کفالت کرنا۔

(یَدُلُّ) دَلَّ، یَدُلُّ، دَلَالَۃٌ وَدُلُوْلَۃٌ وَدِلِّیْلٰی (ن) رہنمائی کرنا، دلالت کرنا۔

تفسیر اوپر گذر چکا ہے کہ فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام جب پیدا ہوئے تو ان کو قتل سے بچانے کی ایک تدبیر اللہ تعالےٰ نے ان کی والدہ کو بتائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ) اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب تمہیں ان کے متعلق (فرعون کی طرف سے کسی قسم کا) خوف ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا، پھر (اس بات سے) نہ ڈرنا (کہ فرعون انہیں قتل کر دے گا یا وہ دریا میں ڈوب جائیں گے) اور نہ ان کی جدائی سے غمگین ہونا ہم ان کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے اور ان کو رسول بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّكَ مَا یُوْحٰٓی ○ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ، وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ○

(طٰہٰ - ۳۸ و ۳۹)

(اے موسیٰ) جب ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی بھیجی جو (اب تمہاری طرف) وحی کی جا رہی ہے۔ (وہ یہ) کہ موسیٰ کو صندوق میں رکھ دو، پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو، دریا اسے ساحل پر ڈال دے گا (پھر) اس کو وہ شخص اٹھا لے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ) میں نے اپنے پاس سے تم پر ایسی محبت ڈال دی (کہ جو دیکھتا تم سے محبت کرنے لگتا) اور (اے موسیٰ) (اس کا مقصد یہ تھا) کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

آگے فرمایا (فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا، اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕیْنَ) (الغرض جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے خطرہ محسوس کیا تو انہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔) فرعون کے آدمیوں نے انہیں (بہتے ہوئے دیکھا تو) اٹھا لیا تاکہ (کسی خاص عمر کو پہنچ کر) موسیٰ ان کے لئے دشمن ثابت ہوں اور ان کے لئے پریشانی کا سبب بنیں (یعنی فرعون کے آدمیوں نے غیر شعوری طور پر اپنے پیر میں خود کلہاڑی ماری، اپنے دشمن کو اٹھا کر انہوں نے نادانستہ طور پر اپنا نقصان کیا، انہیں کیا خبر تھی کہ موسیٰ بڑے ہو کر ان کی تباہی و بربادی کا سبب ہوں گے) بے شک فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں نے (انہیں اٹھا کر) بڑی غلطی کی۔

اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ رکھنا مقصود تھا تاکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ فرعون کو تباہ و برباد کرے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی یہ قدرت بھی دکھانی تھی کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دشمن کے گھر میں پرورش پائیں اور وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ الغرض فرعون اپنے دشمن کو بجائے قتل کرنے کے پرورش کرتا رہا۔ اپنی قوت اور استحکام کی جو تدبیر اس نے سوچی تھی اور جس پر وہ عمل بھی کر رہا تھا وہ عین موقع پر ناکام ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے سامنے بھلا کس کی تدبیر چل سکتی ہے۔

آگے فرمایا (وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) (الغرض جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے محل میں پہنچے تو حسب دستور فرعون اور اس کے آدمیوں نے انہیں قتل کرنے کا (ارادہ کیا)۔ فرعون کی بیوی نے کہا: (اے فرعون) یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو، شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں (ان لوگوں نے ملکہ کی بات کو مان لیا) انہیں خبر نہیں تھی کہ اس کے قتل نہ کرنے کا انجام کیا ہوگا) (وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا) موسیٰ کی والدہ (نے موسیٰ کو دریا میں ڈال تو دیا لیکن ان) کا دل بے قرار ہو گیا (اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ رکھتے تو ان سے (کچھ) بعید نہیں تھا کہ وہ (موسیٰ کے دریا میں ڈالنے کے) اس (واقعہ کو سب پر) ظاہر کر دیتیں (ان کے دل کو مضبوط رکھنے سے ہمارا مقصد یہ تھا) کہ وہ (ہمارے وعدہ پر) ایمان رکھیں (اور وہ جمعی کے ساتھ بیٹھی رہیں) (وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) اور (اے رسول جب موسیٰ کی) والدہ نے (انہیں دریا میں ڈال دیا تو) موسیٰؑ کی بہن سے کہا: ان کے پیچھے پیچھے چلتی رہو (اور دیکھتی رہو کہ انہیں کون اٹھاتا ہے۔ الغرض والدہ کے کہنے کے مطابق) وہ (موسیٰ کے پیچھے پیچھے چلتی رہیں اور) دور سے موسیٰ کو دیکھتی رہیں لیکن فرعون کے آدمیوں کو اس بات کی خبر نہیں ہوئی (کہ کوئی شخص موسیٰ کی نگرانی کر رہا ہے) (وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ) اور (اے رسول) ہم نے تو پہلے ہی سے موسیٰ کو دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) سے روک رکھا تھا (وہ کسی کا دودھ پیتے ہی نہیں تھے سوائے اپنی والدہ کے، فرعون کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تو انہیں بڑی پریشانی ہوئی۔ اس موقع پر موسیٰ کی بہن بھی کسی طریقہ سے محل میں پہنچ گئیں) انہوں نے (فرعون کے گھر والوں سے) کہا: کیا میں تم کو ایسے گھر والے نہ بتاؤں جو تمہاری خاطر اس بچہ کی کفالت کریں (اس کو دودھ پلائیں) اور اس کے ساتھ خیر خواہی کریں (فرعون کے گھر والوں نے موسیٰ کی بہن کی بات کو منظور کر لیا اور اس طرح) (فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس واپس

پہنچا دیا تاکہ موسیٰ کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (موسیٰ کی جدائی سے) رنجیدہ نہ ہوں اور وہ یہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے احکام کی بغیر کسی پس و پیش کے تعمیل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، وہ ضرور اپنے وعدے پورے کرے گا۔ دنیا والے آپ کے خلاف کتنی ہی تدبیریں کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کر دے گا اور آپ کی حفاظت فرمائے گا اور حفاظت ہی نہیں فرمائے گا بلکہ آپ کو ان کے مقابلہ میں حیرت انگیز کامیابی عطا فرمائے گا۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ دشمن کی تدبیریں نقصان پہنچانے کے بجائے آپ کو فائدہ پہنچائیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا، وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ
الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ
مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ
يَقْتَتِلٰنِ، هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ
وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ، فَاسْتَغَاثَهُ
الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ
مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى

فَقَضٰى عَلَيْهِ، قَالَ هٰذَا مِنْ
عَمَلِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ عَدُوٌّ
مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ
اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
فَغَفَرَ لَهٗ، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ
ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٧﴾ فَاَصْبَحَ
فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ

فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ
يَسْتَصْرِخُهُ، قَالَ لَهُ مُوسَىٰ
إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا
أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي
هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا، قَالَ يَا مُوسَىٰ
أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ
نَفْسًا بِالْأَمْسِ، إِنْ تُرِيدُ إِلَّا
أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ
وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ

الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ
اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ
يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ
بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ
لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ
مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ، قَالَ
رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ پھر جب موسیٰ بالغ ہو گئے اور پوری طرح سے جوان ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطاء کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۱۴﴾ پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے غفلت میں

(پڑے ہوئے سو رہے) تھے۔ موسیٰ نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا، ان میں سے ایک موسیٰ کی قوم کا آدمی تھا اور ایک ان کی دشمن قوم کا آدمی تھا، تو جو شخص ان کی قوم کا آدمی تھا اس نے موسیٰ سے اس شخص کے خلاف جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد مانگی۔ موسیٰ نے اس کے مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا (جب وہ مر گیا تو موسیٰ کو افسوس ہوا) کہنے لگے یہ شیطانی عمل ہے (جو مجھ سے نادانستہ سرزد ہو گیا) بے شک شیطان انسان کا دشمن اور کھلم کھلا گمراہ کرنے والا ہے (۱۵) موسیٰ نے کہا اے میرے رب، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، مجھے معاف فرما دے، اللہ نے انہیں معاف کر دیا، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۶) موسیٰ نے کہا اے میرے رب، تو نے مجھ پر انعام کیا ہے (اس کے شکرانہ میں) میں آئندہ کبھی گناہگاروں کا مددگار نہیں بنوں گا (۱۷) پھر (دوسرے دن) وہ صبح کے وقت شہر میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئے، وہ (اس) انتظار میں تھے (کہ دیکھیں ان کے خلاف کیا ہوتا ہے)، کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جس نے گذشتہ کل ان سے مدد مانگی تھی ان سے فریاد کر رہا ہے، موسیٰ نے اس سے کہا بے شک تو ہی صریح گمراہی میں ہے (کہ روزانہ لڑتا رہتا ہے) (۱۸) پھر جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو ان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ کہنے لگا کیا تم مجھے بھی اسی طرح مار ڈالنا چاہتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا، تم تو ملک میں جبر و تشدد (کا بازار گرم) کرنا چاہتے ہو، تم (ملک میں) اصلاح کرنا نہیں چاہتے (۱۹) (اسی اثناء میں) شہر کے پرلے سرے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا اے موسیٰ، (قوم کے) سردار تمہارے متعلق آپس میں صلاح مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں، تم یہاں سے چلے جاؤ، میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں (۲۰) موسیٰ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے، وہ ڈر رہے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے (جب وہ شہر سے نکلنے لگے تو انہوں نے اس طرح) دعا کی اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات دے (۲۱)

معانی و مصادر

(اَشُدُّ) اَشَدَّ، یَشُدُّ، اِشْدَادٌ (باب افعال) بلوغ کو پہنچنا، عقل اور عمر میں مضبوط کرنا (اَشُدٌّ = بلوغ، قوت)۔

(حِیْنَ) حَانَ، یَحِیْنُ، حَیْنٌ، حَیْنُوْنَةٌ (ض) وقت قریب ہونا (حِیْنٌ = وقت)۔

(وَکَزَ) وَکَزَ، یَکِزُ، وَکْزٌ (ض) دفع کرنا، مکا مارنا۔

(غَفْلَةٌ) غَفَلَ، یَغْفُلُ، غَفْلَةٌ وغَفَلٌ وغُفُوْلٌ (ن) غفلت کرنا، بھولنا، چھوڑ دینا۔

(ظَهِیْرٌ) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظَهْرٌ وظُهُوْرٌ (ف) مدد کرنا (ظَهِیْرٌ = مددگار)۔

(یَتَرَقَّبُ) تَرَقَّبَ، یَتَرَقَّبُ، تَرَقُّبٌ (باب تفعل) انتظار کرنا، چڑھنا۔

(یَسْتَصْرِخُ) اِسْتَصْرَخَ، یَسْتَصْرِخُ، اِسْتِصْرَاخٌ (باب استفعال) فریاد کرنا۔

(غَوِیٌّ) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) وغَوِیَ، یَغْوٰی، غَوَایَةٌ (س) گمراہ ہونا۔

(جَبَّارٌ) جَبَرَ، یَجْبُرُ، جَبْرٌ (ن) اصلاح کرنا، مجبور کرنا،
(اَقْصَا) قَصَا، یَقْصُوُ، قَصْوٌ و قُصُوٌّ و قَصَاءٌ (ن) دور ہونا (اَقْصَا = اَقْصٰی ۔ زیادہ دور)۔
(یَاْتَمِرُوْنَ) اِئْتَمَرَ، یَاْتَمِرُ، اِئْتِمَارٌ (باب افتعال) مشورہ کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش اور ان کے بچپن کے حالات بیان فرمائے۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ ان کی جوانی کے حالات بیان فرماتا ہے :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا) اور (اے رسول) جب موسیٰ بالغ اور پوری طرح سے جوان ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطاء فرمایا۔ (وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ) اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

یہ علم و حکمت انہیں کیسے ملی اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ) پھر (ایک دن یا ایک رات کو ایسا ہوا کہ) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے غفلت میں (پڑے سو رہے) تھے۔ موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قوم کا آدمی تھا اور ایک ان کی دشمن قوم کا آدمی تھا (فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ) تو جو آدمی موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قوم کا تھا اس نے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اس آدمی کے خلاف جو موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دشمن (گروہ) سے (تعلق رکھتا) تھا مدد مانگی (فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کے مکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا (اس کے مر جانے کا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت افسوس ہوا) (قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ) کہنے لگے یہ شیطانی عمل ہے (جو مجھ سے نادانستہ سرزد ہو گیا) بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن اور گمراہ کرنے والا ہے (قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ) پھر موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (کہ اس کو مکا مار کر ہلاک کر دیا) مجھے معاف فرما دے۔ اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: اے میرے رب تو نے جو مجھ پر انعامات (و احسانات) کئے ہیں میں عملاً اس کا شکر ادا کرنے کے لئے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی گناہگاروں کا مددگار نہیں بنوں گا (فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ) پھر (اگلے دن) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نے شہر میں ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ خائف تھے اور (اس بات کے) انتظار میں تھے (کہ ان کے خلاف کیا ہوتا ہے)۔ اسی عالم میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جس نے گذشتہ کل ان سے مدد مانگی تھی ان سے فریاد کر رہا ہے (قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا: بے شک تو ہی کھلا گمراہ ہے (کہ روزانہ لڑتا رہتا ہے) (فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا) پھر جب موسیٰ نے چاہا کہ اس شخص کو پکڑ لیں جو ان دونوں کا دشمن تھا یعنی جو اس شخص کا بھی دشمن تھا جس سے پہلے دن لڑائی ہو رہی تھی اور اس شخص کا بھی دشمن تھا جس سے دوسرے دن لڑائی ہو رہی تھی یعنی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو پکڑ لیں جو دونوں موقعوں پر لڑتا ہوا پایا گیا) (قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ) وہ کہنے لگا تم مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا (اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ) تم تو ملک میں جبر و تشدد (کا بازار گرم) کرنا چاہتے ہو تم ملک میں اصلاح کرنا نہیں چاہتے (وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ) (اسی اثناء میں) شہر کے پرلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: اے موسیٰ، (قوم کے) سردار تمہارے متعلق صلاح و مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں لہذا تم (شہر سے فوراً) نکل جاؤ، میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں (فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) (موسیٰ نے جب یہ خبر سنی) تو (فوراً) شہر سے نکل گئے۔ وہ ڈر رہے تھے اور (اس بات کا) انتظار کر رہے تھے (کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے اسی عالم میں انہوں نے اللہ سے دعاء کی) انہوں نے کہا: اے میرے رب مجھے ظالم قوم سے نجات دے (اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور انہیں اس ظالم قوم سے نجات دی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ۔ (طٰہٰ۔ ۴۰) تو (اے موسیٰ) ہم نے تم کو غم سے نجات دی۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ سے کبھی نادانستہ طور پر غلطی ہو جایا کرے تو فوراً اللہ سے معافی مانگ لیا کیجئے اور کسی مجرم کے کبھی بھی مددگار نہ بنا کیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ ہی سے مظالم و مصائب سے بچانے کی درخواست کیا کیجئے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ
عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ
السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ
وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ
يَسْقُوْنَ، وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ
امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ، قَالَ مَا
خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى
يُصْدِرَ الرِّعَآءُ، وَاَبُوْنَا شَيْخٌ
كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى

الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ
اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ
اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ،
قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ
اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا، فَلَمَّا جَآءَهٗ
وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ
لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا
یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ، اِنَّ خَیْرَ

مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾
قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ
اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ
تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ، فَاِنْ
اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ
وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ
سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ
وَبَيْنَكَ ، اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ، وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ اور جب انہوں نے مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے (راستہ تو معلوم نہیں لیکن) امید ہے کہ مجھے میرا رب سیدھے راستہ پر لگادے گا ﴿۲۲﴾ (اللہ نے ان کو سیدھے راستہ پر لگادیا) پھر جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو انہوں نے کنویں پر لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ (کچھ فاصلہ پر) دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان عورتوں سے کہا تمہارا (یہاں) کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا ہم (اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلا سکتے جب تک چرواہے (اپنے جانوروں کو) واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (وہ یہ کام انجام نہیں دے سکتے) ﴿۲۳﴾ (یہ سن کر) موسیٰ نے ان دونوں کی خاطر (ان کے جانوروں کو) پانی پلا دیا، پھر وہ (وہاں سے) واپس ہو کر (ایک جگہ) سائے میں بیٹھ گئے اور اس طرح کہنے لگے کہ اے میرے رب، جو خیر تو میری طرف نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں ﴿۲۴﴾ (تھوڑی دیر بعد) ان دونوں عورتوں میں سے ایک عورت ان کے پاس شرماتی ہوئی آئی (اور) کہنے لگی میرے والد نے تم کو بلایا ہے تاکہ تم نے جو ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلایا ہے اس کی مزدوری تمہیں دیں۔ پھر جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان (عورتوں کے والد) کے پاس پہنچے اور ان سے اپنے حالات بیان کئے تو انہوں نے کہا (اے موسیٰ) ڈرو نہیں، تم نے ظالم لوگوں سے نجات پائی ﴿۲۵﴾ ان عورتوں میں سے ایک نے کہا اے ابا جان ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو ﴿۲۶﴾ انہوں نے کہا (اے موسیٰ) میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تم سے اس شرط پر نکاح کردوں کہ تم آٹھ سال میرے ہاں نوکری کرو اور اگر تم دس سال پورے کردو تو تمہیں اختیار ہے میں تم کو تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا، تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں سے پاؤ گے ﴿۲۷﴾ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا (بس تو) یہ میرے اور آپ کے درمیان (معاہدہ ہو گیا)، میں جو مدت بھی پوری کردوں مجھ پر زیادتی نہ ہوگی اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس پر اللہ (ہمارا) کارساز ہے ﴿۲۸﴾

معانی ومصادر (تَوَجَّهَ) تَوَجُّهًا، يَتَوَجَّهُ، تَوَجُّهٌ (باب تفعل) متوجہ ہونا اور قصد کرنا۔ رخ کرنا۔
(وَرَدَ) وَرْدًا، يَرِدُ، وُرُوْدٌ (ض) پانی پر آنا۔
(تَذُوْدَانِ) ذَادَ، يَذُوْدُ، ذَوْدٌ (ن) روکنا، دفع کرنا، نکال دینا۔
(تِلْقَآءَ) لَقِيَ، يَلْقٰى، لِقَاءٌ وَلِقَاءَةٌ وَلِقْيَانٌ وَلُقِيٌّ (س) ملاقات کرنا (تِلْقَاءَ = سامنے، مقام ملاقات)۔
(يُصْدِرُ) اَصْدَرَ، يُصْدِرُ، اِصْدَارٌ (باب افعال) لے جانا، واپس کرنا۔
(رِعَاءٌ) رَعٰى، يَرْعٰى، رَعْيٌ وَرِعَايَةٌ (س) نگرانی کرنا (رِعَاءٌ = رَاعٍ کی جمع، چرواہے)۔
(فَقِيْرٌ) فَقُرَ، يَفْقُرُ، فَقَارَةٌ (ك) محتاج ہونا۔
(اِسْتِحْيَاءٌ) اِسْتَحْيٰى، يَسْتَحْيِيْ، اِسْتِحْيَاءٌ (باب استفعال) شرمانا۔
(اِسْتَاْجِرْهُ) اِسْتَاْجَرَ، يَسْتَاْجِرُ، اِسْتِيْجَارٌ (باب استفعال) مزدور رکھنا، کرایہ پر دینا۔
(حِجَجٌ) حِجَجٌ = حِجَّةٌ کی جمع، سال۔

تفسیر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہر سے نکلے تو مدین جانے کا ارادہ کیا لیکن انہیں راستہ نہیں معلوم تھا (وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ) بہرحال جب انہوں نے مدین کا رخ کیا تو کہنے لگے (راستہ تو معلوم نہیں لیکن) امید ہے کہ مجھے میرا رب سیدھے راستہ پر لگا دے گا (اور ایسا ہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدھے راستہ پر لگا دیا اور وہ مدین پہنچ گئے) (وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ) پھر جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو انہوں نے کنویں پر لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ (کچھ فاصلہ پر) دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو) روکے کھڑی ہیں (قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ، وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (ان عورتوں سے) پوچھا: تمہارا (یہاں کھڑا رہنے کا) کیا مقصد ہے۔ ان عورتوں نے جواب دیا کہ ہم (اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلاتے جب تک یہ چرواہے (اپنے جانوروں کو) واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (وہ یہ کام انجام نہیں دے سکتے) (فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ) (یہ سنکر) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کی خاطر (ان کے جانوروں کو) پانی پلا دیا پھر (وہاں سے) واپس ہو کر (ایک جگہ) سائے کی طرف آئے (اور وہاں بیٹھ گئے) اور اس

کہنے لگے: اے میرے رب، جو خیر تو میری طرف نازل فرمائے (اس وقت) میں اس کا (شدت سے) محتاج ہوں (فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ) (ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ) ان دونوں عورتوں میں سے ایک عورت ان کے پاس شرماتی ہوئی آئی۔

شرم وحیاء بڑی اچھی خصلت ہے بلکہ ایمان کی علامت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان جزء اول ص۱۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان جزء اول ص۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے پاس سے گذرے وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا اتنی شرم کیوں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اسے چھوڑ دو، شرم تو ایمان میں (داخل) ہے۔

حیاء عزت ووقار کی علامت ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جزء ۸ ص۳۵)

اگلے نبیوں کی جو باتیں لوگوں کو ملیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب تم شرم نہ کرو تو پھر جو چاہو کرو (یعنی بے شرم آدمی ہر نازیبا کام کر گذرتا ہے)۔

حیاء خیر کا باعث ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْحَيَآءُ لَا يَاْتِیْ اِلَّا بِخَيْرٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء جزء ۷ ص۳۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان جزء اول ص۳۶)

شرم وحیاء سے ہمیشہ بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔

اگرچہ حیاء مرد وعورت دونوں کے لئے ضروری ہے لیکن عورت تو فطرۃً حیاء کا مجسمہ ہوتی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ تعلیم وتربیت، ماحول اور معاشرہ اس کی فطری حیاء کو ضائع کر دیتے ہیں

اور اس کو اس کی فطرت کے مطابق حیاء پر قائم نہیں رہنے دیتے۔

شادی شدہ عورت کے مقابلہ میں کنواری لڑکی اور بھی زیادہ حیادار ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ کنواری لڑکی کو حیاء کا معیار سمجھا جاتا تھا اور اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء کو بتانے کے لئے کنواری لڑکی کی حیاء کو بطور مثال پیش کیا گیا تھا۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء جزء ۸ صـ۳۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کثرۃ حیائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ۳۲۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جو گھر کے کونے میں پردہ کے پیچھے بیٹھی رہتی ہے۔

خِدْر اس پردہ کو کہتے ہیں جو کنواری لڑکیوں کے لئے گھر کے کسی کونہ میں ڈالا جاتا ہے۔ کنواری لڑکیاں اس پردہ کے پیچھے بیٹھی رہتی تھیں۔ گھر میں بھی پردہ کے پیچھے بیٹھے رہنا کنواری لڑکی کی شدت حیاء کا مظہر ہے۔

آگے فرمایا (قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا) (الغرض جب وہ شرم وحیاء والی عورت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچی تو) اس نے کہا: میرے والد نے تم کو بلایا ہے تاکہ تم نے جو ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلایا ہے اس کی مزدوری تمہیں دیں (فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام روانہ ہوئے اور) جب وہ ان (عورتوں کے والد) کے پاس پہنچے اور ان سے (اپنا) حال بیان کیا تو انہوں نے کہا (اے موسیٰ) ڈرو نہیں، تم نے ظالم لوگوں سے نجات پائی (اب وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) (قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ) ان دو عورتوں میں سے ایک (عورت) نے کہا: اے (باجان، ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو (اور ان میں بظاہر یہ دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں) (قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ) (عورتوں کے والد نے) کہا: (اے موسیٰ) میں چاہتا ہوں کہ میری ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح اس شرط پر تم سے کر دوں کہ تم آٹھ سال میرے ہاں نوکری کرو (فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ) اور اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے ہے (لازمی نہیں) (وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) میں تم کو تکلیف میں ڈالنا نہیں

چاہتا، تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں سے پاؤ گے (قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا (بس تو) یہ میرے اور آپ کے درمیان (معاہدہ) ہو گیا۔ میں ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی پوری کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہو گی اور جو کچھ (معاہدہ کے سلسلہ میں) ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر (ہمارا) کارساز ہے (وہی ہمیں معاہدہ کی شرائط پوری کرنے کی توفیق دے گا)۔

عمل

اے مسلمات، غیر مردوں کے ساتھ مل کر کوئی کام نہ کیجئے۔ ان سے الگ تھلگ رہیئے۔ اگر آپ کو بھی وہی کام کرنا ہے جو غیر محرم مرد کر رہے ہیں تو ان مردوں کے جانے کے بعد کیجئے تاکہ ان سے کسی قسم کا اختلاط نہ ہو اور شرم و حیاء باقی رہے۔

اے مسلمات، جب آپ غیر محرم مردوں کے سامنے سے نکلیں تو شرم و حیاء کے ساتھ نکلیں۔

اے ایمان والو، کمزور لوگوں کے کام کا بوجھ اٹھا لیا کیجئے اور جب آپ کسی کے ہاں ملازم ہوں تو جو شرائط ٹھہر جائیں ان کو ایمانداری کے ساتھ پورا کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، جب آپ کسی مرد کو دیکھیں کہ بڑا نیک اور سعادت مند ہے تو اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دیا کیجئے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی عار نہ محسوس کیا کیجئے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ
بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ
نَارًا، قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ
اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا
بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ
تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ
مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي
الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ
اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰٓى
اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۚ اِنَّكَ مِنَ
الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ
جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ
غَيْرِ سُوْٓءٍ ۖ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ
جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ
بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ

وَمَلَا۟ئِهِۦ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَٰهُ وَجُنُودَهُۥ فَنَبَذْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ وَأَتْبَعْنَٰهُمْ فِى هَٰذِهِ ٱلدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ هُم مِّنَ ٱلْمَقْبُوحِينَ ﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ مِنۢ بَعْدِ مَآ أَهْلَكْنَا ٱلْقُرُونَ ٱلْأُولَىٰ بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٣﴾ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ ٱلْغَرْبِىِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى ٱلْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٤٤﴾ وَلَٰكِنَّآ أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ ٱلْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِىٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ ٱلطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَىٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا۟ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا۟ لَوْلَآ أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا۟ سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا وَقَالُوٓا۟ إِنَّا بِكُلٍّ كَٰفِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبٍ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَكَ فَٱعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ ٱلْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِهِۦ هُم بِهِۦ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦٓ إِنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِۦ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا۟ وَيَدْرَءُونَ بِٱلْحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا۟ ٱللَّغْوَ أَعْرَضُوا۟ عَنْهُ وَقَالُوا۟ لَنَآ أَعْمَٰلُنَا وَلَكُمْ أَعْمَٰلُكُمْ سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوٓا۟ إِن نَّتَّبِعِ ٱلْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَآ ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا ءَامِنًا يُجْبَىٰٓ إِلَيْهِ ثَمَرَٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّنۢ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ ٱلْوَٰرِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ ٱلْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِىٓ أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى ٱلْقُرَىٰٓ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَٰلِمُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَن وَعَدْنَٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَٰقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَٰهُ مَتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ مِنَ ٱلْمُحْضَرِينَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا۟ إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ٱدْعُوا۟ شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَهُمْ وَرَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ ٱلْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَعَسَىٰٓ أَن يَكُونَ مِنَ ٱلْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ ٱلْحَمْدُ فِى ٱلْأُولَىٰ وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَلَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمُ ٱلنَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ ٱللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾ وَمِن رَّحْمَتِهِۦ جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِهِۦ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ ٱلَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ فَعَلِمُوٓا۟ أَنَّ ٱلْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ إِنَّ قَٰرُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ مِنَ ٱلْكُنُوزِ مَآ إِنَّ مَفَاتِحَهُۥ لَتَنُوٓأُ بِٱلْعُصْبَةِ أُو۟لِى ٱلْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُۥ قَوْمُهُۥ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَٱبْتَغِ فِيمَآ ءَاتَىٰكَ ٱللَّهُ ٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ ٱلْفَسَادَ فِى ٱلْأَرْضِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِۦ مِنَ ٱلْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْـَٔلُ عَن ذُنُوبِهِمُ ٱلْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ فِى زِينَتِهِۦ ۖ قَالَ ٱلَّذِينَ يُرِيدُونَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا يَٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِىَ قَٰرُونُ إِنَّهُۥ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلصَّٰبِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِۦ وَبِدَارِهِ ٱلْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُۥ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ ٱلَّذِينَ تَمَنَّوْا۟ مَكَانَهُۥ بِٱلْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَآ أَن مَّنَّ ٱللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ ٱلدَّارُ ٱلْءَاخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ خَيْرٌ مِّنْهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى ٱلَّذِينَ عَمِلُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ إِلَّا مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ إِنَّ ٱلَّذِى فَرَضَ عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لَرَآدُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّىٓ أَعْلَمُ مَن جَآءَ بِٱلْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا۟ أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَٰفِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَٱدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُۥ ۚ لَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

وَمَلَائِهِ، إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا
فَسِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي
قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ
أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هَارُونُ
هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ
مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ
أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ
عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ
لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا،

بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ پھر جب موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مقررہ مدت پوری کی اور اپنے اہل (وعیال) کو لے کر (وہاں سے) چلے تو (اثنائے راہ میں) انہوں نے (کوہِ) طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔ انہوں نے اپنے اہل (وعیال) سے کہا تم یہاں ٹھہرو (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں وہاں سے تمہارے پاس (راستہ کی) کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں تاکہ تم (آگ جلا کر اس سے تاپو ﴿۲۹﴾ پھر جب موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس (آگ) کے پاس پہنچے تو انہیں ایک مبارک مقام میں وادی کی داہنی جانب سے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ، میں اللہ، رب العالمین ہوں ﴿۳۰﴾ تم اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دو (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاٹھی زمین پر ڈال دی) پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی (اس طرح) ہل رہی ہے گویا کہ وہ ایک سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر (وہاں سے) چل دئے اور (پھر) پیچھے کی طرف مُڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے موسیٰ، آگے بڑھو اور (کسی قسم کا) خوف نہ کرو، تم (یہاں ہر طرح سے) امن میں ہو ﴿۳۱﴾ (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو، وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا اور (اے موسیٰ) رفع خوف کے لئے اپنے بازو اپنے (سینے) سے لگا لو (اور اے موسیٰ، لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا گریبان میں ڈالنے سے سفید ہو جانا) یہ تمہارے رب کی طرف سے (تمہاری نبوت کی) دو دلیلیں ہیں (تاکہ تم ان دلیلوں کے ساتھ) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (جاؤ اور انہیں اللہ کے راستہ کی طرف دعوت دو) بے شک وہ (بڑے) فاسق لوگ ہیں ﴿۳۲﴾ (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا اے میرے رب، میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے (اس کے بدلے میں) قتل نہ کر دیں ﴿۳۳﴾ اور میرا بھائی ہارون زبان کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ فصیح ہے، اس کو میرے ساتھ (میرا) مددگار بنا کر بھیج دے تاکہ وہ میری تصدیق کرے، مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے ﴿۳۴﴾ (اللہ نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائیں گے اور تم دونوں کو (ایسا) غلبہ دیں گے کہ وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے (اور) ہماری نشانیوں کے ساتھ تم اور تمہارے متبعین ہی غالب رہیں گے ﴿۳۵﴾

معانی ومصادر

(سَارَ) سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرٌ وتَسْیَارٌ ومَسِیْرٌ ومَسِیْرَۃٌ و سَیْرُوْرَۃٌ (ض) جانا، زمین میں سفر کرنا۔
(اٰنَسَ) اٰنَسَ، یُؤْنِسُ، اِیْنَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا، دیکھنا، سننا۔
(جَذْوَۃٌ) جَذْوَۃٌ = انگارا۔
(تَصْطَلُوْنَ) صَطِلَ، یَصْطَلُ، صَطْلٌ (س) تاپنا۔
(شَاطِئٌ) شَطَأَ، یَشْطَأُ، شَطْأٌ وشُطُوْءٌ (ف) کنارے کنارے چلنا، لازما (شَاطِئٌ اسم فاعل ہے، بمعنی ساحل)
(وَادٍ) وَدْیٌ، یَدِیْ، وَدْیٌ (ض) بہنا (وَادٍ = دو پہاڑوں کے درمیان پانی بہنے کی جگہ)۔
(اَیْمَنُ) یَمِنَ، یَیْمَنُ، یَمْنٌ (ف وس) داہنی طرف سے آنا (اَیْمَنُ = داہنا)۔
(تَهْتَزُّ) اِهْتَزَّ، یَهْتَزُّ، اِهْتِزَازٌ (باب افتعال) ہلنا۔
(بُقْعَۃٌ) بُقْعَۃٌ = قطعۂ زمین۔
(جَآنٌّ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ وجُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا۔ (جَآنٌّ = ایک قسم کا سفید سانپ)۔
(یُعَقِّبُ) عَقَّبَ، یُعَقِّبُ، تَعْقِیْبٌ (باب تفعیل) پیچھے آنا، بعد میں لانا۔
(اُسْلُكْ) سَلَكَ، یَسْلُكُ، سَلْكٌ وسُلُوْكٌ (ن) داخل ہونا، داخل کرنا۔
(جَیْبٌ) جَابَ، یَجِیْبُ، جَیْبٌ (ض) (شرکا) قطع کرنا، گریبان کاٹنا (جَیْبٌ = گریبان، قلب)۔
(بَیْضَآءُ) بَاضَ، یَبِیْضُ، بَیْضٌ (ض) انڈا دینا، سفیدی میں غالب ہونا (بَیْضَآءُ سفید، یہ اَبْیَضُ کا مؤنث ہے)۔
(اُضْمُمْ) ضَمَّ، یَضُمُّ، ضَمٌّ (ن) جمع کرنا، کھینچنا۔
(جَنَاحٌ) جَنَحَ، یَجْنَحُ، جُنُوْحٌ (ف، ن، ض) جھکنا (جَنَاحٌ = بازو)
جَنَحَ، یَجْنِحُ، جَنْحٌ (ض) بازو پر مارنا۔
(بُرْهَانٰنِ) بَرِهَ، یَبْرَهُ، بَرَهٌ (س) بیماری کے بعد جسم کا چمک جانا جو صحت کی دلیل ہے (بُرْهَانٰنِ = بُرْهَانٌ کا تثنیہ، دو دلیلیں)۔
(رَهْبٌ) رَهِبَ، یَرْهَبُ، رَهْبَۃٌ ورَهْبٌ ورَهَبٌ ورُهْبَانٌ ورَهْبَانٌ (س) ڈرنا۔
(مَلَاٍ) مَلَأَ، یَمْلَأُ، مَلْأٌ ومِلْأَۃٌ (ف) بھرنا (مَلَاٌ = سردار جس کو آدمی دیکھ کر ڈر جائے)۔
(اَفْصَحُ) فَصُحَ، یَفْصُحُ، فَصَاحَۃٌ (ک) خوش کلام ہونا۔
(رِدْءًا) رَدَءَ، یَرْدَأُ، رَدْءٌ (ف) مدد کرنا، ستون لگانا (رِدْءٌ = مددگار)۔
(عَضُدٌ) عَضُدٌ = بازو۔

(سُلْطٰنٌ) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَةٌ، سَلُوْطَةٌ (س) سخت ہونا۔ (سُلْطٰنٌ۔ دلیل، بادشاہ، قدرت، غلبہ)۔
(یَصِلُوْنَ) وَصَلَ، یَصِلُ، وَصْلٌ وصِلَةٌ (ض) ملنا، ملانا، نیکی کرنا، صلہ رحمی کرنا۔

تفسیر (فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا) پھر جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقررہ مدت پوری کی اور اپنے اہل (وعیال) کو لے کر وہاں سے چلے تو (اثنائے راہ میں) انہوں نے (کوہ) طور کی طرف ایک آگ دیکھی (فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ) (آگ کو دیکھ کر) انہوں نے اپنے اہل (وعیال) سے کہا: تم یہاں ٹھہرو، مجھے (طور کی جانب) آگ دکھائی دے رہی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں وہاں سے تمہارے پاس (راستہ کی) کوئی خبر لاؤں یا آگ میں سے ایک انگارا لے آؤں تاکہ تم (آگ جلا کر اس سے) تاپو۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○ (طٰہٰ۔ ۱۰)

جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم (یہاں) ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں اس میں سے تمہارے لئے کوئی انگارا لے آؤں یا (وہاں) آگ کے مقام پر (پہنچ کر کسی سے) راستہ معلوم کر لوں۔

(اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى) یہ گویا (لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ) کی تفسیر ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام راستہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ جہاں آگ جل رہی ہے وہاں ضرور کوئی آدمی ہوگا جو راستے سے واقف ہوگا، میں اس سے راستہ پوچھ لوں گا۔
(فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ) الغرض جب موسیٰ اس (آگ) کے پاس پہنچے تو انہیں ایک مبارک مقام میں وادی کے داہنے کنارے سے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ، میں اللہ، رب العلمین ہوں (وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ) تم اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاٹھی زمین پر ڈال دی) پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی ہل رہی ہے گویا کہ وہ ایک سانپ ہے تو پلٹ پھر کر وہاں سے چل دے اور (پھر) پیچھے کی طرف رخ بھی نہ کیا (اللہ نے فرمایا (اے موسیٰ، آگے بڑھو اور (کسی قسم کا) خوف نہ کرو، تم (یہاں ہر طرح سے) امن میں ہو (اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ) (اور اے موسٰی) اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو، وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا (وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ) اور (اے موسٰی) رفع خوف کے لئے اپنا بازو اپنے (سینے) سے لگالو (فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ) (اور اے موسٰی، لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا گریبان میں ڈالنے سے سفید ہو جانا یہ تمہارے رب کی طرف سے (تمہاری نبوت کی) دو دلیلیں ہیں (تاکہ تم ان دلیلوں کے ساتھ) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (جاؤ اور انہیں اللہ کے راستہ کی طرف دعوت دو) بے شک وہ (بڑے) فاسق لوگ ہیں (قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ) (موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا: اے میرے رب، میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے (اس کے قصاص میں) قتل (نہ) کر دیں (وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ) اور (اے اللہ) میرے بھائی ہارون زبان کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ فصیح ہیں ان کو میرے ساتھ (میرا) مددگار بنا کر بھیج دے تاکہ وہ میری تصدیق کریں، مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے (قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا، بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ) (اللہ نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائیں گے اور تم دونوں کو (ایسا غلبہ دیں گے کہ وہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے (یعنی وہ تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے) ہماری (ان) نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور تمہارے متبعین ہی غالب رہیں گے۔

عمل

اے ایمان والو، مَردوں کے کرنے کے کام مردوں ہی سے لیجئے۔ راستہ معلوم کرنے کے لئے یا کوئی ضروری چیز لانے کے لئے مردوں ہی کو بھیجئے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ
اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰى
رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى
مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
عَاقِبَةُ الدَّارِ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا
الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ

إِلَٰهٍ غَيْرِي فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَٰنُ
عَلَى الطِّينِ فَاجْعَل لِّي صَرْحًا
لَّعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي
لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٣٨﴾
وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا
أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ
وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ
فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً
يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً، وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ الغرض جب موسیٰ ہماری کھلی نشانیوں کے ساتھ ان کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے یہ کچھ نہیں، بس ایک جادو ہے جو (انہوں نے) گھڑ لیا ہے، ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں میں ایسی باتیں نہیں سنیں (۳۶) موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا میرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور (اسے بھی خوب جانتا ہے) جس کے لئے اس دار کا (اچھا) انجام ہے، (یعنی جس کے لئے دار آخرت میں اچھا صلہ ہے) بے شک ظالم فلاح نہیں پا سکتے (۳۷) فرعون نے کہا اے سردارو، میرے علم میں سوائے میرے تمہارا کوئی الٰہ نہیں، تو اے ہامان، مٹی (کی اینٹوں) پر آگ جلاؤ پھر (پکی اینٹوں سے) میرے لئے ایک محل بناؤ تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسیٰ کے الٰہ کو دیکھ آؤں اور میں تو انہیں جھوٹا سمجھتا ہوں (۳۸) (اے رسول) فرعون اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق سر اٹھا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۹) پھر ہم نے فرعون اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر ہم نے ان کو سمندر میں پھینک دیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا (۴۰) ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا (لیکن بجائے راہ راست پر چلانے کے) وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے رہے، قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کر

سکے گا (۴۱) ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگادی تھی اور قیامت کے دن وہ بہت برے حال میں ہوں گے (۴۲)

معانی ومصادر

(عَاقِبَةٌ) عَقَبَ، يَعْقِبُ، عَقْبٌ وعُقُوْبٌ وعَاقِبَةٌ (ض) پیچھے آنا (عَاقِبَةٌ = عَاقِبٌ کا مؤنث، بعد میں آنے والی، جزاء)
(اَوْقِدْ) أَوْقَدَ، يُوْقِدُ، اِيْقَادٌ (باب افعال) جلانا، بھڑکانا۔
(صَرْحٌ) صَرْحٌ = محل۔
(اَطَّلِعُ) اِطَّلَعَ، يَطَّلِعُ، اِطِّلَاعٌ (باب افتعال) جاننا، ناگہانی طور پر آنا۔
(يَمٌّ) يَمٌّ = سمندر۔
(مَقْبُوْحِيْنَ) قَبَحَ، يَقْبَحُ، قَبْحٌ وقُبُوْحٌ (ف) خیر سے دور کرنا۔
قَبُحَ، يَقْبُحُ، قَبْحٌ وقُبْحٌ وقَبَاحَةٌ وقُبُوْحٌ وقُبُوْحَةٌ وقَبَاحٌ (ک) بُرا ہونا۔

تفسیر

(فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ) الغرض جب موسیٰ ہماری کھلی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے: یہ کچھ نہیں بس ایک جادو ہے جو (انہوں نے) گھڑ لیا ہے، ہم نے اگلے آباء واجداد (کے حالات) میں ایسی باتیں نہیں سنیں (وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ، اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) موسیٰ نے کہا میرا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور (اسے بھی خوب جانتا ہے) جس کے لئے (آخرت کے) گھر کا (اچھا) صلہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ اسے بھی خوب جانتا ہے جس کو اس کے نیک اعمال کی وجہ سے آخرت میں فلاح نصیب ہوگی لیکن) یہ حقیقت ہے کہ ظالم فلاح نہیں پا سکتے (یعنی اے فرعون، تم اور تمہارے سردار ظالم ہیں لہٰذا انہیں آخرت میں نجات نہیں مل سکتی نجات حاصل کرنے کی بس ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تم مجھ پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی پیروی کرو) (وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ) فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا: اے سردارو، میرے علم میں میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں (فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ) پھر (اس نے ہامان کی طرف مخاطب ہو کر کہا) اے ہامان مٹی (کی اینٹوں) پر آگ جلاؤ پھر (پکی اینٹوں سے) میرے لئے ایک (بلند) محل بناؤ تاکہ میں (اس کے ذریعہ) موسیٰ کے الٰہ کو دیکھ آؤں، مجھے تو یقین ہے کہ موسیٰ جھوٹوں میں سے (ایک بڑے جھوٹے) ہیں (وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ) اور (اے رسول) فرعون اور اس کے لشکروں

نے ملک میں ناحق سر اٹھا رکھا تھا اور یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ) بالآخر ہم نے فرعون اور اس کے لشکروں کو (اپنے عذاب میں) پکڑ لیا پھر ان کو سمندر میں پھینک دیا تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا (وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ) ہم نے فرعون اور اس کے سرداروں کو پیشوا بنایا تھا (لیکن) وہ (لوگوں کو راہ راست پر چلانے کے بجائے) انہیں دوزخ کی طرف بلاتے رہے (دنیا میں تو بڑے بڑے لشکر ان کی مدد کے لئے موجود تھے لیکن) قیامت کے روز وہ (کہیں سے) مدد نہ پا سکیں گے (وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ) ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی تھی اور قیامت کے دن وہ (بہت) برے حال میں ہوں گے۔

دنیا میں فرعون اور اس کے سردار اور لشکر کس لعنت میں گرفتار تھے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے سورۂ اعراف میں بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ، وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ، فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ○ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَیْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا یٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَىِٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا

ہم نے قوم فرعون کو قحط سالیوں میں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ تو جب کبھی انہیں خوشحالی نصیب ہوتی تو کہتے یہ ہمارا (حق) ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے، خبردار ہو جاؤ کہ ان کی نحوست تو اللہ کے پاس (مقرر ہو چکی) تھی لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تھے۔ (فرعون اور اس کے ساتھیوں نے) کہا (اے موسیٰ) تم ہمارے پاس کوئی سی بھی نشانی لاؤ جس کے ذریعہ ہم پر (اپنا) جادو چلاؤ تو (یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ) ہم تو تم پر (کسی حالت میں) ایمان لانے والے نہیں۔ پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب بھیجا) (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ) تکبر کیا اور وہ

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۰ تا ۱۳۶)

تھے ہی مجرم (جرم کرنا ان کی عادت بن چکی تھی)
اور جب کبھی ان پر عذاب نازل ہوتا تو کہتے
اے موسیٰ، اپنے رب سے ہمارے لئے دعاء
کیجئے اس لئے کہ اس نے تو آپ سے (قبولیت
دعاء کا) عہد کر رکھا ہے۔ (اے موسیٰ اگر آپ نے
ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور
ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے
ساتھ بھیج دیں گے لیکن (اے رسول) جب
ہم عذاب کو ایک ایسی مدت تک جس مدت
تک انہیں (خیر و عافیت) سے پہنچنا (مقرر) تھا
ٹال دیتے تو وہ (اپنے عہد کو) توڑ ڈالتے۔
بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے، ہم نے
ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل)
ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے
غفلت برتتے رہے۔

عمل

اے ایمان والو، تکبر نہ کیا کیجئے۔ حق کو فوراً تسلیم کیا کیجئے۔ حق کو تسلیم نہ کرنا ہی تکبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ جزء اول ص۵۲)

حق کو تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہی (دراصل) تکبر ہے۔

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اقتدار دے تو لوگوں کو صراط مستقیم پر چلائیے، غلط راستہ پر نہ چلائیے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ
قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ
مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ
اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ
الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ

مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا
وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ
بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ
رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت، ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۴۳﴾ اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کی طرف (اپنا) حکم بھیجا تو اس وقت آپ (طور کے) غربی جانب موجود نہیں تھے اور نہ (دور ہی سے) آپ اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے ﴿۴۴﴾ مزید برآں ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی قوموں کو پیدا کیا، پھر ان پر ایک طویل مدت گذر گئی (اس طویل مدت کے بعد آپ کا ان کے حالات سے واقف ہونا آپ کی نبوّت کی دلیل ہے) اور (اے رسول) آپ اہل مدین کے ساتھ بھی نہ رہے تھے کہ (ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے حالات سے آپ واقف ہوتے اور پھر آپ) کفّار مکہ کو ہماری آیات (کے ذریعہ اہلِ مدین کے حالات) سناتے (تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ آپ وہاں رہے نہیں پھر بھی آپ وہاں کے باشندوں کے حالات سنا رہے ہیں) بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں تو (آپ کو رسالت کی قوی دلیل کے ساتھ) رسول بنانا تھا (لہٰذا ہم نے تعجب خیز طریقہ اختیار کیا) ﴿۴۵﴾ اور

(اے رسول) جب ہم نے موسٰی کو آواز دی تو (اس وقت بھی) آپ طور کے اطراف میں کہیں موجود نہیں تھے (کہ اس واقعہ سے واقف ہوتے) لیکن یہ آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو رسالت کے منصب پر فائز کر کے ان باتوں کی خبر آپ کو دی) تاکہ (ان باتوں کا علم آپ کی رسالت کی دلیل ہو اور) آپ ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس (ماضی قریب میں) آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، شاید وہ نصیحت حاصل کریں ﴿۴۶﴾

معانی ومصادر

(بَصَآئِرُ) بَصُرَ، یَبْصُرُ، بَصَرٌ وبَصَارَۃٌ (ک وس) دیکھنا (بَصَائِرُ = بَصِیْرَۃٌ کی جمع، عقل، سمجھ، عبرت)۔

(قُرُوْنٌ) قَرَنَ، یَقْرُنُ، قِرَانٌ (ن) قَرَنَ، یَقْرِنُ، قَرْنٌ (ض) دو چیزوں کو ملانا یا جمع کرنا (قَرْنٌ = مدّت، امت)۔

(تَطَاوَلَ) تَطَاوَلَ، یَتَطَاوَلُ، تَطَاوُلٌ (باب تفاعل) تکبر کرنا، فخر کرنا، زیادتی کرنا، لمبا ہونا، لمبائی ظاہر ہونا۔

(عُمُرٌ) عَمَرَ، یَعْمُرُ، عُمْرٌ وعَمَارَۃٌ (ن) عَمِرَ، یَعْمَرُ، عَمْرٌ و عَمَرٌ و عَمَارَۃٌ (س) لمبی عمر پانا (عُمُرٌ = عُمْرٌ = مدت، حیات)۔

(ثَاوٍ) ثَوَی، یَثْوِیْ، ثَوَاءٌ وثُوِیٌّ (ض) رہنا، اقامت گزیں ہونا (ثَاوٍ اسم فاعل ہے، رہنے والا)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ) اور (اے رسول) ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسٰی کو کتاب دی (یعنی موسٰی کو کتاب دینے سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کر چکے تھے۔ وہ کتاب جو موسٰی کو دی گئی تھی) لوگوں کے لئے عبرت، ہدایت اور رحمت (کا باعث) تھی (اور اس غرض سے دی گئی تھی) کہ لوگ (اس سے) نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ اس کتاب کے متعلق فرماتا ہے:۔

وَکَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ، فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَکَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا، سَاُورِیْکُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ○

(الاعراف ۔ ۱۴۵)

اور (اے رسول) ہم نے موسٰی کے لئے تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کا بیان علٰحدہ علٰحدہ لکھ دیا تھا، پھر (ہم نے ان سے کہا) اسے مضبوطی سے پکڑے رہو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ بھی اس کے بہترین (قواعد وضوابط) کو (مضبوطی سے) پکڑے رہیں (اور اے

بنی اسرائیل میرے احکام سے سرتابی نہ کرنا) جو لوگ میرے احکام سے سرتابی کریں گے میں عنقریب ان کا گھر تمہیں دکھاؤں گا (یعنی تمہیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے گا)۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۵۲)

(یقیناً) توریت کے نسخے میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ہدایت بھی تھی اور رحمت بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً۔

(الاحقاف - ۱۲)

اور (اے رسول) اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (توریت) رہنما اور رحمت (بنا کر بھیجی گئی) تھی۔

الغرض جو کتاب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی وہ بڑی بصیرت افروز، نصیحت آموز اور باعث رحمت تھی۔

آگے فرمایا (وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ) اور (اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کی طرف اپنا حکم بھیجا تو اس وقت آپ (طور کے) مغربی جانب موجود نہیں تھے (کہ ہماری باتیں سنتے) اور نہ آپ (کسی اور جگہ ہی سے اس واقعہ کا) مشاہدہ کر رہے تھے (وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ) مزید برآں ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی قوموں کو پیدا کیا تو ان پر ایک طویل مدت گذر گئی (الغرض جب ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو نہ آپ وہاں موجود تھے، نہ آپ نے اس واقعہ کو دیکھا تھا اور نہ یہ واقعہ ماضی قریب میں تازہ تازہ وقوع پذیر ہوا تھا کہ آپ کے ذہن میں محفوظ ہوتا بلکہ اس واقعہ کے بعد قرنہا قرن گذر چکے تھے اور یہ اتنا طویل زمانہ ہے کہ اتنے زمانہ تک اس کا ذہنوں میں محفوظ رہنا ناممکن ہے پھر بھی آپ کا اس واقعہ کے حالات سے واقف ہونا اور لوگوں کو بتانا آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے) (وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ) اور (اے رسول) آپ اہل مدین کے ساتھ بھی اقامت گزیں نہیں تھے کہ (آپ کو ان کے حالات سے واقف ہونے کا موقع ملتا پھر) آپ کفارِ مکہ کو ہماری آیات (کے ذریعہ اہلِ مدین کے حالات) سناتے (تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی تعجب کی بات تو یہ ہے کہ آپ وہاں رہے نہیں پھر بھی آپ وہاں کے باشندوں کے حالات سنا رہے ہیں) بات دراصل یہ ہے کہ ہمیں تو (آپ کو رسالت کی قوی دلیل کے ساتھ) رسول بنانا تھا (لہٰذا ہم نے تعجب خیز طریقہ اختیار کیا)۔ (وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ)

اور (اسی طرح اے رسول) جب ہم نے موسیٰ کو (ایسی حالت میں) آواز دی (کہ وہ کوہ طور پر تھے) تو (اس وقت بھی) آپ طور کے (اطراف میں سے) کسی طرف بھی موجود نہ تھے (کہ اس واقعہ سے واقف ہوتے) لیکن (یہ سب کچھ) آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو رسالت کے منصب پر فائز کر کے ان باتوں کی آپ کو خبر دی) تاکہ (ان باتوں کا علم آپ کی نبوت کی نشانی ہو اور) آپ ایسے لوگوں کو جن کے پاس (ماضی قریب میں) آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا (اللہ کے عذاب سے) ڈرائیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور شرک سے تائب ہو جائیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ماضی قریب میں اہل عرب کے پاس کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ اسی مضمون کو دوسرے مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل ۔ ۳)

(اور اے رسول) کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول نے اسے خود بنا لیا ہے (نہیں، یہ بات نہیں ہے) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے (اسی نے اس کو نازل کیا ہے) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے (ماضی قریب میں) کوئی رسول نہیں آیا شاید (آپ کے ڈرانے سے) یہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○

(یٰسٓ ۔ ۱ تا ۶)

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم آپ بے شک رسولوں میں سے ہیں۔ (آپ) صراط مستقیم پر ہیں (اور یہ قرآن) غالب اور بہت رحم کرنے والے (اللہ) کا نازل کردہ ہے۔ (یہ اس لئے نازل ہوا ہے) کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے آباء و اجداد کو ڈرایا نہیں گیا تھا اور اس وجہ سے وہ (اللہ تعالیٰ کے احکام سے) غافل ہیں۔

(اِذْ نَادَيْنَا) میں جس ندا کی طرف اشارہ ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○ اِذْ

(اور اے رسول) کیا موسیٰ کا حال آپ کے سننے

نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ○
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○
(النّٰزِعٰت - ۱۵ تا ۱۷)

میں آیا ہے جب کہ ان کے رب نے ان کو ایک مقدس وادی (یعنی) طوٰی میں پکارا (اور کہا) فرعون کی طرف جاؤ، اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَوْمَ فِرْعَوْنَ، اَلَا يَتَّقُوْنَ۔
(الشعرآء - ۱۰ و ۱۱)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے موسٰی کو آواز دی (اور کہا) کہ ان ظالم لوگوں کے پاس جاؤ (یعنی) قوم فرعون (کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ اللہ کے احکام سے سرکشی کیوں کر رہے ہیں)، کیا وہ (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○
(القصص - ۳۰)

پھر جب موسٰی (آگ) کے پاس پہنچے تو انہیں ایک مبارک مقام میں وادی کی داہنی جانب سے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسٰی، میں اللہ، رب العالمین ہوں۔

اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطاء فرمائی تھی۔

عمل

اے لوگو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت پر ایمان لائیے۔ ان کی رسالت کی یہ نشانی ہی کیا کم ہے کہ انہوں نے ایسے واقعات بیان کئے ہیں کہ جن واقعات کے وقوع کے وقت وہ موجود نہیں تھے۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا
رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا
رَسُولًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُونَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ
الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَآ
اُوتِيَ مِثْلَ مَآ اُوتِيَ مُوسٰى، اَوَ
لَمْ يَكْفُرُوا بِمَآ اُوتِيَ مُوسٰى مِنْ
قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا،

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ
فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ
اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا
لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ
اَهْوَآءَهُمْ، وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ
اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ
اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ

الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۱﴾
الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ
قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذَا
يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۳﴾ أُولَٰئِكَ
يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا
صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۴﴾

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ
اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول، ہم نے آپ کو اتمام حجت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے کہ) کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو اس وقت یہ کہیں کہ (اے ہمارے رب) تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والے بن جاتے ﴿۴۷﴾ پھر جب ہمارے پاس سے ان کے پاس حق آ گیا تو (بجائے اس کے کہ ایمان لے آتے) کہنے لگے اِن کو ویسی ہی (لکھی لکھائی) کتاب کیوں نہ دی گئی جیسی (لکھی لکھائی) کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی تو کیا جو کتاب پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی اس کا انہوں نے انکار نہیں کیا، کہتے ہیں (قرآن مجید اور توریت) دو جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں ہم (ان میں سے ہر) ایک کا انکار کرتے ہیں ﴿۴۸﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو (قرآن مجید اور توریت) ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو، میں بھی اس کی پیروی کروں گا ﴿۴۹﴾ پھر (اے رسول) اگر یہ آپ کی بات نہ مانیں تو آپ سمجھ لیں کہ یہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جس کے پاس اللہ کی (طرف سے آئی ہوئی) ہدایت تو ہو نہیں اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کر رہا ہو، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا ﴿۵۰﴾ مگر (اے رسول ہم اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہتے ہیں وہ یہ کہ) ہم ان لوگوں کے پاس پے در پے (اپنے) فرمان بھیجتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور منزل مقصود پر پہنچنے کا سامان کریں) ﴿۵۱﴾ (پھر اگر یہ ہمارے فرمان پر ایمان نہیں لاتے

قول نہ لائیں) جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں جو سنجیدہ لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لے آئے ہیں (۵۲) اور جب ان کے سامنے ہمارا فرمان پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس (کے نازل ہونے) سے پہلے ہی مسلم تھے (۵۳) ان لوگوں کو دُگنا اجر دیا جائے گا اس لئے کہ یہ لوگ (ایمان لانے کے بعد ہر قسم کی تکلیف پر) صبر کرتے رہے ہیں، (مزید برآں یہ لوگ) برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے نام پر) خرچ کرتے ہیں (۵۴) اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور (اس طرح) کہتے ہیں: ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، (ہمارا تو) تم کو سلام ہے ہم نادانوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے (۵۵)

معانی ومصادر

(سِحْرَانِ) سَحَرَ، یَسْحَرُ، سِحْرٌ (ف) جادو کرنا، دھوکا دینا۔
(تَظَاهَرَا) تَظَاهَرَ، یَتَظَاهَرُ، تَظَاهُرٌ (باب تفاعل) ظاہر ہونا، تعاون کرنا، پیٹھ پھیرنا۔
(اَهْدٰی) هَدٰی، یَهْدِیْ، هَدْیٌ وهُدًی وهِدْیَةٌ وهِدَایَةٌ (ض) راستہ بتانا، راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچانا (اَهْدٰی اسم تفضیل ہے۔ زیادہ ہدایت دینے والا)۔
(اَهْوَاءُ) هَوِیَ، یَهْوٰی، هَوًی (س) خواہش کرنا (اَهْوَاءٌ = هَوٰی کی جمع، خواہشات)۔
(وَصَّلْنَا) وَصَّلَ، یُوَصِّلُ، تَوْصِیْلٌ (باب تفعیل) دو چیزوں کو ملانا، پہنچانا۔
(یَدْرَءُوْنَ) دَرَءَ، یَدْرَءُ، دَرْءٌ ودَرْأَةٌ (ف) شدت کے ساتھ دفع کرنا۔

تفسیر

اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا جس قوم کی طرف ماضی قریب میں کوئی رسول نہیں بھیجا گیا تھا۔ آگے فرمایا (وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور (اے رسول، ہم نے آپ کو اتمام حجت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ) اگر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو یہ نہ کہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والے بن جاتے (فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی) پھر جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آ گیا تو کہنے لگے جیسی (لکھی لکھائی) کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی ایسی ہی (لکھی لکھائی) کتاب ان کو کیوں نہیں دی گئی (اَوَلَمْ یَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ) تو کیا جو کتاب پہلے موسیٰ کو دی گئی تھی اسکا انہوں نے انکار نہیں کیا (اس پر یہ کب ایمان لائے اور ابھی تک اس کے انکار پر جمے ہوئے ہیں (قَالُوْا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا) کہتے ہیں (قرآن مجید اور توریت) دو جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں (دونوں جھوٹی اور جعلی کتابیں ہیں، ان میں سے ایک بھی اللہ کی طرف سے نہیں

آئی) (وَاِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ) کہتے ہیں ہم (ان میں سے) ہر ایک کا انکار کرتے ہیں۔

کفار مکہ قرآن مجید کو جادو کہتے تھے اس کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے ملتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ (الزخرف ۔ ۳۰)

اور جب ان کے پاس حق (یعنی قرآن مجید) آگیا تو انہوں نے کہا یہ جادو ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔

کفار کا توریت کو جادو کہنا اس کا ذکر کسی اور جگہ قرآن مجید میں نہیں ہے البتہ ایک کافر کے مندرجہ ذیل قول میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ○ (یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔ ۲۴)

(کافر نے) کہا یہ (قرآن مجید) تو بس (ایک) جادو ہے جو (اگلوں سے) منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے (یعنی پہلے بھی ایسا جادو پیش کیا جاتا رہا ہے)۔

جب کافروں نے توریت اور قرآن مجید دونوں کو جادو بتایا اور ان کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی ایسی اور کتاب لے آؤ جو (قرآن مجید اور توریت) ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو (اگر تم ایسی کتاب لے آؤ گے تو میں بھی اس کی پیروی کروں گا (فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ) (اے رسول) پھر اگر یہ آپ کی بات نہ مانیں (اور ان دونوں کتابوں سے زیادہ بہتر کتاب لے کر نہ آئیں) تو آپ سمجھ لیں کہ یہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت تو اس کے پاس ہو نہیں اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کر رہا ہو، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ) مگر (اے رسول، ہم پھر بھی اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہتے ہیں وہ یہ کہ) ہم ان لوگوں کے پاس (اپنا) کلام (برابر) بھیجتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور منزل مقصود پر پہنچنے کا سامان کریں) (اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ) (پھر اگر یہ ہمارے کلام پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جن کو ہم نے اس (کلام) سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں سے جو سنجیدہ اور منصف مزاج لوگ ہیں) وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں (وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ) اور جب ان کے سامنے (ہمارا) کلام

پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، ہم تو اس کے نازل ہونے سے پہلے ہی مسلم تھے۔

اہل کتاب ہمیشہ سے قرآن مجید پر ایمان رکھتے تھے اور اس کے نزول کے منتظر تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ، فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۸۹)

اور جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے (وہ) کتاب آگئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور (جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے) یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے (تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس پر ایمان لے آتے لیکن ہوا یہ کہ) جب وہ چیز جس کو یہ اچھی طرح پہچان بھی گئے ان کے پاس آگئی تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا (ایسے) کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

قرآن مجید کے نزول کے بعد اہل کتاب دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔

(۱) ایک تو وہ جو قرآن مجید کو پہچان گئے پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ انہی لوگوں کا ذکر سورۃ البقرۃ کی مندرجہ بالا آیت میں ہے۔

(۲) دوسرے وہ جو قرآن مجید کو پہچان گئے اور اس پر فوراً ایمان لے آئے۔ مندرجہ ذیل آیت میں انہی کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

(المآئدۃ - ۸۳ و ۸۴)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہٰذا ہمارا نام بھی (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے

پاس آیا ہے، ہم تو امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

آیت زیر تفسیر میں (اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ) دوسرے گروہ کے لوگوں کا قول ہے۔ یہ قرآن مجید پر اس کے نازل ہونے سے پہلے بھی ایمان رکھتے تھے اور نازل ہونے کے بعد بھی اس پر ایمان لے آئے۔ یہ لوگ سنجیدہ اور انصاف پسند تھے انہوں نے قرآن مجید پر ایمان نہ لانے کے لئے کوئی حیلہ تلاش نہیں کیا۔

آگے فرمایا (اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ) ان لوگوں کو دُگنا اجر دیا جائے گا (اس لئے کہ ان میں مندرجہ ذیل صفات پائی جاتی ہیں)۔

① (بِمَا صَبَرُوْا) یہ لوگ اپنی کتاب کے مطابق احکام الٰہی پر جمے رہے اور پھر قرآن مجید کے مطابق احکام الٰہی پر جم گئے۔ نہ احکامِ الٰہی سے نزولِ قرآن مجید سے پہلے روگردانی کی اور نہ نزولِ قرآن مجید کے بعد روگردانی کی۔

② (وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ) یہ لوگ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں (یعنی برائی کے بدلہ برائی نہیں کرتے بلکہ بھلائی کرتے ہیں، اگر کوئی انہیں تکلیف پہنچاتا ہے تو اسے تکلیف نہیں پہنچاتے بلکہ راحت پہنچاتے ہیں، اگر کوئی انہیں نقصان پہنچاتا ہے تو یہ اسے نفع پہنچاتے ہیں۔ یہ بہت ہی اچھی صفت ہے جو ان میں پائی جاتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ، اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۴ و ۳۵)

اور (اے رسول) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں، (برائی کو ایسے طریقہ سے) دفع کیجئے جو بہت اچھا ہو، ایسا کرنے سے وہ شخص کہ اس کے اور آپ کے مابین عداوت تھی (ایسا ہو جائے گا) گویا کہ وہ آپ کا بڑا گہرا دوست ہے اور یہ چیز انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے (خوش) نصیب ہوتے ہیں۔

③ (وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ) تیسری صفت ان میں یہ ہے کہ وہ اس مال میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔

④ (وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ

عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ) چوتھی صفت ان میں یہ ہے کہ وہ جب کوئی بیہودہ اور لایعنی بات سنتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں (اس کی طرف توجہ اور التفات نہیں کرتے بلکہ ایسے لوگوں سے جو بیہودہ اور لایعنی بات کرتے ہیں) کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں، تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، (ہمارا تو) تم کو سلام ہے، ہم نادانوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے۔

یہ صفات حمیدہ ہر مسلم میں ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر ان صفات کی تعریف کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ، وَالْمَلٰٓئِكَةُ
يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

(الرعد - ۲۲ تا ۲۴)

(عقل مند وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں، جو اپنے مال میں جو ہم نے ان کو دیا ہے پوشیدہ اور علانیہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جو برائی کے بدلہ بھلائی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے دار آخرت ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ (قائم) رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور (ان کے ساتھ) ان کے آباء اجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے وہ لوگ بھی (ان باغات میں داخل ہوں گے) جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے۔ (ان باغات کے) ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے۔ (اور ان سے کہیں گے) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، (دنیا میں) جو تم صبر کرتے رہے یہ اسی کا بدلہ ہے (جو تمہیں مل رہا ہے تو دیکھ لو) آخرت کا گھر (کتنا) اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ
يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ
اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا

اور جو کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے اپنا کھانا مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے رہتے ہیں (اور کھلاتے وقت ان سے) کہہ بھی دیتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی رضاء کے

قَمْطَرِيرًا ○ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُورًا ○ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيرًا ○ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○

(هل اتی - ۸ تا ۱۳)

لئے کھلا رہے ہیں، تم سے ہم نہ کسی بدلہ کے طلب گار ہیں اور نہ کسی شکریہ کے۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا ڈر ہے جو دن کہ چہرے بگاڑ دے گا اور بڑا سخت (پریشان کن) ہوگا۔ تو اللہ ان کو اس دن کی برائی سے بچا لے گا اور تروتازگی اور سرور سے ان کو بہرہ ور کرے گا اور (دنیا میں) وہ جو صبر کرتے رہے اس کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی کپڑے عطاء فرمائے گا۔ وہ اس (جنت) میں تختوں پہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، وہاں انہیں نہ گرمی محسوس ہوگی اور نہ سردی۔

مندرجہ بالا آیت میں انفاق فی سبیل اللہ اور صبر کی تعریف کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

(الفرقان - ۶۳)

اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں (اور وقار سے گذر جاتے ہیں)۔

مندرجہ بالا آیت میں جاہلوں سے نہ الجھنے کی تعریف کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○

(الفرقان - ۷۲)

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو بیہودہ (مجالس) میں شریک نہیں ہوتے اور جب ان کا گذر بیہودہ کاموں کے پاس سے ہوتا ہے تو وقار سے گذر جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں لغو اور بیہودہ مشاغل سے دور رہنے کی تعریف کی گئی ہے۔

الغرض آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تعریف کی جو ایمان لے آئے تھے اور ان کو دُگنے ثواب کی بشارت سُنائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلٰثَةٌ يُّؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ الرَّجُلُ

تین آدمیوں کو دوہرا ثواب دیا جائیگا۔ (ایک تو)

تَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتٰبِ الَّذِیْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِیْ يُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم من اهل الکتابین جزء ۴ ص۷۱)

وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے، پھر اُسے آزاد کرے اور اس سے نکاح کرلے، (دوسرا) مؤمن اہل کتاب جو پہلے بھی مؤمن تھا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا، اس کے لئے بھی دو اجر ہیں (تیسرا) وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرتا ہو اور اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا ہو

الغرض آیات زیر تفسیر میں مؤمنین اہل کتاب کی صفات بیان کر کے ان صفات کو حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید حق ہے۔ اس سے بہتر ہدایت دینے والی کوئی کتاب نہیں ہے لہذا اس پر ایمان لائیے، اپنی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ ہٹ دھرمی کی موجودگی میں صحیح راستہ نہیں مل سکتا۔

اے ایمان والو، احکام الٰہی پر جمے رہیئے اور اس سلسلہ میں جو تکالیف پہنچیں ان پر صبر کیجئے، برائی کا بدلہ بھلائی سے دیجئے، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے رہیئے، لغو باتوں سے پرہیز کیجئے، جاہلوں سے نہ الجھیئے، ان سے روگردانی کیجئے اور سلام کر کے آگے بڑھ جائیے۔

موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مفصل حالات

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ملک مصر میں ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جب (ایک ظالم) بادشاہ فرعون کا دور دورہ تھا (الزخرف ۔ ۵۱)

فرعون انتہائی متکبر اور مفسد بادشاہ تھا۔ اس نے اہل مصر کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ان میں سے ایک جماعت (بنی اسرائیل) کو انتہائی ذلیل اور کمزور کر دیا تھا۔ اس جماعت کے نومولود لڑکوں کو قتل کر دیا کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ اسی پُرفتن دور میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ بنی اسرائیل پر احسان کرنے، انکا امام بنانے، انہیں فرعون اور آل فرعون کا وارث

بنانے اور ان کی سلطنت کو استحکام بخشنے کا ارادہ کیا (القصص ۔ ۳ تا ۶)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو اس بات کا خطرہ تھا کہ فرعون انہیں پیدا ہوتے ہی قتل کرا دے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کو وحی بھیجی کہ وہ ان کو دودھ پلاتی رہیں پھر جب وہ ان کے متعلق خطرہ محسوس کریں تو انہیں ایک صندوق میں رکھیں اور اس صندوق کو دریا میں ڈال دیں اور کسی قسم کا خوف، رنج و غم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ بھی وحی بھیجی کہ اللہ اس بچہ کو تمہاری طرف واپس لے آئے گا اور اسے رسول بنائے گا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنانے کی خوش خبری گویا اس بات کی ضمانت تھی کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی قتل نہ کر سکے گا، وہ بڑے ہو کر رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوں گے)۔ (القصص۔ ۷)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے وحی کی ہدایت کے بموجب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں ڈال دیا لیکن وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکیں اور قریب تھا کہ وہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش اور ان کو دریا میں ڈالنے کے واقعہ کا اظہار کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو مضبوط کر دیا اور وہ اس واقعہ کو ظاہر کرنے سے باز رہیں۔ (القصص ۔ ۱۰)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بھائی ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کسی طرح فرعون کی زد سے بچ گئے تھے (القصص ۔ ۳۴)

ان کی ایک بہن بھی تھیں۔ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے انہیں دریا میں ڈال دیا تو ان کی بہن (کو بلایا اور ان) سے کہا تم موسیٰ کے پیچھے پیچھے جاؤ (اور دیکھتی رہو کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے) (القصص ۔ ۱۱)

(موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن نے اپنی والدہ کے حکم کی تعمیل کی) وہ (دریا کے بہاؤ کے ساتھ) دور ہی دور سے ان کے پیچھے پیچھے چلتی رہیں۔ (ان کے دور رہنے کی وجہ سے) فرعون کے آدمیوں کو علم نہ ہو سکا (کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے بھی کوئی آ رہا ہے) (القصص ۔ ۱۱)

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ فرعون کے آدمیوں نے انہیں بہتے ہوئے دیکھا تو انہیں دریا سے نکال لائے (اور انہیں فرعون کے سامنے لا کر رکھ دیا) فرعون، (اس کے وزیر) ہامان اور اس کے لشکروں نے چاہا کہ انہیں قتل کر دیں تو فرعون کی بیوی نے فرعون سے کہا: یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک (ہوگا) لہٰذا اسے قتل نہ کرو، ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس سے فائدہ پہنچے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ فرعون اور اس کے وزیر وغیرہ اس بات پر راضی ہو گئے۔ انہیں خبر بھی نہیں تھی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ الغرض فرعون اور اس کے وزیر وغیرہ نے زبردست غلطی کی کہ ملکہ کی بات مان کر ان کو قتل نہ کیا۔ (القصص ۔ ۸ و ۹)

الغرض جب فرعون نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پالنے کا فیصلہ کر لیا تو کسی دودھ پلانے

والی کو تلاش کیا گیا۔ (بہت سی دودھ پلانے والیاں آئیں لیکن) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی دودھ پلانے والی کا دودھ نہیں پیا۔ ان کی بہن نے (جو حالات کا بڑی ہوشیاری سے مطالعہ کر رہی تھیں دودھ پلانے والی عورتوں کو تلاش کرنے والوں سے) کہا: کیا میں تمہیں ایسا گھرانا نہ بتاؤں جو (ان کو دودھ بھی پلائے اور) پوری طرح خیر خواہی کے ساتھ ان کی کفالت کرے (فرعون اس تجویز پر راضی ہو گیا اور) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کی غرض سے (غیر شعوری طور پر) ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، ان کا رنج و غم جاتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ ان سے کیا تھا اسے پورا کر دیا۔ (القصص ۔ ۱۲و۱۳)

(اس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہی گھر میں پرورش پاتے رہے) جب وہ جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت اور علم سے سرفراز فرمایا۔ (القصص ۔ ۱۴)

(جوانی کے زمانہ میں ایک دن ایسا ہوا کہ) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت شہر کے تمام باشندے غفلت میں پڑے سو رہے تھے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ ایک کا تعلق ان کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا اور ایک کا تعلق ان کی دشمن قوم سے تھا۔ جو آدمی ان کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد طلب کی (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے مظلوم سمجھا اور) اس کے دشمن کو ایک مُکّا مارا۔ وہ شخص (مکّے کی تاب نہ لا سکا اور) مر گیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا یہ تو مجھ سے شیطانی کام ہو گیا، بے شک شیطان (انسان کا بڑا) دشمن اور صریح گمراہ کرنے والا ہے۔ انہوں نے (اسی وقت توبہ کی اور) کہا: اے میرے رب میں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ مجھے معاف فرما دے، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں معاف کر دیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے رب، تو نے مجھ پر احسان کیا ہے میں (عہد کرتا ہوں کہ) آئندہ کسی مجرم کی مدد نہیں کرونگا (القصص ۱۵تا۱۷)

پھر (دوسرے دن) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہر میں ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ خائف تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ ان کے خلاف کیا کارروائی ہوتی ہے۔ اسی عالم میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جس نے گذشتہ کل ان سے مدد مانگی تھی ان سے فریاد کر رہا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا بے شک تو ہی حقیقت میں قصوروار ہے (کہ روزانہ لڑتا رہتا ہے)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ کیا کہ اس کو پکڑ لیں۔ وہ شخص کہنے لگا: کیا تم مجھ کو اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ) تم ملک میں فساد و بدامنی پھیلانا چاہتے ہو، اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔ (القصص ۔ ۱۸و۱۹)

(ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ) ایک شخص شہر کے بعید ترین علاقہ سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: اے موسیٰ، قوم کے سردار تمہیں قتل کرنے کے لئے صلاح و مشورہ کر رہے ہیں۔ تم شہر سے فوراً

چلے جاؤ، میں تمہارا خیر خواہ ہوں (اور تمہاری خیر خواہی کی نیت سے تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں)۔
(القصص - ۲۰)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ ڈر رہے تھے اور (اب بھی) اسی سوچ میں تھے کہ ان کے خلاف کیا ہوتا ہے۔ اس موقع پر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔ (القصص - ۲۱)

شہر سے نکلنے کے بعد انہوں نے مدین کا رخ کیا۔ انہوں نے کہا (راستہ تو معلوم نہیں لیکن) امید ہے کہ مجھے میرا رب سیدھے راستہ پر لگا دے گا۔ (القصص - ۲۲)

الغرض (اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے) وہ مدین پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک کنویں پر دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں لیکن دو لڑکیاں ہیں کہ ان سے کچھ فاصلہ پر اپنے جانوروں کو لئے ہوئے کھڑی ہیں (پانی نہیں پلا رہیں)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لڑکیوں سے پوچھا: تمہارے یہاں کھڑا رہنے کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا: ہم (اپنے جانوروں کو اس وقت تک) پانی نہیں پلاتے جب تک یہ سب لوگ (اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر یہاں سے) چلے نہ جائیں۔ (یہ کام ہمیں ہی کرنا پڑتا ہے اس لئے کہ) ہمارے والد صاحب بہت بوڑھے ہیں (وہ یہ کام انجام نہیں دے سکتے) (القصص - ۲۳)

یہ سنکر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور اس کے بعد ایک طرف سایہ میں آکر (بیٹھ گئے اور) اس طرح دعاء کی: اے میرے رب جو خیر تو میری طرف نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔ (القصص - ۲۴)

(کچھ دیر بعد) ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی شرم و حیاء کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہنے لگی: میرے والد نے آپ کو بلایا ہے تاکہ وہ آپ کو (جانوروں کے) پانی پلانے کی اجرت دیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس (لڑکی کے والد کے) پاس پہنچے اور ان سے اپنا قصہ بیان کیا۔ (انہوں نے پورا قصہ سننے کے بعد) کہا: ڈرو نہیں، تمہیں ظالم قوم سے نجات مل گئی۔ (القصص - ۲۵)

ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا: اے ابا جان، ان کو نوکر رکھ لیجئے اس لئے کہ بہترین نوکر وہ ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانتدار بھی (اور یہ طاقتور بھی ہیں اور امانتدار بھی)۔ والد نے کہا، (اے موسیٰ) میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا نکاح تم سے اس شرط پر کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میرے ہاں نوکری کرو اور اگر تم دس سال نوکری کرو تو یہ تمہاری طرف سے ہے (جبر نہیں ہے)، میں تمہیں تکلیف میں ڈالنا نہیں چاہتا، تم مجھے انشاء اللہ نیک آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میرے اور آپ کے درمیان یہ (معاہدہ مجھے منظور) ہے، ان

مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں اُسے میں اپنے اوپر کوئی زیادتی تصور نہیں کروں گا (اس لئے کہ میں خود ان شرائط کو منظور کر رہا ہوں، مجھ پر کوئی جبر نہیں کیا جا رہا)۔ ہم نے جو معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرنے کے سلسلہ میں اللہ (تعالیٰ) ہمارا کارساز ہے (وہی معاہدہ پورا کرنے کی توفیق دیگا) (القصص۔۲۶ تا ۲۸)

پھر جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقررہ مدت پوری کرلی تو وہ اپنے اہل (وعیال) کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اثنائے راہ میں انہیں طور پر آگ دکھائی دی۔ کیونکہ انہیں راستہ نہیں معلوم تھا لہذا انہوں نے آگ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تاکہ کسی سے راستہ پوچھ لیں۔ انہوں نے اپنے اہل (وعیال) سے کہا: مجھے کوہ طور پر آگ دکھائی دے رہی ہے، تم یہاں ٹھہرو، میں آگ کی طرف جاتا ہوں شاید میں وہاں سے راستہ کی کوئی خبر لے آؤں یا کوئی انگارہ ہی لے آؤں جس سے تم تاپو (اور سردی کی شدت سے بچ جاؤ)۔

(القصص۔۲۹ (طٰہٰ۔۱۰)

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آگ کے پاس پہنچے، وہ ایک مبارک مقام تھا۔ اس کے داہنے کنارے پر ایک درخت تھا۔ اس درخت سے آواز آئی: (اے موسیٰ) مبارک ہے وہ ذات جو اس آگ میں (جلوہ فرما) ہے اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ بھی مبارک ہیں اور (اے موسیٰ) اللہ رب العالمین (تمام عیوب سے) پاک ہے۔ اے موسیٰ میں اللہ زبردست اور حکمت والا ہوں۔ اے موسیٰ میں اللہ، رب العالمین ہوں۔ میں تمہارا رب ہوں۔ تم اپنی جوتیاں اتار دو اس لئے کہ تم اس وقت طوٰی نامی مقدس وادی میں ہو۔ میں نے تمہیں (اپنی رسالت کے لئے) منتخب فرمایا ہے لہذا جو کچھ تمہاری طرف وحی کی جا رہی ہے (اسے غور سے) سنو۔ پھر اللہ نے انہیں اپنے قریب کر لیا اور فرمایا: (اے موسیٰ) میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، لہذا صرف میری عبادت کرو اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ (یاد رکھو) قیامت آنے والی ہے۔ اس دن سب کو اپنے اعمال کی جزا و سزا ملے گی، کوئی بے ایمان، خواہش پرست تم کو اس سے غافل نہ کر دے اور پھر تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔ (القصص۔۳۰ طٰہٰ۔ ۱۱ تا ۱۶) (مریم۔ ۵۲) (النمل۔ ۹ و ۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ (اچھا یہ بتاؤ) تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: یہ میری لاٹھی ہے، میں اس سے سہارا لیتا ہوں، اپنی بکریوں کے لئے (درختوں سے) پتے جھاڑتا ہوں اور ان کاموں کے علاوہ یہ لاٹھی میرے اور بھی کئی کام آتی ہے (طٰہٰ۔۱۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے موسیٰ، تم اپنی لاٹھی (زمین پر ڈال دو)"۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاٹھی زمین پر ڈال دی۔ (لاٹھی زمین پر ڈالتے ہی) کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لاٹھی سانپ کی مانند زمین پر ہل رہی ہے اور دوڑ رہی ہے (القصص۔۳۱) (طٰہٰ۔ ۱۹ و ۲۰)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سانپ کو دیکھ کر ڈر گئے اور پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل دئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے موسیٰ، (ٹھہرو، واپس آؤ اور) آگے بڑھو، ڈرو نہیں، میرے

پاس رسول ڈرا نہیں کرتے تم بالکل امن میں ہو (تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی)۔ سانپ کو اٹھا لو۔ یہ پھر لاٹھی بن جائے گا۔ (القصص ۔۳۱) (النمل ۔۱۰) (طٰہٰ ۔ ۲۰ و ۲۱)

(موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاٹھی اٹھالی)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو (پھر اسے نکالو، تم دیکھو گے کہ) وہ بغیر کسی بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا۔ (اے موسیٰ) خوف دور کرنے کے لئے یہ کرو کہ اپنا بازو اپنے سینہ سے لگا لو (تمہارا خوف جاتا رہے گا)۔ (القصص۔ ۳۲) (طٰہٰ ۔ ۲۲)

اے موسیٰ، تمہارے رب کی طرف سے (تمہاری نبوت کی) یہ دو نشانیاں (تمہیں مل گئی) ہیں (لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ہاتھ کا سفید ہو جانا)،

(آئندہ) ہم تم کو (اور بھی) بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں گے (القصص ۔ ۳۲) (طٰہٰ ۔ ۲۳)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ (اب) تم ان دو نشانیوں کے ساتھ فرعون، اس کے سرداروں اور اس کی ظالم قوم کے پاس جاؤ۔ (انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراؤ) وہ بہت سرکش اور نافرمان ہو گئے ہیں (القصص ۔ ۳۲) (الشعراء ۔ ۱۰ و ۱۱)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا، اے میرے رب، میں نے ان میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے اور (اے میرے رب) میرا سینہ تنگ ہوتا ہے اور زبان اچھی طرح نہیں چلتی میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح زبان بولتے ہیں، انہیں میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر بھیج دے تاکہ (کم از کم اور کوئی نہیں تو وہی) میری تصدیق کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ فرعون اور اس کے قوم کے لوگ میری تکذیب کریں گے (الشعراء ۔ ۱۳ تا ۱۴)

(القصص۔ ۳۳ و ۳۴)

پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، میرا سینہ کھول دے، میرے کام کو میرے لئے آسان کر دے، میری زبان کی لکنت دور کر دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، میرے اہل خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے اور ان کے ذریعہ سے مجھے قوت عطاء فرما، میرے کام میں انہیں بھی شریک کر دے تاکہ ہم دونوں (مل کر) کثرت سے تیری تسبیح پڑھیں اور کثرت سے تیرا ذکر کریں۔ تو ہمارے حال سے بخوبی واقف ہے (لہٰذا ہر طرح ہماری مدد فرما)۔ (طٰہٰ ۔ ۲۵ تا ۳۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ میں نے تمہاری تمام دعائیں قبول کر لیں۔ میں نے تمہارے بھائی کو بھی نبوت دی میں ان کو تمہارا قوت بازو بنا رہا ہوں۔ میں تم دونوں کو غلبہ دوں گا، وہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (طٰہٰ ۔۳۶) (مریم ۔۵۳) (القصص ۔ ۳۵)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے موسیٰ، تمہاری تمام دعائیں قبول کر کے میں نے تم پر بڑا احسان کیا ہے

اور یہی کیا) میں ایک مرتبہ اور بھی تم پر (زبردست) احسان کر چکا ہوں جبکہ میں نے تمہاری والدہ کو وحی بھیجی تھی کہ تمہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں، میں نے تمہاری صورت بڑی پیاری بنائی تھی (جو دیکھتا تھا تم سے محبت کرتا تھا) پھر تم کو میرے اور تمہارے دشمن نے دریا سے نکال لیا اور پھر تم ہماری نظروں کے سامنے پرورش پاتے رہے (اور اے موسیٰ وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب تمہاری بہن نے فرعون کے آدمیوں سے کہا: میں تمہیں ایسا گھر نہ بتاؤں جو اس کی پرورش کرے۔ اس طرح ہم نے تم کو تمہاری والدہ کے پاس پہنچا دیا تاکہ ان کا غم جاتا رہے اور (تمہیں دیکھ کر) ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور (اے موسیٰ) تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو ہم نے تم کو غم سے نجات دی۔ الغرض ہم نے تم کو خوب آزمایا، پھر تم کچھ عرصہ مدین میں رہے، پھر جب تم مقررہ مدت کو پہنچ گئے تو ہم نے تم کو رسول بنا دیا اور (اے موسیٰ) میں نے تم کو اپنی ذات (خاص یعنی رسالت) کے لئے تیار کیا ہے

(طٰہٰ۔ ۳۷ تا ۴۱)

اب تم دونوں میری آیات کو لے کر فرعون کے پاس جاؤ، میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری اور اس کی گفتگو کو سنتا رہوں گا (لہذا اطمینان رکھو کہ) تم دونوں اور تمہارے متبعین ہی غالب رہیں گے لیکن (اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ) میرے ذکر کے معاملہ میں سستی نہ کرنا (القصص۔ ۳۵) (الشعراء۔ ۱۵)

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ بہت سرکش ہو گیا ہے اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ (الشعراء۔ ۱۰۱) (طٰہٰ۔ ۴۳)

(اور اے موسیٰ اور اے ہارون) جب تم اس کو نصیحت کرو تو نرمی سے بات کرنا (تاکہ وہ مشتعل نہ ہو اور) شاید وہ اپنے انجام سے ڈر جائے اور نصیحت قبول کر لے (طٰہٰ۔ ۴۴)

جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے رسول ہیں، بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ پہنچا۔ ہم تیرے رب کے پاس سے (اپنی نبوت کی) نشانی لے کر آئے ہیں اور اس سے یہ بھی کہو کہ سلامتی اسی کے لئے ہے جو راہ راست کی پیروی کرے اور جو حق کو جھٹلائے اس کے لئے عذاب (شدید) ہے۔ (طٰہٰ۔ ۴۷ و ۴۸)

الغرض جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پہنچے (القصص۔ ۳۶)

انہوں نے فرعون سے کہا: میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق بات ہی کہتا ہوں۔ میں تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا ہوں تو ایمان لا، ہدایت قبول کر اور بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے (الزخرف۔ ۴۶) (الاعراف۔ ۱۰۴ و ۱۰۵) (والنزعات۔ ۱۸ و ۱۹)

فرعون نے کہا: (اے موسیٰ) کیا ہم نے تمہیں بچپن میں نہیں پالا؟ کیا تم ہمارے ہاں برسوں نہیں رہے؟ تم نے (ہمارے) ایک آدمی کو قتل کیا۔ تم بڑے نابڑے ناشکرے ہو (الشعراء۔ ۱۸ و ۱۹)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں نے ایک آدمی کو قتل کیا یہ واقعی میری غلطی تھی پھر میں تیرے ملک سے چلا گیا۔ اللہ نے مجھے رسول بنا دیا۔ تو مجھ پر پرورش کرنے کا کیا احسان رکھتا ہے جبکہ تو نے میری قوم کو غلام بنا رکھا ہے (الشعرآء - ۲۰ تا ۲۲)

فرعون نے کہا (تم کہتے ہو کہ تم رب العالمین کے رسول ہو) رب العالمین کیا چیز ہے؟ تمہارا رب کون ہے؟ (الشعراء - ۲۳) (طٰہٰ - ۴۹)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر تم یقین کرو (تو سچی بات یہ ہے کہ) رب العالمین وہ ہے جو آسمانوں کا، زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اور اے فرعون ہمارا (سب کا) رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی کی (الشعرآء-۲۴) (طٰہٰ - ۵۰)۔

فرعون نے ان لوگوں سے جو اس کے ارد گرد تھے (تمسخر کے انداز میں) کہا: کیا تم نہیں سن رہے (کہ موسیٰ کیا کہہ رہے ہیں)؟ (الشعرآء - ۲۵)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: (آسمانوں اور زمین ہی کا رب نہیں) وہ تو تمہارا اور تمہارے آباء اجداد کا بھی رب ہے (الشعرآء - ۲۶)

فرعون نے کہا: (اے لوگو) یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یقیناً مجنون ہیں (الشعرآء-۲۷)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر تم میں (ذرا سی بھی) عقل ہے (تو سمجھ لو کہ) وہ مشرق، مغرب اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا رب ہے (الشعرآء - ۲۸)

پھر فرعون نے بڑا سخت سوال کیا۔ اس نے کہا: (اے موسیٰ یہ بتاؤ کہ) اگلے زمانہ کے لوگوں کا کیا حشر ہوگا (کیا وہ بھی ہماری طرح سزا بھگتیں گے)؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کا علم تو میرے رب کے پاس لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے (اور جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ صحیح ہے) وہ نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے (طٰہٰ - ۵۱ و ۵۲)

فرعون نے کہا: اگر تم نے میرے علاوہ کسی کو الٰہ مانا تو میں تمہیں قید کر دونگا (الشعرآء - ۲۹)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اگر میں صاف اور صریح نشانی دکھاؤں پھر بھی تو مجھے قید کر دے گا (الشعرآء - ۳۰)

فرعون نے کہا: اگر تم سچے ہو تو وہ نشانی پیش کرو۔ (الشعرآء - ۳۱)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی وہ اژدہا بن گئی، پھر انہوں نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سفید نظر آنے لگا۔ (الشعرآء - ۳۲ و ۳۳)

فرعون کے سرداروں نے کہا: یہ نشانیاں کیا ہیں محض جادو ہیں ان کو (رب العالمین کا نام لے کر اس کی طرف) جھوٹ منسوب کر دیا گیا ہے۔ ہم نے ایسی باتیں اپنے آباء و اجداد (کے حالات) میں (نہ دیکھیں) نہ سنیں۔ (القصص - ۳۶)

پھر سرداروں نے ان نشانیوں کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ (الزخرف۔ ۴۷)

انہوں نے ان نشانیوں کا انکار کیا اگرچہ دل سے انہیں ان نشانیوں (کے حق ہونے) کا یقین ہو گیا تھا۔ (النمل۔ ۱۴)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرا رب اس شخص سے خوب واقف ہے جس کو اس نے ہدایت کے ساتھ (رسول بنا کر) بھیجا ہے اور وہ اس بات سے بھی بخوبی واقف ہے کہ آخرت کس کی اچھی ہو گی بے شک ظالموں کو فلاح نصیب نہیں ہو گی۔ (القصص۔ ۳۷)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) فرمایا: کیا تم ان نشانیوں کو جادو کہتے ہو، جادوگر تو فلاح نہیں پاتے۔ سرداروں نے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے بزرگوں کے دین سے برگشتہ کر دو، ملک میں (بس) تم دونوں کی بڑائی کا ڈنکا بجے، ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں (یونس۔ ۷۷ و ۷۸)

فرعون نے (سرداروں سے) کہا: موسیٰ بڑے ماہر جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں تو بتاؤ تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔ (الشعراء۔ ۳۴ و ۳۵)۔

سرداروں نے کہا: ان کو اور ان کے بھائی کو (کچھ عرصہ کے لئے) مہلت دیجئے اور اس اثناء میں تمام شہروں میں آدمی بھیج دیجئے تاکہ وہ تمام بڑے بڑے جادوگروں کو (جمع کر کے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے) آپ کے پاس لے آئیں۔ (الشعراء۔ ۳۶ و ۳۷)

فرعون نے اس مشورہ کو مان لیا (یونس۔ ۷۹)

پھر اس نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو۔ ہم بھی تمہارے سامنے ایسا ہی جادو پیش کریں گے لہٰذا تم ہمارے اور اپنے درمیان کوئی دن مقرر کر دو کہ نہ ہم اس کی خلاف ورزی کریں اور نہ تم (دونوں مقررہ دن حاضر ہو جائیں) ہمارا تمہارا مقابلہ کھلے میدان میں ہو (تاکہ سب مشاہدہ کریں)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یوم زینت (یعنی عید کا دن) مقرر کر لو۔ اس دن تمام لوگوں کو چاہئے کہ صبح کے وقت مقابلہ دیکھنے کے لئے جمع ہو جائیں۔ (طٰہٰ۔ ۵۷ تا ۵۹)

الغرض فرعون نے (تمام) شہروں میں آدمی بھیج دئے اور پوری طرح مقابلہ کی تیاری کی۔ مقررہ دن تمام جادوگر جمع ہو گئے۔ فرعون نے اس دن تمام لوگوں کو بھی جمع کیا اور ان سے کہا: اگر جادوگر غالب رہے تو ہم انہی کے طریقہ پر چلتے رہیں گے۔ (الشعراء۔ ۳۸ تا ۴۰)

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: تمہاری خرابی! اللہ کی طرف جھوٹ منسوب نہ کرو (اس نے کسی کو اپنا شریک نہیں بنایا) اگر تم نہیں مانو گے تو تمہیں سزا بھگتنی ہو گی اور جو شخص بھی افتراء پردازی کریگا وہ (یقیناً تباہ و) برباد ہو جائے گا (طٰہٰ۔ ۶۱)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر سنکر لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: یہ دونوں جادوگر ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے ذریعہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارے بہترین مذہب کو فنا کردیں لہٰذا پوری طرح اپنی تدبیر کرو اور صف باندھ کر ان کا مقابلہ کرو۔ آج وہی کامیاب ہوگا جو غالب رہے گا (طٰہٰ۔ ۶۲ تا ۶۴)

مقابلہ سے پہلے جادوگروں نے فرعون سے عرض کیا: (اے بادشاہ) اگر ہم غالب رہیں تو ہمیں انعام ملنا چاہئے۔ فرعون نے کہا: ضرور ملے گا (یہی نہیں بلکہ) تم میرے مقربین میں بھی شامل کردئے جاؤ گے۔ (الشعرآء۔ ۴۱ و ۴۲)

اس گفتگو کے بعد موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جادوگر ایک دوسرے کے مقابل آکر کھڑے ہوگئے۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے موسیٰ آپ (پہلے) ڈالیں گے یا ہم (پہلے) ڈالیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم ہی پہلے ڈالو اور جو کچھ تم ڈالنا چاہتے ہو ڈالو (طٰہٰ۔ ۶۵ و ۶۶) (الشعرآء۔ ۴۳)

جادوگروں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں (زمین پر) ڈال دیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے۔ (الشعرآء۔ ۴۴)

جادوگروں نے بڑے زبردست جادو کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا اور ان سب کو دہشت زدہ کردیا (الاعراف۔ ۱۱۶)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ رسّیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر انہیں کچھ خوف محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے موسیٰ) ڈرو نہیں، تم ہی غالب رہو گے۔ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اسے ڈال دو، وہ ان سب شعبدوں کو نگل جائے گی۔ ان کے شعبدے محض جادو ہیں اور جادو کرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے (طٰہٰ۔ ۶۶ تا ۶۹)

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ لاٹھی اژدہا بن گئی اور اس (اژدھے) نے ان کی شعبدہ بازیوں کو نگلنا شروع کردیا۔ (الشعرآء۔ ۴۵)

جادوگروں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو حقیقت کو پاگئے اور فوراً سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم رب العالمین پر یعنی موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے (الشعرآء۔ ۴۶ تا ۴۸)

فرعون نے جادوگروں سے کہا: تم میری اجازت سے پہلے ایمان لے آئے، یقیناً یہ تمہارے گرو معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے ہی تم کو جادو سکھایا ہے۔ یہ سب تمہاری سازش ہے تاکہ (تم سب مل کر) یہاں کے باشندوں کو شہر سے نکال دو (اور خود راج کرو) تم ایمان تو لے آئے ہو لیکن ابھی تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ (الشعرآء۔ ۴۹) (الاعراف۔ ۱۲۳)

میں مخالف سمت سے تمہارا ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹوادوں گا اور پھر میں تم سب کو کھجور کے

تنوں پر پھانسی چڑھا دوں گا، پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی سزا زیادہ سخت اور زیادہ دیر پا ہے (الشعراء - ۴۹) (طٰہٰ - ۷۱)

جادوگروں نے جواب دیا: کوئی پرواہ نہیں۔ ہمیں تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہی ہے (تو پھر قتل ہو کر چلے جانے میں کیا مضائقہ ہے، یہ تو اور بھی اچھی چیز ہے) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گا اس لئے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لے آئے (اور ہم نے ہٹ دھرمی نہیں کی)۔ (الشعراء - ۵۰ و ۵۱)۔

اور (اے فرعون) تیرے نزدیک ہمارا اور قصور ہی کیا ہے سوائے اس کے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر جب وہ ہمارے پاس آئیں ایمان لے آئے۔ (الاعراف - ۱۲۶)

اور اے فرعون، ہم ان کھلی نشانیوں پر جو ہمارے پاس آئی ہیں اور اس ہستی پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہرگز تجھ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گذر، تو جو کچھ کرے گا اس دنیا کی زندگی ہی میں تو کرے گا (پھر اس کے بعد تو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے)۔ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور اس جادو (کے گناہ) کو بھی معاف کرے جس کو کرنے کے لئے تو نے ہمیں مجبور کیا تھا۔ اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے (لہٰذا اسی کو اختیار کرنا چاہئے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے)۔ پھر ان مسلمین نے اس طرح دعاء کی: اے ہمارے رب ہمیں صبر کی توفیق دے اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں (طٰہٰ - ۷۲ و ۷۳) (الاعراف - ۱۲۶)

جادوگروں کے علاوہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی ایمان نہیں لایا سوائے

(۱) بنی اسرائیل کی اولاد کے وہ بھی ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون اور اس کے سردار انہیں اذیت میں مبتلا نہ کر دیں۔ (یونس - ۸۳)۔

(۲) فرعون کی بیوی کے (التحریم - ۱۱)

(۳) قوم فرعون کے ایک آدمی کے جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ (حٰمٓ المؤمن - ۲۶)

(بنی اسرائیل اور جادوگروں کے ایمان لانے سے سرداران قوم خوفزدہ ہو گئے۔ انہیں حالات کے بگڑنے اور اپنی سیادت کے ختم ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا) کہنے لگے (اے فرعون) کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے گا کہ ملک میں دندناتی پھرے اور (تجھے اور تیرے بتوں کو چھوڑ دے۔ فرعون نے کہا: ہم ان کے لڑکوں کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کریں گے (اس طرح کرنے سے ان کی قوت پامال ہو جائے گی) اور (ہم یہ کام کر سکتے ہیں اس لئے کہ) ہم ان پر غالب ہیں (الاعراف - ۱۲۷)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (جب اپنی قوم پر ظلم و ستم ہوتے دیکھا تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر کرو۔ یہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے

زمین کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام بخیر تو متقی لوگوں کا ہی ہوا کرتا ہے (گھبراؤ نہیں، فتح بالآخر ہماری ہوگی) (الاعراف - ۱۲۸)

یہ نصیحت سنکر قوم کے افراد نے کہا: آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیفیں پہنچتی رہیں اور آپ کے آنے کے بعد بھی تکلیفیں پہنچ رہی ہیں (آخر کب تک یہ تکلیفیں پہنچتی رہیں گی)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور تمہیں اس کا جانشین بنا دے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (الاعراف - ۱۲۹)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا: اگر تم ایمان لے آئے ہو اور مسلم بن گئے ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو (وہی تمہاری تکلیفیں دور کرے گا)۔ قوم کے لوگوں نے کہا: ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے دعاء کی: اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنا، ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ کافروں سے نجات دے (الاعراف - ۸۴ تا ۸۶)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکانات تعمیر کرواو ان کو قبلہ رو رکھو اور نماز پڑھتے رہو اور (اے موسیٰ) مؤمنین کو خوشخبری سنادو (کہ اب ان کی نجات اور سربلندی کا وقت قریب آگیا ہے)۔ (یونس - ۸۷)

اس کے بعد فرعون اور قوم فرعون پر مسلسل اور یکے بعد دیگرے عذاب آنے شروع ہوئے۔ ان عذابات کا مقصد یہ تھا کہ وہ مخالفت چھوڑ دیں اور ایمان لے آئیں۔ سب سے پہلا عذاب جو ان پر نازل ہوا وہ قحط کا عذاب تھا۔ جب وہ قحط سے پریشان ہوئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کہا: اے موسیٰ اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ یہ عذاب ہم سے دور کردے۔ اگر آپ نے یہ عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب وہ عذاب ٹل گیا تو انہوں نے وعدہ خلافی کی اور ایمان نہیں لائے (الاعراف - ۱۳۰ و ۱۳۴ و ۱۳۵)

اس کے بعد طوفان، ٹڈیاں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کے عذابات یکے بعد دیگرے آتے رہے۔ وہ ہر مرتبہ یہی کہتے کہ اے موسیٰ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہم پر سے عذاب ٹال دے۔ اگر آپ نے عذاب ٹال دیا تو ہم ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب وہ عذاب ٹل جاتا تو وعدہ خلافی کرتے اور ایمان نہیں لاتے (الاعراف - ۱۳۳ تا ۱۳۵)

جب عذاب کے ٹل جانے کے بعد خوشحالی کا زمانہ آتا تو کہتے کہ یہ خوشحالی ہماری (برکت کے سبب) ہے اور جب کسی مصیبت کا شکار ہوتے تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے اصحاب کی نحوست ہے پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرکے کہتے تم کوئی بھی نشانی ہمارے پاس لاؤ ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔ (الاعراف - ۱۳۱ و ۱۳۲)

ایک دن فرعون نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم کیا مصر میں میری بادشاہت نہیں ہے؟ کیا

میرے (محل کے) نیچے نہریں نہیں بہہ رہی ہیں تو کیا تم (ان چیزوں کو دیکھ کر اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (کہ اعتبار کے قابل کس کی بات ہوسکتی ہے) میں بہتر ہوں یا یہ ذلیل آدمی جو اچھی طرح بات بھی نہیں کرسکتا، اس پر (اللہ کی طرف سے) سونے کے کنگن کیوں نہیں نازل ہوتے یا فرشتے (سب کے سب) جمع ہوکر اس کے ساتھ کیوں نہیں آتے (کہ اس کی تائید کریں)۔ الغرض فرعون نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا اور وہ اس کی اطاعت کرتے رہے (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں لائے اور وہ ایمان کیا لاتے) وہ تھے ہی (بڑے) نافرمان (الزخرف۔ ۵۱ تا ۵۴)

(الغرض فرعون اور اس کے سردار اپنی دولت اور سیادت پر فخر و ناز کرتے رہے اور ایمان نہیں لائے۔ ایک دن) سرداروں نے کہا: کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں (خصوصاً) ایسی صورت میں کہ ان کی قوم ہماری خدمت گار ہے (المؤمنون۔ ۴۷)

یہ حالت دیکھ کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح دعاء کی: اے ہمارے رب (کیا) تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں شان و شوکت اور مال و دولت (اسلئے) عطاء کی ہے کہ یہ (اس کے غرور میں لوگوں کو) تیرے راستہ سے روکتے رہیں۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو ضائع کردے، ان کے دلوں کو سخت کردے تاکہ (اب یہ) بغیر عذاب دیکھے ایمان ہی نہ لائیں (یعنی ان کی زیادتیوں کی حد ہوگئی ہے اب ان پر عذاب نازل کردے)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تم دونوں کی دعاؤں کو قبول فرمایا، تم دونوں ثابت قدم رہو اور جاہلوں کے راستہ پر نہ چلو۔ (یونس۔ ۸۸ و ۸۹)

ایک دن فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا: (اب) میں موسیٰ کو قتل کرتا ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین نہ بدل دیں یا زمین میں بدامنی نہ پھیلائیں موسیٰ کو چاہئے کہ وہ (اپنی مدد کے لئے) اپنے رب کو پکاریں (اور میری سزا سے بچنے کی کوشش کریں)۔ (حٰمٓ المؤمن۔ ۲۶)

(جب) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (کو فرعون کے اس ارادہ کا علم ہوا تو انہوں) نے کہا: میں ہر متکبر اور یوم الحساب پر ایمان نہ رکھنے والے شخص سے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ (حٰمٓ المؤمن۔ ۲۷)

اس موقع پر فرعون کا وہ شخص جو ایمان لے آیا تھا اور ابھی تک اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا فرعون کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: کیا تم ایک آدمی کو محض اس لئے قتل کررہے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور (اس سلسلہ میں) وہ اپنے رب کے پاس سے کھلی نشانیاں بھی لایا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو پھر وہ عذاب (یقیناً) آئے گا جس کا وہ تم سے وعدہ کررہا ہے (اور سن لو) اللہ حد سے گذرنے والے کو راہ راست پر نہیں چلاتا۔ اے میری قوم آج ملک میں تمہاری بادشاہت ہے، تم غالب ہو، اگر اللہ کا عذاب آگیا تو ہماری مدد کون کرے گا۔ فرعون

نے کہا: میں جس چیز کو حق سمجھتا ہوں وہی تم لوگوں کو بتاتا ہوں اور میں تم کو سیدھے راستہ پر ہی چلا رہا ہوں۔
(حٰمٓ المؤمن۔ ۲۸ و ۲۹)

اس مؤمن بندے نے کہا: اے میری قوم، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر گذشتہ قوموں کی طرح عذاب نازل نہ ہو جائے (یعنی) قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد آنے والی قوموں کا (جو) حال (ہوا اسی) کے مثل (تمہارا حال نہ ہو جائے)۔ اللہ (نے رسول بھیج کر تمہیں ہوشیار کر دیا ہے، وہ) نہیں چاہتا کہ اپنے بندوں پر (ان کو متنبہ کئے بغیر عذاب میں مبتلا کر کے) ظلم کرے اور اے میری قوم، مجھے تمہارے متعلق قیامت کے دن کا ڈر ہے جس دن تم پیٹھ موڑ کر بھاگو گے، اس دن تم کو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ رہنے دے اُسے کون ہدایت پر چلا سکتا ہے اور (اے میری قوم) ان سے پہلے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کھلی نشانیوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے تھے لیکن تم ان کی لائی ہوئی شریعت پر شک ہی کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم نے کہا اب اللہ ان کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا (کہیں ایسا نہ ہو کہ جیسے تم اس وقت پچھتائے تھے اس موقع پر تمہیں پھر پچھتانا پڑے، اب بھی وقت ہے، عقل سے کام لو)۔ (حٰمٓ المؤمن۔ ۳۱ تا ۳۴)

فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا: اے سردارو، میرے علم میں تو میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں اور اے ہامان، اینٹیں پکا کر ان سے میرے لئے ایسی بلند عمارت بناؤ کہ اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے الٰہ کو دیکھ آؤں، مجھے یقین ہے کہ موسیٰ جھوٹے ہیں (آسمان پر کوئی الٰہ نہیں)۔ (القصص۔ ۳۸)
(حٰمٓ المؤمن۔ ۳۶ و ۳۷)

اس مؤمن بندے نے پھر قوم کو خطاب کیا، اُس نے کہا: اے میری قوم، میرے نقش قدم پر چلو، میں تم کو سیدھے راستہ پر چلاؤں گا۔ اے میری قوم، اس دنیا کی زندگی میں تو بس چند روزہ فائدہ ہے اور آخرت کا گھر ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔ جو کوئی برائی کرے گا تو اس کو اس (برائی) کے مثل سزا ملے گی اور جو نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کو (وہاں) بے حساب رزق دیا جائے گا اور اے میری قوم، میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو۔ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں حالانکہ اس کے لئے میرے پاس کوئی دلیل نہیں۔ میں تمہیں زبردست اور بہت بخشنے والے (اللہ) کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے جس شخص کی طرف دعوت دے رہے ہو وہ تو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے اور نہ آخرت میں۔ ہمیں اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے (پھر اس وقت) وہ لوگ جو حد سے بڑھ گئے ہیں دوزخ میں جائیں گے۔ (اے میری قوم)، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں (ایک وقت آئے گا کہ) تم اُسے یاد کرو گے (اور پچھتاؤ گے)، میں اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (حٰمٓ المؤمن۔ ۳۸ تا ۴۴)

(اس مؤمن بندے نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا، اس نے فرعون کے ظلم و تشدد کی کوئی پرواہ نہیں کی) اللہ تعالیٰ نے اس مؤمن بندے کو آل فرعون کے شر سے محفوظ رکھا اور آل فرعون کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیا۔ (حٰمٓ المؤمن۔ ۴۵)

فرعون اور اس کے لشکر مسلسل تکبر کرتے رہے (انہوں نے کسی طرح ایمان قبول نہیں کیا) (القصص۔ ۳۹)

(جب فرعون نے مؤمنین کو ختم کرنے کا عزم کیا تو) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو لے کر رات کے وقت یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور (اس بات کا خیال رکھنا کہ) تمہارا پیچھا کیا جائے گا (الشعرآء۔ ۵۲)

فرعون نے (اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے) تمام شہروں میں آدمی روانہ کر دئے تاکہ وہ لشکروں کو جمع کر کے (دارالسلطنت) میں لے آئیں۔ جب تمام لشکر جمع ہو گئے تو فرعون نے اعلان کیا کہ یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ اس نے ہمیں غصہ دلایا ہے، ہمیں اس سے خطرہ لاحق ہے لہذا کیوں نہ ہم اس جماعت کو ختم کر دیں۔ (موسیٰ غلط کہتے ہیں کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں) میں یقیناً تمہارا بلند و بالا رب ہوں۔ (الشعرآء۔ ۵۳ تا ۵۶) (والنازعات۔ ۲۳ و ۲۴)

(موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کے ساتھ رات کے وقت شہر سے نکل گئے) فرعون (کو معلوم ہوا تو اس) نے اپنے لشکروں کے ساتھ صبح کے وقت ان کا تعاقب کیا۔ جب فرعون اور اس کے لشکر بنی اسرائیل کے قریب ہوئے تو بنی اسرائیل نے کہا: اب ہم پکڑے گئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور (نجات کی) کوئی صورت نکالے گا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھی چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مارو۔ انہوں نے سمندر پر اپنی لاٹھی ماری۔ سمندر پھٹ گیا اور دونوں طرف ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ (پانی کے) بڑے بڑے پہاڑ کھڑے ہیں۔ (الشعرآء۔ ۶۰ تا ۶۳)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ فرعون کو نو معجزے دکھائے (یعنی لاٹھی کا سانپ بن جانا، ہاتھ کا سفید ہو جانا پھر قحط، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کے عذاب کا واقع ہونا اور آخر میں سمندر کا پھٹ جانا) لیکن فرعون یہی کہتا رہا: اے موسیٰ میرا خیال ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخری بار سمندر کو پار کرتے وقت پھر فرعون کو سمجھایا۔ انہوں نے کہا: اے فرعون تو سمجھ چکا ہے کہ یہ نشانیاں آسمانوں کے اور زمین کے رب کی طرف سے ہیں۔ یہ نشانیاں آنکھیں کھول دینے والی ہیں (اب تو تیری آنکھیں کھل جانی چاہئیں تھیں۔ تجھے ایمان لے آنا چاہئے تھا) لیکن اے فرعون میں سمجھتا ہوں کہ (تیری آنکھیں اندھی ہو گئیں ہیں اور) اب تو ہلاک ہونے والا ہے۔ (بنی اسرائیل۔ ۱۰۱ و ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا۔ فرعون اور اس کے لشکروں نے بھی سمندر کو پار

کرنا چاہا لیکن وہ نہ کر سکے۔ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا: میں ایمان لاتا ہوں کہ جس الٰہ پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس الٰہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور اب میں مسلم ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب اس وقت ایمان (لانے سے کیا ہوتا ہے جبکہ) اس سے پہلے (ساری زندگی) تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد مچاتا رہا۔ آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے ایک (عبرتناک) نشانی ہو، بیشک بہت لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں (دیکھتے ہیں اور عبرت حاصل نہیں کرتے) (یونس۔ ۹۰ تا ۹۲) (الشعراء - ۶۵)

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اور اس کے لشکروں کو سمندر میں ڈبو دیا۔ (القصص - ۴۰)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون اور قوم فرعون کے باغات اور چشموں کا وارث بنا دیا۔ (الشعراء - ۵۷ تا ۵۹)

اور وہ ملک بھی جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی تھی (بالآخر) ان کے قبضہ میں دے دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے صبر و ثابت قدمی کی وجہ سے ان سے خیر و برکت کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا اور فرعون اور اس کی قوم کی تمام تدبیروں کو ناکام کر دیا (الاعراف - ۱۳۷)

سمندر کو پار کرنے کے بعد بنی اسرائیل ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے جو اپنے بتوں کے سامنے جمے بیٹھے تھے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اے موسیٰ جیسے ان لوگوں کے بت ہیں ایسا ہی ایک بت ہمارے لئے بنا دیجئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم بڑے نادان لوگ ہو۔ یہ لوگ جس گورکھ دھندے میں مبتلا ہیں وہ سب برباد ہونے والا ہے اور جو عمل یہ کر رہے ہیں سب باطل ہے۔ کیا میں تمہارے لئے اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ تلاش کروں حالانکہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو اقوام عالم پر فضیلت عطاء فرمائی، اسی نے تم کو قوم فرعون سے نجات دی جو تم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے (یہ بت تو کچھ بھی نہیں کر سکتے پھر ان کی پوجا کیسی۔ نعمتیں تو اللہ تمہیں دے اور پوجا بت کی کی جائے۔ یہ کتنی بڑی ناشکری ہے) (الاعراف - ۱۳۸ تا ۱۴۱)

سمندر پار کرنے کے بعد بنی اسرائیل (وادیٔ سینا میں) آباد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ابر کا سایہ کر دیا اور ان کے کھانے کے لئے من و سلویٰ نازل کیا۔ جب پانی کی ضرورت ہوئی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے پانی کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پتھر پر اپنی لاٹھی مارو۔ لاٹھی کا پتھر پر مارنا تھا کہ اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ (البقرہ - ۵۷ و ۶۰) (الاعراف - ۱۶۰)

اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوہ طور پر چالیس رات رہنے کا وعدہ لیا اور بنی اسرائیل کے بھی چند آدمیوں کو ساتھ لانے کی اجازت دی (البقرۃ - ۵۱) (الاعراف - ۱۵۵)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب میں سے ستر آدمیوں کو مقررہ وقت پر کوہ طور لے

جانے کے لئے منتخب کیا۔ (الاعراف ۔ ۱۵۵)

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر جانے لگے تو انہوں نے اپنے بھائی ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم میں اپنا جانشین بنا دیا اور ان سے فرمایا: تم میری قوم میں میری نیابت کرنا، (قوم کی) اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا۔ (الاعراف ۔ ۱۴۲)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل سے وقت مقررہ پر کوہ طور کے داہنی جانب پہنچنے کا وعدہ لیا تھا۔ (طٰہٰ ۔ ۸۰)

اس وعدہ کے مطابق موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ستر آدمیوں کے ساتھ کوہ طور کی جانب روانہ ہوئے لیکن تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے ان ستر آدمیوں سے کچھ پہلے ہی (کوہ طور پر) پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ، اپنی قوم سے پہلے آجانے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا، وہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ میں تیرے پاس اس لئے جلدی آگیا کہ تو (مجھ سے) راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے تمہارے آنے کے بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ سامری نے ان کو گمراہ کر دیا۔ (طٰہٰ ۔ ۸۳ تا ۸۵)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس دن کوہ طور پر گذارے۔ اللہ تعالیٰ سے باتیں ہوتی رہیں۔ ایک دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا: اے میرے رب، مجھے اپنا دیدار کرا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ اچھا ایسا کرو کہ اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے (اے اللہ) تو پاک ہے، میں توبہ کرتا اور میں پہلا مؤمن ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لئے منتخب کیا تو جو کچھ تمہیں دیا جا رہا ہے اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو اور شکر گزار (بندوں) میں سے ہو جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کچھ تختیوں میں نصیحت اور احکام لکھ کر ان تختیوں کو ان کے حوالے کیا اور فرمایا: اس کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اپنی قوم سے کہنا کہ وہ بھی ان بہترین باتوں کی پیروی کرتے رہیں جو اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں (الاعراف ۔ ۱۴۳ تا ۱۴۵)

وہ ستر آدمی جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گئے تھے ان میں بعض نادان لوگ کہنے لگے: (اے موسیٰ) ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمیں اللہ کا کھلم کھلا دیدار نہ کرا دیں۔ ان کی اس درخواست پر ایک زلزلہ آیا، بجلی گری اور وہ سب مر گئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اے میرے رب، اگر تو چاہتا تو مجھ کو اور ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا کیا تو ہم کو ان نادانوں کی وجہ سے ہلاک کر رہا ہے۔ یہ تیری آزمائش ہے۔ تو جس کو چاہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تو ہمارا کارساز ہے۔ ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما، تو تمام معاف

کرنے والوں سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔ اس دنیا میں بھی ہمارے ساتھ بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہمارے لئے بھلائی لکھ دے۔ ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں (البقرۃ۔ ۱۵۵)
(الاعراف - ۱۵۵ و ۱۵۶)

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو معاف کر دیا اور پھر زندہ کر دیا (البقرۃ - ۵۶)

یہ تو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا۔ ہوا یہ کہ لوگوں نے قوم کے زیورات کا بوجھ اتار ڈالا۔ سامری نے اس کا ایک بچھڑا بنایا جس میں سے بچھڑے کی آواز کے مثل آواز نکلتی تھی۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا یہ ہے تمہارا اور موسیٰ کا الٰہ موسیٰ تو بھول گئے۔ لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بہت سمجھایا۔ ان سے کہا تم آزمائش میں ڈال دئے گئے ہو، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو۔ قوم کے لوگوں نے کہا: ہم تو اسی کی پوجا کرتے رہیں گے جب تک موسیٰ واپس نہ آئیں۔
(طٰہٰ - ۸۷ تا ۹۱)

(طٰہٰ - ۸۷ تا ۹۱)

چالیس دن پورے کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے غصہ کی حالت میں اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا، کیا وعدہ کے پورا ہونے میں کوئی بہت بڑی مدت گذر گئی تھی کہ تم صبر نہ کر سکے اور جلدی کر بیٹھے۔ کیا تم نے چاہا کہ تم اپنے رب کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ۔ (توحید کا) جو وعدہ تم نے مجھ سے کیا تم نے اس کی خلاف ورزی کی (طٰہٰ - ۸۶)

الغرض میرے جانے کے بعد تم نے یہ بڑی بُری حرکت کی (الاعراف ۱۵۰)

قوم کے لوگوں نے کہا: ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ ہوا یہ کہ قوم کے زیورات جو ہم پر لاد دئے گئے تھے وہ ہم نے اتار پھینکے۔ سامری نے بھی ایسا ہی کیا پھر اس نے ان زیورات سے ایک بچھڑا بنایا جس کی آواز بچھڑے کی آواز جیسی تھی۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا: یہ ہے تمہارا الٰہ اور موسیٰ کا الٰہ۔ موسیٰ تو بھول گئے۔ (طٰہٰ - ۸۷ تا ۹۱)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کی اس حرکت کو برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے غصہ میں توریت کی تختیوں کو (ایک طرف) ڈال دیا (الاعراف - ۱۵۰)

پھر ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مخاطب ہوئے۔ ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے تو کیا وجہ ہوئی کہ تم نے میری (ہدایت کی) پیروی نہیں کی؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اے میرے ماں جائے (بھائی) میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیئے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری نصائح کا کوئی لحاظ نہیں کیا (الاعراف - ۱۵۰) (طٰہٰ - ۹۱ تا ۹۴)

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معذرت بیان کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں لہذا آپ (میری بے عزتی کر کے) دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ ملائیں۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات سنکر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے، ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر دے، تو تو بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی ان پر ان کے رب کی طرف سے (سخت) عذاب ہوگا، وہ دنیا کی زندگی میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے۔ افترا پردازی کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر جن لوگوں نے گناہ کر کے توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو تمہارا رب (انہیں معاف کر دے گا وہ) بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (الاعراف۔ (الاعراف ۔ ۱۵۰ تا ۱۵۳)

پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سامری سے فرمایا: اے سامری، تجھے کیا ہوا تھا؟ سامری نے کہا: مجھے وہ چیز سوجھی جو اوروں کو نہ سوجھی۔ مجھے یہ اچھا معلوم ہوا (کہ سونے کا ایک بچھڑا بناؤں اور اس کی پوجا کروں اور کراؤں)۔ رسول کی تعلیمات سے میں نے مٹھی بھر (ہدایت) ہی تو لی تھی (جب یہ کام کرنا چاہا تو) اسے بھی پھینک دیا۔ (طٰہٰ۔ ۹۵-۹۶)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جا دنیا میں تیرے لئے یہ سزا ہے کہ تو کہتا رہے" مجھے ہاتھ نہ لگانا" اور آخرت میں تیرے لئے ایک اور (عذاب کا) وعدہ ہے جس سے تو نجات نہ پا سکے گا اور اب دیکھ اپنے الٰہ کو جس کے سامنے تو جما بیٹھا تھا، ہم اسے جلائیں گے پھر اس کی راکھ کو سمندر میں اڑا دیں گے (طٰہٰ۔ ۹۷)

پھر جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انہوں نے توریت کی تختیاں جن میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت تھی اٹھالیں۔ (الاعراف ۔ ۱۵۴)

پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو مخاطب کیا۔ انہوں نے فرمایا: (اے میری قوم) الٰہ تو اللہ ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (طٰہٰ۔ ۹۸)

(اے میری قوم) تم نے جو گناہ کیا ہے اس کی سزا میں اب تم ایک دوسرے کو قتل کرو، اپنے رب سے توبہ کرو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے (البقرۃ ۔ ۵۴)

(بنی اسرائیل ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے) پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو معاف کر دیا تاکہ (بقیہ لوگ) شکر ادا کریں۔ (البقرۃ ۔ ۵۲ و ۵۴)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کوہ طور کو ان کے اوپر مثل سائبان کے معلق کر دیا اور ان سے کہا کہ ان احکام کو جو تمہیں دئے جا رہے ہیں مضبوطی سے پکڑ لو اور ان پر عمل کرو۔ (البقرۃ ۔ ۶۳)

بنی اسرائیل نے کہا: ہم نے سن لیا ہم نافرمانی کریں گے (البقرۃ ۔ ۹۳)۔

(توریت کے نازل ہونے کے بعد موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے)۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہے، اس نے تمہاری قوم میں نبی بھیجے، تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں ایسی ایسی نعمتیں دیں جو دوسری قوموں کو نہیں دیں۔ اے میری قوم (اب) تم ارضِ مقدس میں جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے داخل ہو جاؤ، (وہاں کے باشندوں سے لڑو) اور پیٹھ نہ پھیرو (فتح تمہاری ہوگی لیکن اگر تم نے پیٹھ پھیری) تو تم نقصان اٹھاؤ گے (المائدۃ۔ ۲۰ و ۲۱)

قوم نے کہا: اے موسیٰ، اس سرزمین میں تو بڑے زبردست لوگ (آباد) ہیں، ہم تو ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں سے نکل نہ جائیں۔ اگر وہ نکل جائیں گے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگوں میں سے دو آدمیوں نے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا تھا قوم سے کہا، (ان پر حملہ کر کے) دروازے میں داخل ہو جاؤ، تم داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے (وہ تمہارا مقابلہ نہ کر سکیں گے)۔ اگر تم مؤمن ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو (اور حملہ کرو)۔ قوم کے لوگوں نے کہا: اے موسیٰ، ہم اس (بستی) میں کبھی بھی داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں۔ (اے موسیٰ) آپ جائیں اور آپکا ربّ، آپ دونوں لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (جب اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تو انہوں) نے (اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کی) اے میرے رب، میں اپنے نفس اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا (اے میرے رب) تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں جدائی ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب اس ارضِ مقدس پر ان لوگوں کو چالیس سال تک غلبہ حاصل نہیں ہوگا، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے (ان کی سزا یہی ہے) اے موسیٰ، تم ان پر غم نہ کرو (المائدۃ۔ ۲۲ تا ۲۶)

(جب اس قید و بند میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گذر گیا تو) بنی اسرائیل نے کہا: اے موسیٰ، ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے۔ آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار مثلاً سبزی، ترکاری، ککڑی، کھیرے، گیہوں، مسور اور پیاز پیدا کرے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: کیا تم بڑھیا چیز کے بدلے میں گھٹیا چیز لینا چاہتے ہو (اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو) کسی شہر میں اتر جاؤ (اسے فتح کرو) پھر تمہیں وہ چیز مل جائے گی جس کی تمہیں خواہش ہے (لیکن وہ کہاں لڑنے والے تھے) (اللہ نے) انہیں ذلت اور افلاس میں مبتلا کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو گئے (البقرۃ۔ ۶۱)

الغرض بنی اسرائیل موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برابر پریشان کرتے رہے۔ ایک دن آخر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اے میری قوم، تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ لیکن وہ کہاں ماننے والے تھے وہ ٹیڑھے چلتے رہے

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دئے (الصف ۔ ۵)۔

بنی اسرائیل کے ایک مغرور دولتمند شخص کا انجام

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں ایک شخص جس کا نام قارون تھا بہت مالدار تھا ۔ اس کے خزانے اتنے تھے کہ ان کی کنجیوں کو آدمیوں کی ایک بڑی جماعت بمشکل اٹھاتی تھی (وہ انتہائی سرکش اور مغرور تھا) قوم کے لوگوں نے (ایک دن) اس سے کہا: (اے قارون)، اترا نہیں، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (اے قارون) اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس کے ذریعہ آخرت کے گھر کے لئے بھی (سامان مہیا) کر۔ دنیا میں جو تیرا حصہ ہے اسے فراموش نہ کر (خوب کھا اور پی) لیکن جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (انسانوں پر) احسان کر (انسانوں کے حقوق کو پامال نہ کر) اور ملک میں فساد نہ مچا، اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔ قارون نے کہا: یہ مال و دولت تو میرے علم کے ذریعہ مجھے ملا ہے (اور ہمیشہ میرے پاس رہے گا۔ میرا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے) قارون نے یہ خیال نہیں کیا کہ اس سے پہلے کتنی ہی قومیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں حالانکہ وہ قومیں اس سے زیادہ قوت، دولت و حشمت کی مالک تھیں (القصص ۔ ۷۶ تا ۷۸)

(قوم کی نصیحتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا) ایک دن وہ اپنے تزک و احتشام کے ساتھ قوم کے سامنے نکلا۔ جو لوگ دنیا کے طالب تھے انہوں نے (اسے دیکھ کر) کہا: کاش ہمیں بھی اتنی دولت ملتی جتنی قارون کو دی گئی ہے، بے شک قارون بڑا خوش نصیب ہے۔ قوم کے لوگوں میں سے جو اہل علم تھے کہنے لگے: تم پر افسوس صالح مؤمن کے لئے اللہ کے پاس اس سے بہتر انعام موجود ہے مگر وہ انعام انہی کو ملتا ہے جو صبر کرتے ہیں (القصص ۔ ۷۹ و ۸۰)

(الغرض جب قارون اپنی سرکشی سے باز نہیں آیا تو) اللہ تعالیٰ نے اسے مع اس کے مکان کے زمین میں دھسا دیا، نہ کوئی اس کو اللہ کے (اس) عذاب سے بچا سکا اور نہ کوئی اس کی مدد کر سکا۔ جو لوگ اس جیسا بننے کی تمنا کر رہے تھے (اُس کا انجام دیکھ کر) کہنے لگے رزق کی کشادگی اور تنگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا (ہمیں نیک عمل سخاوت و فیاضی، صبر و قناعت کی توفیق نہ دیتا تو ہمارا بھی یہی حشر ہوتا) ہم بھی زمین میں دھسا دئے جاتے، بے شک اللہ ناشکروں کو فوز و فلاح سے بہرہ ور نہیں کرتا۔ (القصص ۔ ۸۱ و ۸۲)

قتل کا ایک مقدمہ

بنی اسرائیل کی ایک آبادی میں ایک شخص مقتول پایا گیا۔ مقدمہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

پاس آیا۔ بنی اسرائیل نے قاتل کے نام کو چھپانا چاہا اور اس معاملہ میں قصداً اختلاف کیا (تاکہ قاتل کی نشاندہی یقینی نہ ہو سکے اور شبہ کا فائدہ قاتل کو مل جائے) لیکن اللہ تعالیٰ مجرم کو ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ (البقرۃ ۔ ۷۲)

(اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی۔ اس وحی کی روشنی میں) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی قوم سے کہا: اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ (قاتل کو معلوم کرنے کے لئے) ایک گائے ذبح کرو۔ قوم کے لوگوں نے کہا: کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں (گائے کو ذبح کرنے سے قاتل کیسے معلوم ہو جائے گا)۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ مذاق کرکے جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ (البقرۃ ۔ ۶۷)

قوم کے لوگوں نے کہا (اچھا تو) آپ اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھیا۔ دونوں کے درمیان (یعنی جوان) ہو۔ پھر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اب جو حکم تمہیں ملا ہے اس کی تعمیل کرو۔ قوم کے لوگ کہنے لگے: اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہو اور رنگ اتنا گہرا ہو کہ دیکھنے والوں کو خوش کر دے۔ قوم کے لوگوں نے کہا: اپنے رب سے دعاء کیجئے کہ وہ ہمیں وضاحت کے ساتھ بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو، گائے (کی نوعیت) ہم پر پیچیدہ ہو گئی ہے (اگر وضاحت ہو گئی تو) ہم انشاء اللہ صحیح بات تک پہنچ جائیں گے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ آسانی سے قابو میں آتی ہو کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی پلائے، صحیح و سالم ہو، اس میں کسی قسم کا داغ دھبہ نہ ہو۔ قوم کے لوگ کہنے لگے: اب آپ نے صحیح بتا دیا (اب ہم مطلوبہ گائے لے آئیں گے) الغرض انہوں نے (مطلوبہ) گائے (مہیا کی اور اس) کو ذبح کیا اگرچہ (ان کی ٹال مٹول) سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گائے ذبح کریں گے نہیں۔ جب گائے ذبح ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اس گائے کا ٹکڑا مقتول کو مارو (انہوں نے تعمیل کی۔ گائے کا ٹکڑا مقتول کو مارتے ہی مقتول زندہ ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کا نام بتا دیا)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح اللہ مُردوں کو (قیامت کے دن) زندہ کرے گا، وہ تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھا رہا ہے تاکہ تم میں سمجھ بوجھ پیدا ہو (البقرۃ ۔ ۶۸ تا ۷۳)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خطبہ

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (ایک دن) اپنی قوم میں خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا (اے

میری قوم) اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ اس نے تم کو آل فرعون سے نجات دی جو تم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ان مصائب میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی (زبردست) آزمائش تھی اور (اے میری قوم) وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں بتایا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو مزید (نعمتیں) دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو پھر سمجھ لو کہ میرا عذاب (بڑا) سخت ہے اور (اے میری قوم) اگر تم ناشکری کرو اور زمین کے تمام لوگ بھی ناشکری کریں تو اللہ (کو کوئی پرواہ نہیں وہ تو) غنی ہے اور تعریف والا ہے۔ کیا تمہیں ان لوگوں کے حالات جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں نہیں سنائے گئے یعنی قوم نوح کے، قوم عاد کے، قوم ثمود کے اور ان لوگوں کے جو بعد میں پیدا ہوئے انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ ان کے پاس رسول معجزات کے ساتھ آئے تھے لیکن انہوں نے رسولوں کی بات نہ سُنی اور انہیں بولنے نہیں دیا بلکہ (صاف صاف) کہا: ہم اس چیز کا انکار کرتے ہیں جس چیز کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا ہے۔ ہم کو اس چیز (کی صداقت) میں شبہ ہے جس چیز کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں۔ ان کے رسولوں نے کہا: کیا تم کو اللہ کے معاملہ میں شک ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے اور تم کو کچھ عرصہ دنیا میں اور رہنے دے۔ ان لوگوں نے کہا: تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو، تم چاہتے ہو کہ جن لوگوں کی پوجا ہمارے آباء واجداد کرتے تھے ان کی پوجا سے ہمیں روک دو (اگر تم سچے ہو تو) کوئی روشن دلیل پیش کرو۔ رسولوں نے کہا: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہم تمہارے ہی جیسے انسان ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے (اور اسے رسول بنا دیتا ہے۔ رہا نشانی اور) دلیل کا لانا تو یہ ہمارے اختیار میں نہیں سوائے اس صورت کے کہ اللہ حکم دے۔ مؤمنین کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے اور ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہمیں ہمارے راستے بتا دئے (جس پر چل کر ہم صراط مستقیم پر پہنچ گئے۔ اب) جو تکلیف تم ہمیں پہنچاؤ گے ہم اس پر ضرور صبر کرتے رہیں گے۔ توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہئے۔ کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا: ہم تمہیں ضرور اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم کو ہماری ملت کی طرف لوٹنا ہو گا۔ (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) اللہ نے ان رسولوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں ضرور ان ظالموں کو ہلاک کروں گا اور ان کے بعد تمہیں (ان کے) ملک میں آباد کروں گا۔ یہ فضل وکرم اس کے لئے ہے جو (قیامت کے دن میرے سامنے) کھڑا ہونے سے اور میرے عذاب سے ڈر گیا۔ رسولوں نے فتح کی دعاء کی (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) ہر سرکش دشمن ہلاک ہو گیا (لہٰذا اے میری قوم، رسولوں کی بات مانتے رہنا ورنہ گذشتہ قوموں کی طرح تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے)۔ (ابراہیم۔ ۵ تا ۱۵)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور خَضِر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ملاقات

ایک دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا: لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا: میں بڑا عالم ہوں۔ اللہ نے انہیں تنبیہ فرمائی کیونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کو معلوم ہے۔ اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ جہاں دو دریا ملتے ہیں وہاں میرا ایک بندہ ہے وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے اللہ میں اس تک کیسے پہنچوں؟ حکم ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں وہ ملے گا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے اور ان کے ساتھ ان کے خادم یوشع ابن نون بھی تھے۔ انہوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی جب وہ دونوں صخرے کے پاس پہنچے تو اپنے سر (زمین پر) رکھ کر سو گئے۔ مچھلی زنبیل سے نکلی اور دریا میں اس نے راستہ بنا لیا۔ وہ دونوں چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر میں تھک گئے۔ ابتداء میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بالکل تکان محسوس نہیں ہوئی مگر جب وہ اس جگہ سے آگے بڑھ گئے جس جگہ تک ان کو جانے کا حکم ہوا تھا تو تکان محسوس ہوئی۔ ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم صخرہ کے پاس پہنچے تھے تو (مچھلی نکل کر چلی گئی) میں آپ سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہم تو اسی کی تلاش میں تھے۔ آخر دونوں تلاش کرتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے۔ جب اس صخرہ کے پاس پہنچے تو دیکھا ایک شخص کپڑا لپیٹے ہوئے لیٹا ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (اس کو) سلام کیا خضر نے کہا تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آیا؟ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے کہا ہاں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ کو جو علم کی باتیں سکھائی گئی ہیں وہ آپ مجھے سکھا دیں۔ حضرت خضر نے کہا تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے اور اے موسیٰ بات یہ ہے کہ اللہ نے ایک (قسم کا) علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں دیا گیا اور ایک (قسم کا) علم تم کو دیا ہے جو مجھ کو نہیں دیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اگر اللہ نے چاہا تو آپ ضرور مجھ کو صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر وہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے ان کے پاس کشتی نہیں تھی اتنے میں ایک کشتی وہاں سے گذری انہوں نے کشتی والوں سے کہا ہمیں سوار کر لو۔ کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں۔ حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ میرے اور

تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا کم کیا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ نے سمندر کے پانی میں سے۔ اس کے بعد حضرت خضر کشتی کے تختوں میں سے ایک تختے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو اکھیڑ ڈالا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہم کو بغیر کرایہ کے سوار کیا اور آپ نے یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں سوراخ کر دیا تاکہ کشتی والے ڈوب جائیں۔ حضرت خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا بھول پر جو گرفت نہ کیجئے اور میرے کام کو مشکل میں نہ ڈالئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلا اعتراض تو موسیٰ کا بھول ہی سے تھا۔ پھر وہ دونوں چلے۔ ایک لڑکا چند لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر نے اس کا سر پکڑا اور اُسے اکھیڑ ڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا آپ نے ایک معصوم جان کا ناحق خون کیا حضرت خضر نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے پھر وہ دونوں چلے چلتے چلتے ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے ان سے کھانا مانگا انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے دیکھا کہ اس گاؤں میں ایک دیوار ہے جو گرنے والی ہے۔ حضرت خضر نے اپنے ہاتھ سے دیوار کو سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا آپ چاہتے تو اس کی مزدوری (ان گاؤں والوں سے) لے سکتے تھے حضرت خضر نے کہا بس مجھ میں اور تم میں جدائی کی گھڑی آن پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے، ہماری خواہش تھی کہ کاش وہ صبر کرتے تو ان دونوں کے حالات ہمیں مزید سننے کا موقع ملتا۔ (الکہف - ۶۰ تا ۷۸ - صحیح بخاری کتاب العلم باب ما یستحب للعالم اذا سئل ای الناس اعلم جزء اول ص۱۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل خضر علیہ السلام جزء ۲ ص۲۴۷)

حضرت خضر نے پھر اپنے کاموں کی وضاحت کی: فرمایا وہ کشتی چند مسکینوں کی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی روزی کماتے ہیں۔ وہاں ایک بادشاہ ہے جو اچھی کشتیوں پر زبردستی قبضہ کر لیا کرتا ہے۔ میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب دار کر دوں تاکہ وہ بادشاہ اس پر قبضہ نہ کرے۔ رہا وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں مؤمن ہیں، اگر وہ زندہ رہتا تو اندیشہ تھا کہ وہ دونوں کو سرکشی اور کفر سے تکلیف پہنچاتا۔ اللہ کو یہ منظور ہے کہ اس کے بدلہ ان کو نیک اور صلہ رحمی کرنے والا فرزند عطاء فرمائے۔ رہی وہ دیوار تو وہ دو یتیم لڑکوں کی ہے۔ اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ ہے۔ ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا۔ اللہ نے چاہا کہ اس خزانہ کو محفوظ کر دے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائیں۔ میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کئے ہیں (بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئے ہیں) (الکہف - ۷۹ تا ۸۲)

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ فَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَّاِمَّا اُدْرَةٌ وَاِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰى فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَاْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَاَبْرَاَهٗ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہ السلام جزء ۴ ص ۱۹۰ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ

موسیٰ بڑے شرم والے ستر والے تھے۔ ان کے بدن کا کوئی حصہ شرم کی وجہ سے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے ان کو ستایا اور کہنے لگے موسیٰ جو اس قدر اپنا بدن چھپاتے ہیں تو بدن میں ضرور کوئی عیب ہے یا تو برص ہے یا فتق یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب سے بری کر دے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ کر نہانا شروع کیا۔ جب نہا چکے اور پتھر پر سے کپڑے لینے لگے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لکڑی لی اور پتھر کے پیچھے چلے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے (دے) اے پتھر میرے کپڑے (دے)۔ وہ پتھر ایک ایسے مقام پر جا کر رکا جہاں بنی اسرائیل کے کچھ لوگ جمع تھے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ وہ اللہ کی مخلوق میں بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عیب سے جو وہ لگاتے تھے ان کو بری کر دیا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کپڑے لے کر پہنے اور پتھر کو عصا سے مارنا شروع کیا اللہ کی قسم پتھر میں ان کی مار کے تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قول (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا)

الصلوٰۃ والسلام جزء۲ صـ۳۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلنَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَۃٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُوْزِیَ بِصَعْقَۃِ الطُّوْرِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ وواعدنا موسٰی ثلاثین لیلۃ جزء۴ صـ۱۸۷ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب الفضائل باب من فضائل موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء۲ صـ۳۲۵)

قیامت کے دن لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے (کھڑے) ہیں معلوم نہیں ان کو مجھ سے پہلے ہوش آگیا یا کوہ طور پر ان کی بیہوشی اس بیہوشی کے بدلہ شمار کر لی گئی۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کلیم اللہ تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ○ (النسآء۔ ۱۶۴)

موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے باتیں بھی کی تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے شمائل

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد لمبا تھا، بال گھونگھریالے تھے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ وھل اتاک حدیث موسٰی جزء۴ صـ۱۸۶)

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، ہاں اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت حاصل کرنے والوں کو خوب جانتا ہے ﴿٥٦﴾

معانی ومصادر (اَحْبَبْتَ) اَحَبَّ، یُحِبُّ، اِحْبَابٌ (باب افعال) محبت کرنا۔

شان نزول حضرت مسیب فرماتے ہیں:۔

لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِیْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ اَیْ عَمِّ قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَيَّةَ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدُ اِنْهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْطَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ ابن مغیرہ کو بھی وہاں بیٹھا ہوا دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا اے چچا تم کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دو میں (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لئے اس کلمہ کے ذریعہ حجّت پیش کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے، ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑ دو گے؟ پھر برابر یہی حال رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے رہے لا الٰہ الا اللہ کہہ دو اور وہ دونوں

وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ القصص جزء ۶ ص۱۴۱ وکتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الا اللہ جزء اول ص۱۱۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب اول الایمان قول لا الٰہ الا اللہ جزء اول ص۳۱)

یہ کہتے رہے کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑ دوگے۔ آخر ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں (یعنی انہوں نے) لا الٰہ الا اللہ کہنا قبول نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی قسم میں تمہارے لئے اس وقت تک دعاء کرتا رہوں گا جب تک اس سے منع نہ کیا جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتاری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ اور ابوطالب کے باب میں یہ آیت بھی اتری اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ) (اے رسول) آپ جس کو (ہدایت دینا) چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے ہاں اللہ جس کو ہدایت دینا چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت حاصل کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

ہدایت کے دو معنیٰ ہیں:۔

① راہ راست راستہ بتانا۔

② راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچانا۔

(تفصیل کے لئے سورۂ فاتحہ کی آیت ۵ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے معنیٰ کے لحاظ سے ہادی ہیں۔ آپ لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (الشوریٰ - ۵۲)

(اے رسول) آپ یقیناً (لوگوں کو) سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں ہدایت کے دوسرے معنیٰ مراد ہیں۔ اس معنیٰ کے لحاظ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے۔ وہی راہ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے اور وہی راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔

(البقرۃ - ۲۷۲)

(اے رسول) ان لوگوں کو ہدایت کے راستہ پر چلا دینا آپ کی ذمہ داری نہیں (اور نہ یہ آپ کے اختیار میں ہے) البتہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کے راستہ پر چلا سکتا ہے۔

اسی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ۔

(النحل - ۳۷)

(اور اے رسول) اگر آپ کو ان کی ہدایت کی خواہش ہے تو (آپ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ) اللہ جس شخص کو (اپنے قوانین ہدایت کے مطابق) گمراہ کر دیتا ہے تو اس کو ہدایت پر نہیں چلاتا۔

عمل

اے ایمان والو، آپ لوگوں کو سیدھا راستہ بتاتے رہیں۔ آپ کے فرائض میں بس اتنا ہی ہے۔ راستہ پر چلانا یہ آپ کا کام نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہی توفیق بخشتا ہے تو آدمی راہ راست پر چلتا ہے اور منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

وَقَالُوٓا۟ إِن نَّتَّبِعِ ٱلْهُدَىٰ مَعَكَ
نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَآ ۚ أَوَلَمْ
نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا ءَامِنًا يُجْبَىٰٓ
إِلَيْهِ ثَمَرَٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا
مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا
مِن قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ
فَتِلْكَ مَسَٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّنۢ
بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا

نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ
رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى
يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا، وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي
الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾
وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ اور (اے رسول، کافر) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اچک لئے جائیں، (تو اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں استحکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں، (یہ) رزق ہے جو ہماری طرف سے (ان کو) مہیا کیا جاتا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی قدرت ہے) ﴿۵۷﴾ اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو جو (اسباب) معیشت (کی فراوانی) میں اترایا کرتے تھے ہم نے ہلاک کر دیا، یہ ان کے مکانات ہیں (جو ویران پڑے ہیں) یہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر (بہت) کم اور ہم ہی (ان کے) وارث ہوئے ﴿۵۸﴾ اور (اے رسول) آپ کا رب (ایسا) نہیں کہ بستیوں کو ہلاک کر دے جب تک ان کے کسی مرکزی شہر میں رسول نہ بھیجے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو صرف اسی صورت میں ہلاک کرتے ہیں کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں ﴿۵۹﴾ اور (اے لوگو) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ (اس) دنیا کی زندگی کا (چند روزہ) مال و متاع اور اس کی زیب و زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ جو چیز بہتر اور باقی رہنے والی ہو اس کے لئے جدوجہد کرو) ﴿۶۰﴾

معانی و مصادر (نُتَخَطَّفْ) تَخَطَّفَ، یَتَخَطَّفُ، تَخَطُّفٌ (باب تفعّل) اُچک لینا۔

(یُجْبٰی) جَبَا، یَجْبُوْ، جَبْوٌ، جَبْیٌ، جَبْوَۃٌ (ن) جمع کرنا۔
جَبٰی، یَجْبِیْ، جِبَایَۃٌ (ض) جمع کرنا۔
(بَطِرَتْ) بَطِرَ، یَبْطَرُ۔ بَطَرٌ (س) اترانا، تکبر کرنا۔
(تُسْکَنْ) سَکَنَ، یَسْکُنُ، سَکَنٌ وسُکْنٰی (ن) رہنا، اقامت اختیار کرنا۔

تفسیر (وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا) اور (اے رسول، کافر) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کرینگے تو ہم اپنی زمین سے اچک لئے جائینگے (آپ کی لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کرنا خطرہ سے خالی نہیں۔ اے رسول، ان کے اس بہانہ کی کوئی حقیقت نہیں) (اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) کیا ہم نے ان کو حرم میں جہاں ہر طرح کا امن ہے استحکام نہیں بخشا جہاں ہر قسم کے پھل ان کے کھانے کے لئے ہماری طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں (اگر کفر کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو کیا ایمان لانے کی صورت میں ایسا نہیں ہو سکتا) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی قدرت

ہے۔ اللہ تعالیٰ جب حفاظت کرنی چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمین مکہ میں بہت تھوڑے تھے انہیں اسی قسم کا خطرہ لاحق تھا جس طرح کا خطرہ کافروں کو لاحق ہے لیکن کیا اللہ نے انہیں مامون و محفوظ نہیں رکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(انفال - ۲۶)

اور (اے ایمان والو، اس وقت کو) یاد کرو جب تم قلیل تھے، ملک میں ضعیف سمجھے جاتے تھے، ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں تمہیں اغوا نہ کرلیا جائے، پھر (اللہ تعالیٰ نے) تم کو جگہ دی، اپنی مدد سے تمہیں قوت عطاء فرمائی اور پاکیزہ چیزیں تمہیں کھانے کو دیں تاکہ (گذشتہ اور موجودہ حالتوں کا مقابلہ کرکے) تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

آیت زیر تفسیر میں مکہ معظمہ کے حرم ہونے کا ذکر ہے۔ اسی سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِاِمْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا (صحیح بخاری کتاب الحج باب لا یعضد شجر الحرام جزء ۳ ص۱۸ و صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ جزء اول ص۵۶۸)

مکہ کو اللہ نے حرمت والا بنایا ہے، لوگوں نے حرمت والا نہیں بنایا لہذا جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے وہاں خون بہانا حلال نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا (صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منیٰ جزء ۲ ص۲۱۵)

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس شہر میں اس مہینہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ آپ نے ان کلمات کو کئی بار دوہرایا۔

الغرض کفار کا خطرات کے اندیشہ سے ایمان قبول نہ کرنا ان کی طرف سے ایک بہانہ تھا۔ وہ درحقیقت ایمان لانا چاہتے ہی نہیں تھے۔ ایمان لانے والے خطرات سے ڈرا نہیں کرتے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگر جب ایمان لائے تو وہ کسی خطرے سے نہیں ڈرے۔ انہوں نے بڑی بیباکی سے اپنے ایمان کا اعلان کیا اور ہر قسم کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هٰرُونَ وَمُوسٰى ○ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ، إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ، فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقٰى ○ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا، فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ، إِنَّمَا تَقْضِي هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ، وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى ○

(طٰہٰ۔ ۷۰ تا ۷۳)

(موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاٹھی نے سانپ بن کر ان کے تمام کرتبوں کو ہڑپ کرنا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر) تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔ (فرعون نے) کہا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم ان پر ایمان لے آئے، بے شک یہ تم لوگوں کا بڑا (استاد) ہے، اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے، تو (اب) میں ضرور تمہارے مخالف سمت کے ہاتھ اور پیر کٹواؤں گا اور کھجور کے تنوں پر تمہیں پھانسی دوں گا پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم میں سے بہ لحاظ عذاب کون زیادہ سخت اور کون زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ (جادوگروں نے) کہا جو کھلے دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں ان پر اور جس ہستی نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم تجھ کو ترجیح نہیں دیں گے، تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گذر، تو زیادہ سے زیادہ اس دنیا کی زندگی ہی میں کچھ کر سکتا ہے (اس کے بعد تیرا کوئی اختیار نہیں)، ہم تو اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کرایا (اسے بھی معاف کر دے)، (بے شک اللہ تعالےٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

آگے فرمایا (وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ

مِّنۢ بَعۡدِهِمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا) اور کتنی ہی بستیوں کو جو (اسباب) معیشت (کی فراوانی) میں اترایا کرتے تھے ہم نے ہلاک کر دیا۔ یہ ان کے مکانات ہیں (جو ویران پڑے ہیں)۔ یہ ان کے بعد آباد نہیں ہوئے مگر بہت کم (وَكُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِيۡنَ) اور (بالآخر) ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ○
(الحج ۔ ۴۵)

الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اسلئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں، (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالی شان محل (ویران پڑے ہیں)۔

الغرض خوشحالی اور بدحالی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر کفار مکہ کو اندیشہ ہے کہ ایمان لانے سے ان کی خوشحالی ختم ہو جائے گی تو کیا بہت سی خوشحال قوموں پر عذابات اور مصائب نہیں آئے۔ کفار مکہ کو اس وقت جو خوشحالی میسر ہے اس پر انہیں اترانا نہیں چاہئے بلکہ ان کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ جس طرح گذشتہ خوشحال قوموں کو تباہ و برباد کر دیا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں بھی ایمان نہ لانے کی سزا میں تباہ و برباد کر دیا جائے (وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰى حَتّٰى يَبۡعَثَ فِىۡۤ اُمِّهَا رَسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا) اور (اے رسول، ہاں یہ ضرور ہے کہ) آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو تباہ و برباد کر دے جب تک ان بستیوں کے کسی مرکزی شہر میں کوئی رسول نہ بھیجے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے (یعنی آپ کا رب بے خبری میں کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا بلکہ رسول بھیج کر پہلے انہیں اپنے احکام سے باخبر کرتا ہے، احکام کو نہ ماننے کی صورت میں عذاب کی وعید سناتا ہے اور جب وہ عذاب کی وعید سنکر بھی ایمان نہیں لاتے اور مسلسل سرکشی کرتے رہتے ہیں تو انہیں عذاب بھیج کر تباہ و برباد کر دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ○
(بنی اسرآءیل ۔ ۱۵)

اور ہم (کسی بستی پر) عذاب نہیں بھیجتے جب تک (اس بستی میں) کسی رسول کو نہ بھیجیں۔

اسی دستور کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ معظمہ میں مبعوث فرمایا جنہوں نے اہل مکہ کو ہر طرح سے باخبر کر دیا تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کفار مکہ کو تباہ و برباد نہ کیا جائے (وَمَا كُنَّا مُهۡلِكِى الۡقُرٰٓى اِلَّا وَاَهۡلُهَا ظٰلِمُوۡنَ) اور ہم بستیوں کو اسی صورت میں ہلاک کرتے ہیں کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوں (اور کیونکہ اہل مکہ ظالم ہیں، کفر و شرک اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے ہیں لہذا انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں وہ کسی ناگہانی عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں)۔

آگے فرمایا (وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ) اور (اے کافرو) جو (مال و دولت اور معیشت کی فراوانی) تم کو دی گئی ہے (اس پر نہ اتراؤ، ایمان لانے کے بعد اس کے چلے جانے کا فکر نہ کرو) یہ تو دنیا کی زندگی کا چند روزہ فائدہ اور اس کی (چند روزہ) زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (دنیا کے فائدے اور زینت سے) بہتر بھی ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (کہ تم دنیا کے فانی فائدے کی خاطر آخرت کے باقی رہنے والے انعام سے اپنے آپ کو محروم کر رہے ہو، یہ تو سراسر نادانی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيٰمة جزء ۲ صفحہ ۵۱)

اللہ کی قسم دنیا آخرت کے سامنے ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی یہ انگلی سمندر میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنی تری لے کر لوٹتی ہے (یعنی دنیا مثل انگلی کی تری کے ہے اور آخرت مثل سمندر کے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر الٓمٓ تنزیل جزء ۶ صفحہ ۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب اول جزء ۲ صفحہ ۵۳۰)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (جنت میں) وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا تصور آیا۔ جو نعمتیں چھپا کر میں نے رکھی ہیں ان کے مقابلہ میں وہ نعمتیں جو تم کو معلوم ہو گئی ہیں چھوڑو، وہ تو کچھ بھی نہیں ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (کوئی نہیں جانتا کہ آنکھوں کو ٹھنڈک دینے والی کیا کیا نعمتیں ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہیں، یہ اُن

اعمال کا بدلہ ہے جو وہ (دنیا میں) کرتے
رہے تھے۔

یہ حدیثیں گویا " وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ" کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے لوگو، ادیان باطلہ اور فرقہ وارانہ مذاہب کو چھوڑیئے۔ اسلام قبول کیجئے۔ اسلام نہ لانے کے لئے بہانے نہ بنائیے۔ مصائب و آزمائش سے نہ ڈریئے، اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں بھی ہر قسم کی نعمتیں دے سکتا ہے اور مصائب و آزمائش سے بچا سکتا ہے اور اگر یہاں نہ بھی دے تو آخرت میں اس سے بہتر نعمتیں اللہ تعالیٰ آپ کو عطاء فرمائے گا۔

أَفَمَن وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا
فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ
عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ
الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا، اَغْوَيْنٰهُمْ

كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا
كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ
ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا
الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا
يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ (اور اے لوگو) کیا وہ شخص جس سے ہم نے (اجر و ثواب کا) اچھا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے ملنے والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے مال و متاع سے بہرہ اندوز کیا ہو پھر وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہو جو (ہمارے سامنے جوابدہی کے لئے) حاضر کئے جائیں گے ﴿٦١﴾ اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا اور فرمائیگا (بتاؤ) میرے (وہ) شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں) ﴿٦٢﴾ (اس وقت وہ شریک جن پر (عذاب کا) وعدہ سچا (ثابت) ہوگا (اپنے شریک کرنے والوں کی طرف اشارہ کر کے) کہیں گے: اے ہمارے رب یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا جس طرح ہم گمراہ ہوئے اسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا، اب ہم تیرے سامنے (ان سے) بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے (بلکہ حقیقت میں اپنی خواہش کو پوجتے تھے) ﴿٦٣﴾ پھر (ان شریک

کرنے والوں سے) کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو۔ وہ ان کو پکاریں گے لیکن وہ (شرکاء) ان کو کوئی جواب نہیں دیں گے اور (جب) وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (کہیں گے) کاش وہ (دنیا میں) ہدایت پر چلتے (۶۴)

معانی و مصادر

(لَاقٍ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ وَلِقَاءَةٌ وَلُقْیَانٌ وَلِقَایَةٌ وَلُقِیٌّ وَلُقًی (س) ملاقات کرنا۔
(اَغْوَیْنَا) اَغْوٰی، یُغْوِیْ، اِغْوَاءٌ (باب افعال) گمراہ کرنا۔
(غَوَیْنَا) غَوٰی، یَغْوِیْ، غَیٌّ (ض) غَوِیَ، یَغْوٰی، غَوَایَةٌ (س) گمراہ ہونا۔
(تَبَرَّاْنَا) تَبَرَّاَ، یَتَبَرَّاُ، تَبَرُّاٌ (باب تفعّل) بری ہونا۔
(حَقَّ) حَقَّ، یَحِقُّ، حَقٌّ (ن وض) ثابت اور واجب ہونا۔

تفسیر

ایمان لاکر اچھے عمل کرنے والے اور کفر و شرک کرنے والوں کے فرق کو ظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ) (اے لوگو) کیا وہ شخص جس سے ہم نے (اجر و ثواب کا) اچھا وعدہ کیا ہے پھر وعدہ (کے مطابق وہ اجر و ثواب) اسے ملنے بھی والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے چند روزہ مال و متاع سے بہرہ اندوز کیا ہو پھر وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سے ہو (جو ہمارے سامنے جوابدہی کے لئے) حاضر کئے جائیں گے (اور جو جوابدہی کے لئے حاضر کئے جائیں گے وہ یقیناً عذاب میں مبتلا ہوں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ۔
جس سے حساب لیا گیا اس پر (ضرور) عذاب ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ نے عرض کیا:
اَوَلَیْسَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔
کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: پھر اس سے آسان حساب لیا جائے گا (اور وہ مسرور ہوگا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ یَهْلِكْ۔ (صحیح بخاری کتاب العلم باب من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ ۱/۳۷)
(آسان حساب) یہ تو محض پیشی ہے البتہ جس شخص سے حساب میں کرید کی جائے گی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

الغرض وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق جنت دے دی اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں چند روزہ فائدہ پہنچا کر قیامت کے دن حساب کے لئے اپنے سامنے کھڑا کر لیا، یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جس کو جنت مل گئی وہ کامیاب ہو گیا اور جس سے حساب لیا گیا وہ تباہ و برباد ہو گیا لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ ایمان لائے، نیک عمل کرے اور آخرت کے فائدے پر دنیا کے چند روزہ فائدہ کو ترجیح نہ دے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اسے جنت عطاء فرمائے۔

آگے فرمایا (وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ) اور (اے لوگو، ایک دن آنے والا ہے) جس دن اللہ ان (مشرکین) کو بلا کر پوچھے گا (بتاؤ) میرے (وہ) شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں) (قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا) (اس وقت) وہ (شریک) جن پر (عذاب کا) وعدہ سچا ثابت ہو گا (یعنی جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق عذاب کے مستحق ہوں گے وہ مشرکین کی طرف اشارہ کر کے) کہیں گے: اے ہمارے رب یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ (أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا) جس طرح ہم گمراہ ہوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا (تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ) (اب ہم) تیرے سامنے ان سے بریت کا اظہار کرتے ہیں (ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں، ہم ان کے شرکیہ اعمال کی جوابدہی سے دستبردار ہوتے ہیں) (مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ) یہ (در حقیقت) ہماری عبادت کرتے ہی نہیں تھے (یہ تو اپنے نفس کی پوجا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے۔ اگر یہ اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرتے تو ہمارے بہکانے سے گمراہ نہیں ہوتے۔ اصل گمراہی کا سبب ان کا اپنا نفس ہے) (وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ) پھر ان مشرکین سے کہا جائے گا اپنے شریکوں کو (اپنی مدد کے لئے) پکارو، وہ پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے (مدد تو آئے گی نہیں ہاں عذاب سامنے آجائے گا) اور وہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے (لیکن اس وقت نجات کی کوئی صورت نہیں ہو گی) (لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ) (ہاں) اگر وہ (دنیا میں) ہدایت پر ہوتے (تو نجات مل سکتی تھی لیکن دنیا میں تو وہ گمراہ رہے تو اب سوائے عذاب چکھنے کے اور کچھ انہیں حاصل نہ ہو گا)۔

قیامت کے دن مشرکین کی بے بسی کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ، قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ○

پھر قیامت کے دن اللہ انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان سے پوچھے گا بتاؤ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے معاملہ میں تم (مؤمنین کی) مخالفت کیا کرتے تھے۔ (وہ کچھ جواب نہ

(النحل ۔ ۲۷)

دے سکیں گے البتہ) وہ لوگ جن کو علم دیا گیا تھا کہیں گے آج کے دن کی ذلت اور تباہی (سب) کافروں کے لئے ہے۔

اسی مضمون کو ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح بیان فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

(الکھف ۔ ۵۲ و ۵۳)

اور جس دن اللہ (مشرکین سے) فرمائے گا میرے شریکوں کو بلاؤ (یعنی ان لوگوں کو بلاؤ) جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں)، تو (یہ مشرکین) ان کو بلائیں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور (یہ مشرکین ان تک پہنچ بھی نہ سکیں گے اس لئے کہ) ہم نے ان (دونوں) کے درمیان ایک ہلاک کرنے والی جگہ بنا رکھی ہوگی اور (جب) گناہگار دوزخ کو دیکھیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور وہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، نیک عمل کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جنت حاصل کیجئے۔

اے لوگو، آپ نے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے ان کی پوجا سے دنیا میں دستبردار ہو جائیے۔ آخرت میں یہ شریک آپ کے کوئی کام نہیں آئیں گے۔

اے لوگو، کسی کو گمراہ نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھرنے کا وعدہ کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وعدہ آپ کے حق میں پورا ہو اور آپ عذاب کے مستحق ہو جائیں۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ
أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ
عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ
لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ
وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰٓ
أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾
وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ
مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَٰنَ
اللَّهِ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ
وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ
إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ
وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

ترجمہ اور (وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ ان (کافروں) کو پکارے گا، پھر فرمائے گا بتاؤ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا! ﴿٦٥﴾ تو اس دن (دنیا کے تمام) حالات ان پر پوشیدہ ہو جائیں گے پھر اگر) وہ ایک دوسرے سے (پوچھنا چاہیں گے تو) پوچھ بھی نہ سکیں گے ﴿٦٦﴾ لیکن جس نے (کفر سے) توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے ہوگا ﴿٦٧﴾ اور (اے رسول) آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر قسم کا) اختیار رکھتا ہے ان لوگوں کو (جنہیں کافر اللہ کا شریک بناتے ہیں) کچھ بھی اختیار نہیں (اور) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے ﴿٦٨﴾ اور (اے رسول) جو کچھ یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اللہ (تعالیٰ) سب جانتا ہے ﴿٦٩﴾ اور وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے، حکم اسی کا چلتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿٧٠﴾

معانی و مصادر (اَجَبْتُمْ) اَجَابَ، يُجِيبُ، اِجَابَةٌ (باب افعال) جواب دینا۔
(عَمِيَتْ) عَمِيَ، يَعْمٰى، عَمًى (س) اندھا ہونا۔

(یُخْتَارُ) اِخْتَارَ، یَخْتَارُ، اِخْتِیَارٌ (باب افتعال) چننا، پسند کرنا، منتخب کرنا۔
(خِیَرَۃٌ) خَارَ، یَخِیْرُ، خِیَرٌ وخِیْرَۃٌ وخِیَرَۃٌ (من) ترجیح دینا۔ پسند کرنا۔
(تُکِنُّ) اَکَنَّ، یُکِنُّ، اِکْنَانٌ (باب افعال) چھپانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ) اور (وہ دن یاد کرو) جس دن اللہ ان (کافروں) کو پکارے گا پھر (ان سے) فرمائے گا: بتاؤ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ (تم نے کس حد تک ان کی بات مانی تھی اور ان کی پیروی کی تھی) (فَعَمِیَتْ عَلَیْھِمُ الْاَنْۢبَآءُ یَوْمَئِذٍ فَھُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ) تو اس دن (تمام) خبریں (عذر اور بہانے) ان کے ذہن سے نکل جائیں گے (کوئی جواب انہیں نہیں سوجھے گا) پھر (اگر) وہ ایک دوسرے سے (پوچھنا بھی چاہیں گے تو) پوچھ نہ سکیں گے (الغرض کافر اس دن عذاب الٰہی سے نجات نہ پا سکیں گے) (فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ) البتہ وہ شخص جس نے (دنیا میں کفر سے) توبہ کر لی یعنی جو ایمان لے آیا تھا اور نیک عمل کرتا رہا تھا تو امید ہے کہ وہ فلاح (و نجات) پانے والوں میں سے ہوگا (وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ) اور (اے رسول) آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ (ہر قسم) کا اختیار رکھتا ہے (مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ) (کافروں کے) ان (شریکوں) کو کچھ بھی اختیار نہیں (یہ لوگ اس بات کی قدرت نہیں رکھتے کہ اپنے لئے جو چاہیں پسند کریں، یہ بالکل بے بس اور لاچار ہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ ان کے لئے پسند فرماتا ہے بس وہی انہیں ملتا ہے۔ ان کی اپنی پسند کی کوئی حیثیت نہیں)۔ (سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ) (کافروں کا یہ عقیدہ کہ ان کے شرکاء اپنی پسند کو بروئے کار لانے کی قدرت رکھتے ہیں سراسر باطل ہے۔ یہ عقیدہ شرک ہے اور) کافر جو شرک کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا۔ (الرعد ۔ ۳۱) — تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی ○ فَلِلّٰہِ الْاٰخِرَۃُ وَالْاُوْلٰی ○ (والنجم ۔ ۲۴ و ۲۵) — کیا انسان کو ہر وہ چیز (مل جاتی) ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ آخرت اور دنیا سب اللہ ہی کی ہے۔

آگے فرمایا (وَرَبُّکَ یَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ) اور (اے رسول) جو (باتیں) یہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں اور جو (باتیں) یہ ظاہر کرتے ہیں آپ کا رب ان سب باتوں

کو جانتا ہے (کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ ان کافروں کے شرکاء میں یہ قدرت نہیں ہے تو پھر وہ کیسے اللہ کے شریک ہو سکتے ہیں) (وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ، وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ) اور (اے رسول) وہ اللہ ہی ہے (کہ) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے (وہ دونوں جہانوں میں با اقتدار ہے، کہیں بے بس اور عاجز نہیں) حکم اسی کا چلتا ہے (بادشاہت اسی کی ہے) اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے (اللہ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں کہ تمام لوگوں کو اپنے پاس جمع کر کے حساب و کتاب لینے کا اختیار رکھتا ہو اور جب ایسا کوئی نہیں تو پھر الٰہ بھی کوئی نہیں سوائے اللہ کے لہٰذا اللہ کی ذات وصفات اور حقوق میں کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا۔ کافروں کا اپنے شرکاء کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا سراسر لغو ہے)۔

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید پر زور دیا تھا اور شرک کی پر زور تردید فرمائی تھی۔ آیات زیر تفسیر میں پہلے اللہ تعالیٰ نے رسالت پر زور دیا اور آخر میں پھر توحید کے دلائل دے کر شرک کے پرخچے اڑا دئے۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن رسولوں کے متعلق آپ سے سوال ہو گا لہٰذا تمام رسولوں پر ایمان لائیے۔ اے لوگو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان لائیے اور آپ کی پیروی کیجئے ورنہ قیامت کے دن آپ نقصان میں رہیں گے اور دوزخ سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکیں گے۔

اے لوگو، اللہ ہی خالق ہے، اللہ ہی مختار ہے اور اللہ ہی دلوں کی بات کو جانتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں اسی کی بادشاہت ہے، اسی کا حکم چلتا ہے، وہی قیامت کے دن سب کو جمع کر کے باز پرس کرے گا۔ دوسروں میں ان باتوں کے کرنے کی قدرت نہیں لہٰذا انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک نہ کیجئے۔ الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ
الَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ
مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ
أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ
إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ
سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ مَنْ
إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ
تَسْكُنُونَ فِيهِ، أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾
وَمِن رَّحْمَتِهِۦ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۷۳﴾

ترجمہ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ کے لئے قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے) ﴿۷۱﴾ (اور اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ کے لئے یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کونسا الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو)؟ ﴿۷۲﴾ اور (اے لوگو) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم (رات کو) آرام کر سکو اور (دن کو) اس کا فضل تلاش کر سکو اور تاکہ تم (اس نعمت پر) اللہ کا شکر ادا کرو ﴿۷۳﴾

معانی و مصادر (سَرْمَدًا) سَرْمَدٌ = دائم، طویل (سَرْمَدِی = وہ چیز جس کا نہ اول ہو نہ آخر)۔
(ضِيَآءٌ) ضَاءَ، يَضُوءُ، ضَوْءٌ وضُوْءٌ وضِيَاءٌ (ن) روشن ہونا (ضِيَآءٌ = روشنی)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور دوسروں کی بے بسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی توحید کی عظیم الشان دلیل قائم کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ، اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ) (اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے (بتاؤ) اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت کے دن تک رات کر دے تو اللہ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، کیا تم سنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے سنو تمہارے معبود بالکل بے بس اور عاجز ہیں) (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) (اور اے رسول آپ ان سے یہ بھی) پوچھئے (بتاؤ) اگر اللہ ہمیشہ کے لئے روز قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کون الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو، کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کتنے بے بس لوگوں کی عبادت میں بھٹک رہے ہو) (وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ) اور (اے لوگو)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم (رات کے) وقت آرام کر سکو اور (دن کے وقت) اس کا فضل تلاش کر سکو (یعنی روزی کما سکو) اور (یہ سب کچھ اس لئے ہے) تاکہ تم (ان نعمتوں پر اللہ کا) شکر ادا کرو۔

رات اور دن کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ دن بھر روزی کی تلاش میں محنت و مشقت کرنے کے بعد رات کو آرام کرنا ایک فطری تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے رات بنائی۔ اگر ہمیشہ دن ہی رہتا تو کسی وقت بھی سکون نہ ملتا اور انسانی زندگی تباہ ہو جاتی۔ اسی طرح اگر عمر بھر رات ہی رہتی تو روزی کس وقت کماتے۔ روزی کا حصول بھی ایک فطری تقاضا ہے جس کے بغیر زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں فطری تقاضوں کا لحاظ رکھا اور رات اور دن بنائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ○

(الفرقان - ۶۲)

اور (اے رسول) وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا، (یہ باتیں) اس شخص کے لئے (باعث نصیحت ہیں) جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ○

(یونس - ۶)

بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ○

(یونس - ۶۷)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون و راحت حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا (تاکہ تم اس میں کام کرو) اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو (خلوص کے ساتھ) سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ○
(النور ۔ ۴۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ○
(الفرقان ۔ ۴۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
(النمل ۔ ۸۶)

اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے (روحانی) آنکھوں والوں کے لئے اس میں عبرت (کی بڑی نشانی) ہے۔

اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس، نیند کو (باعث) راحت و آرام اور دن کو اٹھ (کر محنت، مزدوری کر) نے کے لئے بنایا۔

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کر سکیں اور دن کو روشن بنایا (تاکہ وہ کام کر سکیں)، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

رات اور دن کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ جن لوگوں کو کفار نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے وہ یہ کام نہیں کر سکتے اور جب وہ یہ کام نہیں کر سکتے تو وہ اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں مشکل کشا سمجھا جائے، ان کی عبادت و اطاعت کی جائے، ان کی نذر و نیاز کی جائے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو جھنجھوڑ ڈالا ہے۔ اگر ان میں ذرا سی بھی عقل اور تھوڑا سا بھی انصاف ہے تو وہ بآسانی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں۔

عمل

اے لوگو، صرف اس ہستی کو پکاریئے اور اسی کے گن گائیے جس نے رات اور دن کو پیدا کیا۔ وہی الٰہ برحق ہے باقی سب باطل ہیں۔

اے ایمان والو، رات اور دن کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیئے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ
شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ
تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ
أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا
بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ
لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا
يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾

ترجمہ اور جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور کہے گا بتاؤ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا (کہ وہ میرے شریک ہیں) (۷۴) اور (اس دن) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکالیں گے (جو ان کے خلاف گواہی دے گا) تو ہم (ان لوگوں سے) کہیں گے تم اپنی دلیل پیش کرو (کہ تم سچے ہو) لیکن وہ دلیل کہاں سے لائیں گے) اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچ بات تو اللہ کی ہے اور جو باتیں انہوں نے جھوٹ گھڑ رکھی تھیں وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گی (۷۵)

معانی و مصادر (نَزَعْنَا) نَزَعَ، یَنْزِعُ، نَزْعٌ (ض) کھینچ لینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ) اور (اس) دن (کو یاد کرو) جس دن اللہ تعالیٰ ان (مشرکین کو آواز دے گا پھر (ان سے) فرمائے گا (بتاؤ) میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ (وہ میرے شریک ہیں)۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا جواب نقل نہیں کیا۔ مشرکین کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام وغیرہ میں نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ○ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۲۲ تا ۲۴)

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو (اس دن) ہم ان مشرکین سے پوچھیں گے وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن (کے الٰہ ہونے) کا تم دعویٰ کرتے تھے۔ پھر (اس دن) ان مشرکین کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے اللہ، ہمارے رب، کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ (اے رسول، آپ) دیکھئے کہ کس طرح وہ اپنے اوپر جھوٹ بولیں گے، پھر اس وقت جو کچھ وہ (دنیا میں) افتراء کرتے تھے سب ان کے پاس سے گم ہو جائے گا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْـًٔا، كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۷۳ و ۷۴)

پھر ان سے کہا جائے گا (بتاؤ) وہ کہاں ہیں جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے تھے۔ (یعنی جن کو تم) اللہ کے علاوہ (اپنا الٰہ سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں، انہیں اپنی مدد کے لئے پکارو) وہ کہیں گے وہ تو ہمیں چھوڑ کر (کہیں) غائب ہو گئے (بہرحال ہمیں ان سے کیا مطلب؟ ہم انہیں کیوں پکاریں جبکہ) ہم تو پہلے (دنیا میں بھی

اللہ کے علاوہ) کسی کو نہیں پکارتے تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے (کہ وہ عذاب دیکھ کر جھوٹ بولنے لگتے ہیں)۔

آگے فرمایا (وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ) اور (اس دن) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکالیں گے (جو کافروں کے خلاف گواہی دے گا) پھر ہم (کافروں سے) کہیں گے تم اپنی دلیل پیش کرو (کہ تم سچے ہو لیکن وہ دلیل کہاں سے لائیں گے، دلیل پیش کرنے سے جب وہ عاجز ہو جائیں گے) تو (اس وقت) انہیں معلوم ہوگا کہ سچ تو اللہ کی (بات) ہے (اللہ نے جو خبر اپنے رسولوں کے ذریعہ دی تھی حق وہی نکلی) اور جو باتیں انہوں نے جھوٹ گھڑ رکھی تھیں وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گی (کوئی بات صحیح نہیں نکلے گی)۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ○ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ، وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ○

(النساء ۔ ۴۱ و ۴۲)

(اور اے رسول، اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔ اس دن (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی وہ یہ چاہیں گے کہ کاش انہیں مٹی میں ملا کر مٹی کو برابر کر دیا جائے (تاکہ نہ ان کا نشان باقی رہے اور نہ ان پر عذاب ہو) وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے (ہر بات کا اللہ کو علم ہوگا)۔

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو گواہی کے لئے بلایا جائیگا۔ وہ اپنی امت کے خلاف گواہی دیں گے۔ مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُدْعَىٰ نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقُولُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ

قیامت کے دن نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بلایا جائے گا وہ عرض کریں گے اے اللہ میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے میرا حکم اپنی امت کو پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے جی ہاں۔ پھر ان کی امت کے لوگوں سے

فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ البقرۃ باب قولہ وکذلک جعلنکم امۃ وسطا ۶/۲۶)۔

پوچھا جائے گا نوح نے تم کو میرا حکم پہنچا دیا تھا (یا نہیں)؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اللہ تعالیٰ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے فرمائے گا تمہارا کوئی گواہ ہے؟ وہ کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کے لوگ گواہ ہیں۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ بے شک نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں گے (یعنی تمہاری تصدیق کریں گے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا) میں اس طرف اشارہ ہے۔

اس دن کافروں کی خوش فہمیاں، خام خیالیاں اور من گھڑت باتیں کچھ کام نہیں آئیں گی۔ ان باتوں کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور حق ظاہر ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(یونس ۔ ۳۰)

(اس موقع پر) وہاں ہر شخص اپنے اعمال کی جو اس نے (موت سے پہلے) بھیج دئے ہوں گے جانچ پڑتال کرے گا (اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ سب من وعن محفوظ ہیں، کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی) پھر وہ سب لوگ اپنے مالک حقیقی اللہ کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور جو افتراء پردازیاں وہ (دنیا میں) کرتے تھے سب ان سے غائب ہو جائیں گی۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا، اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے۔ ایسے لوگ جب

الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ، اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ، يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ، مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(ھود - ۱۸ تا ۲۱)

(قیامت کے دن) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو گواہی دینے والے گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ افتراء کیا تھا۔ (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے جو لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنی چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ (آخرت میں) اللہ کے علاوہ ان کا کوئی کارساز ہوگا (وہاں) ان کو کئی گنا عذاب دیا جائے گا (محض اس وجہ سے کہ وہ دنیا میں) نہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ (راہ حق) دیکھنا انہیں گوارا تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو افتراء پردازیاں یہ (دنیا میں) کرتے تھے وہ سب (قیامت کے دن) ان سے غائب ہو جائیں گے۔

الغرض وہ لوگ بڑے نقصان میں رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باتوں کو منسوب کیا کرتے تھے۔

عمل

اے لوگو، شرک سے بچئے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیے۔ یہ شرکاء اللہ تعالےٰ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔

اے لوگو، من گھڑت باتوں پر اعتماد نہ کیجئے۔ صرف ان باتوں پر اعتماد کیجئے جو حق ہوں اور ان کے حق ہونے کا قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ثبوت ملتا ہو۔ جو باتیں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہوں وہ جھوٹ ہیں اور ان جھوٹ باتوں کی حقیقت میدانِ محشر میں کھل کر سامنے آجائے گی لیکن اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ
فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ
مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ
أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ
لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْفَرِحِينَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ
اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ
نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ
كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ، إِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٧٧﴾ قَالَ
إِنَّمَآ أُوْتِيْتُهُ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ،
أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ
مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ
هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّأَكْثَرُ
جَمْعًا ، وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ
فِيْ زِيْنَتِهٖ ، قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ
مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ
خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا،
وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾
فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ،
فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ

الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿٨١﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ
تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ
وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ
لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ
بِنَا ۚ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾
تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا
لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى
الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ
عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ بے شک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا۔ وہ (اپنی قوم کے) لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا، ہم نے اس کو اتنے خزانے دئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت بھی بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ جب اس کی قوم نے اس سے کہا اترا نہیں، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۷۶﴾ اور جو (مال) تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کے گھر کو بھی طلب کر اور دنیا میں جو تیرے نصیب میں ہے اسے (بھی) فراموش نہ کر اور جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (لوگوں پر) احسان کر اور زمین میں فساد کا طالب نہ بن، اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۷۷﴾ (قارون نے) کہا یہ (مال) تو مجھے میرے علم کی بدولت ملا ہے، کیا اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے کئی امتوں کو جو قوت کے لحاظ سے اس سے زیادہ مضبوط اور جمع (پونجی اور) جمعیت کے لحاظ سے اس سے زیادہ (بہتر حالت میں) تھیں ہلاک کر ڈالا اور گنہ گاروں سے ان کے گناہوں کے سلسلہ میں (عذاب کے وقت) کوئی سوال نہیں کیا جاتا ﴿۷۸﴾ ایک دن قارون بڑے کرّ و فر کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو وہ لوگ جو دنیا کے طلب گار تھے کہنے لگے کاش جیسا (مال) قارون کو ملا ہے ہمیں بھی ملتا، بے شک یہ بڑا ہی خوش نصیب ہے ﴿۷۹﴾ (یہ سن کر وہ لوگ) جن کو علم عطاء کیا گیا

تھا کہنے لگے تم پر افسوس! جو شخص ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے اس کے لئے اللہ کے ہاں (بہت) بہتر اجر و ثواب ہے اور وہ اجر و ثواب انہی کو ملے گا جو صبر کرنے والے ہیں ﴿۸۰﴾ پھر ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھسا دیا تو اللہ کے علاوہ کوئی جماعت اس کی مدد نہ کر سکی اور نہ وہ ہم سے بدلہ ہی لے سکا ﴿۸۱﴾ اس موقع پر وہ لوگ جو کل اس جیسا رتبہ حاصل کرنے کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے۔ ہائے افسوس! اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھسا دیتا۔ ہائے افسوس! کافر فلاح نہیں پا سکتے ﴿۸۲﴾ (اے رسول) وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے وہ) تو ہم اُن لوگوں کے لئے (مخصوص) کر دیں گے جو زمین میں نہ تو تکبر کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ فساد کے خواہاں رہتے ہیں اور (اچھا) انجام تو متقیوں کے لئے (ہی) ہے ﴿۸۳﴾ جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے بہتر (بدلہ) ہے اور جو شخص برا عمل لے کر آئے گا تو برا کرنے والوں کو بس اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا برا کام وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے (کسی پر زیادتی نہیں ہوگی) ﴿۸۴﴾

معانی و مصادر

(بَغٰی) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغْیَۃٌ وبِغْیَۃٌ (ض) تلاش کرنا، حق سے عدول کرنا (یعنی ناحق کی طرف جھک جانا)، نافرمانی کرنا، زنا کرنا، بغاوت کرنا۔

(کُنُوْزُ) کَنَزَ، یَکْنِزُ، کَنْزٌ (ض) جمع کرنا، زمین میں دفن کرنا (کُنُوْزٌ = کَنْزٌ کی جمع، خزانے، دفینے)۔

(تَنُوْءُ) نَاءَ، یَنُوْءُ، نَوْءٌ وتَنَوَّاءٌ (ن) بہ مشقت کھڑا ہونا، گر جانا، بوجھل ہونا۔

(عُصْبَۃٌ) عَصَبَ، یَعْصِبُ، عَصْبٌ (ض) جمع کرنا، جمع ہونا اور احاطہ کرنا۔

عَصِبَ، یَعْصَبُ، عَصَبٌ (س) پٹھوں کا زیادہ ہونا، جمع ہونا اور احاطہ کرنا (عُصْبَۃٌ = جماعت)۔

(تَنْسَ) نَسِیَ، یَنْسٰی، نَسْیٌ ونِسْیَانٌ ونِسَایَۃٌ ونَسْوَۃٌ (س) بھولنا۔

(تَفْرَحُ) (فَرِحِیْنَ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا، اترانا۔

(اَشَدُّ) شَدَّ، یَشِدُّ، شِدَّۃٌ (ض) قوی ہونا۔

شَدَّ، یَشُدُّ، شَدٌّ (ن وض) بلند ہونا، قوی کرنا، مضبوط کرنا، مدد کرنا، حملہ کرنا۔

(حَظٌّ) حَظَّ، یَحُظُّ، حَظٌّ (ن) حصہ دار ہونا۔ (حَظٌّ = حصہ)۔

(یُلَقّٰی) لَقِّیَ، یُلَقِّیْ، تَلْقِیَۃٌ (باب تفعیل) پانا، ڈال دینا۔

(تَمَنَّوْا) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیْ (باب تفعل)

(وَیْکَاَنَّ) وَیْکَاَنَّ = وَیْ + كَ + اَنَّ۔ وَیْ تعجب کا کلمہ ہے۔ كَ خطاب کا کاف ہے۔ وَیْ کلمۂ

زجر بھی ہے۔ وَیْكَ بمعنی وَیْلَكَ۔
(مُنْتَصِرِیْنَ) اِنْتَصَرَ، یَنْتَصِرُ، (اِنْتِصَارٌ (باب افتعال) مدد کے ذریعہ غالب کرنا، بچانا، بدلہ لینا۔
(عُلُوٌّ) عَلَا، یَعْلُوْ، عُلُوٌّ (ن) بلند ہونا۔ غالب ہونا۔ تکبر کرنا، سوار ہونا۔

تفسیر قیامت کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی عبرت کے لئے قارون کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ) قارون موسیٰ کی قوم کا (ایک) فرد تھا۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں پر ظلم وزیادتی کرتا تھا (وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ) اس کو ہم نے اتنے خزانے دئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت بھی بمشکل اٹھا سکتی تھی (اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ) تو (ایک دن جب قوم کے لوگوں نے اس سے کہا: اترا نہیں، اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا) اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بھی طلب کر اور دنیا میں جو تیرا حصہ ہے اسے بھی فراموش نہ کر (دنیا میں بھی اس سے فائدہ اٹھا) (وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ) اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (لوگوں پر) احسان کر (ان کے حقوق کو بھی فراموش نہ کر) اور زمین میں فساد کا طالب نہ بن، اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (لوگوں کی یہ نصیحت سن کر) (قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ) کہنے لگا: یہ (مال) تو مجھے میرے علم کی بدولت ملا ہے (گویا اس نے اپنے علم وہنر پر ناز کیا اور تمام مال ودولت کو اپنے علم وہنر اور اپنے کاروباری قابلیت کا نتیجہ سمجھا) (اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا، وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے ایسی کئی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوت کے لحاظ سے اس سے زیادہ مضبوط اور جمع (پونجی اور جمعیّت کے لحاظ سے اس سے بہتر حالت میں تھیں اور (جب ہمارا عذاب آتا ہے تو) مجرموں سے ان کے گناہ کے متعلق کوئی باز پرس نہیں ہوتی (کہ انہیں اپنے عذر اور بہانے پیش کرنے کا موقع مل سکے) (فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ) پھر (ایک دن ایسا ہوا کہ) قارون بڑے کرّوفر کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا (قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ) تو وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کے طلب گار تھے کہنے لگے: کاش جتنا (مال) قارون کو دیا گیا ہے اتنا (مال) ہمارے پاس بھی ہوتا، بے شک یہ بڑا خوش نصیب ہے (وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ) (ان کے برخلاف) وہ لوگ جن کو علم عطاء کیا گیا تھا کہنے لگے: تم پر افسوس! جو شخص ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے اس کے لئے اللہ کے ہاں (بہت) بہتر اجر و ثواب ہے لیکن وہ (اجر و ثواب) انہی کو ملے گا جو صبر کرنے والے ہیں (جو کچھ مل گیا اسی پر قناعت کرتے ہیں، حرص و لالچ سے دور رہتے ہیں) (فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ) پھر ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو (اس کی سرکشی اور تکبر کی سزا میں) زمین میں دھسا دیا پھر (اس وقت) اللہ کے علاوہ کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو اس کی مدد کر سکے اور نہ وہ (ہم سے) بدلہ ہی لے سکا (وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ) پھر (جب) ان لوگوں نے جو ایک دن پہلے اس جیسا رتبہ حاصل کرنے کی تمنا کر رہے تھے (یہ منظر دیکھا) تو انہوں نے (بیساختہ) کہا: اوہو! (دولت مندی انسان کے ذاتی کمال کا نتیجہ نہیں ہے، یہ تو) اللہ کی بخشش ہے وہ) جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) رزق تنگ کر دیتا ہے (لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا) اگر اللہ کا ہم پر فضل و کرم نہ ہوتا تو ہم کو بھی دھسا دیتا (اس کا ہم کو مالدار نہ بنانا ہی ہم پر بڑا احسان ہے، کیا خبر دولت مل جانے کے بعد ہم بھی قارون کی طرح تکبر کرتے، لوگوں کو حقیر سمجھتے اور پھر ہم بھی قارون کی طرح دھسا دئے جاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں آزمائش میں نہیں ڈالا اور تباہی سے بچا لیا) (وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ) اوہو! ناشکری کرنے والے کبھی فلاح نہیں پا سکتے (ناشکری کا انجام خراب ہی ہوتا ہے۔ قارون نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا اور نہ اس کا شکر ادا کرنے کے لئے عملاً کچھ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ و برباد کر دیا گیا)۔

آگے فرمایا (تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ) (ناشکری کرنے والوں کے لئے نہ کامیابی ہے، نہ آخرت کا گھر) آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے (مخصوص) کریں گے جو زمین میں تکبر کرنا نہیں چاہتے اور نہ فساد (مچانا) چاہتے ہیں (تکبر کرنے والے اور فساد مچانے والے متقی نہیں ہو سکتے) اور (جو متقی نہیں ان کا انجام کیسے اچھا ہو سکتا ہے) اچھا انجام (تو) متقیوں کے لئے ہی ہے (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا) جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے (ہمارے ہاں) بہتر (بدلہ) ہے (وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو برا کرنے والوں کو بس اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا (بدلہ کہ ان اعمال کے لئے مقرر ہے جو اعمال کہ) وہ دنیا میں کرتے رہے تھے (نہ کسی پر زیادتی ہو گی اور نہ ظلم)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ○

(النساء۔ ۴۰)

بے شک اللہ (کسی پر) ذرہ برابر بھی زیادتی نہیں کرے گا، اگر کسی نے نیکی کی ہوگی تو اسے کئی گنا کر دے گا اور اسے اپنے پاس سے اجر عظیم عطاء فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

(الانعام۔ ۱۶۱)

(تو) جو شخص (قیامت کے دن) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا اس کو اسی برائی کی سزا ملے گی اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

عمل

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو دولت مند بنائے تو اپنی دولت پر گھمنڈ نہ کیجئے، اپنی دولت سے دنیا میں بھی فائدہ اٹھائیے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر کے آخرت میں بھی فائدہ اٹھائیے۔ اقرباء اور غرباء کو ان کا حق دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت دے کر احسان کیا ہے تو آپ اس کے ذریعہ اقرباء اور غرباء کے ساتھ حسن سلوک کیجئے، مال و دولت کو فساد فی الارض کا ذریعہ نہ بنائیے۔ تکبر اور سرکشی نہ کیجئے۔ جو مال آپ کو ملا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیئے۔ یہ نہ کہیئے اور یہ نہ سمجھئے کہ وہ مال آپ کو آپ کی قابلیت کی وجہ سے ملا ہے۔ تقویٰ اختیار کیجئے اس لئے کہ آخرت میں اچھا بدلہ متقی لوگوں کے لئے ہے۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ
لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي
أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ
هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ
تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ
إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ
ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ
عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ
إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾
وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

ترجمہ (اے رسول) جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (کی تبلیغ اور اس کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ ضرور آپ کو (اس) مقام (یعنی شہر مکہ) کی طرف (فاتحانہ) لوٹائے گا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اسے بھی بخوبی جانتا ہے جو ہدایت لے کر آئے گا اور (اسے بھی بخوبی جانتا ہے) جو صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے ﴿٨٥﴾ اور (اے رسول) آپ کو تو توقع نہیں تھی کہ آپ کی طرف کتاب اتاری جائے گی، مگر یہ آپ کے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو نبی بنا کر آپ پر کتاب نازل فرمائی) لہذا آپ ہرگز کافروں کی طرف داری نہ کیجئے ﴿٨٦﴾ اور (اے رسول) کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو اللہ کی آیات (کی تبلیغ و تعمیل) سے روک دیں بعد اس کے کہ وہ آپ پر نازل ہو چکی ہوں، آپ اپنے رب (کے راستہ) کی طرف بلاتے رہیئے اور مشرکین میں سے نہ ہو جائیے ﴿٨٧﴾ اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ﴿٨٨﴾

معانی ومصادر

(مَعَادٌ) عَادَ، یَعُوْدُ، عَوْدٌ و مَعَادٌ وعَوْدَةٌ (ن) لوٹنا (مَعَادٌ = لوٹنے کی جگہ، آخرت)۔
(تَرْجُوْا) رَجَا، یَرْجُوْ، رَجَاءٌ ورَجْوٌ ورَجَاةٌ ومَرْجَاةٌ ورَجَاوَةٌ (ن) امید رکھنا۔

تفسیر

آیات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ) (اے رسول) جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (کی تبلیغ اور اس کے احکام کی تعمیل) کو فرض کیا ہے وہ ضرور آپ کو (اس) مقام (یعنی شہر مکہ) کی طرف (فاتحانہ) لوٹائے گا۔ (آپ یہاں سے ہجرت کرنے کا کوئی غم نہ کریں)

حضرت عبداللہؓ بن عدی بن حمراء فرماتے ہیں:۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَی الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَی اللّٰهِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ (رواہ الترمذی وصححه فی ابواب المناقب باب فی فضل مکة ۲/۶۱۹)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حزورہ کے اوپر کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی (ساری) زمین سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک اللہ کی (ساری) زمین سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر مجھے تیری سرزمین سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنے کا بہت رنج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ ایک دن آپ پھر یہاں واپس آئیں گے۔

آگے فرمایا (قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اُسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں دین حق لے کر آیا ہوں اور اے کافرو، تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو)۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ گھبرائیں نہیں اور کافروں کے غلبہ سے رنجیدہ نہ ہوں۔ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ یقیناً ہدایت پر ہیں اور کافر یقیناً گمراہ ہیں۔

آگے فرمایا (وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ) اور (اے رسول، آپ پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ اس نے آپ کو رسول بنایا) آپ کو تو توقع نہیں تھی کہ آپ (رسول بنائے جائیں گے) آپ پر کتاب اتاری جائے گی مگر یہ سب کچھ آپ کے رب کی رحمت (اور اس کا فضل) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○
(النسآء۔ ۱۱۳)

اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور آپ کو ایسی ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے جن کو (پہلے) آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ○ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ، اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۸۶ و ۸۷)

اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے اسے اٹھا لے جائیں پھر آپ کو اس (کی بازیابی) کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی کارساز نہیں ملے گا مگر یہ آپ کے رب کی رحمت (ہی) ہے (کہ وہ اس کتاب کو آپ کے دل میں محفوظ کئے ہوئے ہے) بے شک آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

آگے فرمایا (فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ) تو (اے رسول) آپ کافروں کی طرف داری ہرگز نہ کرنا (آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل و رحمت کی بارش کی، آپ کو کتاب ہدایت عطاء فرمائی تو اب آپ ان لوگوں کی کبھی حمایت نہ کریں جو گمراہ ہیں جو آپ کو رسول تسلیم نہیں کرتے اور نہ کتاب ہدایت پر ایمان لاتے ہیں) (وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ) اور (اے رسول، کافروں سے ہوشیار رہیئے) یہ آپ کو اللہ کی آیات سے بعد اس کے کہ وہ (آیات) آپ پر نازل ہو چکی ہیں نہ روک دیں (آپ برابر ان کی تبلیغ کرتے رہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں) (وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور (مشرکین کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور آپ ہرگز مشرکین میں سے نہ ہو جائیں (وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ) الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ کے چہرے کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے (لہٰذا یہ تمام خود ساختہ الٰہ بھی فنا ہو جائیں گے اور جو فنا ہو جائیں گے وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں) حکم اسی (ایک اللہ) کا چلتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے (تو وہاں بھی اسی کا حکم چلے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ

اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ وہ حساب و کتاب کا دن کیسا ہے۔ (اور اے رسول، ہم) پھر

نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا، وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○
(اذا السماء انفطرت - ۱۷تا۱۹)

(آپ سے کہتے ہیں کہ) آپ کو کیا معلوم کہ وہ حساب وکتاب کا دن کیسا ہے۔ اس دن کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے لئے (نفع ونقصان کا) ذرا سا بھی اختیار نہیں ہوگا، اس دن تو بس اللہ ہی کی حکومت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ، لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ، لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ، اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِيْنَ، مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ○ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۱۶ تا ۲۰)

جس دن وہ (قبروں سے) نکل کر (میدانِ محشر میں آکر) کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی کوئی بات اللہ سے مخفی نہ ہوگی، (اللہ تعالیٰ فرمائیگا بتاؤ) آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا، آج) اللہ کی (بادشاہت ہے) جو اکیلا ہے اور غالب ہے۔ آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی پر) ظلم نہیں ہوگا۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے لہٰذا (اے رسول) ان کو اس دن سے ڈرائیے جو دن کہ بہت جلد آنے والا ہے۔ (اس دن) جب دل (غم سے) گھٹ گھٹ کر گلوں سے آلگیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مان لی جائے، (اللہ) آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان (بھیدوں) کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

الغرض دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکومت ہوگی۔ معبودانِ باطل کی نہ یہاں حکومت ہے اور نہ وہاں حکومت ہوگی لہٰذا نہ یہاں ان کو پکارنے سے کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں ان کو پکارنے سے کوئی فائدہ ہوگا۔ اگر دونوں جہانوں میں فائدہ مقصود ہے تو اس کو پکارو جس کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور جس کو حساب وکتاب دینا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں سے بچتے رہیئے، ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کو اللہ کی آیات پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے سے روک دیں۔ صرف اللہ کو پکاریئے، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیجیئے۔ دوسرے نہ تو باقی رہے اور نہ باقی رہنے والے ہیں، نہ ان کی دنیا میں حکومت تھی اور نہ آخرت میں حکومت ہوگی لہٰذا وہ اس قابل نہیں کہ انہیں پکارا جائے اور ان سے مدد مانگی جائے۔ اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریئے اور صرف اسی سے مدد مانگیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ عنکبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا
اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ②
وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا
وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③

ترجمہ الٓمّٓ ① کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی ② ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض (اس طرح بھی) اللہ معلوم

کرے گا کہ کون (اپنے دعوٰئ ایمان میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں ③

معانی و مصادر (یُفْتَنُوْنَ) فَتَنَ، یَفْتِنُ، فِتْنَۃٌ (ض) گمراہ کرنا، آزمانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (الٓمّٓ) یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ) کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر کہ "ہم ایمان لائے" چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی (نہیں، ایسا نہیں ہوگا، ان کی آزمائش بھی ہوگی)۔

اس آیت کا مقصد ایمان والوں کو ہوشیار کرنا ہے، کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ ایمان کا اقرار کرنے اور کلمۂ شہادت پڑھنے سے کام چل جائے گا اور اب ان سے مزید کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائیگا۔ ایمان والوں کو اپنے ایمان اور کلمۂ شہادت کے تقاضے بھی پورے کرنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی آزمائش کرے گا اور اس آزمائش سے وہ یہ معلوم کرے گا کہ کون حقیقت میں ایمان لایا ہے اور کون ویسے ہی اوپری دل سے ایمان لایا ہے۔

ایمان کی جانچ کے سلسلہ میں ایمان والوں کو بہت سی قربانیاں دینی ہوں گی اور جب وہ برضا و رغبت محض اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنی قربانیاں پیش کریں گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ صحیح معنوں میں ایمان لائے ہیں اور اگر انہوں نے قربانیاں پیش کرنے سے پہلو تہی اختیار کی تو یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے کلمہ تو پڑھا لیکن اس کے تقاضے پورے نہیں کئے گویا وہ صحیح معنی میں ایمان نہیں لائے۔

اللہ تعالیٰ کو دراصل وہ ایمان مطلوب ہے جس کی صداقت اور حقیقت کو ایمان والے اپنی قربانیوں سے ثابت کردیں۔ اس غرض سے ایمان لاتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَکُمْ ○ (محمد ۳۱)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے نہ) جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کرلیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے یعنی ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں (وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ) کے الفاظ سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ جو لوگ خندہ پیشانی اور استقامت کے ساتھ قربانیاں دیں گے وہی درحقیقت ہدایت یاب ہیں گویا بغیر قربانی دیئے ہدایت سے ہمکنار ہونا مشکل ہے۔ جو قربانی دے گا وہی درحقیقت ہدایت یاب ہے اور جو قربانی دینے کے لئے تیار نہیں وہ ہدایت یاب بھی نہیں۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ) ہم نے ان سے پہلے کے (مؤمن) لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان لوگوں کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض اللہ یہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کون اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔ (جو شخص آزمائش میں پورا اترے گا وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچا ہوگا اور جو شخص آزمائش میں پورا نہیں اترے گا وہ اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹا ہوگا)۔

گذشتہ قوموں کی آزمائش کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایمان والے یہ نہ سمجھ لیں کہ بس انہی کی آزمائش کی جا رہی ہے۔ نہیں ان سے پہلے بھی ایمان والوں کی آزمائش کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی چلی آ رہی ہے کہ وہ ایمان والوں کی آزمائش کرتا ہے۔ یہ خبر گویا ایمان والوں کے لئے ایک قسم کی تسلی ہے تاکہ وہ اپنی آزمائش کو کوئی نئی چیز سمجھ کر ایمان کی کمزوری کا مظاہرہ نہ کریں انہیں معلوم ہو جائے کہ آزمائش تو ہمیشہ سے ایمان کا تقاضا رہی ہے لہٰذا ہمیں اس تقاضے کو پورا کرنے کے لئے پوری طرح تیار رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم

مَّسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۴)

تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان لوگوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں۔ ان کو بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجھوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ، اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(اٰل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

الغرض ایمان والوں کو اپنے دل سے یہ بات نکال دینی چاہیئے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے محض کلمہ گو ہونا کافی ہے۔ نہیں ان کو جہاد کرنا ہوگا، ان کو قربانیاں دینی ہوں گی اور جب وہ ان آزمائشوں میں پورے اتریں گے تو جنت کے مستحق ہوں گے۔

عمل

اے ایمان والو، یہ خیال نہ کیجئے کہ محض زبان سے ایمان کا اقرار کافی ہے۔ نہیں اپنے ایمان کا عملی ثبوت پیش کیجئے۔ قربانیاں دیجئے، آزمائش میں پورے اترنے کی کوشش کیجئے اور اللہ تعالےٰ سے توفیق طلب کرتے رہیئے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ
السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا، سَاءَ مَا
يَحْكُمُونَ ﴿۴﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُوا
لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَآتٍ،
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ
جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ،
إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿۶﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

ترجمہ کیا جو لوگ بُرے عمل کرتے ہیں انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے، (ہرگز نہیں)، جو فیصلہ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ (بہت) برا ہے ④ جو شخص اللہ کی ملاقات سے ڈرتا ہے (اُسے برے عمل نہیں کرنے چاہئیں) اس لئے کہ اللہ (سے ملنے) کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے، اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ⑤ اور جو شخص (اللہ کے راستہ میں) کوشش کرتا ہے وہ اپنے نفس ہی کے لئے کرتا ہے (اس میں اسی کا فائدہ ہے، اللہ کا کوئی فائدہ نہیں) اللہ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، (اُسے کسی کی کوشش کی کوئی حاجت نہیں) ⑥ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کے گناہ ان سے دور کر دیں گے اور جو عمل وہ (دنیا میں) کرتے تھے ان کا انہیں بہترین بدلا دیں گے ⑦

معانی و مصادر (یَسْبِقُوْنَا) سَبَقَ، یَسْبِقُ، سَبْقٌ (ض) سبقت کرنا۔
(یَرْجُوْا) رَجَا، یَرْجُوْا، رَجَاءٌ وَرَجْوٌ وَرَجَاةٌ وَمَرْجَاةٌ وَرَجَاءَةٌ (ن) امید کرنا، ڈرنا۔
(یَحْكُمُوْنَ) حَكَمَ، یَحْكُمُ، حُكْمٌ وَحُكُوْمَةٌ (ن) حکم دینا، فیصلہ کرنا۔
(اَجَلٌ) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) تاخیر کرنا (اَجَلٌ = مقررہ وقت)۔
(اٰتٍ) اَتٰى، یَاْتِیْ، اِتْیَانٌ وَاَتْیٌ وَاِتْیَانَةٌ (ض) آنا۔ (اٰتٍ۔ اسم فاعل ہے۔ آنے والا)۔
(الصّٰلِحٰتُ) صَلَحَ، یَصْلُحُ، صَلَاحٌ وَصُلُوْحٌ وَصَلَاحِیَةٌ (ن، ک، ف) ٹھیک ہونا، صالح ہونا (صَالِحَاتٌ = صَالِحَةٌ کی جمع، نیکیاں)۔

تفسیر بُرے اعمال کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا) کیا جو لوگ برے عمل کرتے ہیں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے (ہمیں ان پر قدرت نہیں ہو گی کہ انہیں سزا دے سکیں، اگر واقعی ان کا یہ فیصلہ ہے تو) (سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ) یہ فیصلہ جو انہوں نے کیا (یقیناً) بُرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ، يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ، مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(ھود - ۱۹ تا ۲۱)

جو لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنی چاہتے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں یہ لوگ زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ (آخرت میں) اللہ کے علاوہ ان کا کوئی کارساز ہوگا۔ (وہاں) ان کو کئی گنا عذاب دیا جائے گا (محض اس وجہ سے کہ وہ دنیا میں) نہ (حق بات) سن سکتے تھے اور نہ (راہ حق) دیکھنا انہیں گوارا تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا اور جو افتراء پردازیاں یہ (دنیا میں) کرتے تھے وہ سب (قیامت کے دن) ان سے غائب ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ، اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(الاحقاف - ۳۲)

اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہیں کرے گا تو وہ زمین میں (کہیں بھی اللہ کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی کارساز نہ ہوگا، ایسے ہی لوگ (درحقیقت) صریح گمراہی میں ہیں۔

آگے فرمایا (مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ) جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے ڈرتا ہے (اور اسے یقین ہے کہ اسے ایک دن مقررہ وقت پر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا حساب دینا ہے) تو (اسے برے عمل سے بچنا چاہئے اس لئے کہ) اللہ کا مقررہ وقت (یقیناً) آنے والا ہے (اس وقت اُسے بُرے اعمال کی سزا بھگتنی ہوگی، اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہوگا) (وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) اس لئے کہ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (وہ اس کی باتوں کو سن رہا ہے اور اس کے اعمال سے بخوبی واقف ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ○

(اللہ کو ان کے تمام گناہوں کا علم ہے اس لئے کہ) زمین اور آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ

(آل عمران ۔ ۵) سے پوشیدہ ہو۔

(وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ) اور جو شخص (اللہ کے راستہ میں) کوشش کرتا ہے وہ اپنے نفس کے (فائدہ کے) لئے کرتا ہے (اس کوشش کا فائدہ اسی کو ملے گا۔ اللہ اس کے عمل کا محتاج نہیں اور نہ اس کی جدوجہد سے اللہ کا کوئی فائدہ ہے) (اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ) بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○

(الحج ۔ ۶۴)

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک اللہ غنی اور تعریف والا ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کے گناہ ان سے دور کر دیں گے (وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) اور جو عمل وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کا بہترین بدلہ انہیں (آخرت میں) دیں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اس لئے کہ اس کی گرفت سے آپ اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ برے عمل چھوڑ دیجئے اور نیک عمل کیجئے۔ آپ کے نیک اعمال کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں۔ برے عمل چھوڑنے اور نیک عمل کرنے میں آپ کا ہی بھلا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حُسْنًا، وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ
بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا، اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ
فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے انسان کو اُس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے لیکن (ہم نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اے انسان) اگر تیرے ماں باپ اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کے لئے تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو انکا کہنا نہ ماننا، تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے (۸) تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم ان کو نیک لوگوں میں شامل کر دیں گے (۹)

معانی و مصادر (وَصَّیْنَا) وَصّٰی، یُوَصِّیْ، تَوْصِیَۃٌ (باب تفعیل) وصیت کرنا، حکم دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا) اور (اے لوگو) ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔

(بنی اسرآءیل - ۲۳)

اور (اے رسول) آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ جزء ۸ صـ۲)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول، اللہ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من احق بحسن الصحبۃ جزء ۸ صـ۲ وصحیح مسلم کتاب البر باب برالوالدین جزء ۲ صـ۲۱۷)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارا باپ۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُجَاہِدُ قَالَ لَکَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری نیت جہاد پر جانے کی ہے

فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لا یجاھد الا باذن الابوین جزء ۸ ص ۳ و صحیح مسلم کتاب البر باب بر الوالدین جزء ۲ ص ۲۱۸ واللفظ للبخاری)

آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں زندہ ہیں آپ نے فرمایا تو انہی (کی خدمت) میں جہاد کر۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں :-

أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَّالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا (صحیح مسلم کتاب البر باب بر الوالدین جزء ۲ ص ۲۱۸)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے عرض کیا میں آپ سے ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو اللہ سے اجر چاہتا ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو اپنے ماں باپ کے پاس لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔

آگے فرمایا (وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا) اور (اے انسان) اگر تیرے ماں باپ اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کے لئے تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا (إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ (دنیا میں) تم کیا کرتے رہے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے کام میں ماں باپ کی اطاعت کرنیکی اجازت نہیں جس کام میں کسی قسم کا شرک پایا جاتا ہو۔ سب سے زیادہ حق اللہ تعالےٰ کا ہے لہذا ماں باپ کی اطاعت ایسے کاموں میں نہیں ہو سکتی جن کاموں کے کرنے سے اللہ تعالےٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کا بھی فرق آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ہر حال میں ترجیح ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی کہ اے لوگو اگر تم نے ماں باپ کے حکم سے میرے ساتھ شرک کیا تو سمجھ لو تمہیں میرے پاس آنا ہے۔ میں تمہیں تمہارے اعمال سے مطلع کروں گا اور جو شرک تم نے کیا ہے اس کی دردناک سزا تم کو دوں گا۔

(نوٹ:۔ ماں باپ کے جملہ حقوق ہم انشاء اللہ سورۂ لقمان کی آیت ۱۵ کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ)
اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے تو (قیامت کے دن) ہم ضرور ان کو نیک بندوں میں داخل کریں گے۔

عمل

اے ایمان والو، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیجئے لیکن ان کے کہنے سے شرک ہرگز نہ کیجئے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ
فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ،
وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ،
اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ
الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱

ترجمہ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے (لیکن آزمائش میں پورے نہیں اترتے) جب کبھی اللہ (کے راستہ) میں انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذادہی کو (اتنی بڑی مصیبت) سمجھ لیتے ہیں جیسے اللہ کا عذاب اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی طرف سے

مدد آجائے (اور فتح نصیب ہوجائے) تو (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے، کیا اللہ اہل عالم کے دلوں کی باتوں کو نہیں جانتا (کیوں نہیں، وہ ضرور جانتا ہے لہذا یہ اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے) (۱۰) اللہ ضرور ان کو معلوم کر کے رہے گا جو ایمان والے ہیں اور ان کو بھی ضرور معلوم کر کے رہے گا جو منافق ہیں (اللہ دونوں کو عملاً ممتاز کرے گا) (۱۱)

معانی ومصادر (اُوْذِیَ) اٰذٰی، یُؤْذِیْ، اِیْذَاءٌ (باب افعال) تکلیف پہنچانا، اذیت دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ) اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے (فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتْنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ) (لیکن آزمائش میں پورے نہیں اترتے) جب کبھی اللہ (کے راستہ) میں انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو (اتنی بڑی مصیبت) سمجھتے ہیں جیسے اللہ کا عذاب (گویا وہ لوگوں کی ایذا دہی کو اتنا ناقابل برداشت سمجھتے ہیں اور اُس سے اتنے خائف ہوتے ہیں کہ کسی قسم کی قربانی دینا نہیں چاہتے۔ ہر قسم کی قربانی اور جنگ وجدال سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کبھی جہاد کے لئے انہیں بلایا جاتا ہے تو طرح طرح کے بہانے کر کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے (وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّکَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا کُنَّا مَعَکُمْ) اور (اے رسول) اگر آپ کے رب کی طرف سے مدد آجائے (اور فتح نصیب ہو) تو (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے (ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ ملنا چاہئے) (اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ) کیا اللہ اہل عالم کے دلوں کی باتوں کو نہیں جانتا (کیوں نہیں جانتا۔ یقیناً وہ اہل عالم کے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے اور جب وہ اہل عالم کے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے تو کیا وہ منافقین کے دلوں کی باتوں سے واقف نہیں ہوگا۔ وہ یقیناً واقف ہے لہٰذا منافقین جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے)۔

منافقین کی بزدلی اور فریب دہی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ اِنَّھُمْ لَمِنْکُمْ وَمَا ھُمْ مِّنْکُمْ وَلٰکِنَّھُمْ قَوْمٌ یَّفْرَقُوْنَ ○ لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَیْہِ وَھُمْ یَجْمَحُوْنَ ○

(التوبۃ۔ ۵۶ و ۵۷)

یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ (تمہارے سامنے کفر کا اقرار نہیں کرتے اس لئے کہ وہ) بڑے ڈرپوک لوگ ہیں۔ (یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ) اگر انہیں کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کوئی غار مل جائے یا (زمین میں) داخل ہونے کی کوئی جگہ مل جائے تو سرکشی کرتے ہوئے (فوراً) اس کی طرف چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ، قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا، لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۸۱)

جو لوگ (جنگ کے لئے روانہ نہ ہوئے اور) رسول کے (عمل کے) خلاف پیچھے رہ گئے وہ (اپنے گھروں میں) بیٹھے رہنے سے بہت خوش ہیں۔ انہوں نے اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرنے کو ناپسند کیا، (یہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی ورغلایا۔ ان سے) کہا: گرمی میں نہ نکلو۔ (اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، اے کاش وہ (اس بات کو) سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا، وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ، وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ، اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○

(الاحزاب ۔ ۱۳)

اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا اے اہل مدینہ (میدان جنگ میں) تمہارے لئے کوئی (محفوظ) مقام نہیں لہٰذا واپس چلو، ان میں سے ایک فریق نے نبی سے (واپس جانے کی) اجازت مانگی، انہوں نے کہا ہمارے گھروں کو حفاظت کی ضرورت ہے حالانکہ ان کو حفاظت کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو بس (اس بہانے لڑائی سے) بھاگنا چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا، وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ، فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ، اُولٰٓئِكَ

(اے ایمان والو) اللہ تم میں سے ان (منافقین) کو (اچھی طرح) جانتا ہے جو (لوگوں کو لڑائی سے) باز رکھتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آجاؤ اور وہ خود بھی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے مگر (بہت) کم۔ (اے ایمان والو) تمہارے معاملہ میں یہ لوگ بڑے بخیل واقع ہوئے ہیں (اور اے رسول ان کی بزدلی کا تو یہ حال ہے کہ) جب

لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ، وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○
(الاحزاب ۔ ۱۸ و ۱۹)

خوف (کا کوئی موقع) آئے تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں، ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہوں گی جیسے اس شخص کی آنکھیں جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو، پھر جب خوف جاتا رہے تو تم سے مال (غنیمت) کی حرص میں (اس طرح) ملیں گے کہ (تمہاری خوشامد میں) ان کی زبانیں (بڑی) تیز ہوں گی، یہ لوگ ایمان نہیں لائے لہذا اللہ نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا اور یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے۔

آگے فرمایا (وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ) اللہ ضرور ان کو معلوم کر کے رہے گا جو ایمان والے ہیں اور ان کو بھی معلوم کر کے رہے گا جو منافق ہیں (اور یہ سب کچھ آزمائش کے ذریعہ ہوگا۔ جو لوگ آزمائش میں پورے اتریں گے وہ ایمان والے ہوں گے اور جو آزمائش میں پورے نہیں اتریں گے وہ منافق ہوں گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ مؤمنین اور منافقین کے مختلف اعمال کی بنیاد پر مؤمنین کو منافقین سے ممتاز کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا، وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا، قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ، هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ، يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۶۶ و ۱۶۷)

اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مؤمنین کو (منافقین سے) ممیّز کر دے اور منافقین کو (مؤمنین سے) ممیّز کر دے۔ (منافقین کی تو حالت یہ ہے کہ) جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو تو کہنے لگے اگر ہمیں لڑائی کا علم ہوتا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیں گے، (لیکن ان کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ) وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہہ رہے

تھے جو ان کے دل میں نہیں تھی اور اللہ کو خوب معلوم تھا جو کچھ یہ (اپنے دلوں میں) چھپا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔

(آل عمران۔ ۱۷۹)

(اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت تم ہو اس حالت میں اللہ مؤمنین کو نہیں چھوڑتا جب تک وہ ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

(العنکبوت۔ ۳)

ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض (اس طرح بھی) اللہ معلوم کرے گا کہ کون (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے جنگ و جدال، مصائب و تکالیف کے ذریعہ مؤمنین اور منافقین میں امتیاز پیدا کر دیا۔ مؤمنین کو معلوم ہو گیا کہ کون کون منافقین ہیں۔ وہ ہوشیار ہو گئے اور منافقین کے شر سے محفوظ رہے۔

عمل

اے ایمان والو، منافقین سے ہوشیار رہیئے۔ ان کی خوشامدانہ دلفریب باتوں سے دھوکا نہ کھایئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ
خَطٰيٰكُمْ، وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ
مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ، اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ
وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْـَٔلُنَّ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں ہمارے راستہ کی پیروی کرو، ہم تمہارے گناہوں (کے بوجھ) کو اٹھالیں گے حالانکہ وہ (برضاء ورغبت) ان کے گناہوں (کے بوجھ) کو ذرا سا بھی نہیں اٹھائیں گے، وہ (محض) جھوٹ بول رہے ہیں ﴿۱۲﴾ البتہ انہیں (مجبوراً) اپنے بوجھ بھی اٹھانے ہوں گے اور اپنے (گناہوں کے) بوجھ کے ساتھ اور بھی بوجھ اٹھانے ہوں گے اور جو افترا پردازیاں یہ لوگ کر رہے ہیں ان کے متعلق قیامت کے دن اُن سے ضرور باز پرس ہوگی ﴿۱۳﴾

معانی ومصادر

(نَحْمِلُ) حَمَلَ، یَحْمِلُ، حَمْلٌ و حُمْلَانٌ (من) بوجھ اٹھانا۔
(اَثْقَالٌ) ثَقُلَ، یَثْقُلُ، ثَقَالَۃٌ و ثِقْلٌ (لٹ) بھاری ہونا۔
(اَثْقَالٌ = ثِقْلٌ کی جمع۔ بوجھ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰکُمْ) اور (اے رسول) کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں: ہمارے راستہ کی پیروی کرو (اگر ہمارا راستہ غلط ہوا تو ہم ذمّہ داری لیتے ہیں کہ) تمہارے گناہوں (کے بوجھ) کو ہم اٹھالیں گے (اور تمہارے بجائے سزا بھگت لیں گے) (وَمَا ھُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰھُمْ مِّنْ شَیْءٍ) لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ انکے گناہوں (کے بوجھ) کو (بخوشی) ذرا سا بھی اٹھانے والے نہیں (اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ) یقیناً یہ لوگ جھوٹے ہیں (جھوٹ بول کر دھوکا دینا چاہتے ہیں) (وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَھُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِھِمْ) انہیں اپنے بوجھ بھی اٹھانے ہوں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ (مجبوراً) اور بوجھ بھی اٹھانے ہوں گے (وَلَیُسْئَلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) اور جو افتراء پردازیاں یہ لوگ کر رہے ہیں ان کے متعلق قیامت کے دن ان سے ضرور باز پرس ہوگی۔

لوگوں کا بہکانا اور راہ راست سے روکنا بھی ایک گناہ ہے اور یہ انسان کا اپنا گناہ ہے لیکن جو لوگ اس انسان کے بہکانے سے کفر یا گناہ کے کام کرتے ہیں تو کیونکہ ان سب کے گناہ کا سبب وہ انسان ہی ہوتا ہے لہذا ان سب کے گناہوں کا بوجھ بھی اس بہکانے والے انسان پر لادا جائے گا اور ان کے گناہوں میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ گناہگار اپنے گناہ کا بوجھ اٹھائیں گے لیکن اتنا ہی بوجھ بہکانے والے پر بھی لادا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ، اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ○

(النحل - ۲۴و۲۵)

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ (دیکھو) تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ (کوئی خاص چیز نہیں، یہ تو اگلوں کے قصّے کہانیاں ہیں۔ اُن کے اِس کہنے کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکلے گا) کہ یہ قیامت کے دن اپنے تو پورے بوجھ اٹھائے ہوئے ہی ہوں گے، ان کے بھی بوجھ اٹھائیں گے جن کو یہ بغیر علم کے گمراہ کر رہے ہیں، خبردار جو بوجھ یہ اٹھائیں گے وہ (بہت) بُرا (بوجھ) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ دَعَآ اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ وَلَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَّمَنْ دَعَآ اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا (صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنة حسنة وسیئة جزء ۲ ص ۴۶۶)

جو شخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی اجر ملے گا اور ہدایت پر چلنے والوں کا اجر کچھ کم نہیں ہوگا اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا اور گناہ پر چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہیں ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، نہ خود کوئی برا عمل کیجئے، نہ کسی دوسرے کے سکھانے اور ورغلانے سے برے عمل کا ارتکاب کیجئے اور نہ کسی کو برا عمل سکھائیے اور نہ برا عمل کرنے کی کسی کو ترغیب دیجئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا
خَمْسِيْنَ عَامًا، فَاَخَذَهُمُ
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ
اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا۔ وہ ان میں نوسو پچاس سال (تبلیغ کرتے) رہے، (لیکن قوم کے لوگوں نے ان کی بات کو نہ مانا) وہ برابر ظلم (و زیادتی) کرتے رہے تو (بالآخر) طوفان کے عذاب نے انہیں آپکڑا ﴿۱۴﴾ ہم نے نوح کو اور (تمام) کشتی والوں کو (عذاب سے) بچالیا اور اس کشتی کو اہلِ عالم کے لئے ایک نشانی بنادیا ﴿۱۵﴾

معانی و مصادر (لَبِثَ) لَبِثَ، يَلْبَثُ، لَبْثٌ و لُبْثٌ و لَبَثٌ و لَبَاثٌ و لُبَاثٌ (س) رہنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا) اور (اے رسول) ہم نے نوح کو ان کی قوم کی

طرف (رسول بنا کر) بھیجا، وہ اپنی قوم میں نو سو پچاس سال (تبلیغ کرتے) رہے (لیکن قوم نے ان کی بات کو نہ مانا، برابر تکذیب کرتے رہے) (فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ) تو (بالآخر) طوفان (کے عذاب) نے انہیں اس حالت میں پکڑ لیا کہ وہ ظلم (وزیادتی) میں مصروف تھے (فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) پھر ہم نے نوح کو اور (تمام) کشتی والوں کو (اس عذاب سے) بچا لیا اور اس (کشتی کے واقعہ) کو اہل عالم کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ○ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○

(الحآقّۃ - ۱۱ و ۱۲)

اور (اے لوگو) جب (نوح کے زمانہ میں) پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر لیا تاکہ اس (واقعہ) کو تمہارے لئے (باعث عبرت و) نصیحت بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان (اس واقعہ کے حالات سن کر) اسے یاد رکھیں (اور نصیحت حاصل کریں)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا، فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ○

(یونس - ۷۳)

لیکن انہوں نے نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جھٹلایا تو ہم نے نوح کو اور ان کے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان کو نجات دی اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ہم نے انہیں غرق کر دیا تو (اے رسول) آپ دیکھئے کہ جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا (لیکن ڈرانے کے بعد بھی وہ لوگ کفر سے باز نہیں آئے تو) ان کا انجام کیسا ہوا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ○

(نوح - ۲۵)

(الغرض) وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دئے گئے اور آگ میں ڈال دئے گئے، انہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ملا (جو انہیں بچاتا)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جمیل بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو تنبیہ کی ہے کہ اگر وہ اللہ کے رسول کی تکذیب سے باز نہیں آئے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا جو نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی قوم کا ہوا۔

(نوٹ:۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات ہم انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ نوح کی تفسیر میں بیان کریں گے)۔

عمل

اے لوگو، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے عبرت ناک انجام سے عبرت حاصل کیجئے اور اسلام قبول کر کے دنیا اور آخرت کے عذاب سے اپنے آپ کو بچائیے۔

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا
وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا
عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ
وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ
مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ
اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ
يَّشَآءُ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى
السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجٰىهُ اللّٰهُ
مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ إِنَّمَا
اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ
بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا
وَّمَأْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ
مِّنْ نّٰصِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهُ لُوطٌ

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا
لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا
فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ
وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ
فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور (اے رسول، ہم نے) ابراہیم کو (ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ﴿۱۶﴾ اللہ کے علاوہ جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ تو بس (پتھر کے) بت ہیں (نفع نقصان کے مالک نہیں) اور (ایک بتوں کی پرستش کیا؟ تم اور بھی بہت سی) جھوٹی باتیں دل سے بناتے رہتے ہو (سنو) اللہ کے علاوہ تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (کوئی) اختیار نہیں (رزق دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے) لہٰذا رزق اللہ سے طلب کرو، اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ﴿۱۷﴾ اور اگر تم (رسول کی) تکذیب کرو تو تم سے پہلے (بہت سی) امتوں نے (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی (تمہاری تکذیب سے رسول کا کیا بگڑتا ہے) رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے ﴿۱۸﴾ (اے رسول) کیا انہوں نے

نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے (ہی) پھر اسے دوبارہ بھی پیدا کریگا، یہ کام اللہ کے لئے (بالکل) آسان ہے (۱۹) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ زمین کی سیر و سیاحت کرو پھر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر (وہی) اللہ (اس کو) آخری مرتبہ بھی پیدا کرے گا (آخر تمہاری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ جو پہلی بار پیدا کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے، اللہ کے لئے تو یہ کچھ بھی مشکل نہیں) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۰) وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور اسی کی طرف تم (سب) لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور (اے کافرو) تم نہ اس کو زمین میں عاجز کرسکتے ہو اور نہ آسمان میں اور اس کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار (۲۲) اور (اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا یہی لوگ ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہیں اور انہی کے لئے دردناک عذاب ہے (۲۳) (ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی باتیں سننے کے بعد) ان کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا کہ انہیں قتل کردو یا جلا دو، پھر {انہوں نے ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو آگ میں ڈال بھی دیا لیکن} اللہ نے ان کو آگ سے بچالیا، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۲۴) پھر {ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی قوم سے} کہا تم نے جو اللہ کے علاوہ بتوں کو (الٰہ) بنا رکھا ہے تو بس اس لئے کہ دنیا کی زندگی میں تمہاری ایک دوسرے سے محبت قائم رہے (تم حق کو تسلیم کرکے قوم کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے) لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے (سے دوستی) کا انکار کروگے اور ایک دوسرے پر لعنت کروگے، تمہاری جائے پناہ دوزخ ہوگی اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۵) الغرض (اس وعظ و تبلیغ کے نتیجہ میں صرف) لوط ان پر ایمان لائے، ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، بے شک وہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۶) (پھر) ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطاء کئے اور ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو (جاری) رکھا اور ان کو ہم نے دنیا میں بھی ان کا اجر دیا اور آخرت میں تو یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے ہوں گے (اور ان کو ان کا اجر و ثواب دیا جائے گا) (۲۷)

معانی و مصادر

(اَوْثَانًا) اَوْثَانٌ = وَثَنٌ کی جمع، بت۔

(اِفْكًا) اَفَكَ، يَأْفِكُ، اَفْكٌ و اُفُوْكٌ (ض) جھوٹ بولنا (اِفْكٌ = جھوٹ، تہمت)۔

(يُنْشِئُ) اَنْشَأَ، يُنْشِئُ، اِنْشَاءٌ (باب افعال) پیدا کرنا، ایجاد کرنا، پرورش کرنا، بلند کرنا۔

(نَشْأَةٌ) نَشَأَ، يَنْشَأُ و نَشُوْءٌ، يَنْشُوْءُ، نَشْءٌ و نُشُوْءٌ و نَشْأَةٌ و نَشَاءٌ و نَشَاءَةٌ (ف، ك) نیا ہونا، زندہ ہونا۔

(تُقْلَبُوْنَ) قَلَبَ، يَقْلِبُ، قَلْبٌ (ض) لوٹانا، الٹا کرنا، اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر کرنا۔

(یَئِسُوْا) یَئِسَ، یَیْأَسُ و یَیْئِسُ، یَأْسٌ و یَئَاسَۃٌ (س وح) ناامید ہونا۔
(مَوَدَّۃٌ) وَدَّ، یَوَدُّ، وِدٌّ و وُدٌّ و وَدَادٌ و وُدَادٌ و وِدَادٌ و مَوَدَّۃٌ و مَوْدِدَۃٌ و مَوْدُوْدَۃٌ (ف) محبت کرنا۔

تفسیر نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور ان کی قوم کے انجام کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) اور (اے رسول، ہم نے) ابراہیم (کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: (اے میری قوم) اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم میں (ذرا سی بھی) سمجھ بوجھ ہے تو یہی چیز تمہارے لئے اچھی ہے (اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا) اللہ کے علاوہ جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ تو بس (پتھر کے) بت ہیں (نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں) اور (اے میری قوم) تم (اور بھی بہت سی) جھوٹی باتیں (دل سے) بنا بنا کر اللہ کی طرف منسوب کرتے رہتے ہو (سنو) (اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ) اللہ کے علاوہ جن جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (ذرا سا) بھی اختیار نہیں (رزق دینے کا اختیار تو بس اللہ کو ہے) لہٰذا رزق اللہ سے طلب کرو (وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ) اور اسی کی عبادت کرو (اس کی دی ہوئی نعمتوں پر) اسی کا شکر ادا کرو (اور خبردار ہو جاؤ کہ) تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (وہی تم سے حساب و کتاب لے گا اور وہی تمہارے اعمال کی سزا یا جزا دے گا) (وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ) اور (اے کافرو) اگر تم (اپنے رسول کی) تکذیب کرو (تو کوئی انوکھی بات نہیں ہے) تم سے پہلے بھی (بہت سی) امتوں نے (اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی (ان کی تکذیب سے ان رسولوں کا کیا بگڑا اور تمہاری تکذیب سے تمہارے رسول کا کیا بگڑیگا) (وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ) رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہوتا ہے (اور بس) (اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا یہ کام اللہ کے لئے (بالکل) آسان ہے (قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (اے ابراہیم ان سے) کہئے کہ زمین کی سیر و سیاحت کرو پھر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا (کیا مخلوق کی پہلی بار کی پیدائش تمہیں حیرت میں نہیں ڈالتی اگر حیرت میں ڈالتی ہے تو کیا جو اللہ پہلی بار پیدا کر کے اتنا حیرت انگیز کام کر سکتا ہے وہ دوبارہ اس کام کو نہیں کر سکتا، یقیناً وہ کر سکتا ہے۔ الغرض جس) اللہ نے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا وہی اللہ اسے) دوبارہ بھی پیدا کرے گا۔

(اللہ کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ وَاِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ) وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے (کون اسے روک سکتا ہے۔ عذاب و ثواب یہ سب کچھ اس کی مشیّت اور مقررہ قوانین کے ماتحت ہوتا ہے) اور اسی کی طرف تم (سب) لوٹائے جاؤ گے (وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ) اور (اے کافرو) تم نہ اس کو زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور اس کے علاوہ نہ تمہارا (دنیا میں) کوئی کارساز و مددگار ہے (اور نہ آخرت میں) (وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) اور (اے کافرو خبردار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جن لوگوں نے اللہ کی آیات اور (قیامت کے دن) اس کی ملاقات کا انکار کیا یہی لوگ ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس وعظ و نصیحت کے بعد (فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ، فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ) ان کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا کہ انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا: انہیں یا تو قتل کر دو یا (آگ میں) جلا دو۔ (قوم نے ان کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا، آگ جلائی گئی، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈال دیا گیا) لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ سے فرمایا:۔

یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ○ (الانبیآء۔ ۶۹)	اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور موجب سلامتی بن جا۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں مثلاً:۔

① آگ کا کام جلانا ہے لیکن آگ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں جلایا،

② آگ بغیر کسی سبب کے ٹھنڈی ہو گئی،

③ کافروں کی تمام تدبیریں بیکار ہو گئیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے اور جس طرح چاہے اپنے بندوں کو بچا سکتا ہے۔ اس کے لئے نہ آلہ کی ضرورت ہے اور نہ اسباب کی۔ ایمان والوں کو اسی پر بھروسہ کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کام کرنا چاہئے اور جس طرح ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بے خوف ہو کر تبلیغ کرتے رہے اسی طرح تمام مؤمنین کو بے خوف ہو کر تبلیغ کرنی چاہئے اور انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے۔

آگے فرمایا (وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ

(الدُّنْیَا) پھر (ابراہیم نے اپنی قوم سے) کہا تم نے جو اللہ کے علاوہ بتوں کو (الٰہ) بنا رکھا ہے یہ اس لئے کہ دنیا کی زندگی میں تمہاری ایک دوسرے سے محبت قائم رہے (تم حق کو قبول کر کے قوم کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے۔ تم چاہتے ہو کہ دنیا میں تمہاری دوستی قائم رہے تاکہ تم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہو) (ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا) لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○

(الزخرف۔ ۶۷)

اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے متقین کے (کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہی رہیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا یُّبَصَّرُوْنَهُمْ

(سأل سائل۔ ۱۰ و ۱۱)

(اس دن) کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔

الغرض یہ تمام دوستیاں جو دنیا میں چند روزہ فائدے کی خاطر قائم ہیں آخرت میں کالعدم ہو جائیں گی۔ کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آئے گا اور کام آنا تو کجا ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے گا (وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ) اور (اے میری قوم) پھر تمہاری جائے پناہ دوزخ ہوگی اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

آگے فرمایا (فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ) (ابراہیم کی تبلیغ سے بس صرف) لوط ان پر ایمان لائے (بقیہ لوگوں نے ان کی تکذیب کی) (وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ) بالآخر ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں، وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے (وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا اور مجھے اچھا ٹھکانہ دے گا) (وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ) (اور اے رسول، پھر) ہم نے ان کو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ، وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً، وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ○

پھر ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو (ان کی قوم سے) نجات دے کر ایک ایسی سرزمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے اہل عالم کے لئے (بڑی) برکتیں رکھی ہیں۔ پھر ہم نے ابراہیم

(الانبیآء۔ ۷۱ و ۷۲) کو اسحٰق (بیٹا) عطاء کیا، مزید برآں یعقوب (پوتا) عطاء کیا اور ہم نے ان سب کو صالح بنایا تھا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برکت والی زمین میں ٹھکانہ دیا اور ان کو بیٹا اور پوتا عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ) ہم نے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور (نزول) کتاب کو (جاری) رکھا اور ہم نے دنیا میں ان کو ان کا اجر دیا اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہوں گے (تو وہاں بھی ہم ان کو ان کا اجر دیں گے)۔

عمل

اے لوگو، بتوں کی پوجا نہ کیجئے، یہ نہ آپ کو رزق دے سکتے ہیں (اور نہ آپ کے کام آسکتے ہیں)۔ رزق اللہ تعالیٰ سے طلب کیجئے۔ وہی داتا ہے۔ رزق دینا اسی کے اختیار میں ہے۔

اے لوگو، محض دنیاوی فائدہ کی خاطر حق کا انکار نہ کیجئے۔ دنیا کا فائدہ عارضی ہے اور دنیا کی دوستیاں سب فانی ہیں۔ یہ دوستیاں آخرت میں آپ کے کام نہیں آئیں گی۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّكُمْ
لَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم
بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢٨﴾
أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ
ٱلسَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِى نَادِيكُمُ
ٱلْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ
إِلَّآ أَن قَالُوا۟ ٱئْتِنَا بِعَذَابِ ٱللَّهِ
إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿٢٩﴾
قَالَ رَبِّ ٱنصُرْنِى عَلَى ٱلْقَوْمِ

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ
اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْٓا اِنَّا
مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ،
اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ
اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا، قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ
بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ
اِلَّا امْرَاَتَهٗ، كَانَتْ مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ
رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ

بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا
تَحْزَنْ، اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا
كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا
مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) لوط (کو ہم نے ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم بڑی بے حیائی کی بات کرتے ہو، تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا (۲۸) کیا تم مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو، رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں (علی الاعلان) بُرے کام کرتے ہو؟ تو ان کی قوم کا اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ (۲۹) (لوط نے) کہا اے میرے رب، اس مفسد قوم کے مقابلہ میں میری مدد فرما (۳۰) (ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی) اور (فرشتوں کو عذاب کے ساتھ روانہ

کر دیا۔ پہلے وہ فرشتے بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دینے کے لئے ابراہیم کے پاس گئے تو) جب ہمارے (وہ) فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے تو (ابراہیم سے اس بات کا بھی) ذکر کیا کہ ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ اس کے باشندے (بڑے) ظالم ہیں (۳۱) (ابراہیم نے) کہا اس میں تو لوط بھی ہیں۔ (فرشتوں نے) کہا جو جو لوگ اس (بستی) میں ہیں ہمیں ان کا بخوبی علم ہے، ہم لوط کو اور ان کے (تمام) گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیں گے سوائے ان کی بیوی کے۔ وہ پیچھے رہ جائے گی (اور کافروں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی) (۳۲) پھر جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان (کے آنے) سے بہت پریشان اور تنگ دل ہوئے۔ فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں، اور نہ غم کریں، ہم آپ کو اور آپ کے (تمام) گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیں گے سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جائے گی (اور کافروں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی) (۳۳) ہم اس بستی کے باشندوں پر اس وجہ سے کہ وہ بداعمالیاں کر رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (۳۴) پھر (ہم نے اس بستی کو تباہ و برباد کر دیا لیکن) عقل والوں کے لئے ہم نے اس بستی (کے کھنڈرات) کو (عبرت کی) ایک کھلی نشانی (یا نمایاں) چھوڑ دیا (۳۵)

معانی و مصادر

(فَاحِشَةٌ) فَحْشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ و مَحَاشَةٌ (ک) برا ہونا۔ (فَاحِشَةٌ = بے حیائی کا کام)۔

(نَادِیٌ) نَدَا، یَنْدُوْ، نَدْوٌ (ن) مجلس میں جمع ہونا (نَادِیٌ = مجلس)۔

(غَابِرِیْنَ) غَبَرَ، یَغْبُرُ، غُبُوْرٌ (ن) گذر جانا، رہ جانا (غَابِرٌ = گذر جانے والا۔ باقی رہ جانے والا)۔

(سِیْٓءَ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا۔ غم پہنچانا، کسی کے ساتھ ایسا کام کرنا جو اسے برا لگے۔

(ضَاقَ) ضَاقَ، یَضِیْقُ، ضَیْقٌ و ضِیْقٌ (ض) تنگ ہونا۔

(ذَرْعٌ) ذَرَعَ، یَذْرَعُ، ذَرْعٌ (ف) ہاتھ سے ناپنا۔ ذراع سے پیچھے سے گلا گھونٹنا (ضَاقَ ذَرْعًا = قادر نہ ہونا)۔

(رِجْزٌ) رِجْزٌ = عذاب، کوڑا، گندگی، بت پرستی۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ) اور (اے رسول) لوط کو (ہم نے ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم بڑی بے حیائی کی بات کرتے ہو، تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا (اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ) کیا تم مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو (اور ان کے ساتھ برا کام کرتے ہو) (وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ)

اور رہزنی کرتے ہو (راستہ میں لوگوں کو لوٹ لیتے ہو) (وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ) اور اپنی مجلسوں میں (علی الاعلان) بُرے کام کرتے ہو (یہ کام چھوڑ دو ورنہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا)۔ (فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ) تو ان کی قوم کا سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں تھا کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کا عذاب لے آؤ (قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ) (لوط نے) کہا: اے میرے رب اس مفسد قوم کے مقابلہ میں میری مدد فرما (وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْٓا اِنَّا مُھْلِکُوْٓا اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ اِنَّ اَھْلَھَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ) (ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی) اور (اپنے فرشتوں کو عذاب کے ساتھ روانہ کر دیا۔ فرشتوں کے ذمہ یہ بھی کام تھا کہ وہ ابراہیم کو ان کے ہاں بیٹا ہونے کی خوشخبری سنائیں لہذا) جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے (اور انہیں بیٹا ہونے کا مژدہ سُنایا تو ساتھ ہی یہ بھی) کہا کہ ہم اس بستی کے باشندوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ اس کے باشندے (بڑے) گناہگار ہیں (قَالَ اِنَّ فِیْھَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْھَا) (ابراہیم نے) کہا: اس (بستی) میں تو لوط بھی ہیں۔ (فرشتوں نے) کہا جو لوگ اس بستی میں ہیں ہمیں ان کا بخوبی علم ہے (لَنُنَجِّیَنَّہٗ وَاَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ) ہم لوط کو اور ان کے (تمام) گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیں گے سوائے ان کی بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی (اور کافروں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی) (وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِھِمْ وَضَاقَ بِھِمْ ذَرْعًا) الغرض جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان (کے آنے) سے بہت پریشان ہوئے اور ان (کو اپنی قوم سے بچانے) پر قادر نہ (ہونے کی وجہ سے تنگ دل) ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ○

(ھود ۔ ۷۷)

لوط (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ۔

(ھود ۔ ۷۸)

(لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔

آگے فرمایا (وَقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ) فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور نہ غمگین ہوں (ہم فرشتے ہیں۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم تو ان کو ہلاک کرنے کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں)۔ (اِنَّا مُنَجُّوْکَ وَاَھْلَکَ اِلَّا امْرَاَتَکَ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ) ہم آپ کو اور آپ کے (تمام) گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیں گے سوائے آپ کی بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے

ہوگی (اور عذاب سے ہلاک ہوجائے گی) (اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ) ہم اس بستی کے باشندوں پر اس وجہ سے کہ وہ بداعمالیاں کر رہے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں (وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ) (بالآخر ہم نے اس بستی کو تباہ و برباد کر دیا) اور عقل والوں کے لئے ہم نے اس (کے کھنڈرات) کو (عبرت کی) ایک کھلی نشانی بنا کر چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۳ و ۳۴)

(اور اے رسول) قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا کر نکال لیا۔

عمل

اے لوگو، اللہ کے نبیوں پر ایمان لائیے۔ ان کی تکذیب کر کے عذابِ الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔
اے لوگو، آخرت میں رشتہ داری کام نہ آئے گی۔ بیوی کو اس وجہ سے رعایت نہ ملے گی کہ اس کا شوہر بہت نیک اور برگزیدہ تھا۔

لوط علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حالات

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے (الصّٰفّٰت ۔ ۱۳۳)
اللہ تعالیٰ نے انہیں علم وحکمت سے نوازا تھا اور انہیں اپنی رحمت خاص میں داخل کیا تھا۔
وہ بہت نیک اور صالح تھے۔ (الانبیآء ۔ ۷۴، ۷۵)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمعصر تھے۔ وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور انہی کے ساتھ انہوں نے ارض مقدس کی طرف ہجرت کی تھی (العنکبوت ۔ ۲۶)۔
(الانبیآء ۔ ۷۱)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ ان کی قوم بہت بُرے کاموں میں مبتلا تھی، وہ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے تھے، عورتوں سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ (الانبیآء ۔ ۷۴)
(الشعرآء ۔ ۱۶۵ و ۱۶۶)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ شروع کی۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: (تم بہت بُرے بُرے کام کرتے ہو تو آخر) تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں۔ میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ میں تم سے اس کام پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، میری اجرت تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے رب نے تمہارے لئے جو عورتیں بنائیں ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کرتے تم حد سے آگے بڑھ گئے ہو۔ (الشعرآء ۔ ۱۶۰ تا ۱۶۶) (الاعراف ۔ ۸۱)

(ایک دن) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: تم بڑی بے حیائی کا کام کرتے ہو پھر ایک دوسرے کو دیکھتے بھی جاتے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ تم مردوں کی طرف رغبت کرتے ہو اور عورتوں سے کنارہ کشی کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بڑی حماقت کا کام کرتے ہو۔ (النمل ۔ ۵۴ و ۵۵)
قوم نے کہا: اے لوط اگر تم ان نصائح سے باز نہیں آئے تو ہم تم کو شہر سے نکال دیں گے، ہم تمہاری نصیحتوں سے سخت بیزار ہیں۔ (الشعرآء ۔ ۱۶۷)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صرف ان کے گھر والے ہی ایمان لائے۔ ان میں سے بھی ان کی بوڑھی بیوی ایمان نہیں لائی۔ وہ اپنی قوم سے ملی ہوئی تھی اور لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبریں انہیں پہنچاتی رہتی تھی۔ (الشعرآء ۔ ۱۷۰ و ۱۷۱) (التحریم ۔ ۱۰)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔ ایک دن قوم کے لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ لوط کو اور ان کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔
(النمل ۔ ۵۶)

(ایک دن) لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا، کیا تم مَردوں سے بدفعلی کرتے ہو (تمہیں شرم نہیں آتی) مزید برآں تم یہ زنی بھی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بڑی بڑی نازیبا حرکتیں کرتے ہو (کیا تم ڈرتے نہیں کہ اللہ تمہیں عذاب بھیج کر ہلاک کر دے)۔ قوم نے کہا اگر تم سچے ہو تو عذاب لے آؤ۔ (العنکبوت۔ ۲۸ و ۲۹)

جب لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالےٰ سے اس طرح دعاء کی: اے میرے رب، مجھے اور میرے گھر والوں کو ان لوگوں کے اعمال بَد سے نجات دے۔ (الشعرآء۔ ۱۶۹)

اے میرے رب، اس مفسد قوم کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ (العنکبوت۔ ۳۰)

اللہ تعالےٰ نے چند فرشتوں کو عذاب کے ساتھ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی طرف روانہ فرمایا۔ (الحجر۔ ۵۸)

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ان فرشتوں (کو انسان سمجھے اور ان) کے آنے سے بہت پریشان ہوئے۔ کہنے لگے، آج تو بڑی مصیبت کا دن ہے۔ ان کی قوم نے جب ان فرشتوں کو (جو انسانی شکل میں تھے) دیکھا تو خوشی میں دوڑتے ہوئے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمہارے لئے حلال ہیں (ان سے نکاح کر لو) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ قوم کے لوگوں نے کہا: اے لوط، تم تو جانتے ہو کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کوئی مطلب نہیں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کاش مجھ میں تمہارے دفع کرنے کی قوت ہوتی یا میں رُکن شدید کی پناہ حاصل کرتا۔ (ہود۔ ۷۷ تا ۸۰) (الحجر۔ ۶۷)

قوم کے لوگوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ وہ تو (بری خواہش کے) نشہ میں مست ہو رہے تھے (انہیں سوچنے سمجھنے کا ہوش کب تھا)۔ (الحجر۔ ۷۲)

کیونکہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتوں کو پہچان نہیں سکے تھے لہذا انہوں نے فرشتوں کو مخاطب کر کے کہا: تم اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو (آخر تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے)۔ فرشتوں نے کہا: جس عذاب کے بارے میں آپ کی قوم شک میں پڑی ہوئی ہے ہم وہ عذاب لے کر آئے ہیں۔ ہم حق کے ساتھ آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ (الحجر۔ ۶۲ تا ۶۴)

فرشتوں نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: ہم آپ کے رب کے فرستادہ (فرشتے) ہیں۔ آپ نہ ڈریں اور نہ غمگین ہوں۔ یہ لوگ آپ تک نہیں پہنچ سکتے (اور نہ ہم کو کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتے ہیں)۔ (ہود۔ ۸۱)

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بینائی سلب کرلی (وہ لوگ نہ فرشتوں تک پہنچ سکے اور نہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام تک)۔ (اقتربت الساعۃ۔ ۳۷)

پھر فرشتوں نے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اب آپ ایسا کریں کہ اپنے گھر والوں کے ساتھ راتوں رات اس بستی سے نکل جائیں، آپ سب کے پیچھے رہیں، آپ لوگوں میں سے کوئی شخص مڑکر نہ دیکھے اور جہاں جانے کا آپ کو حکم ملا ہے وہاں سیدھے چلے جائیں، یہ سب ہلاک ہونے والے ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی بیوی بھی ہلاک ہوگی۔ ان پر صبح کے وقت آسمان سے عذاب نازل ہوگا اور اب صبح ہونے ہی والی ہے (لہٰذا آپ جلدی سے بستی سے نکل جائیں)۔ (الحجر۔ ۶۵) (العنکبوت۔ ۳۴)

اس بستی میں صرف ایک ہی گھر مسلم تھا اور وہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر تھا۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اپنے گھر والوں کے صبح ہوتے ہوتے عذاب میں مبتلا ہونے والی بستی سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب سے بچا لیا البتہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ پیچھے رہ گئی (الشعراء۔ ۱۷۰ و ۱۷۱) (الذاریات۔ ۳۵ و ۳۶) (اقتربت الساعۃ۔ ۳۴)۔

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بخیر و عافیت چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت بستی کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی اور وہ بہت خطرناک بارش تھی۔ پوری قوم مع لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی کے ہلاک ہوگئی۔ کوئی متنفس نہ بچا۔ (الشعراء۔ ۱۷۲ و ۱۷۳) (ہود۔ ۸۱ و ۸۲) (اقتربت الساعۃ۔ ۳۴۔ ۳۹)

ان کی بستی کے کھنڈرات (مکہ معظمہ سے کچھ فاصلے پر) عام گذرگاہ پر واقع ہیں اور عبرت کی ایک نشانی بن کر رہ گئے ہیں۔ (ہود ۸۳) (الحجر۔ ۷۶)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا
فَقَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ
ارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ
فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا
فِي دَارِهِمْ جَٰثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا
وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن
مَّسَٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ
أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ
وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ، وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا
كَانُوْا سَابِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا
بِذَنْۢبِهٖ ، فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ
اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ، وَمِنْهُمْ
مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ، وَمِنْهُمْ

مِّمَّنْ اَغْرَقْنَا، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا، (انہوں نے اپنی قوم سے) کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، قیامت کے دن سے ڈرو اور زمین میں فساد نہ مچاؤ ﴿۳۶﴾ لیکن (وہ نہ مانے) انہوں نے شعیب کی تکذیب کی تو ایک زلزلہ نے انہیں پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ﴿۳۷﴾ اور (اسی طرح ہم نے) عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کر دیا)، ان کے (تباہ شدہ) گھر (اب بھی) تمہارے سامنے موجود ہیں (جو دورانِ سفر تمہیں نظر آتے ہیں)، شیطان نے ان کے اعمال کو مزیّن کر دیا تھا اور (اس طرح) ان کو (سیدھے) راستہ سے روک دیا تھا (وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گئے) اگرچہ (ویسے) وہ بڑے سمجھدار لوگ تھے ﴿۳۸﴾ اور (ہم نے) قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا، انکے پاس موسیٰ کھلے دلائل لے کر آئے تھے لیکن وہ ملک میں تکبر (ہی) کرتے رہے حالانکہ وہ ہمارے قابو سے باہر نہیں نکل سکتے تھے ﴿۳۹﴾ ہم نے ان سب کو ان کے گناہ کے سبب (اپنی) گرفت میں لے لیا، ان میں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے، بعض وہ تھے جن کو ایک زبردست آواز نے پکڑ لیا، بعض وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (تَعْثَوْا) عَثَا، یَعْثُوْا، عُثُوٌّ (ن) عَثٰی، یَعْثِیْ (من) عَثًی، یَعْثٰی (ف) عَثِیَ، یَعْثٰی (س) عُثِیٌّ وعِثِیٌّ وعَثَیَانٌ۔ فساد مچانا۔
(رَاجِفَةُ) رَجَفَ، یَرْجُفُ، رَجْفٌ ورَجَفَانٌ ورُجُوْفٌ ورَجِیْفٌ (ن) زور سے ہلنا۔
(جٰثِمِیْنَ) جَثَمَ، یَجْثِمُ، جَثْمٌ وجُثُوْمٌ (من) اوندھے ہو جانا۔
(مُسْتَبْصِرِیْنَ) اِسْتَبْصَرَ، یَسْتَبْصِرُ، اِسْتِبْصَارٌ (باب استفعال) ظاہر ہونا، ظاہر کرنا،

دیکھ کر مضبوط ہو جانا۔
(حَاصِبًا) حَصَبَ، یَحْصُبُ، حَصْبٌ (ن وض) پتھر سے مارنا،
(صَیْحَةٌ) صَاحَ، یَصِیْحُ، صَیْحٌ وصَیْحَةٌ وصِیَاحٌ (ض) چیخنا۔
(خَسَفْنَا) خَسَفَ، یَخْسِفُ، خُسُوْفٌ (ض) گرہن لگنا، دھس جانا، دھسانا۔

تفسیر کفار مکہ کو ڈرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے چند اور قوموں کے عبرتناک انجام کا حال سنایا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ) اور (اے رسول، اہل) مدین کی طرف ہم نے ان کے (قومی) بھائی شعیب کو (رسول بنا کر بھیجا)۔ انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا: اے میری قوم (صرف) اللہ کی عبادت کرو، قیامت کے دن سے ڈرو (یقین رکھو کہ قیامت آکر رہے گی، حساب وکتاب ہوگا، سزا وجزا کا فیصلہ ہوگا) اور (اے میری قوم) زمین میں فساد نہ مچاؤ (فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ) لیکن (وہ نہ مانے) انہوں نے شعیب کی تکذیب کی تو ایک زلزلہ نے انہیں پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (زلزلہ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا، اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ○ (الاعراف - ۹۲)

(الغرض) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی (وہ اپنے گھروں میں اس طرح نیست ونابود کر دئے گئے) گویا وہ کبھی ان میں رہے ہی نہیں تھے۔ (بے شک) جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی وہ بڑے نقصان میں رہے۔

(نوٹ:۔ شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کے لئے سورۂ اعراف کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔
آگے فرمایا (وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ) اور (اے لوگو، ہم نے) عاد اور ثمود کو (بھی اسی طرح ہلاک کر دیا) ان کے (تباہ شدہ) گھر (اب بھی) تمہارے سامنے موجود ہیں (جو دورانِ سفر میں تمہیں نظر آتے ہیں) شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا تھا اور (اس طرح) ان کو (سیدھے) راستہ سے روک دیا تھا (وہ اپنے اعمال کو اچھا سمجھتے رہے اور بدستور اپنے کفر پر جمے رہے۔ وہ شیطان کے بہکانے میں آگئے) اگرچہ (ویسے) بڑے سمجھ دار لوگ تھے۔
عاد اور ثمود کی سمجھ بوجھ بس دنیا کی حد تک تھی یہ لوگ بڑے بڑے مضبوط مکانات تعمیر کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ قوم عاد کے متعلق فرماتا ہے :-

وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ○
(الشعرآء - ۱۲۹)

(حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا) تم (بڑے بڑے مضبوط) محل اور قلعے بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ (دنیا میں) رہو گے؟

اللہ تعالیٰ قوم ثمود کے متعلق فرماتا ہے :-

تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ○
(الاعراف - ۷۴)

(حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا) تم پہاڑوں کو تراش تراش کر مکانات بناتے ہو۔

قوم عاد اور قوم ثمود پر جو عذاب نازل ہوئے ان کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ○ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○
(الحآقۃ - ۵ تا ۸)

ثمود تو بجلی کی کڑک سے ہلاک کر دئے گئے اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی کو) سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے) کہ وہ اس طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں گویا کہ وہ گرے ہوئے کھجور کے تنے ہیں۔ تو کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ) اور (اے لوگو، ہم نے) قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا (وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ) ان کے پاس موسیٰ (اپنی نبوت کے) کھلے دلائل لے کر آئے تھے لیکن وہ تکبر ہی کرتے رہے۔ (انہوں نے اپنی سرکشی جاری رکھی اور حق کو قبول نہیں کیا تو جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ بھاگ کر کہیں نہ جا سکے (اور اللہ کی گرفت سے اپنے آپ کو بچا نہ سکے) (فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ) پھر ہم نے ان سب کو ان کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا (ان پر عذاب بھیجا اور انہیں ہلاک کر دیا) (فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا) تو ان میں سے بعض پر ہم نے پتھر برسائے (مثلاً لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر پتھر برسائے گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوطٍ، نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۳ و ۳۴)

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا۔ ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا۔

آگے فرمایا (وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ) اور ان میں سے بعض وہ تھے جن کو ایک زبردست آواز نے پکڑ لیا (جیسے قوم ثمود، اہل مدین، قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام (اور وہ قوم جس کی طرف تین رسول ایک ہی وقت میں بھیجے گئے تھے)۔

قوم ثمود کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ○

(اقتربت الساعۃ ۔ ۳۱)

ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ۔

اہل مدین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

(ھود ۔ ۹۴)

الغرض جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور ان پر ایمان لانے والوں کو (اس عذاب سے) بچا لیا اور جو ظالم تھے ان کو ایک سخت آواز نے (اپنی) گرفت میں لے لیا، پھر انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے۔

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○

(الحجر ۔ ۷۲ و ۷۳)

(لیکن اے رسول، وہ کب ماننے والے تھے) وہ تو آپ کی جان کی قسم، اپنی مستی میں بدحواس ہو رہے تھے۔ الغرض صبح ہوتے ہوتے ایک سخت آواز نے انہیں آدبوچا۔

جس قوم کی طرف تین رسول بیک وقت بھیجے گئے تھے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○

وہ تو بس ایک زوردار آواز تھی (جس نے ان کا کام تمام کر دیا اور) وہ اسی وقت سب بجھ کر

(یٰسٓ ۔ ۲۹) رہ گئے۔

آگے فرمایا (وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ) اوران میں سے بعض وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھسادیا (مثلاً قارون)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○ (القصص ۔ ۸۱)

پھر ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھسادیا تو اللہ کے علاوہ کوئی جماعت اس کی مدد نہ کر سکی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

آگے فرمایا (وَمِنْهُمْ مَنْ اَغْرَقْنَا) اور (جن قوموں پر ہم نے عذاب بھیجا) ان میں سے بعض وہ تھے جن کو ہم نے غرق کر دیا (مثلاً نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، فرعون اور اس کی قوم)۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی و بربادی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ (یونس ۔ ۷۳)

لیکن انہوں نے پھر بھی نوح کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو نجات دی اور ان کے ساتھ جو لوگ کشتی میں سوار تھے ان کو بھی نجات دی اور انہیں (زمین میں) خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا تو (اے رسول) آپ دیکھئے کہ جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا (لیکن ڈرانے کے بعد بھی وہ لوگ کفر سے باز نہیں آئے تو) ان کا انجام کیسا ہوا۔

قوم فرعون کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ (الشعرآء ۔ ۶۶)

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نجات دی اور دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

آگے فرمایا (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) اور (اے لوگو) اللہ تو ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرتا (اور ان کو بلاوجہ ہلاک کر دیتا) مگر ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (انہوں نے رسولوں کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے رہے اور طرح طرح کے دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرتے رہے۔ انہی گناہوں کی سزا میں وہ عذاب سے ہلاک کئے گئے۔ نہ وہ گناہ کرتے نہ عذاب الٰہی سے تباہ و برباد ہوتے گویا انہوں نے خود

اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو ان کی قبیح حرکتوں کی سزا دی اور بس)۔

عمل

اے لوگو، اسلام قبول کیجئے، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ قیامت پر ایمان لائیے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے خلوص اور ایمان کے ساتھ جدوجہد کیجئے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
الْعَنْكَبُوْتِ ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ،
وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
الْعَنْكَبُوْتِ ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا

الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ (اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسی مثال مکڑی کی۔ وہ ایک گھر بناتی ہے (اور سمجھتی ہے کہ وہ گھر اس کو محفوظ رکھے گا) حالانکہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے (وہ کیا حفاظت کرے گا)۔ کاش یہ (کافر) اس (بات کو) سمجھتے (کہ جس طرح مکڑی کا جالا کسی کام نہیں آسکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے بھی ہیں ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہیں آسکتا) ﴿۴۱﴾ جن جن (شخصوں یا) چیزوں کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں اللہ ان (سب) سے بخوبی واقف ہے (کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے، عاجز و بے بس ہیں) اور اللہ غالب ہے (سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ) حکمت والا ہے (ہر کام حکمت سے کرتا ہے) ﴿۴۲﴾ اور (اے رسول) یہ مثالیں ہم لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں ﴿۴۳﴾ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس میں ایمان والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک (بڑی) نشانی ہے ﴿۴۴﴾

معانی و مصادر (اَوْهَنَ) وَهَنَ، یَهِنُ وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا۔

تفسیر شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسی مثال مکڑی کی (اِتَّخَذَتْ بَیْتًا) وہ ایک گھر بناتی ہے (اور سمجھتی ہے کہ وہ گھر اس کو آفات سے محفوظ رکھے گا) (وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ) حالانکہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور گھر مکڑی ہی کا ہوتا ہے (پھر بھی وہ اس پر بھروسہ رکھتی

ہے، اسی کو اپنا سہارا سمجھتی ہے اور اسی کو اپنی حفاظت کا وسیلہ سمجھتی ہے)۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مکڑی سے تشبیہ دی ہے اور اس کے گھر یعنی جالے کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے نام نہاد کارسازوں سے تشبیہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مکڑی کتنی نادان ہے کہ جالا بنا کر اس کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھتی ہے بالکل اسی طرح یہ مشرکین بھی نادان ہیں کہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر ان کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ نہ جالا مکڑی کو آفات ارضی و سماوی سے بچا سکتا ہے اور نہ یہ نام نہاد کارساز کسی انسان کو ارضی و سماوی آفات سے بچا سکتے ہیں۔ مکڑی کا فعل بھی لغو اور عبث ہے اور ان مشرکین کا فعل بھی لغو اور عبث ہے (لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ) کاش یہ مشرک (اس بات کو) سمجھتے (اور اپنے اس فعل عبث سے باز رہتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ (البقرۃ۔ ۱۰۷)

اور اے لوگو! اللہ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ (الشوریٰ۔ ۳۱)

اور (اے لوگو) تم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ (آخرت میں) اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (الانعام۔ ۱۴)

(اے رسول آپ ان سے) پوچھئے کیا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے علاوہ کسی اور کو (اپنا) مددگار بناؤں، حالانکہ (صرف) اللہ ہی ہے جو (سب کو) کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا (بھلا جو کھانے کا محتاج ہو وہ کیا کسی دوسرے کی مدد کرے گا، اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے مسلم بنوں (تو بتاؤ مسلم بن کر میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو مددگار بنا سکتا ہوں، اے رسول، آپ ان کا کہنا ہرگز نہ مانیں) اور مشرکین میں سے نہ ہو جائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام قبول کر کے مسلم ہو جائے پھر وہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو اپنا کارساز نہیں بناتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَإِذَآ أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥ ، وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَالٍ ○
(الرعد - ۱۱)

اور جب اللہ کسی قوم کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو پھر وہ مصیبت ٹل نہیں سکتی اور نہ اللہ کے علاوہ کوئی ان لوگوں کی مدد کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
قُلْ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ، قُلِ ٱللَّهُ ، قُلْ أَفَٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِى ٱلظُّلُمَٰتُ وَٱلنُّورُ ، أَمْ جَعَلُوا۟ لِلَّهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا۟ كَخَلْقِهِۦ فَتَشَٰبَهَ ٱلْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ، قُلِ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّارُ ○
(الرعد - ۱۶)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے، بتاؤ آسمانوں کا اور زمین کا رب کون ہے، (پھر) آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ، (پھر) ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ کے علاوہ ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو (تمہیں تو کیا نفع، نقصان پہنچائیں، وہ تو) اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں، (پھر اے رسول) آپ ان سے یہ بھی پوچھئے: کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں، کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں، کیا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا (کہ کس کی بنائی ہوئی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلْحَقِّ۔
(الکھف - ۴۴)

لہٰذا (ثابت ہوا کہ) کارسازی تو بس اللہ (اکیلے) کی ہے جو (الٰہ برحق) حق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ ،

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ (دوسرے)

فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَهُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○
(الشوریٰ۔ ۹)

کارساز بنا رکھے ہیں حالانکہ اللہ (اکیلا) ہی کارساز ہے، وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا، لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ○
(الانبیآء۔ ۴۳)

کیا (ہمارے علاوہ) ان کے کوئی اور الٰہ ہیں جو ان کو ہم سے بچا سکیں۔ (اے رسول! جن کو یہ الٰہ مانتے ہیں) وہ تو (ان کی مدد کیا کریں گے) اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کی رفاقت کر سکے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ہی واحد کارساز، مولیٰ، مشکل کشا اور مصائب و آفات سے بچانے والا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی کارساز ہے نہ کوئی مولیٰ ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے اور نہ کوئی مصائب و آفات سے بچانے والا۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ) جن جن (اشخاص و) اشیاء کو یہ لوگ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں اللہ ان (سب) سے بخوبی واقف ہے (کہ وہ عاجز و بے بس ہیں) اور اللہ غالب ہے (عاجز و بے بس نہیں وہ) حکمت والا ہے (اس کے تمام کام پُر از حکمت ہوتے ہیں) (وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ) اور (اے رسول) یہ مثالیں ہم لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں۔

جس طرح آیات زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مکڑی کے جالے کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب بے بس اور لاچار ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی دوسری مثالیں دیکر بھی لوگوں کو سمجھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ○
(ابراھیم۔ ۲۵)

(یہ اور اس قسم کی دوسری) مثالیں اللہ لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

آگے فرمایا (خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ) اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (ان کی پیدائش کا کوئی خاص مقصد ہے،

ان کی پیدائش میں ضرور کوئی حکمت اور مصلحت ہے یہ بیکار پیدا نہیں کئے گئے) اس میں مؤمنین کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کی بڑی زبردست) نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(آل عمران - ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقلمند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا ہے، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان اور زمین انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ ان مسخّر اشیاء سے فائدہ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ مستحق عذاب ہو سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی آپ کو آفات اور مصائب سے نہیں بچا سکتا لہٰذا صرف اسی سے لو لگائیے اور صرف اسی کو محافظ، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھئے۔ کسی دوسرے کو اپنا محافظ، حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیئے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ
الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ، اِنَّ
الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ،
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ (اے رسول) جو کتاب آپ کی طرف نازل کی جارہی ہے اس کی تلاوت کیا کیجئے اور نماز کو قائم رکھیئے، بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے (نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے) اور اللہ کا ذکر یقیناً سب سے بڑی چیز ہے، اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ﴿۴۵﴾

معانی ومصادر (تَنْهٰی) تَنْهٰی، یَنْهٰی، نَهْیٌ (ف) منع کرنا، روکنا۔
(مُنْكَرٌ) اَنْكَرَ، یُنْكِرُ، اِنْكَارٌ (باب افعال) انکار کرنا، لاعلم ہونا، بُرا سمجھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ) (اے رسول) کتاب (اللہ) میں سے جو کچھ آپ کی طرف وحی کیا جارہا ہے اس کی تلاوت کرتے رہا کیجئے اور نماز کو قائم کیجئے (اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ) بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ اِنَّہٗ سَیَنْہَاہُ مَا یَقُوْلُ (رواہ احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۲۰۵ و سندہ صحیح)۔

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عنقریب اس کو چوری سے روک دے گی۔

نماز میں ایک خاص قسم کی تربیت ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے والا جب نماز پڑھتا ہے تو تمام حلال کاموں کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند سمجھتا ہے۔ یہ پابندی اس کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جائز چیزیں چھوڑ دیتا ہے تو کیا اسے اس کے حکم سے ناجائز چیزیں نہیں چھوڑنی چاہئیں۔ الغرض نماز میں جائز چیزوں سے رک جانا اسے تربیت دیتا ہے کہ وہ ناجائز چیزوں سے رک جائے۔ جس اللہ کے کہنے سے وہ نماز میں جائز چیزیں چھوڑ دیتا ہے تو کیوں نہ اسی اللہ کے کہنے سے وہ ناجائز چیزیں چھوڑ دے۔ جس اللہ کی رضا کا وہ نماز میں طالب ہوتا ہے کیا نماز کے بعد وہ اس کو ناراض کرنا چاہے گا۔ کچھ عرصہ نماز پڑھنے کے بعد اس کا ذہن یہ بن جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں خوش رکھنا ضروری ہے۔ اس طرح وہ تمام گناہ چھوڑ دے گا اور یہ سب کچھ نماز کی برکت کے سبب ہوگا۔

آگے فرمایا (وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ) اور اللہ کا ذکر یقیناً سب سے بڑی چیز ہے۔ اللہ کے ذکر کی عظمت ہر چیز سے زیادہ ہے، کوئی چیز اللہ کے ذکر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہی پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ - ۱۵)

(اے موسیٰ) میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ لَا یَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا ھُوَ التَّسْبِیْحُ وَ التَّکْبِیْرُ وَ قِرَآءَۃُ الْقُرْاٰنِ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ جزء اول ص ۲۱۸)

نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے ہے۔

مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی کے لئے قائم کی جاتی ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے لہٰذا نماز بہت بڑی چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :۔

سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ بوقتہا جزء اول ص۷۲ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال جزء اول ص۲۹)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا کام اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا۔

آگے فرمایا (وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ) اور (اے ایمان والو) اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ (اللہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا، وہ تم کو ان اعمال کا اجر عطاء فرمائے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہا کیجئے اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہیئے۔

وَلَا تُجَادِلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا
بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ، إِلَّا ٱلَّذِينَ
ظَلَمُوا۟ مِنْهُمْ وَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱلَّذِىٓ
أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ
وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَٰحِدٌ وَنَحْنُ
لَهُۥ مُسْلِمُونَ ﴿٤٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَآ
إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ، فَٱلَّذِينَ
ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يُؤْمِنُونَ بِهِۦ،
وَمِنْ هَٰٓؤُلَآءِ مَن يُؤْمِنُ بِهِۦ،

وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اہل کتاب سے بحث مباحثہ نہ کیا کرو مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو البتہ ان میں سے وہ لوگ جو ظلم کریں (تو تم بھی ان کو ویسا ہی جواب دے سکتے ہو) اور (اے ایمان والو) تم اس طرح کہا کرو ہم اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو تم پر نازل کی گئی تھی، ہمارا اور تمہارا الٰہ ایک ہے اور ہم اسی (ایک الٰہ) کے مسلم ہیں ﴿۴۶﴾ اور (اے رسول، جس طرح ہم نے پہلے رسولوں پہ کتابیں اتاری تھیں) اسی طرح ہم نے آپ پر بھی کتاب اتاری ہے تو جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی وہ تو اس پر (فوراً) ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکین) میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار تو وہی کرتے ہیں جو حق پوش (اور ہٹ دھرم) ہوتے ہیں ﴿۴۷﴾

معانی و مصادر (یَجْحَدُ) جَحَدَ، یَجْحَدُ، جَحْدٌ وجُحُوْدٌ (ف) انکار کرنا، تکذیب کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ) اور (اے ایمان والو) اہل کتاب سے بحث مباحثہ نہ کیا کرو مگر اس طریقہ سے جو اچھا ہو (یعنی بڑی خوش اسلوبی، خندہ پیشانی اور نرمی کے ساتھ بحث مباحثہ کیا کرو۔ بدکلامی، ترش روئی اور اشتعال انگیزی سے بحث ومباحثہ نہ کیا کرو) (اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ) البتہ ان میں سے وہ لوگ جو نا انصافی (اور ہٹ دھرمی) کریں (تو تم بھی ان کو سخت جواب دے سکتے ہو)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سختی کا جواب سختی سے دیا جا سکتا ہے لیکن ایمان والوں کو چاہئے کہ جوابی سختی میں بھی ان کی سختی کا لحاظ رکھیں۔ ان کی سختی کے مثل ہی سختی کریں، اس سے زیادہ نہیں اور اگر صبر کریں تو بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ (اور اے رسول) آپ اپنے رب کے راستہ

الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ
اَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○
وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ
بِهٖ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○

(النحل - ۱۲۵ و ۱۲۶)

کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے رہیے اور (جب کبھی بحث کا موقع آئے تو) ان سے بہترین طریقہ سے بحث کیجئے، بے شک آپ کا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چل رہے ہیں اور (اے ایمان والو) اگر تم کافروں کو (انتقاماً) تکلیف پہنچانی چاہو تو بس ویسی ہی تکلیف پہنچاؤ جیسی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہو اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے یہی بہتر ہے۔

آگے فرمایا (وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ) اگر بحث مباحثہ کے دوران اہل کتاب حق کو تسلیم نہ کریں (تو ان سے اس طرح) کہہ دو: ہم اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو تم پر نازل کی گئی ہے، ہمارا الٰہ اور تمہارا الٰہ ایک ہے اور ہم اسی (ایک الٰہ) کے مسلم ہیں (ہم اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اسی کی بات کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں اور اب ہمارا اور تمہارا فیصلہ قیامت کے دن وہی کرے گا اور وہی تمہیں اس ہٹ دھرمی کی سزا دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

(الحج - ۶۸ و ۶۹)

اور (اے رسول) اگر یہ آپ سے (پھر بھی) جھگڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو عمل تم کر رہے ہو اللہ ان سے بخوبی واقف ہے (اور) جن باتوں میں تم اختلاف کر رہے ہو اللہ قیامت کے دن تمہارے (اور ہمارے) درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○

اور (اے رسول) لوگوں میں سے بعض شخص بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب

ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ○
(الحج۔ ۸ و ۹)

کے اللہ کے بارے میں جھگڑتا ہے۔ (پھر تکبر سے) اپنے پہلو کو موڑتا ہے (اور حق کا انکار کر دیتا ہے) تاکہ (دوسرے لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دے۔ اس کے لئے دنیا میں (ذلت و) رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے عذابِ سوزاں کا مزا چکھائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ) اور (اے رسول، جس طرح ہم نے گذشتہ انبیاء پر کتابیں اتاری تھیں) اسی طرح ہم نے یہ کتاب آپ پر اتاری ہے (فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ) تو جن لوگوں کو ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی (ان میں سے) وہ (لوگ جو منصف مزاج ہیں) اس پر ایمان لے آتے ہیں (وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ) اور ان (مشرکین) میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں (تو جو لوگ ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لاتے اور انکار کر رہے ہیں ان کی آپ پرواہ نہ کریں) (وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ) ہماری آیتوں کا انکار تو وہی کرتے ہیں جو حق پوش (اور ہٹ دھرم ہوتے) ہیں (حق پوشوں اور ہٹ دھرموں کا انکار کوئی حقیقت نہیں رکھتا)۔

عمل

اے ایمان والو، اہل کتاب سے بحسن و خوبی مباحثہ کیا کیجئے۔ اگر وہ زیادتی کریں تو آپ بھی اُسی کے مثل زیادتی کر سکتے ہیں۔ اگر وہ حق کو کسی طرح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ان سے کہہ دیا کیجئے کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو ہم پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو تم پر نازل ہوئی ہے، ہمارا الٰہ اور تمہارا الٰہ ایک ہے اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ
كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ، وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا
اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ
عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قُلْ اِنَّمَا
الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ، وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ
مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى
لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْ
لَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ

الْعَذَابُ، وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً
وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ
بِالْعَذَابِ، وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اس (کتاب کے آنے) سے پہلے آپ نہ تو کتاب ہی پڑھتے تھے اور نہ اپنے دست (راست) سے کچھ لکھ ہی سکتے تھے (اگر) ایسا ہوتا تو پھر یہ اہل باطل ضرور شبہ کرتے (اور ان کا شبہ کرنا بعید از قیاس بھی نہ ہوتا لیکن کیونکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے لہذا یہ آیات آپ کی گھڑی ہوئی نہیں ہو سکتیں) ﴿۴۸﴾ بلکہ یہ (اللہ کی نازل کردہ (روشن آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو گئی ہیں ﴿۴۹﴾ اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل ہوئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ معجزات تو (سب) اللہ

کے پاس ہیں (اسی کو معجزہ دکھانے کا اختیار ہے، مجھے کوئی اختیار نہیں) میں تو بس کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ۵۰ اور (اے رسول) کیا ان کے لئے یہ (معجزہ) کافی نہیں کہ ہم نے ان پر (اپنی) کتاب نازل کر دی ہے جو اُن کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہے، بے شک اس میں مؤمنوں کے لئے رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی ۵۱ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (اگر تم میری رسالت کی گواہی نہیں دیتے تو نہ دو) میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اور (اے رسول) جو لوگ باطل چیز پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا انکار کرتے ہیں تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ۵۲ اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی ۵۳ اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (تو کیا یہ عذاب سے بچ کر کہیں چلے جائیں گے، کہیں نہیں جا سکتے) دوزخ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے ۵۴ (ایک دن آنے والا ہے) جس دن عذاب ان کو اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور نیچے سے بھی ڈھانک لے گا اور (اللہ ان سے) فرمائے گا جو عمل تم کر رہے تھے ان کا مزا چکھو ۵۵

معانی و مصادر

(تَخُطُّ) خَطَّ، یَخُطُّ، خَطٌّ (ن) لکھنا۔
(مُبْطِلُوْنَ) اَبْطَلَ، یُبْطِلُ، اِبْطَالٌ (باب افعال) باطل بات کرنا (مُبْطِلٌ = باطل بات کرنے والا)۔
(بَاطِلٌ) بَطَلَ، یَبْطُلُ، بُطْلٌ وبُطُوْلٌ وبُطْلَانٌ (ن) باطل ہونا۔
(بَغْتَةً) بَغَتَ، یَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) ناگہانی طور پر آنا۔

تفسیر

اوپر کی آیت میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا وہی انکار کرتے ہیں جو حق پوش ہوتے ہیں۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ) اور (اے رسول، قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ) اس (کتاب کے آنے) سے پہلے آپ نہ تو کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اپنے دست راست سے کچھ لکھ ہی سکتے تھے (اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو) ایسی صورت میں یہ اہل باطل (اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے پر) شبہ کر سکتے تھے (اور ان کا شبہ کرنا بعید از قیاس بھی نہ ہوتا اس لئے کہ پڑھا لکھا آدمی کچھ نہ کچھ تو مضمون آرائی کر ہی سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں کہ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوں اور پھر ایسی کتاب پیش کر دیں کہ دُنیا

اس کی مثال لانے سے عاجز ہو تو پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ الغرض آیات قرآنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی نہیں ہیں (بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ) بلکہ یہ (تو اللہ کی نازل کردہ) روشن آیات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو گئی ہیں (وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ) ان کا انکار تو بس وہی کرتے ہیں جو ناانصاف ہوتے ہیں (وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ) اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل ہوتے، آپ کہہ دیجئے کہ معجزات تو (سب) اللہ کے پاس ہیں (اسی کو معجزہ دکھانے کا اختیار ہے، میرے اختیار میں نہیں کہ معجزہ دکھا سکوں) میں تو بس کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (میرے فرائض منصبی میں اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانا ہے معجزہ دکھانا نہیں) (اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ) (اور اے رسول) کیا ان کے لئے یہ (معجزہ) کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر (اپنی) کتاب نازل کر دی ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے (آپ کا لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہوئے ایسی کتاب کا پیش کر دینا بذات خود ایک معجزہ ہے جبکہ بڑے بڑے لکھنا پڑھنا جاننے والے علماء و ادباء، فصحاء اور بلغاء ایسی کتاب پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ معجزہ مخالفین کو عاجز ہی تو کرتا ہے قرآن مجید نے مخالفین کو عاجز کر دیا تو اب قرآن مجید کے معجزہ ہونے میں کیا شبہ رہا۔ مزید معجزہ دکھانا بے سود ہے، جب انہوں نے قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے باوجود اسلام قبول نہیں کیا تو یہ کوئی اور معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اسلام قبول نہیں کریں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الانعام - ۳۷)

(کافر) کہتے ہیں (رسول پر) اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ (تعالےٰ) نشانی نازل کرنے پر قادر ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ نشانی نازل نہ کرنے میں کیا مصلحت ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا، قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا رہے ہیں کہ ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے،

إِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

(الانعام ۔ ۱۱۰ و ۱۱۱)

آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ کے اختیار میں ہیں (وہ جب چاہے گا نشانی بھیج دے گا) اور (اے ایمان والو، تم نشانیوں کے لئے جلدی نہ کرو) تمہیں نہیں معلوم کہ جب نشانی آ جائے گی تو اس وقت بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم (ان کی ہٹ دھرمی، ضد اور حق پوشی کے نتیجہ میں) ان کے دل اور ان کی آنکھوں کو الٹ دیں گے جس طرح پہلی مرتبہ یہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائے تھے (اسی طرح نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے) پھر ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

(یونس ۔ ۳۸)

کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول نے یہ (قرآن شریف) خود ہی بنا لیا ہے۔ (اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوٰی میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے علاوہ (اس کام میں اپنی مدد کے لئے) تم جس کو بلا سکتے ہو بلا لو (اور یہ کام کر کے دکھاؤ)۔

قرآن مجید کے اس چیلنج کے باوجود کسی میں ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ایک سورت ہی قرآن مجید کے مثل بنا کر لاتا تو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرما دیا۔

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ○

(بنی اسرآءیل ۔ ۸۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس قرآن جیسی کوئی کتاب لانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ اس جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ (اس کام میں) ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

قرآن مجید کی اس معجزانہ خصوصیت کے سلسلہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَامِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ اِلَّآ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَامِثْلُهٗ اٰوْمِنَ اٰوْاٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْآ اَنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم جزء ۹ ص ۱۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا جزء اول ص ۸۵)

ہر نبی کو کچھ نشانیاں ایسی دی گئیں جن کی وجہ سے لوگوں کو ایمان نصیب ہوا یا لوگ ایمان لائے اور مجھے جو نشانی دی گئی وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جس کو اللہ نے مجھ پر نازل کیا اس لئے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے شمار میں ان نبیوں کی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

الغرض کفار کے معجزہ دکھانے کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توجہ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی طرف دلائی پھر فرمایا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) (کفار ایمان لائیں یا نہ لائیں) یہ ایک حقیقت ہے کہ اس (قرآن) میں مؤمنوں کے لئے رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی۔ (ایمان لانے کے بعد ہی قرآن مجید کی برکات اور نصائح سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، جو ایمان نہیں لاتا وہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہے) (قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا) (اور اے رسول، اگر یہ اب بھی آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں تو) آپ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے (يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (ایسے جاننے والے کی گواہی کے بعد اب کسی اور کی گواہی کی ضرورت ہی کیا ہے) (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) لیکن جو لوگ باطل پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کا (یا اللہ کی گواہی) کا انکار کرتے ہیں تو ایسے لوگ (قیامت کے دن) نقصان اٹھانے والے ہیں (وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ) اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا (وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ) اور (اے رسول) وہ عذاب (جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے) آکر رہے گا اور اس طرح) ناگہانی طور پر آئے گا (کہ) انہیں خبر بھی نہیں ہوگی (يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ) اور (اے رسول) یہ آپ سے عذاب (آخرت) کی جلدی کر رہے ہیں (تو کیا یہ عذاب سے بچ کر کہیں چلے جائیں گے، یہ عذاب سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے) دوزخ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (ایک دن آنے والا ہے) جس دن عذاب ان کو اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور ان کے پیروں کے نیچے سے بھی ڈھانک لے گا (تو اس دن) اللہ (ان سے)

فرمائے گا جو عمل تم (دنیا میں کرتے رہے تھے (اب) ان کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ، وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○

(الاعراف ۔ ۴۱)

ان کے لئے بچھونے بھی جہنم (کی آگ) کے ہوں گے اور اوپر سے اوڑھنے کے کپڑے بھی جہنم (کی آگ) کے ہوں گے، ظالموں کو اس طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ، ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ، يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ○

(الزمر ۔ ۱۶)

ان کے لئے ان کے اوپر آگ کا اوڑھنا ہوگا اور ان کے نیچے آگ کا بچھونا ہوگا۔ اسی طرح اللہ (اپنے) عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (تو) اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ آپ کی رسالت کی یہی نشانی کیا کم ہے کہ آپ پڑھے لکھے نہیں تھے پھر بھی ایسی عظیم الشان کتاب آپ نے پیش کر دی جس کا مقابلہ کرنے سے دنیا عاجز تھی اور اب بھی عاجز ہے۔ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے۔ اے لوگو یا تو اس کے مقابلہ کا کلام پیش کیجئے یا اس پر ایمان لائیے۔

اے لوگو، اللہ کے عذاب سے ڈریئے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہر طرف سے کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قرآن مجید پر ایمان لائیے اور عذاب سے بچنے کا سامان کیجئے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ
اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ
اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ
صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ،
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

ترجمہ (اور) اے میرے مؤمن بندو، میری زمین (بہت) وسیع ہے لہذا تم (جہاں رہ کر میری عبادت کر سکتے ہو وہاں رہ کر) بس میری ہی عبادت کرو ﴿۵۶﴾ ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے پھر تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے ﴿۵۷﴾ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، عمل کرنے والوں کے لئے اچھا بدلہ ہے ﴿۵۸﴾ (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو (دنیا میں) صبر کرتے رہے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہے ﴿۵۹﴾ اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنے رزق کو اٹھائے اٹھائے نہیں پھرتے (وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں) اللہ ان کو بھی رزق دیتا اور تم کو بھی (رزق دیتا ہے)، وہ سننے والا، جاننے والا ہے ﴿۶۰﴾

معانی و مصادر (نُبَوِّئَنَّ) بَوَّأَ، يُبَوِّئُ، تَبْوِئَةٌ (باب تفعیل) جگہ دینا، مکان میں اتارنا۔

(غُرَفٌ) غَرَفَ، يَغْرِفُ، غَرْفٌ (ض) کاٹنا، چُلّو لینا (غُرَفٌ = غُرْفَةٌ کی جمع، بالاخانے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ) اور اے میرے مؤمن بندو، میری زمین (بہت) وسیع ہے لہذا میری ہی عبادت کرو (یعنی اگر کسی جگہ تم کو میری عبادت و اطاعت سے روکا جاتا ہے اور تم میرے احکام پر عمل نہیں کر سکتے تو میری زمین بہت وسیع ہے، تم ہجرت کر کے ایسی کسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم بآسانی میرے احکام پر چل سکو اور پوری شریعت پر عمل کر سکو)۔

پوری شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی جگہ پوری شریعت پر چلنا ممکن نہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا ضروری ہے۔ جو شخص استطاعت ہوتے ہوئے ہجرت نہیں کرتا تو وہ بہت

بڑے گناہ کا مرتکب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ، قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ، قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا، فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ، وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ فَاُولٰٓئِكَ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ، وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ یُّهَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِیْرًا وَّسَعَةً، وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(النسآء۔ ۹۷ تا ۱۰۰)

بے شک جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں تم کس حال میں تھے وہ جواب دیتے ہیں ہم زمین میں (بہت) کمزور اور ناتواں تھے (دشمنوں کے ڈر سے اسلام پر عمل نہیں کر سکتے تھے) فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں تھی کہ تم اس میں (کسی اور جگہ) ہجرت کر کے چلے جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ (بہت) برا ٹھکانا ہے۔ (اس سزا سے) البتہ وہ مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو (واقعی) اتنے کمزور اور بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ راستہ ہی جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اللہ ایسے لوگوں کو معاف کر دے (بے شک) اللہ معاف کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے اور جو شخص اللہ کے راستہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت سی پناہ کی جگہیں اور (بہت) کشادگی پائے گا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو پھر اگر اسے (راستہ ہی میں) موت آجائے تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا اور اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔

آگے فرمایا (كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ) (اے ایمان والو) ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے پھر تم (سب) ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ سب کو موت آنی ہے پھر قیامت کے دن سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے لہذا اس چند روزہ زندگی کے لئے دنیا کے عارضی فائدے کی خاطر کسی خاص مقام پر رہائش اختیار کر کے شریعت الٰہیہ پر عمل نہ کر سکنا اور اپنی آخرت

کو بگاڑ لینا ناعاقبت اندیشی ہے (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (ان کو وطن کی محبت نے ہجرت کرنے سے باز نہیں رکھا) تو ہم ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں کے لئے عمل کرنا چاہئے۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ ایسی زندگی کے لئے تو عمل کرنا اور اُس زندگی کے لئے عمل نہ کرنا جو دائمی ہے سراسر نادانی ہے) (نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ) عمل کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے (لہٰذا عمل کرنا بڑا ضروری ہے خواہ اس کے لئے اپنا ملک ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے۔ ملک یا وطن کی محبت کی وجہ سے عمل نہ کر سکنا تباہی کا باعث ہے) (اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ) (یہ عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں) جنہوں نے صبر کیا (اپنے رب کے احکام پر جمے رہے) اور اپنے رب ہی پر توکل کرتے رہے (اسی کے توکل پر وطن چھوڑ دیا، اسی کے توکل پر اپنے ذریعہ معاش کو خیرباد کہا) (وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ) اور (اے ایمان والو، غور کرو) کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ انہیں بھی کھلاتا ہے اور تمہیں بھی کھلاتا ہے (اگر تم اللہ کے راستہ میں نکل کھڑے ہوئے اور اس پر بھروسہ کرتے رہے تو تمہارا رزق اور تمہارا ٹھکانہ یہ سب کچھ اللہ کی ذمہ داری ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○

(ھود - ۶)

زمین میں کوئی جانور بھی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ وہ (اس کی زندگی میں ہر وقت) اس کی رہنے کی جگہ سے واقف ہوتا ہے اور (اس کے مرنے کے بعد) اس جگہ سے بھی واقف ہوتا ہے جہاں وہ سپرد کیا جاتا ہے (اور) یہ تمام باتیں روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں بھی لکھی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ○

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے (مصائب سے) بچنے کی سبیل پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے (رزق ملنے کا) اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے

(الطلاق۔ ۲و۳)

لئے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کا وہ ارادہ کرلے) پورا کرکے رہتا ہے، (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ اَنَّكُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الزھد باب فی التوکل علی اللہ جزء ۲ ص۱۴۷)

اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ اللہ پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جس طرح پرندوں کو ملتا ہے جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کے آتے ہیں۔

آگے فرمایا (وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ) اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے (اگر تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہجرت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری فریادوں کو سنے گا اور اسے تمہارے حالات کا بذات خود بھی علم ہوگا تو وہ کیوں نہ تمہاری مدد کرے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، اگر کسی مقام پر رہ کر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت پوری طرح نہیں کرسکتے تو اس مقام سے ہجرت کرکے دوسری جگہ چلے جایا کیجئے۔ ایمان کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے اور نیک عمل برابر کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر جمے رہیئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے۔ معاش کی فکر نہ کیجئے وہ جس طرح جانوروں کا پیٹ بھرتا ہے آپ کا بھی بھرے گا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ،
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ
لَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ،

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ، وَاِنَّ
الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ،
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا
فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ
لَهُ الدِّيْنَ، فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى
الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ
النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ
يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ
لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ
مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ ان (مشرکین) سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں ﴿۶۱﴾ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۶۲﴾ اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بادل سے پانی کون برساتا ہے اور پھر زمین کو اس کی موت کے بعد کون زندہ کرتا ہے تو یہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ (تو) آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ﴿۶۳﴾ اور یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں (برخلاف اس کے) دار آخرت کی زندگی حقیقت میں اصل زندگی ہے، کاش انہیں علم ہوتا ﴿۶۴﴾ اور (اے رسول) یہ مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں (سمندر سے) نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو پھر وہ شرک کرنے لگتے ہیں (یعنی پھر اپنے شرکاء کو پکارنے لگتے ہیں) ﴿۶۵﴾ تاکہ جو نعمتیں ہم نے (یعنی اللہ نے) انہیں دی ہیں ان کی (اور) ناشکری کریں اور (دنیا میں کچھ دن اور) مزے اڑا لیں پھر عنقریب انہیں معلوم ہو (ہی) جائے گا (کہ ناشکری کا انجام کیا ہوتا ہے) ﴿۶۶﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا یہ لوگ (پھر بھی) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ﴿۶۷﴾ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا جب حق اس کے پاس آئے تو اُسے جھٹلائے، کیا کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے ﴿۶۸﴾ اور جو لوگ ہمارے (راستہ) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے ﴿۶۹﴾

معانی و مصادر (یُؤْفَکُوْنَ) اَفِکَ، یَأْفَکُ، اَفَکٌ (س) وَاَفَکَ، یَأْفِکُ، اَفْکٌ وَاُفُوْکٌ (ض) جھوٹ بولنا، بہکا دینا۔

(حَیَوَانٌ) حَیَوَانٌ = جاندار، والی زندگی، اس کی جمع حَیْوَانَاتٌ ہے۔

(رَکِبُوْا) رَکِبَ، یَرْکَبُ، رُکُوْبٌ وَمَرْکَبٌ (س) سوار ہونا۔

(فُلْکٌ) فَلَکَ، یَفْلُکُ، فَلْکٌ (ن) چکر لگانا، ابھرآنا (فُلْکٌ = کشتی)

(حَرَمًا) حَرِمَ، یَحْرَمُ، حَرَامٌ (س) حرام ہونا، رُک جانا۔
حَرُمَ، یَحْرُمُ، حُرْمٌ وحُرُمٌ وحُرِمَةٌ (ک) حرام ہونا، رک جانا۔
حَرَّمَ، یُحَرِّمُ وحَرِمَ، یَحْرَمُ، حِرْمٌ وحَرِیْمٌ وحِرْمَانٌ وحَرِمٌ وحِرْمَةٌ وحَرِیْمَةٌ (من وس) حرام کرنا۔
(اَمِنًا) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ، اَمَنٌ واَمَانٌ واَمَنَةٌ (س) مطمئن ہونا، امن میں ہونا، امن دینا۔
(یُتَخَطَّفُ) تَخَطَّفَ، یَتَخَطَّفُ، تَخَطُّفٌ (باب تفعل) اچک لینا۔
(مَثْوًی) ثَوَی، یَثْوِی، ثَوَاءٌ وثُوِیٌّ (س) اقامت اختیار کرنا (مَثْوًی = اقامت کی جگہ)۔

تفسیر اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کیا تھا اور انہیں ہدایت کی تھی کہ اگر وہ اپنے وطن میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے تو انہیں وطن چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جانا چاہئے جہاں رہ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں، توحید پر قائم رہیں اور شرک سے بچ جائیں۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو جھنجوڑا ہے۔ انہیں توحید کے دلائل دے کر شرک سے باز رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ) اور (اے رسول) اگر آپ ان (مشرکین) سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو وہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں۔

ان کا یہ اعتراف کر لینا کہ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا خالق ہے اور وہی سورج اور چاند کا مسخر کرنے والا ہے تو اس اعتراف کے بعد انہیں کیا ہو جاتا ہے کہ بہک جاتے ہیں، دوسروں کی طرف رخ کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس اعتراف کے بعد تو انہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اسی کی عبادت اور نذر و نیاز کرنی چاہئے اور شرک سے تائب ہو جانا چاہئے۔

آگے فرمایا (اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ) اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم ہے کہ کس کے لئے رزق کو فراخ کرے اور کس کے لئے تنگ کرے۔ فراخ کرنے اور تنگ کرنے کی حکمتوں سے وہ بخوبی واقف ہے۔ جب رزق کی فراخی اور تنگی

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر دوسروں کو رازق یا داتا سمجھنا بالکل نادانی اور سراسر جہالت ہے۔ کفار کو چاہئے کہ فوراً اس جہالت سے باز آجائیں اور صرف اللہ تعالیٰ کو داتا سمجھیں۔

آگے فرمایا (وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ) اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بادل سے پانی کون برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد کون زندہ کرتا ہے تو یہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ (قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ) (تو) آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

آسمان سے پانی برسانا، پھر اس پانی سے زمین کی چیزیں اگانا یہ سب کام اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہر کام کی قدرت حاصل ہے تو ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لئے ہے کائنات کا پیدا کرنے والا وہ ہے، کائنات کے نظام کو چلانے والا وہ ہے (تو پھر وہی اکیلا الٰہ ہے) مشرکین جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے، وہ پیدا کرنے اور نظام کائنات کے چلانے پر قدرت نہیں رکھتے، وہ تو ان کاموں سے عاجز ہیں تو پھر وہ کیسے معبود بن سکتے ہیں اور کس طرح اللہ تعالےٰ قادر مطلق کے شریک ہو سکتے ہیں لیکن ان مشرکین میں سے اکثر لوگ اتنی معمولی سی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور بدستور اپنے شرکاء کو مشکل کشا، حاجت روا اور کارساز سمجھتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اس نادانی سے باز آجائیں اور صرف اللہ اکیلے کی عبادت کریں صرف اسی کو مشکل کشا، حاجت روا اور کارساز سمجھیں اور اپنی آخرت سنوار لیں۔

آگے فرمایا (وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ) اور یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں (برخلاف اس کے) دار آخرت کی زندگی حقیقت میں اصل زندگی ہے، کاش انہیں علم ہوتا۔

مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں بس دھوکا ہی دھوکا ہے۔ یہ دنیا کی زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور ان کی یہ ساری مشرکانہ رسمیں کالعدم ہو جائیں گی، یہ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے اور نہ اپنے شرکاء سے کسی قسم کی مدد حاصل کر سکیں گے۔ ان کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے نہ کہ اپنے شرکاء کی طرف تو پھر یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جس کی طرف لوٹنا ہے اور جس کو حساب و کتاب دینا ہے اسی کی عبادت کریں، اسی کی نذر و نیاز کریں اور اسی کو خوش کریں۔ قیامت کے دن وہی کام آسکتا ہے۔ دوسروں کو اس دن کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ انہیں چاہئے کہ جو مختار ہے اور قیامت کے دن کا مالک ہے اسی کو الٰہ سمجھیں اور اپنے شرک سے توبہ کر لیں۔

آگے فرمایا (فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ، فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ) (اور اے رسول) یہ مشرکین جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو

خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں لیکن جب وہ انہیں (سمندر سے) نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں (یعنی پھر اپنے شرکاء کو پکارنے لگتے ہیں)۔

مشرکین اتنا نہیں سوچتے کہ ان کے اپنے عقیدے کے مطابق جو شریک سمندر میں ان کی مدد نہیں کر سکتا وہ خشکی میں کیسے مدد کر سکے گا۔ مدد تو در حقیقت وہی کر سکتا ہے جو ہر جگہ مدد کرنے پر قادر ہو۔ یہ ان کے خود ساختہ بے بس شریک نہ خشکی میں مدد کر سکتے ہیں اور نہ تری میں مدد کر سکتے ہیں۔

مشرکین کے اس غلط رویہ کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ، فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ○ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ○ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ○

(بنی اسرآءیل - ۶۷ تا ۶۹)

اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، اللہ کے علاوہ وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔ کیا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف (لے جا کر) زمین میں دھسا دے یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیجدے پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز بھی نہ پا سکو (جو تمہیں اس عذاب سے بچا لے) یا تم نے اپنے آپ کو (اس بات سے محفوظ و) مامون سمجھ لیا ہے کہ اللہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے پھر تم پر تیز و تند آندھی چلا کر تمہارے کفر کے سبب تم کو غرق کر دے پھر تمہیں اس سلسلہ میں ہمارا کوئی تعاقب کرنے والا بھی نہ مل سکے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ، فَلَمَّا نَجَّاهُمْ

اور (اے رسول) جب (سمندر کی) لہریں ان پر سائبان کی طرح چھا جاتی ہیں تو یہ لوگ دین

إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ، وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○
(لقمٰن ۔ ۳۲)

کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اسی کو (مدد کے لئے) پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے بعض تو استقامت کے ساتھ (توحید پر) جمے رہتے ہیں (اور بعض پھر شرک کرنے لگتے ہیں) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری نشانیوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکر گزار ہوتے ہیں۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ مشرکین کو سمندر کے طوفان سے نکال کر خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے لیکن جب وہ ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ناشکری کی سزا فوراً نہیں دیتا بلکہ انہیں مزید ڈھیل دے دیتا ہے (لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا) تاکہ جو نعمتیں ہم نے (یعنی اللہ نے) انہیں دی ہیں ان کی (اور) ناشکری کر لیں اور (دنیا میں کچھ دن اور) مزے اڑا لیں (فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ) پھر عنقریب انہیں معلوم ہو (ہی) جائے گا (کہ ناشکری کا انجام کیا ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○
(اٰلِ عمران ۔ ۱۷۸)

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ڈھیل ان کے حق میں بہتر ہے، (نہیں) ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اور گناہ کر لیں (پھر) ان کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

آگے فرمایا (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ اور اس کے ارد گرد کے کچھ علاقہ کو حرم بنا دیا لہٰذا اس علاقہ میں نہ خونریزی ہوتی ہے اور نہ کوئی کسی کو اغوا کر سکتا ہے۔ تمام لوگ حرم کا احترام کرتے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے۔ یہ لوگ تجارت کے لئے سفر بھی کرتے ہیں تو حرم کی بدولت سفر میں کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ یہ ہر موسم میں ان کے ساتھ بے خوف و خطر سفر

کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ○ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ○ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

(لایلٰف ۔ اتام)

اس سبب سے کہ (اللہ نے) قریش (کے دلوں) میں محبت ڈال دی ہے یعنی ان کے (دلوں میں) سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈال دی ہے (یعنی وہ ہر موسم میں بے خوف و خطر سفر کرتے ہیں) تو انہیں چاہیئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور (لوٹ مار کے) خوف سے امن دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اس احسان کو جتاتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتا ہے :۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(القصص ۔ ۵۷)

(تو اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں استحکام نہیں بخشا جہاں (ہر طرح کا) امن ہے اور جہاں ہر قسم کے پھل (ہر چہار طرف سے) پہنچائے جاتے ہیں۔ (یہ) رزق ہے جو ہماری طرف سے (ان کو مہیا کیا جاتا ہے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ ان نعمتوں سے انہیں کون نواز رہا ہے)۔

آگے فرمایا (اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ) تو کیا یہ لوگ (پھر بھی) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

امن و امان تو انہیں اللہ تعالیٰ کے گھر کی وجہ سے ملا۔ انہیں چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانتے اور اسی کی عبادت کرتے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے۔ غیر اللہ کے آستانوں پر تو کہیں بھی امن و امان نہیں ہے۔ ہر جگہ غیر محفوظ ہے۔ تعجب ہے کفار مکہ پر کہ جنہوں نے کوئی احسان نہیں کیا ان کی عبادت کرتے ہیں اور جو احسان کرتا رہتا ہے اس کی ناشکری کرتے ہیں، خالص طور پر اس کی عبادت نہیں کرتے۔ غیر اللہ کی عبادت اور نذر و نیاز بالکل باطل اور لغو ہے لیکن یہ لوگ پھر بھی اس باطل اور لغو کام پر ایمان رکھتے ہیں، جو محسن نہیں ہیں ان کی احسان مندی کا دم بھرتے ہیں اور جو محسن ہے اس کے حق میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں یہ کیسی ناانصافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرم کے امن و امان کی بنیاد پر کفار مکہ کو سورۂ لایلاف میں بھی اسلام کی دعوت

دی اور اسی بنیاد پر مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی اسلام کی دعوت دی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ، فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ، وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○

(النمل ۔ ۹۱ و ۹۲)

(اے رسول آپ کہہ دیجئے) مجھے تو بس یہ حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطاء فرمائی ہے اور جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم رہوں اور قرآن کی تلاوت کرتا رہوں ، تو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے اور جو شخص گمراہی اختیار کرتا ہے تو (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو بس ڈرانے والا ہوں (اس سے زیادہ میری کوئی ذمہ داری نہیں)۔

سورۂ لایلاف اور سورۂ نمل کی مندرجہ بالا آیتیں گویا آیت زیر تفسیر کی تفسیر ہیں ۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ) اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترٰی کرے یا جب حق اس کے پاس آئے تو اسے جھٹلائے (کفار مکہ نے بہت سی مشرکانہ رسمیں اپنی طرف سے گھڑ لی تھیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے مثلاً شرک کرنا ، بعض چیزوں کو خود حلال یا حرام قرار دینا ، بعض بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی مان کر ان کی عبادت کرنا ، اپنے باطل معبودوں کی نذر و نیاز کرنا ، اپنی اولاد کو غیر اللہ کے نام پر قربان کرنا ، اللہ تعالیٰ کی اولاد تجویز کرنا ، فحش باتوں کو جائز سمجھنا ، آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کی سخت مذمت فرمائی) ۔

نوٹ :۔ کفار مکہ کی افتراء پردازیوں کی تفصیل کے سلسلہ میں سورۂ انعام کی آیت ۲۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں ۔

آگے فرمایا (اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْكٰفِرِیْنَ) کیا کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے (یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حق کی تکذیب کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے انہیں چاہئے کہ دوزخ سے بچنے کے لئے تکذیب حق اور افتراء پردازیوں سے توبہ کریں ، اللہ تعالیٰ سے ڈریں ، ایمان قبول کریں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں لیکن صراط مستقیم پر گامزن ہونا بغیر جدوجہد کے ناممکن ہے ۔ جو شخص حق کی تلاش نہ کرے اور یہ سمجھتا رہے کہ اسے حق مل جائے گا تو

ایسا نہیں ہو سکتا، جدوجہد کرنی ہوگی) (وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا) البتہ جو لوگ ہمارے (راستہ) میں (آنے کی) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں۔

جو شخص صراط مستقیم سے بھٹک کر کہیں دور جا پڑا ہے اسے صراط مستقیم پر واپس آنے کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس جدوجہد کے دوران اُسے ایسے ذرائع، وسائل اور راستے تلاش کرنے ہوں گے جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ سکے اور جب وہ خلوص کے ساتھ کوشش کریگا تو اللہ تعالےٰ اسے وہ وسائل اور راستے سمجھا دے گا جن کے ذریعہ وہ صراط مستقیم پر پہنچ سکے۔

صراط مستقیم تو ایک ہی ہے لیکن اس تک پہنچنے کے ذرائع اور راستے کئی ہو سکتے ہیں۔ کبھی کسی بہانے سے ہدایت مل جاتی ہے اور کبھی کسی بہانے سے، کبھی کوئی شخص ہدایت کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی کوئی کتاب ہدایت کا سبب بن جاتی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ اپنے انہی ذرائع اور وسائل سے متلاشیٔ حق کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(المآئدۃ - ۱۵ و ۱۶)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے۔ وہ (اللہ کی) کتاب میں سے جو کچھ تم چھپایا کرتے تھے ان میں سے بہت سی باتوں کو کھول کھول کر بیان کر رہا ہے اور تمہاری بہت سی حرکتوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔ (اے اہل کتاب) بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور (ہدایت) اور روشن کتاب آچکی ہے۔ (وہ ایسی کتاب ہے) جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سلامتی کے راستے بتا دیتا ہے جو اللہ کی رضاء کی پیروی کرتے ہیں پھر اپنے حکم سے ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور ان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما دیتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

خلوص کے ساتھ صراط مستقیم کی تلاش کے لئے جدوجہد کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور جو شخص یہ

نیکی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور اس کی رہنمائی فرمائے گا۔

عمل

اے لوگو، نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں لہذا اس کا شکر ادا کیجئے اور صرف اسی کی عبادت کیجئے۔ منعم کو چھوڑ کر دوسروں کا شکر ادا کرنا اور ان کی عبادت، نذر و نیاز کرنا ظلم ہے اور یہ شرک ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ باتیں منسوب نہ کیجئے۔ جو حق قرآن مجید کی صورت میں آپ کے پاس آگیا ہے اس کی تکذیب نہ کیجئے۔ اس پر ایمان لائیے اور دوزخ سے بچنے کی فکر کیجئے۔

اے لوگو، صراط مستقیم کی تلاش کے لئے خلوص کے ساتھ جدوجہد کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کو صراط مستقیم پر پہنچا دے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ روم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ② فِیۡۤ اَدۡنَی
الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ
سَیَغۡلِبُوۡنَ ③ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ؕ
لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ
وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ④
بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَعْدَ اللّٰهِ
لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦
يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا، وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ
غٰفِلُوْنَ ۝٧

ترجمہ الٓمّٓ ① (اہل) روم مغلوب ہو گئے ② (اور وہ ایک بہت ہی) قریب ترین ملک میں (مغلوب ہوئے ہیں) لیکن (اس مرتبہ) مغلوب ہونے کے بعد وہ عنقریب پھر غالب ہو جائیں گے ③ (اور اس غلبہ میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں لگے گا، بلکہ) چند ہی سال میں (ایسا ہو جائے گا، فتح و شکست کا دینا) پہلے بھی اللہ ہی کے اختیار میں تھا اور اس واقعہ کے بعد بھی اسی کے اختیار میں ہے، (جس دن اہل روم غالب ہوں گے) اس دن مؤمن (بہت خوش ہوں گے ④ (اس لئے کہ اس دن وہ بھی) اللہ کی مدد سے (کفار پر غالب آئیں گے)، اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، وہ غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے ⑤ (یہ) اللہ کا وعدہ ہے (جو پورا ہو کر رہے گا)، اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ⑥ یہ تو (بس) دنیا کی زندگی کی ظاہری (ٹیپ ٹاپ) کو ہی (سب کچھ) سمجھتے ہیں اور آخرت (کی طرف)

سے (بالکل) غافل ہیں ⑦

معانی ومصادر

(غُلِبَتْ) غَلَبَ، یَغْلِبُ، غَلْبٌ وغَلَبٌ وغَلَبَةٌ ومَغْلَبٌ وغُلُبَّةٌ (ض) غالب ہونا۔
دَنَا، یَدْنُوْ، دُنُوٌّ ودَنَاوَةٌ (ن) قریب ہونا۔ (اَدْنٰی = اسم تفضیل ہے، زیادہ قریب)۔
(یَفْرَحُ) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا۔
(ظَاهِرًا) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) غالب ہونا، ظاہر ہونا، مدد کرنا۔

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَظْهَرَ اَهْلُ فَارِسَ عَلَى الرُّوْمِ لِاَنَّهُمْ وَاِيَّاهُمْ اَهْلُ اَوْثَانٍ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَظْهَرَ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ لِاَنَّهُمْ اَهْلُ كِتَابٍ فَذَكَرُوْهُ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرَهُ اَبُوْبَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمْ سَيَغْلِبُوْنَ فَذَكَرَهُ اَبُوْبَكْرٍ لَهُمْ فَقَالُوْا اجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اَجَلًا فَاِنْ ظَهَرْنَا كَانَ لَنَا كَذَا وَكَذَا فَاِنْ ظَهَرْتُمْ كَانَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَجَعَلَ اَجَلَ خَمْسِ سِنِيْنَ فَلَمْ يَظْهَرُوْا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَّا جَعَلْتَهٗ اِلٰى دُوْنَ قَالَ اُرَاهُ الْعَشْرَ (رواه الترمذی وصححه فی ابواب التفسیر باب تفسیر سورۃ الروم جزو ۲ ص ۲۱۳)

مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ فارس کے لوگ روم کے لوگوں پر غالب ہوں اس لئے کہ مشرکین اور فارس کے لوگ دونوں بت پرست تھے اور مسلمین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم کے لوگ فارس کے لوگوں پر غالب ہوں اس لئے کہ روم اہل کتاب تھے تو اس کا ذکر انہوں نے ابوبکر سے کیا اور ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ وہ پھر غالب ہو جائیں گے (یعنی روم کے لوگ پھر غالب ہو جائیں گے)۔ ابوبکر نے اس بات کا ذکر مشرکین سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت ٹھہرا لو اگر اس مدت میں ہم غالب ہوں (یعنی فارس کے لوگ) تو ہم کو اتنا اتنا دینا اور اگر تم غالب ہوئے (یعنی روم کے لوگ) تو ہم اتنا اتنا تم کو دیں گے۔ الغرض پانچ برس مدت ٹھہری اور اس مدت میں روم کے لوگ غالب نہ ہوئے تو اس کا ذکر ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم نے (اس طرح مدت) کیوں نہ ٹھہرائی کہ "دس (سال) سے کم مدت میں (ایسا ہو جائے گا)"۔

حضرت نیارؓ بن مکرم الاسلمی فرماتے ہیں :۔
لَمَّا نَزَلَتْ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ فَکَانَتْ فَارِسُ یَوْمَ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ قَاھِرِیْنَ لِلرُّوْمِ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یُحِبُّوْنَ ظُھُوْرَ الرُّوْمِ عَلَیْھِمْ لِاَنَّھُمْ وَاِیَّاھُمْ اَھْلُ کِتَابٍ وَفِیْ ذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ وَکَانَتْ قُرَیْشٌ تُحِبُّ ظُھُوْرَ فَارِسَ لِاَنَّھُمْ وَاِیَّاھُمْ لَیْسُوْا بِاَھْلِ کِتَابٍ وَلَا اِیْمَانٍ بِبَعْثٍ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ خَرَجَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رضؓ یَصِیْحُ فِیْ نَوَاحِیْ مَکَّۃَ الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ قَالَ نَاسٌ مِنْ قُرَیْشٍ لِاَبِیْ بَکْرٍ فَذٰلِکَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ زَعَمَ صَاحِبُکُمْ اَنَّ الرُّوْمَ سَتَغْلِبُ فَارِسًا فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ اَفَلَا نُرَاھِنُکَ عَلٰی ذٰلِکَ قَالَ بَلٰی وَذٰلِکَ قَبْلَ تَحْرِیْمِ الرِّھَانِ فَارْتَھَنَ اَبُوْبَکْرٍ وَالْمُشْرِکُوْنَ وَتَوَاضَعُوا الرِّھَانَ وَقَالُوْا لِاَبِیْ بَکْرٍ کَمْ تَجْعَلُ الْبِضْعُ ثَلَاثُ سِنِیْنَ اِلٰی تِسْعِ سِنِیْنَ فَسَمِّ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ وَسَطًا تَنْتَھِیْ اِلَیْہِ قَالَ فَسَمَّوْا بَیْنَھُمْ سِتَّ سِنِیْنَ قَالَ فَمَضَتِ السِّتُّ سِنِیْنَ قَبْلَ اَنْ یَّظْھَرُوْا فَاَخَذَ الْمُشْرِکُوْنَ رَھْنَ

جب الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ نازل ہوئی تو فارس کے لوگ روم کے لوگوں پر غالب تھے اور مسلمین فارس کے لوگوں پر روم کا غلبہ چاہتے تھے اس لئے کہ روم کے لوگ اور مسلمین دونوں اہل کتاب تھے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ سے رحیم تک یعنی اس دن مؤمن اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اور وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبردست اور مہربان ہے۔ قریش کے لوگ فارس کا غلبہ چاہتے تھے اس لئے کہ وہ اور فارس کے لوگ دونوں اہل کتاب نہیں تھے اور نہ قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ الغرض جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر صدیق مکہ کے اطراف واکناف میں اس آیت کا اعلان کرتے تھے۔ الٓمٓ غلبت الروم یعنی روم کے لوگ قریب کی سرزمین میں مغلوب ہوگئے لیکن مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں میں پھر غالب ہوجائیں گے۔ قریش میں سے کچھ لوگوں نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تمہارے صاحب کہتے ہیں کہ روم کے لوگ فارس کے لوگوں پر چند سال میں غالب ہوجائیں گے تو کیا ہم تم سے اس بات پر شرط نہ لگائیں انہوں نے کہا کیوں نہیں اور یہ شرط حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ الغرض ابوبکر نے اور مشرکوں نے شرط لگائی اور دونوں نے اپنی شرط کا مال کہیں رکھوا دیا۔ مشرکوں نے ابوبکر سے کہا

اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰی فَارِسَ فَغَابَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْمِیَةَ سِتِّ سِنِیْنَ قَالَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ قَالَ وَاَسْلَمَ عِنْدَ ذٰلِكَ نَاسٌ كَثِیْرٌ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب التفسیر باب تفسیر سورۃ الروم جزء ۲ ص ۱۳۴)

کہ تم بضع کو تین سال سے نو سال تک کی مدت میں کتنے سال تجویز کرتے ہو۔ ان دونوں کی درمیانی مدت ٹھہرا لو۔ الغرض ان لوگوں نے چھ سال کی مدت مقرر کر لی۔ پھر ہوا یہ کہ روم کے غالب ہونے سے پہلے چھ سال گزر گئے۔ مسلمین نے ابوبکر سے کہا تم نے چھ سال کیوں مقرر کئے اس لئے کہ اللہ نے تو بضع سنین فرمایا ہے (جو کہ نو کے عدد تک حاوی ہے) پھر جب ساتواں سال شروع ہوا تو روم کے لوگ فارس پر غالب آ گئے۔ اس موقع پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ابھی چند ہی سال گذرے تھے کہ شاہ روم اور شاہ فارس کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں شاہ روم کو شکست ہوئی۔ مسلمین کو شاہ روم کی شکست کا ملال ہوا اس لئے کہ اہل روم اہل کتاب تھے اور بہ نسبت مشرکین کے اہل اسلام سے زیادہ قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر نازل فرما کر مسلمین کو تسلی دی۔

تفسیر (الٓمّٓ) الف، لام اور میم یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (غُلِبَتِ الرُّوْمُ) (اگرچہ) روم مغلوب ہو گئے (فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ) قریب ترین سرزمین میں لیکن مغلوب ہونے کے بعد وہ عنقریب غالب آ جائیں گے (فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ) چند ہی سال میں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کو ایک خوشخبری دی گئی ہے تاکہ مؤمنین کا ملال خوشی سے بدل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرچہ اہل کتاب اس لڑائی میں ہار گئے لیکن وہ عنقریب دس سال کے اندر فارس کے مشرکین پر فتح پائیں گے (لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَیَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ) (ہر) کام (کا اختیار) پہلے بھی اللہ ہی کے لئے تھا اور بعد میں بھی اللہ ہی کے لئے ہے (وہ جس کو چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے شکست دیتا ہے، ہر کام کا اختیار اسی کو حاصل ہے) اور (جس دن اہل روم فتح پائیں گے) اس دن مؤمنین بھی (بہت) خوش ہوں گے (بِنَصْرِ اللّٰهِ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ) اللہ کی مدد سے (جو انہیں کفار کے

مقابلہ میں حاصل ہوگی) اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے. وہ (بڑا) زبردست اور (بہت) رحم کرنے والا ہے (وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (کہ اللہ کا وعدہ ٹلا نہیں کرتا) (يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ) یہ (لوگ) تو بس دنیا کی زندگی کے ظاہری (ساز و سامان) ہی کو (سب کچھ) سمجھے بیٹھے ہیں اور آخرت کی طرف سے بالکل غافل ہیں (جس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل روم کی فتح کا وعدہ کیا ہے اسی طرح آخرت میں حساب و کتاب کا وعدہ بھی کیا ہے لیکن کفار دنیا کی زندگی میں اتنے کھو گئے ہیں کہ انہیں آخرت کا خیال بھی نہیں آتا)۔

عمل

اے لوگو، اہل روم کی فتح کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا لہٰذا قرآن مجید پر ایمان لائیے اور مسلم بن جائیے۔

اے لوگو، دنیا کے ساز و سامان پر ناز نہ کیجئے۔ دنیا کے حصول میں اتنا نہ کھو جائیے کہ آخرت سے آپ غافل ہو جائیں۔ آخرت کے لئے ساز و سامان جمع کیجئے۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ
مُّسَمًّى، وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ
بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ﴿٨﴾ أَوَ
لَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِهِمْ، كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَّأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا

أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَآءَتْهُمْ
رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ، فَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوٓا
أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ
عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَآءُوا السُّوٓأَىٰٓ
أَن كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوا
بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝١٠

ترجمہ کیا انہوں نے اپنے دلوں میں (کبھی) غور نہیں کیا (کہ) اللہ نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ تک کے لئے پیدا کیا ہے، (پھر بھی) بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کا انکار کر رہے ہیں ۝٨ کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے (کافر) لوگوں کا انجام کیسا ہوا، وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ تھے، زمین میں انہوں نے ہل بھی خوب چلایا تھا (اور زراعت میں بڑی ترقی کی تھی) اور جتنا زمین کو انہوں نے آباد

کیا ہے اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا، ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آئے تھے لیکن وہ ایمان نہیں لائے اور اپنے کفر کی سزا بھگتی) اللہ تو ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے ⑨ پھر جن لوگوں نے برے عمل کئے تھے ان کا انجام برا ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور ان کا مذاق اڑاتے رہے تھے ⑩

معانی و مصادر

(اَجَلٌ) اَجِلَ، یَاْجَلُ، اَجَلٌ (س) تاخیر کرنا، وقت مقرر کرنا۔
(مُسَمًّی) سَمّٰی، یُسَمِّیْ، تَسْمِیَۃٌ (باب تفعیل) نام رکھنا، مقرر کرنا۔
(لِقَآءٌ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ وَلِقَاءَۃٌ وَلُقِیٌّ وَلُقْیَۃٌ وَلُقْیَانٌ وَلِقَایَۃٌ وَلِقْیَانَۃٌ (س) ملاقات کرنا۔
(سِیْرُوْا) سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرٌ وَتَسْیَارٌ وَمَسِیْرٌ وَمَسِیْرَۃٌ وَسَیْرُوْرَۃٌ (ض) جانا، سیر کرنا۔
(عَاقِبَۃٌ) عَقَبَ، یَعْقُبُ، عَقْبٌ وَعُقُوْبَۃٌ وَعَاقِبَۃٌ (ن) جانشین ہونا، بعد میں آنا۔
(اَشَدُّ) شَدَّ، یَشِدُّ، شِدَّۃٌ (ض) قوی ہونا۔
(قُوَّۃٌ) قَوِیَ، یَقْوٰی، قُوَّۃٌ (س) قوی ہونا (حروف اصلی: ق، و اور و ہیں)
(اَثَارُوْا) اَثَارَ، یُثِیْرُ، اِثَارَۃٌ (باب افعال) اٹھانا، جوتنا۔
(اَسَآءُوْا) اَسَآءَ، یُسِیْءُ، اِسَآءَۃٌ (باب افعال) بگاڑ دینا، برائی کرنا۔
(السُّوْاٰی) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا (اَسْوَاُ اسم تفضیل ہے اور اس کا مؤنث سُوْاٰی ہے۔ اَسْوَاُ کے معنی ہیں "برا")۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی) کیا انہوں نے (یعنی کافروں نے کبھی) اپنے دلوں میں غور نہیں کیا (کہ) اللہ نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ایک وقت مقررہ تک (کے لئے پیدا کیا ہے)۔

حق کے ساتھ پیدا کیا ہے یعنی اس کے پیدا کرنے میں کوئی مصلحت ضرور ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ اللہ نے دنیا کو انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنی عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا ہے تو وہ اچھے صلہ کا مستحق ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت نہیں کرتا تو سزا کا مستحق ہے۔ سزا و جزا اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب سزا و جزا کا کوئی دن مقرر ہو کیونکہ سزا و جزا کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے لہٰذا قیامت کا دن ہی وہ مقررہ وقت ہے جس وقت تک کے لئے آسمانوں کو زمین کو اور ان دونوں کے درمیان

کی چیزوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیتوں میں کائنات کی پیدائش اور اس کے مقصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ، وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ○

(آل عمران - ۱۹۰ و ۱۹۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے) (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔ اے ہمارے رب، تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کرے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہ ہوگا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○

(المؤمنون - ۱۱۵)

(اے لوگو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

اگرچہ کائنات کی پیدائش با مقصد اور ایک وقت مقررہ تک کے لئے ہے (وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ) (پھر بھی) بہت سے لوگ اپنے رب سے ملاقات کا انکار کرتے ہیں۔

رب سے ملاقات کا دن قیامت کا دن ہے اور قیامت کا دن حساب وکتاب کا دن ہے ایسی صورت میں قیامت کا انکار بالکل لغو ولایعنی ہے اسی لئے کہ اگر حساب وکتاب نہ ہو تو تخلیقِ کائنات بے مقصد ہو جائے گی اور یہ بالکل باطل ہے۔

الغرض کافروں کو چاہئے کہ قیامت پر ایمان لائیں، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو پھر انہیں یقین کر لینا چاہئے کہ ایک نہ ایک دن وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں گے (اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ) کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی کہ وہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھتے کہ ان سے پہلے جن لوگوں نے جھٹلایا تھا ان کا انجام کیا ہوا (كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا) وہ طاقت میں بھی اِن سے زیادہ تھے، انہوں نے ہل بھی خوب چلایا تھا (یعنی انہوں نے کھیتی باڑی بھی خوب کی تھی) اور جتنا زمین کو اِن لوگوں نے آباد کیا ہے اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا (وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) ان کے پاس ان کے رسول معجزات کے ساتھ آئے تھے (لیکن وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے) اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ (ایمان نہ لاکر) انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا (ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ) پھر جن لوگوں نے بُرے عمل کئے تھے ان کا انجام بُرا ہوا (اور انجام اس لئے بُرا ہوا) کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور ان کا مذاق اڑاتے رہے تھے۔

عمل

اے لوگو، غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں کیا، اس کی پیدائش کا کوئی خاص مقصد ہے اور وہ آپ کی آزمائش ہے لہٰذا آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کی آیات کا مذاق نہ اڑائیے اور برے کاموں سے بچتے رہیئے اس لئے کہ برے کاموں کی سزا بہت بُری ہے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ
شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ
كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ
فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَاَمَّا

الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي
الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحَانَ
اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ
تُصْبِحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا
وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ
مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ

مَوْتِهَا، وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ اللہ ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۱۱) اور (اے رسول) جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن) گناہگار ناامید ہو جائیں گے (۱۲) ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ خود اپنے شریکوں (کی مشکل کشائی) کے منکر ہو جائیں گے (۱۳) اور (اے رسول) جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن لوگ) علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے (۱۴) تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ باغہائے (جاودانی) میں شاداں و فرحاں ہوں گے (۱۵) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تو یہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے (۱۶) (اے ایمان والو) اللہ ہی کے لئے تسبیح و تقدیس ہے جب تمہیں شام ہو اور جب تمہیں صبح ہو (۱۷) اور اسی کے لئے تعریف ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور شام کے وقت اور دوپہر کے وقت بھی (۱۸) وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے (۱۹)

معانی و مصادر (یُحْبَرُوْنَ) حَبَرَ، یَحْبُرُ، حَبْرٌ و حَبْرَةٌ (ن) خوش کرنا۔
(تُمْسُوْنَ) اَمْسٰی، یُمْسِیْ، اِمْسَاءٌ (باب افعال) شام کے وقت میں داخل ہونا۔
(تُظْهِرُوْنَ) اَظْهَرَ، یُظْهِرُ، اِظْهَارٌ (باب افعال) غالب کرنا، توضیح کرنا، ظاہر کرنا، دوپہر میں داخل ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ) اللہ (تعالیٰ) ہی (مخلوق کو) پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

دنیا میں جتنے بھی جاندار گذر چکے ہیں یا موجود ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور جو جاندار آئندہ وجود میں آئیں گے ان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرے گا پھر وہی ان سب کو قیامت کے دن دوبارہ پیدا کریگا پھر (اے لوگو) تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق بازپرس کرے گا (وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ) اور (اے لوگو) جس دن قیامت

قائم ہوگی (اس دن) گناہگار ناامید ہو جائیں گے۔

اس آیت میں مجرمین سے مراد مشرکین ہیں جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مشرکین کو اپنے بخشے جانے کی کوئی امید نہیں رہے گی (وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ) ان کے شرکاء میں سے کوئی ان کا سفارش کرنے والا نہ ہوگا (اس وقت) وہ خود اپنے شرکاء کا انکار کر دیں گے۔

قیامت کے دن مشرکین اپنے شرکاء کو بے بس و مجبور پا کر ان کی شرکت اور مشکل کشائی کا انکار کر دیں گے لیکن اس دن انکار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اس دن کے انکار سے یہ نہیں ہو سکتا کہ انہیں مؤمنین کی معیّت نصیب ہو جائے اور وہ مؤمنین کے زمرے میں شمار کئے جائیں (وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ) (نہیں) اس دن جس دن قیامت قائم ہوگی (اچھے برے) علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے (فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ) تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ باغ (جنت) میں شاداں و فرحاں ہوں گے (وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

الغرض قیامت کے دن صالح مؤمن اور کافر ایک جگہ نہیں ہوں گے۔ مؤمن کی جگہ جنت ہوگی اور کافر کی جگہ دوزخ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ، فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ○
(الشوریٰ ۔ ۷)

اور (اے رسول) ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں آپ کی طرف نازل کر دیا ہے تاکہ آپ مکہ والوں کو اور ان لوگوں کو جو اس کے اردگرد (رہتے) ہیں ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے بھی ڈرائیں جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں، (اس روز) ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

آگے فرمایا (فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ) تو (اے لوگو) اللہ ہی کے لئے تسبیح ہے جب تمہیں شام ہو اور جب تمہیں صبح ہو (وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ) اور اسی کے لئے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کے لئے (حمد ہے) سہ پہر کے وقت بھی اور دوپہر کے وقت بھی۔

ان آیات کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبح و شام، سہ پہر اور دوپہر کے وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح

وتحمید کرنی چاہیئے۔ یہ چار اوقات چار نمازوں کے اوقات بھی ہیں یعنی مغرب، فجر، عصر اور ظہر۔ ان نمازوں کے ادا کرنے سے آیات زیر تفسیر میں اشارۃً جو احکام پائے جاتے ہیں ان کی تعمیل ہو جاتی ہے۔ فللہ الحمد۔

آگے فرمایا (یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ) وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے (وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا) اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد (پھر) زندہ کر دیتا ہے (وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ) اور اسی طرح (اے انسانو، قیامت کے دن) تم بھی نکالے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے جیسے انڈے سے مرغی اور جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے جیسے مرغی سے انڈا۔ وہی زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اس کو پھر سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو، جاندار سے بے جان کو اور زمین سے نباتات کو نکالتا ہے اسی طرح قیامت کے دن تمام انسانوں کو زمین سے نکالے گا۔ جن لوگوں کی سمجھ میں دوبارہ زندہ ہونا نہیں آتا انہیں ان مثالوں پر غور کرنا چاہئے۔ جو اللہ یہ کام کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔ قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا یقین رکھئے۔
اے ایمان والو، صبح و شام، دوپہر و سہ پہر کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ
تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ
مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

وَاَلْوَانِكُمْ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ
يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ
بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٤﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ، ثُمَّ اِذَا دَعَا
كُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ
اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِى
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، كُلٌّ
لَّهٗ قَانِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِىْ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ، وَلَهُ الْمَثَلُ
الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور یہ اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان بن کر (روئے زمین پر) پھیلے ہوئے ہو ﴿۲۰﴾ اور یہ بھی اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور (اسی نے) تم میں محبت اور مہربانی کو پیدا کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں ﴿۲۱﴾ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا یہ بھی اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے، اس میں علم والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۲۲﴾ اور تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور (دن کے وقت) اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، ان میں سننے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں ﴿۲۳﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿۲۴﴾ اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، پھر جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں سے) نکل پڑو گے ﴿۲۵﴾ آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب اسی کے ہیں، سب اسی کے فرمانبردار ہیں ﴿۲۶﴾ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے ﴿۲۷﴾

معانی و مصادر (مَوَدَّةٌ) وَدَّ، يَوَدُّ، وِدٌّ و مَوَدَّةٌ و وِدَادٌ و وَدَاوَةٌ و مَوْدِدَةٌ، و مَوْدُوْدَةٌ (ن) محبت کرنا۔

(اَلْوَانٌ) اَلْوَانٌ = لَوْنٌ کی جمع، رنگ۔

(اَلْسِنَةٌ) اَلْسِنَةٌ = لِسَانٌ کی جمع۔ زبانیں۔

(مَنَامٌ) نَامَ، يَنَامُ، نَوْمٌ و نِيَامٌ (ف) سونا (مَنَامٌ = نیند، خواب، خوابگاہ)

(يَبْدَؤُ) بَدَأَ، يَبْدَؤُ، بَدْءٌ (ف) شروع کرنا، ابتداء کرنا۔

(بَرْقٌ) بَرَقَ، يَبْرُقُ، بَرْقٌ و بُرُوْقٌ و بَرَقَانٌ و بَرِيْقٌ (ن) ظاہر ہونا، چمکنا (بَرْقٌ = بجلی)۔

(خَوْفٌ) خَافَ، يَخَافُ، خَوْفٌ وخَيْفٌ ومَخَافَةٌ وخِيفَةٌ (س) ڈرنا۔
(طَمَعٌ) طَمِعَ، يَطْمَعُ، طَمْعٌ وطِمَاعٌ وطَمَاعِيَةٌ (س) طمع کرنا، لالچ کرنا۔
(اَهْوَنُ) هَانَ، يَهُوْنُ، هَوْنٌ (ن) نرم ہونا، آسان ہونا (اَهْوَنُ = زیادہ آسان)۔
(مَثَلٌ) مَثَلَ، يَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثل ہونا (مَثَلٌ = صفت، شان)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور توحید کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اور قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کا ثبوت دیتے ہوئے فرماتا ہے (وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ) اور (اے لوگو) اس کی (قدرت اور توحید کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی یہ) ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم (اب) انسان بن کر (روئے زمین پر) پھیلے ہوئے ہو (وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ) اور اس کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی یہ) بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اسی نے تم میں محبت اور مہربانی پیدا کی۔ اس میں ان لوگوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ (رواہ ابن ماجۃ فی ابواب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح وسندہ صحیح ابن ماجۃ جزء اول ص۵۶۷)

دو محبت کرنے والوں کے لئے ہم نے نکاح کے مثل کسی چیز کو نہیں دیکھا (یعنی محبت پیدا کرنے والی چیزوں میں نکاح سے زیادہ محبت پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں)۔

شوہر اور بیوی میں محبت اور کشش، رفاقت اور یگانگت، مشترکہ مفاد اور ہمدردی، ایک دوسرے سے سکون حاصل کرنا وغیرہ ایسی کئی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی شہادت دیتی ہیں۔

آگے فرمایا (وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ) اور (اے لوگو) آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہیں۔

آسمان اور زمین کی پیدائش حیرت انگیز ہے۔ آسمان کی جسامت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ

(وہی ہے) جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے۔ (اے رسول) کیا آپ کو رحمٰن کی (اس) صنعت میں کوئی نقص نظر آتا ہے؟ (ذرا آپ اس کی

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○
(الملک - ۴)

طرف، نظر کیجئے۔ کیا آپ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے۔ (ایک دفعہ نہیں) پھر دوبارہ نظر ڈالئے (ہر مرتبہ) آپ کی نظر تھکی ہاری آپ کی طرف لوٹ آئے گی۔

دو آدمیوں کا نہ ایک دوسرے سے لہجہ ملتا ہے اور نہ ایک دوسرے سے رنگ ملتا ہے۔ سینکڑوں زبانیں ہیں جو اس دنیا میں بولی جاتی ہیں۔ یہ سب اسی صانع کی کاریگریاں ہیں (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ) بے شک اس میں علم والوں کے لئے (اس کی قدرت اور توحید کی بہت سی) نشانیاں ہیں (وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ) اور (اے لوگو) تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کا فضل (یعنی روزی اور مال و دولت) تلاش کرنا بھی اس (کی قدرت کی) نشانیوں میں سے ہیں نیند بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب چیز بنائی ہے۔ آدمی سو کر جب اٹھتا ہے تو عموماً تر و تازہ ہوتا ہے پھر نیند بذات خود ایک ایسی چیز ہے جو ہماری عقلوں سے ماوراء ہے نیند میں خواب کا نظر آنا بھی ایک ایسی زندگی کا منظر پیش کرتا ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔

معاش کے تلاش کے لئے کتنے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے کوئی کچھ کر رہا ہے کوئی کچھ کر رہا ہے غرض یہ کہ جو شخص بھی جس ذریعہ سے معاش تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاش مہیا کرتا ہے (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ) اس میں کچھ شک نہیں کہ سننے والوں کے لئے اس میں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔

سننے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو کان لگا کر خلوص کے ساتھ غور سے سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○
(قٓ - ۳۷)

اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے، جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

آگے فرمایا (وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا) اور (اے لوگو) اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔

بجلی واقعی ایسی چیز ہے جس سے ڈرا جائے بجلی جب گرتی ہے تو جس چیز پہ گرتی ہے اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ بعض اوقات بجلی سے آنکھوں کی بینائی بھی زائل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

(اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ، وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ○
(النور - ۴۳)

دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے اور بادل میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہوتے ہیں (اللہ ہی) ان میں سے اولے نازل کرتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اولے برسا دیتا ہے اور جس پر سے چاہتا ہے اولوں کو ہٹا دیتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادل (سے نکلنے) والی بجلی کی چمک عنقریب آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی۔

طَمَعًا سے مراد امید دلانا ہے۔ بجلی چمکتی ہے تو بارش ہوتی ہے گویا بجلی کا چمکنا بارش کی امید دلاتا ہے اسی لئے آگے فرمایا (وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا) اور (اے لوگو، اللہ ہی ہے جو) بادل سے پانی برساتا ہے پھر اس سے زمین کو مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ) اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی نشانیاں ہیں۔ یہ کام کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لہٰذا وہی واحد الٰہ ہے۔ مزید برآں اس میں قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کی بھی نشانی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ مُردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اسی طرح قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرے گا۔ ان نشانیوں سے عقل والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○
(آل عمران - ۱۹۱ و ۱۹۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (لیٹے ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد

کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے، (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

آگے فرمایا (وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ) اور یہ بھی اس کی (قدرت اور توحید کی) نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، (دوسرا کوئی یہ کام نہیں کر سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ، وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(فاطر ۔ ۴۱)

بے شک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے (تاکہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں) اور اگر وہ (اپنی جگہ سے) ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو ان کو تھام سکے، بے شک اللہ (بڑا) بردبار اور بخشنے والا ہے (کہ ان کے شرک کی ان کو فوری سزا نہیں دیتا)۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ) پھر جب وہ تم کو (قیامت کے دن) زمین سے (نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (زمین سے) نکل پڑو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○

(اقتربت الساعة ۔ ۶ تا ۸)

(قیامت کے) دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائے گا تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے یہ لوگ (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ وہ پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ،

اس دن (تمام لوگ) ایک پکارنے والے

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○
(طٰہٰ - ۱۰۸)

کے پیچھے چل رہے ہوں گے، اس کی (پیروی) سے (سرمو) انحراف نہ کریں گے، رحمٰن کے سامنے (سب کی) آوازیں پست ہو جائیں گی تو (اے رسول) آہٹ کے سوا آپ اور کچھ نہ سن سکیں گے۔

اس آیت میں صرف توحید کی نشانی ہی نہیں بلکہ قیامت کے دن زندہ ہونے کی بھی نشانی ہے۔ جو اللہ آسمان اور زمین کو قائم رکھنے پر قادر ہے وہ یقیناً اس بات پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔

آگے فرمایا (وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو لوگ ہیں وہ (سب) اسی کے ہیں (اور) سب اس کے فرمانبردار ہیں (اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی کوئی ہستی نہیں جس کے سب لوگ مملوک اور محکوم ہوں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں) (وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ) اور (اے لوگو) جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور (دوبارہ پیدا کرنا) یہ اس کے لئے بہت آسان ہے (وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن اس کے تمام کام پر از حکمت ہوتے ہیں)۔

خلاصہ

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور توحید کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرمائی ہیں:۔

① انسان کا مٹی سے پیدا کرنا۔
② مرد کی تسکین کی خاطر اسی کی جنس سے اس کی بیوی پیدا کرنا۔
③ شوہر اور بیوی میں محبت اور مہربانی پیدا کرنا۔
④ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا۔
⑤ زبانوں اور لہجوں کو ایک دوسرے سے مختلف بنانا۔
⑥ انسانوں کے مختلف رنگ بنانا۔
⑦ نیند کا پیدا کرنا،
⑧ انسان کو معاش کے تلاش کرنے کی توفیق دینا۔
⑨ خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی کا چمکانا۔
⑩ بادل سے پانی برسانا۔

(۱۱) مُردہ زمین کو زندہ کرنا۔
(۱۲) آسمان اور زمین کو قائم رکھنا۔
(۱۳) آسمانوں اور زمین کے تمام لوگوں کو اپنا محکوم اور فرمانبردار بنانا۔
(۱۴) مخلوقات کو پیدا کرنا۔

ان تمام نشانیوں سے اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے کہ دوسرا کوئی اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں شریک نہیں، یہ کام اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں لہذا اس کے علاوہ نہ کسی کی نذر و نیاز کی جا سکتی ہے اور نہ کسی سے فریاد کی جا سکتی ہے۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے ان نشانیوں سے یہ بھی ثابت کیا کہ وہ قدرِ مطلق ہے، وہ بڑے سے بڑے مشکل کام کر سکتا ہے کوئی کام اس کے لئے مشکل نہیں لہذا دوبارہ پیدا کرنا بھی اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا غور سے مطالعہ کیجئے۔ ان نشانیوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہی ایک الٰہ ہے لہذا صرف اسی کو الٰہ مانیئے، اسی کی عبادت و اطاعت کیجئے اور مصیبت میں صرف اسی کو پکاریئے۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ
هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ
فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ
كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ كَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم
بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَمَن يَهْدِي مَنْ
أَضَلَّ اللَّهُ، وَمَا لَهُم مِّن

نُصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ وہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے ایک مثال بیان فرماتا ہے (بتاؤ) کیا جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تمہارے لونڈی غلام تمہارے شریک ہیں پھر تم (اور وہ) اس میں برابر (کے حقدار) ہیں، تم ان (کے نقصان) سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح تم اپنے (نقصان) سے ڈرتے ہو، عقل والوں کے لئے ہم اپنی آیات کو اس طرح علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) ﴿۲۸﴾ پھر بھی جو لوگ ظالم ہیں وہ بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں تو جس کو اللہ گمراہ کر دے اُسے (راہ) ہدایت پر کون لا سکتا ہے، (قیامت کے دن) ان لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ﴿۲۹﴾

معانی ومصادر (تُخَافُوْنَ) (خِيْفَةٌ) خَافَ، يَخَافُ، خَوْفٌ وخِيْفٌ ومَخَافَةٌ وخِيْفَةٌ (ض) ڈرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے متعدد دلائل سے شرک کی تردید کی۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعہ شرک کی تردید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ) (اے لوگو) اللہ تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک مثال بیان فرماتا ہے (هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ) (بتاؤ) کیا جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تمہارے لونڈی غلام (تمہارے) ایسے شریک ہیں کہ (وہ اور) تم اس میں برابر (کا اختیار رکھتے) ہوں (اور) تم ان (کے نقصان) سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے نقصان سے ڈرتے ہو (یعنی جس طرح تم اپنی فکر کرتے ہو اسی طرح ان کی بھی فکر کرتے ہو یا جس طرح تمہیں اپنے نقصان کا کھٹکا لگا رہتا ہے اسی طرح ان کے نقصان کا بھی کھٹکا لگا رہتا ہے)۔

کوئی شخص اپنے مال میں اپنے غلام کو شریک نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ کیسے اپنے بندوں کو اپنی بادشاہت میں شریک کر سکتا ہے۔ آقا اپنے مال میں واحد متصرف ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت میں واحد متصرف ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی ملکیت میں کسی قسم کا ذرا سا بھی تصرف کر سکے۔ اس مثال سے اللہ تعالےٰ نے مشرکین کو جھنجوڑ ڈالا ہے۔ جب مشرکین اپنے مال میں غلام کو شریک کرنا گوارا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ کیوں رکھتے ہیں کہ وہ اپنی بادشاہت میں دوسرے کی شرکت گوارا کر سکتا ہے،

نہیں، اللہ تعالیٰ کو شرکت بالکل پسند نہیں۔ وہ اپنی کائنات کا واحد مالک ہے اور اپنی ملکیت میں وہ واحد متصرّف ہے۔ نظامِ کائنات وہ اکیلا چلا رہا ہے لہٰذا انسانوں کی ضروریات کو صرف وہی پورا کر سکتا ہے اور پورا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا، هَلْ يَسْتَوٗنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(النحل۔ ۷۵)

(اور اے لوگو) اللہ (ایک ایسے) غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو (کسی دوسرے کے) قبضہ میں ہو اور اسے کسی چیز کا بھی اختیار نہ ہو اور (ایک) ایسے شخص کی (مثال بیان فرماتا ہے) جس کو ہم نے اپنے (فضل) سے عمدہ مال عطاء کیا ہو پھر وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی (جس طرح چاہتا ہو) خرچ کرتا ہو، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں)۔ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ مختار ہے اور اس کے بندے غلام کی طرح بے بس و بے اختیار ہیں، ان سے طلب کرنا بالکل بے سود ہے)۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ) عقل والوں کے لئے ہم (اپنی) آیات کو اسی طرح علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے سے کسی قسم کی الجھن نہیں ہوتی اور بآسانی سمجھی جا سکتی ہیں۔

الغرض عقل والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھ جائیں اور ان کی پیروی کریں (بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ) لیکن جو لوگ ظالم ہیں وہ بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ، مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ، اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

(الزخرف۔ ۲۰)

اور (اے رسول یہ لوگ) کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان (معبودانِ باطل) کی پرستش نہ کرتے، انہیں اس بات کا علم تو ہے نہیں محض ظن و تخمین سے بات کر رہے ہیں۔

کافر اپنے باطل معبودوں کی پرستش کرتے ہیں لیکن محض خام خیالی کی بنیاد پر ان کے پاس اس کی کوئی علمی دلیل نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ، إِنْ يَّتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○

(یونس - ۶۶)

اور وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ (اپنے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے، وہ تو بس اپنے وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں اور محض اندازے سے باتیں بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ، كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ، إِنْ يَّقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ○

(الکھف - ۵)

اس معاملہ میں نہ ان کو خود کوئی علم ہے اور نہ ان کے آباء و اجداد کو علم تھا۔ بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں (سراسر) جھوٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ، وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ○

(الحج - ۷۱)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور نہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی علم ہے، (قیامت کے دن) ان ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

الغرض باطل پرستوں کے پاس اپنی باطل پرستی کی کوئی دلیل نہیں ہوتی اور نہ انہیں کسی قسم کا علم ہوتا ہے۔ محض وہم و گمان پر جو چیز انہیں پسند ہوتی ہے اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق گمراہ ہو جاتے ہیں (فَمَنْ يَّهْدِي مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ) تو جس کو اللہ گمراہ کر دے اُسے کون راہ راست پر لا سکتا ہے۔

راہ راست پر تو وہی آ سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے قوانینِ ہدایت کے مطابق حق کی تلاش میں نکل کھڑا ہو لیکن جو شخص ان قوانین ہدایت کی خلاف ورزی کرے تو اس کا راہ راست پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ قوانین ہدایت کی خلاف ورزی کا نتیجہ گمراہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور یہی وہ نتیجہ ہے جس کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا۔ قوانینِ ہدایت کی

خلاف ورزی کرنے والے کو کوئی ہدایت پر نہیں لا سکتا (وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّصِرِيْنَ) اور نہ ایسے لوگوں کا کوئی مددگار ہوگا۔

قیامت کے دن ایسے لوگ بے یار و مددگار ہوں گے اور اپنے بُرے اعمال کی سزا پائیں گے۔

عمل

اے لوگو، جس طرح آپ اپنے مال اور اختیار میں اپنے غلام کو شریک کرنا پسند نہیں کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی بادشاہت، ملکیت، حقوق اور اختیارات میں اپنے بندوں کی شرکت کو پسند نہیں کرتا لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کیجئے۔ اپنی خواہشات اور خام خیالیوں کی پیروی نہ کیجئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قوانینِ ہدایت کی پیروی کر کے صراط مستقیم پہ آجائیے اور اسی پہ چلتے رہیئے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا،
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ،
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾
مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا، كُلُّ حِزْبٍ

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ تو (اے رسول) آپ ایک (اللہ کی) طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دین (اسلام) کے لئے سیدھا رکھیئے، (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ﴿۳۰﴾ اور اے ایمان والو) اسی کی طرف رجوع کرو، نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ ﴿۳۱﴾ (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ ورانہ مذہب) ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر (حَنِيفًا) حَنَفَ، يَحْنِفُ، حَنَفٌ (ض) مائل ہونا {حَنِيفٌ = (اللہ تعالیٰ کی طرف) مائل ہونے والا}۔
(فَطَرَ) فَطَرَ، يَفْطُرُ، فَطْرٌ (ن وض) پھاڑنا، پیدا کرنا، خمیر ہونے سے پہلے روٹی پکانا۔
(قَيِّمٌ) قَامَ، يَقُومُ، قَوْمٌ وقَوْمَةٌ وقِيَامٌ وقَامَةٌ (ن) کھڑا ہونا، سیدھا ہونا، معتدل ہونا (قَيِّمٌ = نگران، سیدھا)۔
(مُنِيبِينَ) أَنَابَ، يُنِيبُ، إِنَابَةٌ (باب افعال) رجوع کرنا۔
(شِيَعَ) شَاعَ، يَشِيعُ، شِيَاعٌ (ض) پیروی کرنا، رفیق ہونا (شِيَعٌ = شِيعَةٌ کی جمع، اتباع وانصار، فرقے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا) تو (اے رسول) آپ یکسوئی کے ساتھ اپنے چہرے کو دین کے لئے سیدھا رکھیئے (فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔
(حَنِيفًا) سے مراد یہ ہے کہ چہرہ کا رخ صرف دین اسلام کی طرف رہے۔ دین کے معاملہ میں اسلام کے علاوہ کسی اور ضابطہ یا کسی دوسرے کے وضع کردہ قوانین کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ دین اسلام کے علاوہ اس کے بندے کسی اور ضابطہ، دستور یا قانون پر عمل کریں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ (آل عمران - ۱۹)	بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا (اس کے سارے عمل بے کار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو صرف دین اسلام پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ○ (المائدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

صرف دین اسلام ہی صراط مستقیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۶۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے (یعنی) اس سیدھے دین کی ہدایت کر دی ہے جو ایک اللہ کی طرف رخ کرنیوالے ابراہیم کا دین تھا اور وہ مشرک نہیں تھے۔

دینِ اسلام کو خالص رکھے۔ اس میں کسی دوسرے ضابطے یا قانون کی ملاوٹ نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ، وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

(النساء ۔ ۱۴۵ و ۱۴۶)

بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے حصہ میں ہوں گے اور (اے رسول) آپ ان کے لئے (وہاں) کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی، (اپنی) اصلاح کر لی، اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے کر لیا تو ایسے لوگ (دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ تو) مؤمنین کے ساتھ (جنت میں)

رہیں گے اور مؤمنین کو اللہ عنقریب اجرِ عظیم عطاء فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ○ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ○
(الزمر۔ ۱۱ و ۱۲)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کروں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلم بنوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ○
(الزمر۔ ۱۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے میں اپنے دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ○
(الزمر۔ ۲ و ۳)

(اے رسول) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے لہٰذا آپ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہئے۔ خبردار ہو جاؤ، اللہ کا تو دینِ خالص ہے (دینِ آمیزش نہیں)۔

الغرض توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ قوانین پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ، قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

(فِطْرَتَ اللّٰهِ) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فطرت ہی یہ بنائی ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کے ہو جائیں اور اسی کے احکام و قوانین کی پیروی کریں (لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ) اللہ کی اس تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ہر انسان اسی تخلیق پر پیدا ہوتا ہے یعنی وہ فطرۃً توحید پر پیدا ہوتا ہے اگر خارجی عوامل اس پر اثر انداز نہ ہوں تو اس کی فطرت یہی ہوتی ہے کہ توحید کے تقاضے پورے کرتے ہوئے صرف

دین اسلام پر عمل کرے (ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

توحید پر اعتقاد رکھنا اور توحید کے تقاضے کے بموجب صرف دین اسلام پر عمل کرنا یہی سیدھا دین ہے۔ انسان کی پیدائش اسی فطرتِ اسلام پر ہوتی ہے۔ اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اسلام کو چھوڑ کر کبھی کسی دوسرے ضابطے کی طرف رخ نہ کرے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ اسے اس فطری حالت پر نہیں رہنے دیتے بلکہ اس کی فطرت کو بدل ڈالتے ہیں اور سیدھے راستے کے بجائے اسے غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الروم جزء ۶ ص ۱۴۳ و روی مسلم نحوہ فی صحیحہ فی کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ جزء ۲ ص ۴۵۸)

ہر بچہ فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا پارسی بنا دیتے ہیں جیسے ایک چوپایہ پورے بدن کا مکمل بچہ جنتا ہے، کہیں تم نے دیکھا کہ کوئی بچہ کن کٹا (یا نامکمل) پیدا ہوا ہو اس کے بعد یہ آیت پڑھی فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ (یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے) (یعنی جس طرح جانور کا بچہ فطرت کے مطابق صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان کا بچہ بھی کامل توحید کے عقیدہ پر پیدا ہوتا ہے بعد میں ماں باپ اس کے عقیدہ کو بگاڑ دیتے ہیں اور اسے توحید پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ یکسو ہو کر یعنی توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہنا ہی صحیح معنوں میں دین قیّم ہے۔ توحید کے بغیر دین حاصل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا دین بالکل سیدھا ہے، اس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔

خطِ مستقیم پر چلنے والے کا رخ ہمیشہ ایک ہی طرف ہوتا ہے۔ اگر رُخ ذرا سا بھی بدل جائے تو وہ

خط مستقیم پر نہیں رہ سکتا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص دین اسلام پر عمل کرتے کرتے ذرا سی بھی توجہ کسی اور طرف کرلے تو اس کا دین دینِ اسلام نہیں رہے گا، وہ صراط مستقیم سے بھٹک جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ○

(التوبۃ ۔ ۳۶)

اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی بارہ ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، (صحیح اور) سیدھا دین یہی ہے۔

مہینوں کا بارہ ہونا اور اس میں چار مہینوں کا حرمت والا ہونا دین قیّم ہے یعنی دین کا ایک ایک مسئلہ دین قیّم ہے۔ جس طرح خط مستقیم کا رخ کسی ایک جگہ سے بھی ٹیڑھا ہو جائے تو وہ خط خطِ مستقیم نہیں رہتا بالکل اسی طرح دین کے کسی ایک مسئلہ میں بھی اگر کوئی شخص اپنا رخ اللہ تعالیٰ کے بجائے دوسری طرف کرلے تو دین خالص نہیں رہے گا اور وہ شخص شرک فی الدین کا مرتکب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○

(الکھف ۔ ۱ و ۲)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں (کسی طرح کی) کجی نہیں رکھی۔ وہ ایک سیدھی (اور صاف راہ بتانے والی) کتاب ہے تاکہ اللہ (نافرمانوں) کو اپنے عذاب شدید سے ڈرائے اور مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں اچھے اجر کی خوشخبری سنائے۔

الغرض اللہ تعالیٰ ایک ہے تو اس کا دین بھی ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی شرکت قطعی حرام اور شرک ہے۔ اسی طرح اللہ کے دین میں کسی دوسرے کے فتویٰ، اجتہاد، قیاس اور رائے یا کسی مذہب، قانون، دستور اور ضابطے کی ملاوٹ قطعی حرام اور شرک ہے۔ ہر بچہ اس توحید پر پیدا ہوتا ہے لیکن بعد میں خارجی اسباب اسے شرک کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور وہ مشرک بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید بنیادی مسئلہ ہے اور اس مسئلہ کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین خالص رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۴۰)

(اور یہ بھی سُن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

اس آیت نے دوٹوک فیصلہ کر دیا کہ حکم صرف اللہ کا چلے گا، عبادت و اطاعت صرف اللہ کی ہوگی، یہی دین قیّم ہے۔ اللہ کے دین میں کسی دوسرے کے حکم یا قانون پر چلنا اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم، عبادت اور اطاعت میں شریک کرنا ہے اور یہ چیز توحید کے قطعاً منافی ہے۔

خلاصہ دین کو اللہ تعالےٰ کے لئے خالص رکھنا بہت ضروری ہے۔ آیت زیر تفسیر میں "اَلدِّيْنُ الْقَيِّمُ" کی تشریح مندرجہ ذیل آیت سے بہت اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○

(لم یکن الذین ۔ ۵)

حالانکہ انہیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ (اکیلے) کی عبادت کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی سادہ اور واضح دین ہے (لیکن وہ اس واضح دین پر قائم نہیں رہے بلکہ اپنے اختلافات پر اڑ گئے)۔

الغرض خالص دین ہی دراصل سیدھا راستہ ہے اور سیدھا دین ہی اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

آگے فرمایا (مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (اپنے چہروں کا رُخ دین اسلام کی طرف رکھو) (وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا معنی یہ ہے کہ ہر معاملہ میں صرف اسی کے حکم کی طرف رجوع کرے، اسی سے لَو لگائے، اس سے اپنی امید کو وابستہ رکھے، اسی پر بھروسہ کرے اور اسی سے فریاد کرے یعنی توحید پر پوری طرح قائم رہتے ہوئے دینِ اسلام پر جما رہے۔

نصیحت اسی کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○

نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو (اس سے)

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۱۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَفَلَمْ يَنظُرُوٓا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَٰهَا وَزَيَّنَّٰهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ ○ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنۢبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ○ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ○

(قٓ ۔ ۶ تا ۸)

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور (کس طرح) اس کو زینت دی ہے، اس میں کہیں دراڑ تک نہیں ہے اور ہم ہی نے زمین کو پھیلایا، اس میں پہاڑ گاڑ دئے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں تاکہ ہر لو لگانے والا بندہ دیکھے اور نصیحت حاصل کرے۔

منزل مقصود پر وہی پہنچتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ○

اللہ منتخب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر اسی کو پہنچاتا ہے جو اس کی طرف لو لگاتا ہے۔

جنت اسی کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ○ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ○ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ○

(قٓ ۔ ۳۱ تا ۳۳)

(اس دن) جنت متقیوں سے دور نہیں ہوگی بلکہ اسے متقیوں کے قریب کر دیا جائے گا۔ (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے (احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا)۔ جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور لو لگانے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سے لو لگانے کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَأَنِيبُوٓا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُۥ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

اور (اے میرے بندو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب کی طرف رجوع

لَا تُنْصَرُوْنَ (الزمر۔ ۵۴) کرو (اس سے لو لگاؤ) اور اس کے لئے اسلام لے آؤ (ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر تمہیں (کہیں سے) مدد نہیں ملے گی۔

لَو لگانے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو حکم اور دئے۔ ایک اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کا، دوسرے نماز کو قائم کرنے کا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع کریگا، اس کو کسی حالت میں ناراض کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرے گا۔

نماز انابت الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

نمازی دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا ہے، اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اسی سے مناجات کرتا ہے اور اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے صرف اسی سے اپنی فلاح کے لئے درخواست کرتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ (مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ) (یعنی) ان لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے۔ تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

ان آیات میں "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" مبدل منہ ہے اور "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" اس کا بدل الکل ہے یعنی "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" سے کلیۃً وہی مراد ہے جو مراد کہ "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا" تشریح ہے "مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" کی یعنی دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقوں میں تقسیم ہو جانے والے ہیں مشرک ہیں۔

اوپر ذکر تھا کہ ہر شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے یعنی اس کی پیدائش توحید پر ہوتی ہے، وہ فطرۃً شرک سے بیزار ہوتا ہے۔ اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو فرقہ بندی کو شرک سمجھتے ہوئے وہ فطرۃً کبھی فرقہ بندی کی طرف مائل نہیں ہوگا بلکہ اس سے بیزاری کا اظہار کرے گا لیکن ہوتا یہ ہے کہ ماں باپ یا ماحول وغیرہ اس کو عملاً توحید پر قائم نہیں رہنے دیتے اور اس کو کسی نہ کسی فرقہ سے منسلک کر دیتے ہیں تاہم فطرت کا اتنا اثر ضرور باقی رہتا ہے کہ وہ اصولاً فرقہ بندی کو لعنت سمجھتا رہتا ہے لیکن اپنے فرقہ کو فرقہ نہیں سمجھتا۔ ماں باپ وغیرہ اس کے ذہن کو اس قدر مسموم کر دیتے ہیں کہ وہ فرقہ بندی کو لعنت سمجھتے ہوئے بھی عملاً اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور صرف چھوڑنے کے لئے ہی تیار نہیں ہوتا بلکہ ہر ممکن ذرائع سے اس کا دفاع کرتا ہے اور یہی سمجھتا

رہتا ہے کہ اس کا مذہب حق ہے۔ یہ چیز اس کے دل و دماغ پر اس شدت کے ساتھ مسلط ہو جاتی ہے کہ پھر وہ حق کو قبول نہیں کرتا۔ حق اس کے سامنے آتا ہے لیکن وہ محض اپنے مذہب کی خاطر اس کو مسترد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و ہدایات کے مقابلہ میں وہ اپنے ماں باپ، علماء اور مشائخ وغیرہ کی بات کو مانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں اللہ تعالیٰ کی بات کو تو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالےٰ کے بندوں کے اقوال تسلیم کرتا ہے، اس کا یہ فعل شرک فی الدین ہوتا ہے اور وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اس شرک کی طرف اس کو پہنچانے والی چیز دراصل فرقہ بندی ہوتی ہے یعنی فرقہ بندی اس کے شرک کی بنیاد ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اس بات کی دلالت ہے کہ فرقہ بندی شرک ہے۔

فرقہ بندی دین میں انسانی اقوال کی آمیزش کا ہی سبب نہیں بلکہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا بھی سبب ہے۔ کوئی کسی آیت یا حدیث پر عمل کرتا ہے اور کوئی کسی آیت یا حدیث پر۔ تمام آیات و احادیث پر جو کہ مشترکہ سرمایہ ہے کوئی فرقہ پرست عمل نہیں کرتا۔ احادیث اصحابنا اور احادیث الخصوم کے الفاظ کے ذریعہ احادیث کی تقسیم ہو جاتی ہے۔ احادیث الخصوم کو اپنی حدیث نہیں سمجھا جاتا حالانکہ وہ بھی اسی رسول کی طرف منسوب ہوتی ہیں جن کا وہ کلمہ پڑھتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تمام احادیث کو اپنا سمجھا جاتا اور پھر ان سب کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کیا جاتا لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اپنے مذہب کی خاطر احادیث الخصوم کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور پھر اس پر ناز بھی کیا جاتا ہے۔ اگر یہ کفر و شرک نہیں تو آخر اسے کیا کہا جائے۔ فرقہ بندی ہی کی وجہ سے یہ شرک اور کفر سرزد ہوتا ہے لہٰذا فرقہ بندی اس شرک اور کفر کی اصل ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے۔ اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگائیے، اس سے ڈریئے اور نماز کو قائم کیجئے۔

اے ایمان والو، دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے فرقے نہ بنائیے، فرقہ بندی کو شرک سمجھئے اور اگر فرقے پہلے سے چلے آ رہے ہیں تو ان سے علیحدہ رہیئے اور ان کو ختم کرنے کی جدوجہد کیجئے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا
رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا
أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ
مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾
لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا
عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا
كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب لوگوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرکے اسی کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک بڑی جماعت (کے لوگ) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ﴿۳۳﴾ تاکہ جو کچھ

ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں تو (اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ) کچھ دن فائدہ اٹھا لو پھر عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے) (۳۴) کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو ان کو اس شرک کی تعلیم دیتی ہے جو یہ کر رہے ہیں (۳۵)

معانی ومصادر

(سُلْطٰنًا) سَلِطَ، یَسْلَطُ، سَلَاطَۃٌ وسُلُوْطَۃٌ (س و ک) سخت ہونا (سُلْطٰنٌ = دلیل، بادشاہ، قدرت، تسلط)

تفسیر

شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ) اور (اے رسول) لوگوں کو جب کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنے رب سے لو لگاتے ہوئے (صرف) اسی کو پکارتے ہیں (ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ) پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک بڑی جماعت (کے لوگ) اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں (لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ، فَتَمَتَّعُوْا، فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) تاکہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں تو (اے رسول آپ ان سے کہہ دیجئے کہ) کچھ دن فائدہ اٹھا لو پھر عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا (یعنی عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ شرک کا انجام کیا ہوتا ہے)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی یہ بد خصلت بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی مصیبت اسے پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ مصیبت دور کر کے خوشحالی عطاء فرماتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتا ہے، باطل معبودوں کے آستانوں کی خاک چھانتا ہے اور ان کی نذر و نیاز کرتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس اللہ نے اسے نعمتیں دی تھیں اسی کا شکر ادا کرتا، اس کی نافرمانی سے بچتا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا، اس کو خوش کرنے کے لئے اسی کے نام پر خرچ کرتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ اس خوشحالی کو اپنے بزرگوں کا عطیہ سمجھنے لگتا ہے اور شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ کفار مکہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○

(النحل - ۵۳ و ۵۴)

اور (اے لوگو) جو نعمتیں تمہیں حاصل ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اور جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ○

(الزمر۔ ۸)

اور (اے رسول) جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف (پوری طرح سے) رجوع کر کے پکارتا ہے پھر جب (اللہ) اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دے دیتا ہے تو جس مقصد کے لئے پہلے اسے پکار رہا تھا اس مقصد کو بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (اپنے ساتھ دوسروں کو بھی) اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے (اے رسول، ایسے شخص سے آپ) کہہ دیجئے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے پھر تو تو دوزخیوں میں ہوگا۔

کفار مکہ یہ بھی کرتے تھے کہ سمندر میں تو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے کر خشکی پر لے آتا تو پھر اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ، فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۶۷)

اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو اللہ کے علاوہ وہ سب (تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۵)

(اور اے رسول، ان لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے صرف اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔

آگے فرمایا (اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ) کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو ان کو اس شرک کی دعوت دیتی ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شرک کے جواز میں کوئی حکم نازل نہیں فرمایا۔ کفار بے دلیل ہی شرک کر رہے ہیں اور اسے جائز سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا کہ اپنے شرک کے جواز میں کوئی دلیل پیش کریں لیکن وہ دلیل پیش کرنے سے عاجز رہے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ، اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(الاحقاف ۔ ۴)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کر دیا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۴۰)

(یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے برخلاف اس کے) اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے۔ اس کی نعمتوں پر اسی کا شکر ادا کیجئے، دوسروں کی نذر و نیاز نہ کیجئے۔

اے شرک کرنے والو، آپ کے پاس شرک کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا شرک کو چھوڑ دیجئے۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا
بِهَا، وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾
أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ، إِنَّ فِى
ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾
فَـَٔاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ، ذَٰلِكَ خَيْرٌ
لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾
وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ
أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِندَ
اللَّهِ ۖ وَمَآ آتَيْتُم مِّن زَكَوٰةٍ
تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب ہم لوگوں کو (اپنی) رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو یہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے سبب ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو (فوراً) ناامید ہو جاتے ہیں ﴿٣٦﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں ﴿٣٧﴾ (الغرض یہ مال و دولت اللہ کا دیا ہوا ہے) لہٰذا (اے رسول، اس میں سے) رشتہ داروں کو، مسکینوں کو اور مسافروں کو ان کا حق دیتے رہا کیجئے، یہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں (بہت) اچھا (کام) ہے اور ایسے ہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں ﴿٣٨﴾ اور (اے لوگو) جو سود تم اسلئے دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں زیادتی ہو تو اللہ کے نزدیک تو وہ زیادہ نہیں ہوتا اور جو زکوٰۃ تم

اللہ کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہو تو (وہ اللہ کے ہاں زیادہ ہو جاتی ہے) اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ (اپنے دئے ہوئے مال کو) کئی گنا کر لیتے ہیں ﴿۳۹﴾

معانی و مصادر

(یَقْنَطُوْنَ) قَنِطَ، یَقْنَطُ، قَنَطٌ (س) قَنَطَ، یَقْنُطُ، قُنُوْطٌ (ن وض) قَنُطَ، یَقْنُطُ، قَنَاطَةٌ (ک) ناامید ہو جانا۔

(اٰتٰی) اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ (باب افعال) دینا (اٰتٍ = دے)۔

(یَقْدِرُ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ (ن وض) قدر کرنا، تقسیم کرنا، تنگ کرنا۔

(رِبًا) (یَرْبُوْا) رَبَا، یَرْبُوْا، رِبَاءٌ وَرُبُوٌّ (ن) بڑھنا (رِبًا = زیادتی، سود، فضل)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا) اور (اے رسول) جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے (بہت خوش) ہوتے ہیں (وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ) اور اگر ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بے ایمان لوگوں کی ایک بری خصلت کا ذکر کیا ہے۔ وہ خصلت یہ ہے کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں، اتراتے ہیں اور جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو فوراً ناامید ہو جاتے ہیں اور ناشکری کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا، وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ○ (الشوریٰ ۔ ۴۸)

اور (اے رسول) جب ہم کسی انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ (بہت) خوش ہوتا ہے اور اگر انسانوں کو ان کی بداعمالی کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (ناشکری کرنے لگتے ہیں) بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

ایمان والے ایسا نہیں کرتے بلکہ جب انہیں نعمت ملتی ہے تو شکر کرتے ہیں اور مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذَاكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (صحیح مسلم

مؤمن کا بھی عجب حال ہے اس کا ہر کام اس کے لئے خیر (کا باعث) ہے۔ یہ بات کسی کو حاصل نہیں ہوتی سوائے مؤمن کے۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اس میں

کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر جزء ۲ صـ ۵۹۶)

بھی اس کے لئے خیر ہے اگر اس کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے اس میں بھی اس کے لئے خیر ہے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتیں بداعمالی کی وجہ سے آتی ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ (الشوریٰ۔ ۳۰)

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے۔

آگے فرمایا (اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ) اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

رزق کا کشادہ کرنا یا تنگ کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی میں یہ قدرت نہیں کہ کسی کے رزق میں فراخی کر دے اور کسی کے رزق میں تنگی کر دے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی داتا نہیں اور نہ کسی کے پاس رزق کے خزانے ہیں کہ وہ ان میں سے کسی کو کچھ دے سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (الشوریٰ۔ ۱۲)

آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اللہ کے قبضہ میں ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد اس طرح دعاء کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ؕ

ترجمہ:۔ اے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے ہاں کسی بزرگ شخص کی بزرگی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۳۹)

الغرض جب رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے اور اقرباء وغیرہ کو ان کے حقوق ادا کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہئے (فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ) لہٰذا (اے رسول) رشتہ دار کو اس کا حق دیتے رہا کیجئے اور مسکین اور مسافر کو بھی (ان کا حق دیتے رہا کیجئے) (ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) یہ ان لوگوں کے ہے جو اللہ کی رضاء کے طالب ہیں بہت اچھا ہے اور ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقرباء، مساکین اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کرنا نجات کا باعث ہے بشرطیکہ اس کام میں ان کی نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہو۔

آگے فرمایا (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ) اور جو سود تم اس لئے دیتے ہو کہ وہ سود لوگوں کے مال میں زیادتی (کا سبب) ہو تو وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ نہیں ہوتا۔

سود دے کر یہ سمجھنا کہ ہم نے کسی انسان کو فائدہ پہنچایا، اس کے مال میں زیادتی کا سبب بنے، اس نے جو روپیہ قرض دے کر ہم پر احسان کیا تھا ہم نے اس احسان کا بدلہ دیا تو اس طرح دیا ہوا روپیہ باعث اجر نہیں ہوگا۔ قرض کے احسان کا بدلہ روپیہ کی صورت میں ادا کرنا سود ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ غریب آدمی قرض خواہ کے ساتھ ہمدردی کی نیت نہ کرے بلکہ قرضخواہ کو چاہئے کہ وہ غریب آدمی کے ساتھ ہمدردی کرے اور احسان کا بدلہ رقم کی صورت میں نہ لے اس لئے کہ اس طرح غریب آدمی کو اور زیادہ غریب بنانا ہے اور یہ ظلم ہے۔

آگے فرمایا (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ) البتہ اللہ کی رضاء جوئی کے لئے جو زکوٰۃ تم دیتے ہو تو (وہ اللہ کے ہاں بڑھتی ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) کئی گنا کر لیتے ہیں۔

جو مال اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کئی گنا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ	جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ،

فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ، وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۱)

(جب وہ زمین میں بویا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اُگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ بڑی وسعت والا ہے، (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور جاننے والا ہے (وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۵)

اور (اے رسول) جو لوگ اللہ کی رضاء جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ جیسی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو وہ دگنے پھل لائے، اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ وَ اِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ

جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے

حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا یقبل اللہ صدقہ من غلول جزء ۲ ص۱۳۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقہ من الکسب الطیب جزء اول ص۳۰۵ واللفظ للبخاری)۔

(فائدے کے) لئے اس کو پالتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچھیرا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اگر اللہ تعالیٰ آپ کو نعمتیں عطاء فرمائے تو اترائیے نہیں، اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجئے اور اگر آپ کے کسی گناہ کی وجہ سے آپ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو نا امید ہو کر نہ بیٹھ جائیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیئے اور معافی کی امید رکھیئے اور یہ یقین رکھیئے کہ فراخی اور تنگی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ کے نام دینے سے کوئی تنگی نہیں آئے گی۔ اقرباء مساکین اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، جو کچھ آپ دیں وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے دیں اور جو رقم آپ قرض دیں تو اس کے بدلہ میں سود ہرگز نہ لیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ
رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ
هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ
یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے، جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے ﴿۴۰﴾

تفسیر شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ) (اے کافرو) اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے۔ دوسرا کوئی خالق نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ○ (الزخرف - ۸۷)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، تو (اس اقرار کے باوجود) یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

کافروں کو بھی اعتراف تھا کہ ان کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے لیکن پھر بھی وہ ان لوگوں

کی پوجا کرتے تھے جنہوں نے ان کو تو کیا کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳)

اور (اے رسول) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

آگے فرمایا (ثُمَّ رَزَقَكُمْ) پھر (اے کافرو) اللہ ہی نے تمہیں رزق دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○

(الذّاریات ۔ ۵۸)

اللہ رزق دینے والا، قوت والا اور بڑا مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا، اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(العنکبوت ۔ ۶۰)

اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنے رزق کو اٹھائے اٹھائے نہیں پھرتے (وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں) اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور (اگر تم اللہ پر توکل کرو) اللہ تم کو بھی (رزق دے گا)، وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

کافروں کو بھی اعتراف تھا کہ رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لیکن پھر بھی وہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

(یونس ۔ ۳۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو (پھر اے رسول آپ ان سے)

کہیئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے ؟

آگے فرمایا (ثُمَّ يُمِيتُكُمْ) پھر (اے کافرو) وہی تم کو موت دے گا۔

موت وزیست اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ○ (آل عمران - ۱۴۵)

کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ (جب چاہے) بغیر اللہ کے حکم کے مر جائے، موت کا مقررہ وقت تو (اللہ کے ہاں) لکھا ہوا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا (النجم - ۴۴)

اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔

کافروں کو بھی یہ اعتراف تھا کہ مارنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ان کا یہ اعتراف سورۂ یونس کی آیت ۳۱ میں اوپر گذر چکا ہے۔

آگے فرمایا (ثُمَّ يُحْيِيكُمْ) پھر (اے کافرو) وہی تم کو زندہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ○ (قٓ - ۴۳)

(اے لوگو) ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتوں کا ذکر فرمایا ہے :۔

① پیدا کرنا،
② رزق دینا،
③ مارنا اور
④ دوبارہ زندہ کرنا

پھر کافروں سے فرمایا (هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ) کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو یہ کام کر سکے) کافر اس کا کیا جواب دے سکتے تھے۔ انہیں تو پہلے ہی اعتراف تھا کہ یہ کام کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالےٰ کے، لہٰذا بقول ان کے ہی معلوم ہوا کہ کافروں کے شریکوں کو کوئی قوت حاصل نہیں، وہ بے بس ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے تو پھر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ کافر پھر بھی ان شرکاء کی عبادت کرتے ہیں، ان سے

مدد مانگتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کرتے ہیں) (سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ (تعالیٰ) اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے، نہ رزق دے سکتا ہے نہ مار سکتا ہے اور نہ زندہ کر سکتا ہے تو پھر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریئے، اسی سے لو لگایئے اور شرک بالکل چھوڑ دیجیئے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ، كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ لوگوں کے (برے) اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں (غرض یہ کہ ہر جگہ) فساد ظاہر ہو چکا ہے (اور یہ اس بات کا متقاضی ہے) کہ اللہ ان کو ان کے بعض عملوں (کی سزا) کا مزا چکھائے تاکہ وہ (متنبہ ہو جائیں اور آئندہ کے لئے اپنے بُرے اعمال سے) باز آجائیں ﴿۴۱﴾

(اے رسول، آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ زمین کی سیر و سیاحت کرو پھر دیکھو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا (جو تم سے) پہلے تھے، ان میں اکثر مشرک تھے (اسی وجہ سے تباہ و برباد کر دئے گئے) (۴۲)

معانی و مصادر (فَسَادٌ) فَسَدَ، یَفْسُدُ، فَسَادٌ و فُسُودٌ (ن، ض، ک) بگاڑ پیدا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ) لوگوں کے (برے) اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے (لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) (اور یہ اس بات کا متقاضی ہے) کہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال (کی سزا) کا مزا چکھائے تاکہ وہ (اپنے برے اعمال سے) باز آ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں ملک کی جو حالت تھی اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (العنکبوت۔ ۶۷)

ان کے اردگرد و نواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں۔

جنگ و خونریزی اتنی عام تھی کہ اس کی خاطر حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ، زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ (التوبۃ۔ ۳۷)

بے شک کسی مہینہ کو (آگے) پیچھے کر دینا کفر میں زیادتی (کا سبب) ہے۔ اس کے ذریعہ کافر (اور زیادہ) گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال وہ ایک مہینہ کو (جنگ کے لئے) حلال کر لیتے ہیں تو دوسرے سال اسی مہینہ کو (جنگ کے لئے) حرام کر لیتے ہیں (لیکن حرام مہینوں کی تعداد میں کمی و بیشی نہیں آنے دیتے اس طرح) کہ (اپنی طرف سے حرام کردہ مہینوں کی تعداد کو) اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی تعداد کے مطابق کرتے رہتے ہیں۔ الغرض (اس طرح) وہ (اس مہینہ کو) حلال کر لیتے ہیں جس کو اللہ نے (جنگ کے لئے) حرام قرار دے دیا ہے، ان کے برے اعمال کو (شیطان

نے) ان کے لئے مزیّن کر دیا ہے (لہٰذا وہ اپنے کفر سے باز نہیں آتے) اور اللہ کفر کرنے والوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

یتیم کا لحاظ نہیں کرتے تھے میراث کا مال ناجائز طریقہ سے سمیٹ کر کھا جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ○

تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے، مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے، ورثہ کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔

(والفجر۔ ۱۷ تا ۱۹)

رہزنی عام تھی۔ اسی رہزنی کی شکایت پر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اَمَّا قَطْعُ السَّبِيْلِ فَاِنَّهٗ لَا يَاْتِيْ عَلَيْكَ اِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيْرُ اِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيْرٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ قبل الرد جزو ۲ ص ۱۳۵)

رہی رہزنی تو تم پر زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا کہ (امن و امان ہو جائے گا) یہاں تک کہ ایک قافلہ بغیر محافظ کے مکہ تک جائے گا۔

آیت زیر تفسیر کفار مکہ کے لئے ایک قسم کی تنبیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ خشکی اور تری میں جو فساد پیدا ہو گیا ہے اس کی اصل وجہ ان لوگوں کی بداعمالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فساد کے ذریعہ ان لوگوں کو ان کی بداعمالی کی سزا دے رہا ہے تاکہ اس سزا کو دیکھ کر وہ ہوشیار ہو جائیں اور اپنی بداعمالی چھوڑ دیں۔

خشکی کا فساد قحط سالیوں، آندھیوں، خونریزی اور بدامنی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ نہ جان محفوظ رہتی ہے نہ مال اور نہ عزت و آبرو۔ تری کا فساد طوفانوں، بحری قزاقوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ فساد اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فساد کے ذریعہ لوگوں کو جھنجوڑتا ہے کہ وہ اپنی بداعمالیوں سے باز آجائیں لیکن جب وہ باز نہیں آتے تو ایک بڑے ہلاکت خیز عذاب کے ذریعہ انہیں نیست و نابود کر دیتا ہے۔ گذشتہ قوموں کے کھنڈرات عذاب الٰہی کی کھلی شہادت ہیں (قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ) (اے رسول) آپ (ان سے) کہیے کہ زمین کی سیر و سیاحت کرو پھر دیکھو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو (تم سے) پہلے سے۔ ان میں (بھی) اکثر مشرک ہی تھے۔

گذشتہ قومیں اکثر اپنے شرک ہی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں۔ یہ کفار اگر ایمان نہیں لائے اور

شرک سے توبہ نہیں کی تو ان کا انجام بھی ایک دن وہی ہوگا جو گذشتہ مشرک قوموں کا ہو چکا ہے۔

عمل

اے لوگو، بداعمالی چھوڑ دیجئے، بداعمالی کی سزا میں اللہ تعالیٰ مختلف قسم کے عذاب بھیجتا رہتا ہے۔

اے لوگو، اگر آپ کے زمانہ میں کوئی عذاب نازل ہو جائے تو اس عذاب کو ایک تنبیہ سمجھئے اور فوراً اپنے شرک اور اپنی بداعمالیوں کو چھوڑ دیجئے۔

اے لوگو، گذشتہ قوموں کی عذاب زدہ بستیوں کو نظر عبرت سے دیکھئے اور اس سے پہلے کہ آپ پر وہ وقت آئے جو گذشتہ قوموں پر آیا تھا آپ اپنی اصلاح کر لیجئے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ
لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ، وَمَنْ
عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ، اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ تو (اے رسول، آپ ان لوگوں سے اعراض کیجئے اور) اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں آپ اپنے رخ کو سیدھے دین کی طرف قائم رکھیئے۔ (وہ دن ایسا ہے کہ) اس دن (لوگ) متفرق ہو جائیں گے (کافر علیحدہ اور مؤمنین علیحدہ) ﴿۴۳﴾

(اور اے رسول) جو شخص کفر کرے تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جو شخص نیک عمل کرے تو (ایسے) لوگ (کتنے خوش قسمت ہیں کہ) پہلے سے اپنے آرام و آرائش کا بندوبست کر رہے ہیں ﴿۴۴﴾ (اور اے رسول، قیامت کا دن اسی لئے مقرر کیا گیا ہے) کہ (اس دن) اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل سے (اچھا) بدلہ دے، بے شک اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا ﴿۴۵﴾

معانی و مصادر

(مَرَدٌ) دَدَّ، یَرُدُّ، رَدٌّ وَمَرَدٌّ وَمَرْدُوْدٌ (ن) پھیرنا، لوٹانا، تردید کرنا۔
(یَصَّدَّعُوْنَ) اِصَّدَّعَ، یَصَّدَّعُ، اِصَّدُّعٌ (باب اِفْتَعُلَ) منتفرق ہونا، منتشر ہونا۔
(یَمْهَدُوْنَ) مَهَدَ، یَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا۔

تفسیر

کافروں کو دھمکی دینے کے بعد آیات زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا (فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ) تو (اے رسول) اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں آپ اپنے چہرہ کو سیدھے دین کی طرف قائم رکھیئے۔

اسی قسم کا حکم اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں پہلے بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(الروم۔ ۳۰)

تو (اے رسول) آپ ایک (اللہ کی) طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دین (اسلام) کے لئے سیدھا رکھیئے۔ (یہ) اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے (تمام) لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی فطرت میں تبدیلی نہیں ہوتی، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے، دینِ اسلام کی بنیاد توحید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو چاہئے کہ جس دین میں توحید کو مرکزی مقام حاصل ہے کافر اگر اُسے نہیں مانتے تو ان کی پرواہ نہ کریں بلکہ وہ خود اس پر ہر حال میں کاربند رہیں۔ قیامت سے پہلے ہر زمانہ میں دینِ قیّم پر عمل کیا جائے۔ قیامت کا دن ہدایت قبول کرنے کا دن نہیں ہے۔ وہ تو سزا اور جزا کا دن ہے۔ یکسوئی کے ساتھ دینِ اسلام کی طرف رجوع کرنا دنیا کی زندگی میں ضروری ہے۔ اگر دنیا کی زندگی میں یکسوئی کے ساتھ دینِ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور دینِ اسلام پر عمل نہیں کیا تو قیامت کے دن سوائے حسرت کے اور کچھ نہیں ہوگا (یَوْمَئِذٍ يَّتَصَدَّعُوْنَ) اس دن (لوگ) متفرق ہو جائیں گے۔

قیامت کا دن اسلام پر عمل کرنے کا دن نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام پر عمل کرنے والوں اور اسلام پر عمل نہ کرنے والوں کے ایک دوسرے سے علیٰحدہ اور ممتاز ہونے کا دن ہے۔ جو شخص دنیا میں جماعت المسلمین کے ساتھ شامل ہوگیا وہ شامل ہوگیا۔ قیامت کے روز نہ جماعت المسلمین میں شامل ہونے کا دن ہے اور نہ جماعت الکافرین میں۔ وہ دن تو ان دونوں کا ایک دوسرے سے ممتاز ہونے کا دن ہے (مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ) جو شخص کفر کریگا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا (وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ) اور جو شخص نیک عمل کریگا تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرام و آسائش کا بندوبست کریں گے۔

کفر کرنے والے اپنا نقصان کر رہے ہیں ان کی بداعمالی کی سزا انہی کو بھگتنی ہوگی، ان کی سزا کسی دوسرے پر نہیں ڈالی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ○ (بنی اسرآءیل، ۱۵)

جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا، کوئی شخص کسی دوسرے (کے برے اعمال) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ○ (الانعام۔ ۱۶۵)

اور جو شخص (کوئی برا کام) کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا، کوئی شخص کسی دوسرے شخص (کے گناہوں) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اسی طرح نیک عمل کرنے والے بھی اپنے آرام و آسائش کا بندوبست کر رہے ہیں کسی دوسرے کو ان کے اعمال کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (البقرۃ۔ ۱۴۱)

یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی، جو عمل انہوں نے کئے وہ ان کے لئے ہیں اور جو عمل تم کر رہے ہو وہ تمہارے لئے ہیں اور تم سے ان کے اعمال کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

جو شخص بھی برا عمل کرے اس کو اس کی سزا ملے گی اور اسے (وہاں) نہ کوئی دوست ملے گا اور نہ مددگار اور جو شخص نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن

وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ○ (النسآء ۱۲۴)

ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

الغرض قیامت کا دن ٹل نہیں سکتا، آکر رہے گا (لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ) تاکہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل سے (اچھا) بدلہ دے بے شک... اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

"اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا" سے مراد یہی ہے کہ ان کو سزا ملے گی۔

ایمان والوں کو اچھا بدلہ اور کافروں کو سزا اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ حساب و کتاب کا کوئی دن مقرر ہو۔ اگر حساب و کتاب کا دن مقرر نہ ہو تو سزا و جزا کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ قیامت کا دن سزا اور جزا کے فیصلہ ہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دین اسلام کی طرف اپنے چہرے کو یکسوئی کے ساتھ قائم رکھیئے نیک عمل کرتے رہیئے تاکہ آپ کو آپ کے اعمال کا اچھا صلہ ملے۔

اے لوگو، کفر نہ کیجئے۔ کفر کا وبال آپ ہی پر پڑے گا لہٰذا اس سے بچئے۔ کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیجئے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ
مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ
رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ
قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا
مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا، وَكَانَ
حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ
سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ
یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى
الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ
فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ
عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾
فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ

يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ
إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ
أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا
لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾

ترجمہ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ (ان ہواؤں کی تحریک سے بارش ہو اور) اللہ تم کو اپنی رحمت کا مزا چکھائے اور اللہ ہوائیں اس لئے بھی بھیجتا ہے) تاکہ (ان ہواؤں کے ذریعہ) اللہ کے حکم سے کشتیاں چلیں اور (بحری تجارت کے ذریعہ) تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اس کا) شکر ادا کرو ﴿۴۶﴾ اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے، وہ ان کے پاس معجزے لے کر آئے (لیکن قوم کے لوگوں نے جھٹلایا اور بدستور گناہ کرتے رہے) تو ہم نے ان گناہگاروں سے (ان کی سرکشی کا) انتقام لیا (اور انہیں نیست و نابود کر دیا) اور مؤمنین کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے (اور ہم مدد کرتے رہتے ہیں) ﴿۴۷﴾ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو جس طرح چاہتا ہے بالائی فضاؤں میں پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے، پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں ﴿۴۸﴾ حالانکہ اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہو وہ (بڑے) مایوس تھے ﴿۴۹﴾ تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا

ہے، بے شک اللہ اسی طرح مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۵۰) اور اگر ہم (ایسی) ہوائیں بھیجیں (جو کھیتی کو جلا دیں) پھر یہ اس کو دیکھیں کہ زرد ہو گئی ہے تو اس کے زرد ہونے کے بعد یہ ضرور ناشکری کرنے لگیں (اور ہماری تمام نعمتوں کو بھلا دیں) (۵۱)

معانی و مصادر (تُثِیْرُ) اَثَارَ، یُثِیْرُ، اِثَارَۃٌ (باب افعال) اٹھانا، ہل چلانا۔ (کِسَفٌ) کَسَفَ، یَکْسِفُ، کَسْفٌ (ض) پھاڑنا، گمن لگانا۔ (کِسَفٌ = کِسْفَۃٌ کی جمع، ٹکڑے)۔
(وَدْقَ) وَدَقَ، یَدِقُ، وَدْقٌ (ض) برسنا۔
(خِلٰلِہٖ) خَلَّ، یَخُلُّ، خَلٌّ (ن) سوراخ کرنا (خِلٰلٌ = خَلَلٌ کی جمع، دو چیزوں کے درمیان کی خالی جگہ)۔
(اٰثٰرِ) اَثَرَ، یَاْثُرُ، اَثْرٌ، اُثْرَۃٌ، اَثَارَۃٌ (ض، ن) نقل کرنا، اکرام کرنا (اٰثٰرِ = اَثَرٌ کی جمع، نشانات)۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِیُذِیْقَکُمْ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ وَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ) اور (اے لوگو) اللہ کی (توحید کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ وہ تم کو اپنی رحمت کا مزا چکھائے، اس کے حکم سے کشتیاں چلتی رہیں اور تم اس کا فضل تلاش کرتے رہو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔

خوشخبری دینے والی ہواؤں سے مراد وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں ہیں جو بارش کے آنے سے پہلے چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ گھٹا نمودار ہوتی ہے اور خوشگوار ہوائیں چلنے لگتی ہیں جو اس بات کی بشارت دیتی ہیں کہ اب بارش ہونے والی ہے۔ الغرض پھر اللہ تعالیٰ باران رحمت نازل فرماتا ہے اور اس سے جو پھل، پھول، سبزیاں، غلّہ اور دالیں پیدا ہوتی ہیں ان کا مزا لوگوں کو چکھاتا ہے۔ زمین سے پیدا ہونے والی یہ چیزیں سب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں جو باران رحمت سے پیدا ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ، حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰہُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِہِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِہٖ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ، کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ○

وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے (بارش کی آمد آمد کی) خوشخبری دینے کے لئے ہواؤں کو بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (پانی سے بھرے ہوئے) بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی مردہ زمین کی طرف ہانک

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ، وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا، كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۵۸)

دیتے ہیں، پھر ہم اس (بادل) سے پانی برساتے ہیں، پھر (اس پانی) کے ذریعہ ہم (زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم (قیامت کے دن زمین سے تمام) مُردوں کو نکالیں گے، (ہم اس مثال کے ذریعہ تمہیں سمجھا رہے ہیں) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور (اے لوگو) جو زمین پاکیزہ ہوتی ہے اس کی پیداوار اس کے رب کے حکم سے (کامل) نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہی نکلتا ہے، شکر گزار لوگوں کے لئے ہم اسی طرح اپنی آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ○ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِيْرًا ○ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○
(الفرقان ۔ ۴۸ تا ۵۰)

وہی ہے جو (بارانِ) رحمت سے پہلے (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور (اے لوگو، پھر) ہم ہی بادل سے پاکیزہ پانی برساتے ہیں تاکہ اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں پھر ہم ہی بہت سے جانوروں اور انسانوں کو جن کو ہم نے پیدا کیا ہے وہ پانی پلاتے ہیں اور (اے رسول پھر) ہم ہی اس پانی کو ان کے درمیان جاری کرتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اور ہمارا شکر ادا کریں) لیکن اکثر لوگ (پھر بھی) ناشکری ہی کرتے ہیں۔

ہواؤں ہی کے ذریعہ سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں۔ ان ہواؤں کو بھی اللہ تعالیٰ ہی بھیجتا ہے تاکہ کشتیاں چلتی رہیں اور ان کے ذریعہ تجارت ہوتی رہے اور لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی تلاش کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ○ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ

اور (اے لوگو) اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ سمندر میں جہاز (چلتے رہتے)

عَلٰى ظَهْرِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○

(الشوریٰ۔ ۳۲ و ۳۳)

ہیں (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا وہ پہاڑ ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے اور جہاز اس کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، اس میں ہر صبر کرنے والے، شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(النحل۔ ۱۴)

وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ کشتیوں کو دیکھتے ہیں کہ پانی کو پھاڑتی ہوئی سمندر میں چلتی رہتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور (اس کا) شکر ادا کرو۔

بارش کا نزول اور کشتیوں کا چلنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ اُس ہستی کے احسانات کا شکر ادا کریں جس نے یہ نعمتیں دی ہیں، صرف اسی کے آگے جھکیں، اسی کا کہنا مانیں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ان نعمتوں کا دینے والا کوئی نہیں سوائے اللہ کے۔ کفار کے شرکاء یہ کام نہیں کر سکتے لہٰذا وہ اس قابل نہیں کہ ان کو فریاد رس، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جائے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ) اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ وہ ان کے پاس معجزات لے کر آئے۔ ان رسولوں پر صرف چند لوگ ایمان لائے لیکن قوم کے اکثر لوگ ان کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہیں لائے اور بدستور گناہ کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے گناہگاروں کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدد کی اور گناہگاروں کو نیست و نابود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا) ہم نے گناہگاروں سے انتقام لیا (وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کی مدد کرنا لازم ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی مدد کی اور جو ظلم و ستم کافروں نے مؤمنین پر کیا تھا اس کا ان سے انتقام لیا۔

گذشتہ آیت میں توحید کے دلائل ہیں۔ اگلی آیتوں میں بھی توحید کے دلائل ہیں۔ توحید

کے جملہ دلائل بیان کرنے کے بعد بالکل آخر میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو کوئی تنبیہ نہیں کی البتہ تنبیہ آیت زیر تفسیر میں ہے گویا اس درمیانی آیت میں کفار کو ایک قسم کی پیشگی تنبیہ ہے کہ اگر وہ توحید کے دلائل سننے کے بعد بھی ایمان نہیں لائے اور مؤمنین پر ظلم و زیادتی کرتے رہے تو ان کو بھی اسی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے گا جس طرح گذشتہ قوموں کو تباہ و برباد کیا گیا تھا اور مؤمنین کی اسی طرح مدد کی جائے گی جس طرح گذشتہ انبیاء و رسل پر ایمان لانے والوں کی مدد کی گئی تھی۔

اس پیشگی تنبیہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے پھر توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ) اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے، پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو بالائی فضاؤں میں جس طرح چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے (وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ) اور (کبھی) اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ بادل کے درمیان سے پانی نکلنے لگتا ہے (فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ) پھر اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے تو وہ بندے خوش ہو جاتے ہیں (وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ) حالانکہ اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہو وہ (بڑے) مایوس تھے۔

اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ وہ ہوائیں بادلوں کو ابھارتی ہیں، پھر کبھی تو بادل بالائی فضاؤں میں پھیل جاتا ہے اور عالم گیر بارش ہونے لگتی ہے اور کبھی بادلوں کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور وہ ٹکڑے مختلف مقامات کی طرف چلے جاتے ہیں اور اس طرح مختلف مقامات پر بارش ہونے لگتی ہے۔ الغرض یہ تمام کام اللہ تعالیٰ انجام دے رہا ہے، کسی اور کے بس کی یہ بات نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ○

(النور۔ ۴۳)

(اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے اور بادل میں جو (اولوں) کے پہاڑ ہوتے ہیں (اللہ ہی) ان میں سے اولے نازل کرتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اولے برسا دیتا ہے اور جس پر سے

چاہتا ہے (دلوں کو ہٹا دیتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادل (سے نکلنے) والی بجلی کی چمک عنقریب آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی۔

آگے فرمایا (فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے نشانات کو دیکھیے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی چیز کے آثار ان نشانات کو کہتے ہیں جو اس چیز کے گذر جانے کے بعد کسی دوسری چیز پر باقی رہ جاتے ہیں۔ بارش ہو جانے کے بعد اس کے جو نشانات زمین پر باقی رہ جاتے ہیں وہ ہے اس کا سرسبز و شاداب ہونا، فصلوں کا لہلہانا اور مختلف نباتات کا اگنا۔ بارش سے پہلے زمین سرسبز و شاداب نہیں ہوتی، بالکل خشک ہوتی ہے یہ زمین کی موت ہوتی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ یہ ہے اس کا زندہ ہونا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرے گا۔ وہ ہر کام پر قادر ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ، كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

(الاعراف ۵۷)

وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے (بارش کی آمد آمد کی) خوشخبری دینے کے لئے ہواؤں کو بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (پانی سے بھرے ہوئے) بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی مردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں، پھر ہم اس (بادل) سے پانی برساتے ہیں، پھر (اس پانی) کے ذریعہ ہم (زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم (قیامت کے دن زمین سے تمام) مردوں کو نکالیں گے (ہم اس مثال کے ذریعہ تمہیں سمجھا رہے ہیں) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ) اور اگر ہم (ایسی) ہوا بھیجیں (جو کھیتی کو جلا دے) پھر یہ اس کو دیکھیں

کہ زرد ہو گئی ہے تو اس کے بعد یہ ضرور ناشکری کرنے لگیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں سرسبز اور شاداب لہلہاتی کھیتیوں سے سرفراز فرماتا ہے تو اس کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ عملاً دوسروں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ان ہی سے لو لگاتے ہیں، انہی کی دہائیاں دیتے ہیں، انہی کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں جو سرسبز و شاداب لہلہاتی کھیتیوں کو جلا ڈالے تو بجائے اس کے کہ اپنے شرک سے توبہ کریں الٹا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ شکر کرتے ہیں غیروں کا اور ناشکری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی۔ انہیں سوچنا چاہئے تھا کہ جس کا شکر ادا کیا تھا انہوں نے ایسی ہوا بھیجی ہی کیوں؟ آخر ان کی ناراضگی کا سبب کیا تھا اور اگر یہ ہوا انہوں نے نہیں بھیجی تھی تو اس ہوا کو روکتے، شکر ادا کرنے والوں کی کھیتیوں کو اس ضرر رساں ہوا سے بچاتے لیکن وہ کچھ نہ کر سکے، وہ اپنے شکر گزاروں کے کچھ کام نہ آ سکے۔ ایسی صورت میں ان شکر گزاروں کو چاہئے تھا کہ ان کی طرف سے منہ موڑ لیتے اور اپنے خالق و مالک کے سامنے جھک جاتے، اس سے معافی مانگتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس اس کی ناشکری کرنے لگے۔ بات درحقیقت یہ ہے کہ نہ کھیتیوں کو سرسبز و شاداب ان کے شریکوں نے کیا تھا اور نہ کھیتیوں کو جلانے والی ہوا انہوں نے بھیجی تھی اور نہ وہ اس ہوا سے ان کی کھیتیوں کو بچانے کی قدرت رکھتے تھے۔ افسوس ہے ان مشرکین پر کہ ایسے بے بس لوگوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور اس الٰہ برحق سے لو نہیں لگاتے جو قادر مطلق ہے۔ سب کچھ وہی کرتا ہے۔ نعمت اس کا فضل ہوتا ہے لہٰذا اس کا شکر ادا کرنا چاہئے مصیبت اس کی سزا ہوتی ہے لہٰذا اس سے اپنے گذشتہ برے اعمال کی معافی مانگنی چاہئے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہی پانی برساتا ہے جس سے آپ کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہو جاتی ہیں، وہی ہوا کو چلاتا ہے جس سے آپ کی کشتیاں چلتی ہیں لہٰذا ان احسانات کا شکر ادا کیجئے اور صرف اسی کی عبادت کیجئے۔ اپنے شریکوں سے منہ موڑ لیجئے، وہ آپ کے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ نہ وہ پانی برساتے ہیں اور نہ ہوائیں چلاتے ہیں۔ ان کو پکارنا بے سود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنا سود مند ہے لہٰذا صرف اسی کو پکاریئے۔

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ
الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾
وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ
إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا
فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ
ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ
قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا
يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾

ترجمہ تو (اے رسول) نہ آپ مُردوں کو آواز سُنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو (خصوصًا) ایسی حالت میں کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں (یہ کافر روحانی طور پر مُردہ اور بہرے ہو گئے ہیں لہٰذا ان پر نصیحت کارگر نہیں ہوتی) (۵۲) اور (اے رسول) نہ آپ اندھوں کو گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ پر لا سکتے ہیں۔ آپ تو ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئیں اور مسلم بن جائیں (۵۳) اللہ ہی ہے جس نے تم کو کمزوری (کی حالت) میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد (تمہیں) قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے (۵۴)

معانی و مصادر (ضُعْفٌ) ضَعَفَ، یَضْعُفُ، ضُعْفٌ (ن) وضَعُفَ، یَضْعُفُ، ضَعَافَةٌ (ك) کمزور ہونا۔

(شَیْبَةٌ) شَابَ، یَشِیْبُ، شَیْبٌ و شَیْبَةٌ و مَشِیْبٌ (ض) بال سفید ہونا۔

(شَیْبَةٌ) بڑھاپا۔

تفسیر مشرکین کی ناشکری کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی اپنے رسول سے فرمایا (فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ) (اے رسول) آپ نہ مُردوں کو آواز سُنا سکتے ہیں، نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں (وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ) اور نہ آپ اندھوں کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راستہ پر لا سکتے ہیں (اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ) آپ تو بس ان لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آئیں اور مسلم بن جائیں۔

مُردے اور بہرے سُن نہیں سکتے اور اندھے راستہ نہیں دیکھ سکتے۔ مشرکین مُردے بہرے اور اندھے ہیں۔ نہ ان میں حق بات سننے کی صلاحیت ہے اور نہ راہ حق دیکھنے کی صلاحیت ہے۔ روحانی طور پر یہ لوگ بہرے اور اندھے ہیں۔ ان کی روحانی صلاحیت مردہ ہو چکی ہے۔ آخر یہ سنیں تو کیسے اور دیکھیں تو کیسے۔ ان کو سُنانا اور نہ سُنانا برابر ہے۔ اسی طرح ان کو راہ حق دکھانا اور نہ دکھانا برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس استعارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی دی ہے کہ آپ گھبرا نہ جائیں، آزردہ نہ ہوں بلکہ ان کو مُردہ، بہرا اور اندھا سمجھ کر ان کی حالت پر افسوس نہ کریں یہ لوگ سُن نہیں سکتے اور نہ آپ انہیں سُنا سکتے ہیں آپ بس ان ہی لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ایمان لا کر مسلم بن جائیں۔

جو لوگ ایمان لے آتے ہیں وہی سنتے ہیں اور جو ایمان نہیں لاتے وہ نہیں سنتے۔

جو لوگ ایمان لے آتے ہیں وہی مسلم بھی ہوتے ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ مسلم بھی نہیں ہوتے۔ مسلم بننے کے لئے ایمان لانا شرط ہے۔ الغرض جو لوگ ایمان لا کر مسلم بن جاتے ہیں وہی درحقیقت حق بات کی طرف کان لگاتے ہیں، انہی کو سُنانا فائدہ مند ہوتا ہے۔ جو لوگ مسلم

نہیں بنتے ان کو حق بات سُنانا بے کار ہوتا ہے۔ ان کے دل پر مُہر لگ جاتی ہے لہٰذا وہ کچھ نہیں سُن سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۰۰)

ہم لوگوں کے قلوب پر مُہر لگا دیتے ہیں پھر وہ نصیحت کی بات سنتے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ، اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○
(الفرقان - ۴۴)

(اور اے رسول) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں (نہیں، یہ نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں بلکہ) یہ تو چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ○
(الانبیآء - ۴۵)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو وحی کے ذریعہ تمہیں ڈراتا ہوں، (رہے) بہرے (تو وہ) تو جب انہیں ڈرایا جائے (ڈرانے والے کی) پکار ہی نہیں سنتے (ڈریں گے کیسے)؟

الغرض حق بات سننے اور سمجھنے کے لئے وہ دل چاہئے جس میں صلاحیت ہو، انابت ہو، سنجیدگی ہو، خلوص ہو، تقویٰ ہو۔ جس دل میں یہ باتیں نہ ہوں وہ دل حق بات سننے اور سمجھنے کے لحاظ سے مُردہ ہے۔ اُسے ہدایت ملے تو کیسے ملے؟

الغرض مشرکین اپنے شریکوں پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کی قوت نہیں، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے تو آخر وہ معبود کیسے بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ، وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○
(الفرقان - ۳)

لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں، وہ اپنے نقصان اور نفع کے بھی مالک نہیں اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○

(الفاطر۔ ۱۴)

اور (اے لوگو) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری دعاء کو قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اے رسول) باخبر (اللہ) کے مثل آپ کو کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

مشرکین کے معبودانِ باطل کو کوئی قدرت حاصل نہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اللہ ہی سب کچھ پیدا کر سکتا ہے (اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً) (اے لوگو) اللہ ہی ہے جس نے تم کو کمزوری (کی حالت) میں پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے نہایت کمزور ہوتا ہے، پھر جب وہ جوان ہوتا ہے تو طاقتور ہوتا ہے، پھر جب وہ بڑھاپے کو پہنچتا ہے تو پھر کمزور ہو جاتا ہے۔ آخر انسان کو ان مراحل سے کون گزار رہا ہے۔ مشرکین کے شرکاء تو یہ کام نہیں کر سکتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ تو ایک تنکا اور ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تو آخر وہ مشکل کشا کیسے بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(لقمان۔ ۱۰ و ۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بغیر ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے معبود) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ. ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

(الحج ۔ ۷۳ و ۷۴)

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو۔ بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس۔ کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے) (لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

جو کچھ نہیں کر سکتے وہ الٰہ نہیں ہو سکتے۔ الٰہ تو وہ ہو سکتا ہے جو سب کچھ کر سکے اور یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے (يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ) وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے (وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ) اور وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ○

(یٰسٓ ۔ ۷۹)

وہ ہر (طرح) پیدا کرنا جانتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے اور مسلم بن جائیے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجئے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ
الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ،
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ
قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ
الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ
اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ، فَهٰذَا يَوْمُ
الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

وَلَاهُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے، (جس طرح یہ قیامت کے دن غلط اندازہ لگائیں گے) اسی طرح (دنیا میں بھی یہ غلط اندازے لگاتے رہے اور) صحیح راستہ سے بھٹکتے رہے ﴿۵۵﴾ لیکن جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے (نہیں) تم (دنیا میں جیسا کہ) اللہ کی کتاب میں (ہے) قیامت تک رہے، یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم کو اس کا علم نہیں تھا ﴿۵۶﴾ پھر اس دن ظالم لوگوں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہیں دے گی اور نہ انہیں راضی کیا جائے گا ﴿۵۷﴾

معانی ومصادر (یُؤْفَکُوْنَ) اَفَکَ، یَاْفِکُ، اَفْکٌ واُفُوْکٌ (ض) اَفِکَ، یَاْفَکُ اَفَکٌ (س) جھوٹ بولنا۔ عقل ضعیف ہونا، کسی کو اس کی رائے سے پھیر دینا۔
(لِیُسْتَعْتَبُوْنَ) اِسْتَعْتَبَ، یَسْتَعْتِبُ، اِسْتِعْتَابٌ (باب استفعال) منانا، راضی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ) اور (اے رسول) جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) نہیں رہے مگر ایک گھڑی (کَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ) اسی طرح یہ (لوگ دنیا میں بھی) بھٹکتے رہے تھے۔

گنہگار لوگ دنیا کی زندگی کا غلط اندازہ لگائیں گے اور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے یا یہ کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا ایک صبح۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ○ (والنازعات - ۴۶)

جب یہ (لوگ) اس کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں بس ایک شام رہے یا ایک صبح۔

جس طرح انہوں نے قیامت کے دن دنیا کی زندگی کا غلط اندازہ لگایا اسی طرح انہوں نے دنیا میں بھی غلط اندازے کی بنیاد پر ہی غلط فیصلے کئے تھے اور ان غلط فیصلوں کی بنیاد پر وہ

بھٹکتے رہے تھے۔ انہوں نے دنیا میں باطل کو حق قرار دیا اور بے دلیل اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے رہے۔

آگے فرمایا (وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے تم دنیا میں (جیسا کہ) اللہ کی کتاب میں (لکھا) ہے، قیامت کے دن تک رہے (فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) اور یہ قیامت ہی کا دن تو ہے لیکن تمہیں اس کا علم نہیں تھا۔

جن لوگوں کو ایمان دیا گیا تھا یعنی جو لوگ دنیا میں ایمان لے آئے تھے انہیں تو کتاب اللہ کے مطابق علم تھا کہ دنیا میں لوگوں کو قیامت تک رہنا ہوگا۔ وہ کتاب اللہ پر ایمان لائے تھے لہٰذا وہ اس کی ہر بات پر علم الیقین رکھتے تھے لیکن جو ایمان نہیں لائے تھے انہیں نہ تو ذاتی علم تھا اور نہ انہوں نے کتاب اللہ کی بات مانی۔ اگر وہ کتاب اللہ کی بات مان لیتے تو انہیں بھی علم الیقین ہو سکتا تھا۔

آگے فرمایا (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ) پھر اس دن ظالم لوگوں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہ دے گی اور نہ انہیں راضی کیا جائے گا۔ کافر اگر عذر بھی پیش کریں گے تو انہیں عذر پیش کرنے سے روک دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(التحریم۔ ۷)

(قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں سے فرمائے گا) اے کافرو، آج بہانے نہ بناؤ جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (آج) تمہیں انہی کا بدلہ ملے گا۔

الغرض کافروں کو نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رعایت دی جائے گی کہ وہ خوش ہو جائیں اور نہ انہیں آزادانہ طور پر عذر پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا بلکہ انہیں ان کے ظلم کی سزا میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۵۲)

جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کوئی فائدہ نہیں دے گی، ان پر لعنت (برس رہی) ہوگی اور ان کے (رہنے کے) لئے (بہت ہی) برا گھر ہوگا۔

عمل

اے لوگو، شرک، کفر اور گناہوں سے توبہ کیجئے۔ قیامت کے دن آپ کا کوئی عُذر یا بہانہ آپ کو فائدہ نہیں دے گا۔ اگر آپ قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ دنیا میں ایسے عمل کیجئے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا
الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ
جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ۝۵۸
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ
الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاصْبِرْ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ
الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝۶۰

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے کے) لئے ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے اور (اے رسول) اگر آپ ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں تو جو لوگ کافر ہیں وہ یہی کہیں گے کہ تم جھوٹ بات بنا کر لائے ہو ۵۸ (اور اے رسول) جو لوگ علم نہیں

رکھتے ان کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے (وہ ہٹ دھرمی کی وجہ سے کسی طرح حق کو قبول نہیں کرتے) (۵۹) تو (اے رسول) آپ صبر کیجئے، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (کافر ضرور ذلیل و خوار ہوں گے) اور (اے رسول، آپ ہوشیار رہیں یہ لوگ) جو (اللہ کی باتوں پر) یقین نہیں رکھتے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو ڈگمگا دیں (اور صبر و استقامت کا دامن آپ کے ہاتھ سے چھوٹ جائے) (۶۰)

معانی و مصادر (مُبْطِلُوْنَ) اَبْطَلَ، یُبْطِلُ، اِبْطَالٌ (باب افعال) مذاق کرنا، باطل قرار دینا، باطل بات لانا۔

(یَسْتَخِفَّنَّ) اِسْتَخَفَّ، یَسْتَخِفُّ، اِسْتِخْفَافٌ (باب استفعال) ہلکا کرنا، استخفاف کرنا، توہین کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی مثالیں بیان کر کے لوگوں کو غور و فکر کا موقع دیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے راہ راست پر آجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (الحشر - ۲۱)

یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے (اس لئے) بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ (ابراھیم - ۲۵)

اللہ لوگوں کے لئے مثالیں اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ) اور (اے رسول) ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے۔

ان مثالوں کے بیان کرنے کا مقصد مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرما دیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ لوگ ان مثالوں پر غور و فکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔

قرآن مجید میں جو مثالیں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے اکثر درج ذیل ہیں:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا، وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ

وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر تمام وادیاں اپنی گنجائش کے مطابق بہنے لگتی ہیں اور سیلاب پھولے ہوئے جھاگ کو اٹھا لیتا ہے (اور اسے بہا دیتا ہے) اسی قسم کا جھاگ اس وقت بھی نکلتا ہے جب لوگ

وَالْبَاطِلَ، فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○

(الرعد۔ ۱۷)

زیور یا اور کوئی سامان بنانے کے لئے (کھوٹ ملے ہوئے سونے، چاندی یا اور کسی دھات کو) آگ پر تپاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے (حق کی مثال صاف و شفاف پانی کی سی ہے اور باطل کی مثال میل کچیل کے جھاگ کی سی ہے) جھاگ تو چھٹ جاتا ہے اور (صاف اور شفاف پانی) جو لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوتا ہے زمین میں رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا رہتا ہے (تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(البقرۃ۔ ۱۸ تا ۲۰)

منافقین کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی۔ جب آگ نے اس شخص کے چاروں طرف روشنی کر دی تو اللہ نے منافقین کی روشنی سلب کر لی اور ان کو تاریکیوں میں چھوڑ دیا، اب انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ (ان کی حالت ایسی ہے گویا) وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں (کیونکہ رہنمائی حاصل کرنے کے یہی تین ذرائع ہیں، سننا، بولنا اور دیکھنا اور یہ ان تینوں ذرائع سے محروم ہو چکے ہیں) لہٰذا یہ (کسی حالت میں بھی سیدھے راستہ کی طرف) لوٹ نہیں سکتے یا منافقین کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے بارش ہو رہی ہے جس میں تاریکیاں ہیں، بادل گرج رہے ہیں، بجلیاں چمک رہی ہیں، جب کڑک کی آواز آتی ہے تو یہ لوگ موت کے ڈر سے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں (تاکہ نہ آواز آئے نہ دہشت سے موت واقع ہو، لیکن یہ بچکہ کہاں جائیں

گے) اللہ ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی کی چمک ان کی بینائی کو اچک لے جائے، (جس بینائی سے یہ فی الحال راستہ معلوم کر لیتے ہیں یعنی) جب کبھی بجلی چمکتی ہے تو اس کی روشنی میں (راستہ دیکھ لیتے ہیں اور) کچھ چل لیتے ہیں اور جب (بجلی نہیں چمکتی) تاریکی چھا جاتی ہے تو پھر کھڑے رہ جاتے ہیں (راستہ ہی نظر نہیں آتا تو چلیں کیسے) اگر اللہ چاہے تو ان سے ان کی سماعت اور بصارت کو (جس سے یہ فی الحال فائدہ اٹھا رہے ہیں) چھین لے (تو پھر یہ کیا کریں گے) اور اللہ یہ کام کر سکتا ہے کیونکہ اللہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے (وہ ہر کام کر سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۱)

اور کافروں (کو ہدایت کی طرف بلانے) کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو آواز دے جو پکار اور ندا کے سوا کچھ نہ سن سکے، (مزید برآں) یہ تو بہرے بھی ہیں، گونگے بھی ہیں اور اندھے بھی ہیں لہٰذا یہ سمجھ نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۶۱)

جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ، (جب وہ زمین میں بویا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ

جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ بڑی وسعت والا ہے، (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور وہ جاننے والا ہے (وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہے).

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرۃ - ۲۶۴)

اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی مثال اس پتھر جیسی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو، پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو اور وہ بارش اسے دھو کر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے، ایسے ہی ریاء کار آدمی کا دیا ہوا صدقہ اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے، قیامت کے روز ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہوگی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکیں) اللہ ایسے ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ، فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

اور (اے رسول) جو لوگ اللہ کی رضا جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ جیسی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو۔ اگر بارش ہو تو وہ دگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے)

اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ، فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ○

(البقرۃ - ۲۶۶)

(اے ایمان والو) کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور جس میں ہر قسم کے پھل موجود ہوں، بڑھاپا اسے آگیا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، ایسی حالت میں ایسا بگولا چلے جس میں آگ بھری ہو اور وہ آگ اس باغ کو جلا ڈالے (یقیناً تم میں سے کوئی اسے پسند نہیں کرے گا، تو بتاؤ اگر اسی طرح قیامت کے دن تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں تو کیا تم اسے پسند کرو گے) الغرض اللہ اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو (اور اپنے اعمال کو بربادی سے بچاؤ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ، خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

(آل عمران - ۵۹)

عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسی آدم کی، اللہ نے آدم (کے پتلے) کو مٹی سے بنایا، پھر اس (مٹی کے پتلے) سے کہا (زندہ) ہو جا، وہ (زندہ) ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ، وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

(آل عمران - ۱۱۷)

جو کچھ یہ دنیا کی زندگی میں خرچ کر رہے ہیں (وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس طرح برباد ہو جاتا ہے) جس طرح سرد ہوا (جب) ان لوگوں کی کھیتی پر جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پہنچتی ہے، اللہ ان پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں (کہ کفر و شرک کر کے اپنا نقصان کر

رہے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ، ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۷۵ و ۱۷۶)

اور (اے رسول) ان کو اس شخص کا حال بھی سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی آیات (کے علم) سے نوازا تھا (لیکن) بعد میں وہ ان آیات (کے علم سے) عاری ہو گیا، (بس) پھر (کیا تھا) شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے اوپر اٹھا لیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگا، اس کی مثال کتے جیسی ہے کہ اگر تم اس پر بوجھ لاد دو تو ہانپے اور اگر یونہی چھوڑ دو تو بھی ہانپے۔ (اور یہ مثال صرف اسی کے حسب حال نہیں بلکہ) یہ مثال ان تمام لوگوں پر صادق آتی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا (اور خواہش نفس کی پیروی کر کے ذلیل و خوار ہوئے) تو (اے رسول) آپ (ان جھٹلانے والوں کے) قصے (اور ان کا انجام ان لوگوں کو) سنا دیجئے تاکہ یہ (اپنے انجام کے متعلق) غور و فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ، حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ، كَذٰلِكَ

دنیا کی زندگی کی مثال تو بس ایسی ہے جیسے بارش (کہ جب) ہم نے اسے آسمان سے نازل کیا تو اس میں اور زمین کی سبزی میں جس کو انسان اور جانور کھاتے ہیں امتزاج پیدا ہو گیا، (سبزی پھلنے اور پھولنے لگی) یہاں تک کہ جب زمین (سرسبز و شاداب فصل سے) رونق پر آ گئی اور (خوب) آراستہ (و پیراستہ) ہو گئی اور

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○
(یونس - ۲۴)

زمین والوں نے یہ یقین کرلیا کہ وہ اس پر (ہر طرح کی قدرت رکھتے ہیں (تو ناگہاں) رات کو یا دن کو ہمارے حکم (عذاب) نے اُسے آ گھیرا اور اسے کاٹ (کر ایسا نیست و نابود کر) دیا گیا گویا کل (وہاں) کچھ تھا ہی نہیں، غور کرنے والوں کے لئے ہم اس طرح اپنی آیات کو علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کر رہے ہیں (تاکہ سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ، كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○
(یونس - ۲۷)

اور جن لوگوں نے (دنیا میں) برے کام کئے تو (ان کے) برے کام کا بدلہ برائی کے برابر ہی دیا جائے گا، ان کے چہروں پر ذلت چھا رہی ہو گی، ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا، ان کے چہروں پر (سیاہی اس طرح چھا رہی ہو گی) گویا (ان پر) اندھیری رات کے ٹکڑے اڑھا دئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اہل دوزخ ہوں گے (اور) دوزخ میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ، هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○
(ھود - ۲۴)

ان دونوں جماعتوں (یعنی ایمان والوں اور کافروں) کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے جیسی ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں) تو پھر (اے لوگو) تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ جس کو

عَاصِفٍ، لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ، ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○
(ابراھیم - ۱۸)

آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے (اور باقی کچھ نہ چھوڑے، اسی طرح کفر کی تیز و تند آندھیاں ان کے اعمال کو نیست و نابود کر دیں گی) جو اعمال انہوں نے (دنیا میں) کئے تھے (آخرت میں وہ سب ضائع ہو جائیں گے) انہیں ان پر ذرا سی بھی قدرت حاصل نہیں ہوگی (کہ ان سے کچھ نفع حاصل کر سکیں)۔ یہ بہت بڑی ناکامی ہوگی (جس کا انہیں وہاں سامنا کرنا ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○
(ابراھیم - ۲۴ و ۲۵)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال کیسی (اچھی) دی ہے، (کلمہ طیبہ کی مثال ایسی ہے) جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ زمین میں مستحکم ہو، اس کی شاخیں آسمان میں (پھیلی ہوئی ہوں) (اور) وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا ہو (یہ اور اس قسم کی دوسری) مثالیں اللہ لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○
(ابراھیم - ۲۶)

اور (اے رسول) کلمہ خبیثہ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ناپاک درخت کہ اس میں ذرا سا بھی استحکام نہ ہو اور وہ (بآسانی) زمین کے اوپر ہی سے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○

اور (اے رسول) ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے پانی، ہم نے اسے بادل سے برسایا پھر زمین سے اُگنے والی چیز اس کے ساتھ مل گئی (پھر وہ

خوب پھلی پھولی) پھر وہ چورا چورا (ہو کر ایسی) ہو گئی کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ○ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

(الحج۔ ۷۴)

اے لوگو، ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو۔ بے شک جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ (اس کام کے لئے) وہ سب مجتمع ہی (کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے اس چیز کو چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (جو پکار رہے ہیں وہ بھی بے بس اور جن کو پکارا جا رہا ہے وہ بھی بے بس، کسی کو کوئی قدرت حاصل نہیں، قدرت تو بس اللہ کو حاصل ہے) (لیکن) انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ ہی قوی ہے اور (وہی) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُّورٌ عَلٰى نُورٍ، يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

(النور۔ ۳۵)

اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور (ہدایت) ہے۔ (اسی سے آسمانوں کو اور زمین کو ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے)۔ اس کے نور (ہدایت) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، اس طاق میں ایک چراغ (رکھا) ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس (اتنا چمک دار ہے) گویا کہ وہ ایک چمکتا ہوا تارا ہے، وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت (کے تیل سے) جلایا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ اس (چراغ) کا تیل (اتنا صاف شفاف ہے کہ) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

وہ خود بخود روشن ہو جائے گا اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہوا۔ (وہ چراغ کیا ہے) نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اللہ لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً، حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ، وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ، ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ، اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا، وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

(النور۔ ۳۹ و ۴۰)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں ریت، پیاسا اسے (دور سے) پانی خیال کرتا ہے اور جب اس کے قریب پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ پانی وانی کچھ بھی نہیں ہے (اسی طرح کافر کے اعمال محض فریب نفس ہیں، میدان محشر میں کافر کو اپنے اعمال کہیں دکھائی نہ دیں گے) بلکہ وہ اپنے پاس اللہ کو موجود پائے گا اور وہ اس کو اس کا پورا پورا حساب چکا دے گا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے یا (کافروں کے اعمال ایسے ہیں) جیسے گہرے سمندر میں تاریکیاں، سمندر کو موج نے ڈھانک رکھا ہو اور (اس) موج پر (دوسری) موج چلی آ رہی ہو اور اس کے اوپر بادل ہو (غرض یہ کہ) تاریکیاں ہی تاریکیاں ہوں جو ایک دوسرے پر (چھائی ہوئی) ہوں، جب (ایسا شخص جو سمندر کی تہ میں ہو) اپنا ہاتھ نکالے تو اُسے دیکھ نہ سکے اور جس کو اللہ روشنی سے نہ نوازے، اس کے لئے کہیں روشنی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا

(اے رسول) جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال

وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ، لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ○

(العنکبوت ۔ ۴۱ تا ۴۳)

ایسی ہے جیسی مثال مکڑی کی۔ وہ ایک گھر بناتی ہے (اور سمجھتی ہے کہ وہ گھر اس کو محفوظ رکھے گا) حالانکہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے (وہ کیا حفاظت کرے گا)، کاش یہ (کافر) اس (بات کو) سمجھتے (کہ جس طرح مکڑی کا جالا کارسازی نہیں کر سکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے بھی ہیں ان میں سے کوئی بھی کارسازی نہیں کر سکتا)۔ جس جس چیز (یا شخص) کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں اللہ ان (سب) سے بخوبی واقف ہے (کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے، عاجز و بے بس ہیں) اور اللہ غالب ہے (سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ) حکمت والا ہے (ہر کام حکمت سے کرتا ہے) اور (اے رسول) یہ مثالیں ہم لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں لیکن ان کو سمجھتے وہی ہیں جو علم والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ، كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا، وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○

(الحدید ۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے، (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی

چیز چاہئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ، بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ، تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(الحشر ۔ ۱۴ تا ۱۶)

(اے ایمان والو) یہ سب مل کر بھی تم سے (آمنے سامنے آکر) نہیں لڑ سکتے مگر ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں (بیٹھ کر)۔ یہ آپس میں بھی (ایک دوسرے سے) بہت خوف زدہ رہتے ہیں۔ تم خیال کرتے ہوگے کہ یہ سب ایک ہیں حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ ان لوگوں میں ذرا سی بھی عقل نہیں۔ ان کا حال ان لوگوں جیسا ہوگا جو ان سے پہلے قریب میں اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھ چکے ہیں اور (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ انسان سے کفر کرنے کے لئے کہتا رہتا ہے، پھر جب وہ کفر کرتا ہے تو (اس سے) کہتا ہے میں تجھ سے بیزار ہوں، میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

(الحشر ۔ ۲۱)

(اے رسول) اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے جھک جاتا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے (اس لئے) بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ غور کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا،

ان لوگوں کی مثال جن کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کے بوجھ کو اٹھایا نہیں

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(الجمعة - ۵)

ایسی ہے جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں (اور اے رسول) جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال بری (ہی ہوتی) ہے، اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ، وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ، كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ، يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ، هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ، قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(اذا جآءك المنٰفقون - ۴)

اور (اے رسول) جب آپ ان (منافقین) کو دیکھتے ہیں تو ان کے جسم آپ کو اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب یہ بات کرتے ہیں تو آپ ان کی بات سنتے ہیں (لیکن بڑے نکمے اور بے ہمت لوگ ہیں) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار کے سہارے کھڑی ہیں، ہر زور کی آواز کو یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر (مصیبت) آئی۔ (اے رسول) یہ (آپ کے) دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہیئے۔ اللہ انہیں تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ یہ کہاں بھٹکے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا، هَلْ يَسْتَوٗنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(النحل - ۷۵)

(اور اے لوگو) اللہ (ایک ایسے) غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو (کسی دوسرے کے) قبضہ میں ہو اور اسے کسی چیز کا بھی اختیار نہ ہو اور (ایک) ایسے شخص کی (مثال بیان فرماتا ہے) جس کو ہم نے اپنے (فضل) سے عمدہ مال عطاء کیا ہو پھر وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی (جس طرح چاہتا ہو) خرچ کرتا ہو، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں) ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ مختار ہے اور اس کے بندے غلام کی طرح بے بس و بے اختیار ہیں

ان سے طلب کرنا بالکل بے سود)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ، هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(النحل - ۷۶)

اور (اے لوگو) اللہ دو آدمیوں کی ایک (اور) مثال بیان فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک (غلام ہے جو) گونگا ہے، کسی چیز پر اسے (ذرا سا بھی) اختیار نہیں ہے۔ مزید برآں وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے، (اس کا آقا) جہاں کہیں اسے بھیجتا ہے تو وہ (آقا کے پاس) خیر لے کر نہیں لوٹتا۔ کیا ایسا شخص اور وہ شخص جو (قادر الکلام ہے) عدل کا حکم دیتا ہے اور صراط مستقیم پر (گامزن) ہے برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(النحل - ۷۷)

آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے اور (قیامت کا علم بھی اسی کو ہے) قیامت (کے واقع ہونے) کا حکم (جب اللہ تعالیٰ صادر فرمائے گا تو اس کا واقع ہونا) مثل پلک جھپکنے کے ہوگا بلکہ اس سے بھی کم وقت میں۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ، فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

(النحل - ۱۱۲)

اور (اے لوگو) اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جہاں کے لوگ امن و اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اس بستی میں ہر جگہ سے بافراغت رزق چلا آتا تھا (کسی قسم کی تنگی نہیں تھی) لیکن بستی والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کو ان کی بداعمالی کی سزا میں بھوک اور خوف کے اختلاط (سے پیدا ہونے والے مجموعی عذاب) کا مزا چکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ، هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ، تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ، كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

(الروم۔ ۲۸)

اللہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے ایک مثال بیان فرماتا ہے: (بتاؤ) کیا جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں تمہارے لونڈی غلام تمہارے شریک ہیں اور کیا تم (اور وہ) اس میں برابر (کے حقدار) ہیں، کیا تم ان کے نقصان سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے نقصان سے ڈرتے ہو۔ عقل والوں کے لئے ہم اپنی آیات کو اس طرح علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ، هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الزمر۔ ۲۹)

(سنو) اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے: ایک شخص ہے جس (کے مالکانہ حقوق) میں کئی آدمی شریک ہیں جو باہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اور ایک شخص ہے کہ خالص ایک آدمی کا (غلام) ہے۔ کیا دونوں (غلاموں) کی حالت یکساں (ہو سکتی) ہے؟ (نہیں تو پھر) ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے (جس کا کوئی شریک نہیں) لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

(التحریم۔ ۱۰)

کافروں کے لئے اللہ نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے۔ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ ان دونوں نے ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی۔ (کافروں سے ساز باز اور ان کے لئے جاسوسی کرتی رہیں) لیکن وہ اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آ سکے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ (دوزخ

یں) داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ، اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○

(التحریم ۔ ۱۱ و ۱۲)

اور مؤمنین کے لئے اللہ فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے جب انہوں نے کہا: اے میرے رب، میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے نجات دے اور مجھے (اس ظالم قوم) سے بچا اور مریم بنت عمران (کی مثال بھی بیان فرماتا ہے) جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی وہ اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی تھیں اور وہ (ہمارے) فرمانبردار (بندوں) میں سے تھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ، كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۲۲)

(اے رسول)، ان کافروں سے پوچھئے بتاؤ) کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا، پھر ہم نے اسے نور عطاء فرمایا جس کی روشنی میں وہ شخص لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے اس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو پھر ان میں سے نکل نہ سکتا ہو (ہرگز نہیں، لیکن کافر اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، وہ اس کی صرف یہ ہے کہ) جو عمل یہ کافر کر رہے ہیں ان اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے (وہ اعمال ان کو برے ہی نہیں معلوم ہوتے تو چھوڑیں کیسے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحمدل

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ، كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

(الفتح - ۲۹)

ہیں (اے رسول) آپ ان کو دیکھیں گے کہ (کبھی) رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے (ہمہ اوقات) متلاشی رہتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔ ان کے یہ اوصاف توریت میں بھی (مذکور) ہیں اور انجیل میں بھی (مذکور) ہیں۔ (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کھیتی، جس نے (پہلے) اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو قوت دی، پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کی خوشی کا باعث بن گئی (اسی طرح اللہ اپنے رسول کے اصحاب کو رفتہ رفتہ مضبوط کر دیگا) تاکہ (وہ اپنی قوت سے) کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کریں۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ کا مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○

(اذا وقعت - ۲۲ و ۲۳)

اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ وہ ایسی ہوں گی جیسے چھپے ہوئے (آبدار) موتی۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے سمجھانے کے لئے بہت سی مثالیں دیں لیکن کافروں نے کسی مثال سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کی (وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ) اور (اے رسول) اگر آپ ان کے پاس کوئی سا بھی معجزہ لے کر آئیں کافر ضرور یہی کہیں گے کہ (اے ایمان والو) تم جھوٹ بات بنا کر لائے ہو (یہ تمہارا فریب ہے، جادو ہے، معجزہ نہیں ہے)۔

کافر معجزہ کو کبھی معجزہ تسلیم نہیں کریں گے بلکہ اسے کسی نہ کسی بہانے سے باطل قرار دیں گے مثلاً جب انہوں نے چاند کے ٹکڑے ہونے کا معجزہ دیکھا تو اسے جادو قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ

قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے

مُّسْتَمِرٌّ ○ (لیکن کافروں نے اسے نشانی تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے جادو قرار دیا) اور (اے رسول) اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھیں تو یہی کہیں گے یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ (اقتربت الساعة ۔ ۱و۲)

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ) اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو جانتے نہیں ہیں۔

نصیحت کی باتیں انہی لوگوں پر اثر کرتی ہیں جو کچھ جانتے ہیں، سمجھتے بوجھتے ہیں لیکن ہٹ دھرمی کی وجہ سے جن لوگوں کی سمجھ بوجھ بیکار ہو گئی ہو وہ کچھ نہیں جانتے اور نہ جاننا چاہتے ہیں۔ ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث ان کے دلوں میں صلاحیت ہی نہیں رہتی کہ وہ سمجھ سکیں اور حق کو پہچان سکیں۔ ضد اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں دل پر مہر لگ جاتی ہے اور پھر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

آگے فرمایا (فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ) تو (اے رسول) آپ صبر کیجئے، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ آپ کو بے صبرا بنا دیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کافروں کی چالبازیوں سے ہوشیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یقین دلایا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اگر کافر ایمان نہیں لائے اور مسلسل حق کی مخالفت کرتے رہے تو ایک نہ ایک دن عذاب آکر رہے گا عذاب کا وقت مقرر ہے، وہ اپنے وقت سے پہلے نہیں آسکتا لہذا بے صبری نہ کر بیٹھیں اور عذاب کے لئے جلدی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ (العنکبوت ۔ ۵۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ○ (الاحقاف ۔ ۳۵)

(اے رسول) جس طرح اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے آپ بھی صبر کرتے رہیے اور ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ، إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ○

(مریم۔ ۸۴)

(اے رسول) آپ ان پر (نزول عذاب) کی جلدی نہ کیجئے، ہم ان کے لئے دن گن رہے ہیں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کی مثالوں پر غور کیجئے اور ان سے نصیحت حاصل کیجئے۔
اے لوگو، صبر و استقامت سے کام لیا کیجئے۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا کیجئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ لقمٰن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمّٓ ① تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ
الۡحَكِيۡمِ ② هُدًى وَّرَحۡمَةً
لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ③ الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ
الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ④
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

ترجمہ الٓمّٓ ① (اے رسول) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں (جو ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں) ② (یہ آیتیں) نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت اور (سراسر) رحمت ہیں ③ (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ④ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ہدایت پر ہیں اور یہ لوگ نجات پانے والے ہیں ⑤

معانی و مصادر (یُوْقِنُوْنَ) اَیْقَنَ، یُوْقِنُ، اِیْقَانٌ (باب افعال) یقین کرنا۔

تفسیر (الٓمّٓ) الف، لام اور میم یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ) یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔

قرآن مجید حکمت والی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ — یٰسٓ حکمت والے قرآن کی قسم۔

(یٰسٓ ۔ ۱و۲)

قرآن مجید کی آیات حکمت سے پُر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ — (اے رسول) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سُنا رہے ہیں۔

(اٰل عمران ۔ ۵۸)

(هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ) (یہ آیتیں) نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت اور (سراسر) رحمت ہیں (الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ) (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات میں نیکی کرنے والوں یعنی نماز قائم کرنے والوں، زکوٰۃ دینے والوں اور قیامت پر یقین رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے (اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ہدایت پر (قائم ہوتے) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پاتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول وغیرہ کا ذکر نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا ذکر محذوف ہے اس لئے کہ نماز اور زکوٰۃ وہی ادا کرے گا جو ایمان لایا ہو۔

فلاح سے مراد منزل مقصود پر پہنچ جانا، جنت میں داخل ہو جانا اور دوزخ سے بچ جانا ہے اور اس سے بڑی رحمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِحْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيَ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَقَالَتْ هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيَ الضُّعَفَآءُ وَالْمَسَاكِيْنُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهٖ اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَرُبَّمَا قَالَ اُصِيْبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَقَالَ لِهٰذِهٖ اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صـ ۵۳۶)

جنت اور دوزخ نے جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا مجھ میں بڑے بڑے زوردار مغرور لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا مجھ میں ناتواں اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں جس کو چاہوں گا تجھ سے عذاب کروں گا اور جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں جس پر چاہوں گا تجھ سے رحم کروں گا اور تم دونوں کو بھر دیا جائیگا۔

عمل

اے لوگو، نماز کو قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے اور آخرت پر ایمان لائیے۔ فلاح اور نجات کے لئے یہ چیزیں بہت ضروری ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ
لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا،
أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦
وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى
مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ
فِيْٓ أُذُنَيْهِ وَقْرًا، فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ۝٧ إِنَّ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩

ترجمہ اور (اے رسول) لوگوں میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو بیہودہ باتوں کا خریدار بنتا ہے تاکہ (ان کے ذریعہ) بغیر علم کے (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے گمراہ کردے اور اس کا مذاق اڑائے، ایسے لوگوں کے لئے (قیامت کے دن) ذلیل کرنے والا عذاب ہے ۝٦ اور جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے، تو (اے رسول) اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے ۝٧ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے نعمتوں کے باغات ہیں ۝٨ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ سچا ہے (وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا) وہ غالب اور حکمت والا ہے ۝٩

معانی ومصادر (لَهْوٌ) لَهَا، يَلْهُوْ. لَهْوٌ (ن) کھیلنا، عورت کا مرد کی بات سے مانوس ہونا اور اسے پسند کرنا، غافل ہونا۔ (لَهْوٌ = وہ چیز جس سے انسان کھیلے، گانا، ڈھول، وہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے اور غافل ہوجائے۔

(حَدِيْثٌ) حَدَثَ، يَحْدُثُ، حُدُوْثٌ (ن) (نیا ہونا) واقع ہونا (حَدِيْثٌ = جدید، بات، خبر)۔

(هُزْءٌ) هَزَأَ، يَهْزَؤُ، هُزْءٌ و هُزُوْءٌ (ف، س) مذاق کرنا۔

(وَقْرٌ) وَقَرَ، يَقِرُ، وَقْرٌ (ض و س) کان میں بوجھ ہونا، کان کا کم سننا۔

(نَعِيْمٌ) نَعَمَ، يَنْعَمُ، نَعْمَةٌ و مَنْعَمٌ (س، ف و ن) خوشحال ہونا (نَعِيْمٌ = نعمت)۔

تفسیر (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا) اور (اے رسول) ان لوگوں میں بعض ایسا بھی شخص ہے جو

بیہودہ باتوں کا خریدار بنتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بغیر علم کے اللہ کے راستہ سے گمراہ کرے اور اس کا مذاق اڑائے (اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ) ایسے لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ (وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِيْ أُذُنَيْهِ وَقْرًا) اور جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے (فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ) تو (اے رسول) اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجیے۔

جو شخص لوگوں کو بیہودہ باتوں اور قصے کہانیوں میں الجھا کر راہ حق سے بھٹکائے، اللہ تعالےٰ کے دین کا مذاق اڑائے اور جب اس کو قرآن مجید کی آیات سنائی جائیں تو تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر لے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے جس کی وجہ سے وہ سن نہیں سکتا تو ایسے شخص کے لئے ذلت آمیز اور دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ○ يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ○ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا نِ اتَّخَذَهَا هُزُوًا، أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ مِنْ وَرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ، وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَوْلِيَآءَ، وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(الجاثیۃ۔ ۶ تا ۱۰)

(اے رسول) یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم آپ کو حق کے ساتھ سنا رہے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ لوگ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ (اے رسول) ہر جھوٹے گنہ گار کے لئے (بڑی) خرابی ہے۔ جب اللہ کی آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سنتا ہے مگر پھر تکبر سے (کفر پر اس طرح) اصرار کرتا ہے گویا اس نے ان (آیات) کو سُنا ہی نہیں، تو ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے اور (اے رسول، یہ ایسا شخص ہے کہ) جب اسے ہماری آیات میں کسی آیت کا علم ہوتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔ اُن کے آگے (یعنی آخرت میں اُن کے لئے) دوزخ ہے (جس میں وہ ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے) اور جو عمل انہوں نے (دنیا میں) کئے تھے نہ وہ ان کے کچھ کام آئیں گے اور نہ وہ لوگ کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ کے علاوہ (اپنا) کارساز

بنا رکھا تھا، ان کے لئے عذاب عظیم (تیار) ہے۔

ایسے لوگوں کے برخلاف (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے نعمت کے باغات ہیں (خٰلِدِیْنَ فِیْهَا، وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ) جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ جل زبردست اور حکمت والا ہے۔

ان آیات میں دو قسم کے لوگوں کے حالات اور ان کے انجام کا بیان ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے مطابق نیک عمل کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور دوسری قسم کے لوگوں کے لئے نعمت کے باغات ہیں۔

عمل

اے لوگو، بیہودہ مشاغل اور قصے کہانیوں سے پرہیز کیجئے۔ ان چیزوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے راستہ سے لوگوں کو نہ روکئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا مذاق نہ اڑائیے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لائیے اور ان کے مطابق نیک عمل کرتے رہیے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ
تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ دَآبَّةٍ ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ
زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ
فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ ، بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بغیر ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر (ہم ہی نے) زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں ⑩ تو (اے کافرو) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے شریک) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں ⑪

معانی و مصادر (عَمَدٌ) عَمَدَ، یَعْمِدُ، عَمْدٌ (ض) قصد کرنا، ستون پر کھڑا کرنا۔ (عَمَدٌ = عِمَادٌ کی جمع، ستون)۔

(رَوَاسِیَ) رَسَا، یَرْسُوْ، رَسْوٌ ورُسُوٌّ (ن) ثابت ہونا۔ (رَاسٍ اسم فاعل ہے، اس کا مؤنث رَاسِیَۃٌ ہے جس کی جمع رَوَاسٍ یا رَاسِیَاتٌ ہے۔ رَوَاسِیَ = مضبوط جمے ہوئے پہاڑ۔

(تَمِیْدُ) مَادَ، یَمِیْدُ، مَیْدٌ ومَیَدَانٌ (ض) ڈگمگانا۔

(دَبَّ) دَبَّ، یَدِبُّ، دَبٌّ ودَبِیْبٌ (ض) رینگنا (دَآبَّۃٌ = چوپائے، جانور)۔

(زَوْجٌ) زَوْجٌ = قسم۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی دلیل بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا) اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا (وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ) اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے (وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ) اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دئے (وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ) اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر ہم ہی نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں (هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) (اے رسول، ان کافروں سے کہئے) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اللہ کے علاوہ جو (تمہارے معبود ہیں) انہوں نے کیا پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ، اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ، بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ○ (الفاطر ۔ ۴۰)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو (کچھ پیدا کر سکتے ہیں، اگر ایسا ہے تو) مجھے بتاؤ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی کوئی شرکت ہے، (اے رسول) کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے

کہ (اپنے شرک کے سلسلہ میں) یہ اس سے سند لیتے ہیں۔ (اے رسول، ان میں سے کوئی بات نہیں ہے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ ظالم ایک دوسرے سے جو وعدے کرتے رہتے ہیں وہ محض فریب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے :-

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف - ۴ و ۵)

(اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی اشیاء میں) سے انہوں نے کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں) اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو، یا علوم (انبیاء میں) سے کوئی اثر (پیش کرو) اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ اکیلا ہی خالق ہے لہٰذا وہی اکیلا الٰہ ہے۔ جو خالق ہوتا ہے وہی الٰہ ہوتا ہے یعنی وہی معبود ہوتا ہے، وہی حاجت روا ہوتا ہے، وہی مشکل کشا ہوتا ہے، وہی دستگیر و کارساز ہوتا ہے، وہی حاکم اور وہی قانون ساز ہوتا ہے، وہی بادشاہ ہوتا ہے اور وہی مالک اور وہی عالم الغیب ہوتا ہے۔ کافروں کے معبودانِ باطل کیونکہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں لہٰذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے یعنی وہ نہ حاجت روا ہو سکتے ہیں اور نہ مشکل کشا، نہ وہ معبود ہو سکتے ہیں اور نہ دستگیر، نہ وہ حاکم ہو سکتے ہیں اور نہ قانون ساز، نہ وہ عالم الغیب ہو سکتے ہیں اور نہ فریادرس (بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

ظالموں سے مراد مشرکین ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا رکھے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں کہ ایسے لوگوں کو الٰہ بنا رکھا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے وہی الٰہ ہے (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)

عمل

اے لوگو، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، معبود، حاکم، دستگیر، داتا صرف اس کو مانئے جو پیدا کر سکتا ہو۔ جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا وہ بے بس ہے اُسے ہرگز نہ پکاریئے۔ پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا صرف اسی کو پکاریئے، اسی کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیئے۔

اے لوگو، الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو پیدا کر سکتا ہے۔ جو پیدا نہیں کر سکتا وہ الٰہ نہیں ہو سکتا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ، وَمَنْ يَّشْكُرْ
فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ، وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ
قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ
يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ، اِنَّ
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَ
وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ، حَمَلَتْهُ
اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ
اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى
اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ
اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ
اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

أَوْفِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ
أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ
عَلٰى مَا أَصَابَكَ، إِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْأَرْضِ مَرَحًا، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ

فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی (اور ان سے کہا تھا) کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور جو شخص شکر کرتا ہے تو وہ اپنے (فائدہ کے) لئے ہی شکر کرتا ہے (اللہ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں) اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو اللہ اس کے شکر سے بے نیاز اور لائق حمد و ثناء ہے (۱۲) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کہا: اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے (۱۳) اور (اے رسول) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ (حسن سلوک کرنے کا) حکم دیا (خصوصاً ماں کے ساتھ اس لئے کہ) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف جھیل کر اسے اٹھائے پھرتی ہے، پھر (اسے دودھ پلاتی ہے پھر کہیں) دو برس میں (جا کر) اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے (اور ہم نے انسان کو یہ بھی حکم دیا) کہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے والدین کا بھی، (تم سب کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے (۱۴) اور اگر والدین کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا لیکن دنیا (کے معاملات) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے اس کے راستہ کی پیروی کرنا (اور ہوشیار رہنا کہ) بالآخر تم سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے (۱۵) (پھر لقمٰن نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے، اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کوئی عمل) ہو اور وہ پتھر کے اندر (پوشیدہ) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (کسی بھی جگہ مخفی ہو) اللہ اسے (قیامت کے دن) لے آئے گا، بے شک اللہ (بہت) باریک بین اور (بڑا) باخبر ہے (کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا) (۱۶) (اور) اے میرے بیٹے، نماز کو قائم رکھنا، نیک بات کا حکم کرتے رہنا، برائی سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں (۱۷) اور (اے میرے بیٹے)

لوگوں سے بے رخی نہ اختیار کرنا اور زمین میں اترا کر نہ چلنا، بے شک اللہ کسی اترانے والے گھمنڈ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (۱۸) اور (اے میرے بیٹے) اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی آواز کو پست رکھنا (گدھے کی طرح نہ چیخنا) بے شک تمام آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے (۱۹)

معانی ومصادر

(وَهْنٌ) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا، کمزور کرنا (وَهْنٌ = کمزوری)

(فِصَالٌ) فَاصَلَ، يُفَاصِلُ، مُفَاصَلَةٌ وفِصَالٌ (باب مفاعلہ) کاٹنا (فِصَالٌ = دودھ چھڑانا)۔

(صَاحِبْ) صَاحَبَ، يُصَاحِبُ، مُصَاحَبَةٌ (باب مفاعلہ) رفاقت کرنا، ساتھ رہنا۔

(أَنَابَ) أَنَابَ، يُنِيبُ، إِنَابَةٌ (باب افعال) رجوع کرنا۔ لَو لگانا۔

(صَخْرَةٌ) صَخْرَةٌ = پتھر۔

(اِنْهَ) نَهٰى، يَنْهٰى، نَهْيٌ (ف) منع کرنا (اِنْهَ = منع کر)۔

(عَزْمٌ) عَزَمَ، يَعْزِمُ، عَزْمٌ و مَعْزِمٌ و عَزِيمٌ و عَزِيمَةٌ (ض) ارادہ کرنا۔

(تُصَعِّرْ) صَعَّرَ، يُصَعِّرُ، تَصْعِيرٌ (باب تفعیل) تکبر سے گردن ٹیڑھی کرنا، اعراض کرنا۔

(مَرَحٌ) مَرِحَ، يَمْرَحُ، مَرَحٌ و مَرَحَانٌ (س) خوشی ونشاط میں اترانا۔

(مُخْتَالٌ) اِخْتَالَ، يَخْتَالُ، اِخْتِيَالٌ (باب افتعال) تکبر کرنا۔

(فَخُوْرٌ) فَخَرَ، يَفْخَرُ، فَخْرٌ و فَخَارٌ و فَخَارَةٌ (ف) فخر کرنا (فَخُوْرٌ = بہت زیادہ فخر کرنے والا)۔

(اِقْصِدْ) قَصَدَ، يَقْصِدُ، قَصْدٌ (ض) میانہ روی اختیار کرنا۔

(اُغْضُضْ) غَضَّ، يَغُضُّ، غَضٌّ و غِضَاضٌ و غَضَاضَةٌ (ن) پست کرنا۔

(حَمِيْرٌ) حَمِيْرٌ = حِمَارٌ کی جمع، گدھے۔

تفسیر

(وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ) اور (اے رسول) ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی (اور ان سے کہا تھا) کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہو (وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ) اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز اور تعریف والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت ودانائی کی باتیں سکھائی تھیں۔ ان باتوں میں سے چند باتیں آیات زیر تفسیر میں آگے بیان ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی ان باتوں کو پسند فرمایا لہٰذا ان باتوں پر تمام مسلمین کو عمل کرنا

چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا جس نے ان کو حکمت و دانائی عطاء فرمائی تھی شکر ادا کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○

(البقرۃ - ۱۵۲)

(اے ایمان والو) تم میرا ذکر کرتے رہو، میں تمہارا ذکر کرتا رہوں گا اور میرے (احسان کا) شکر ادا کرتے رہو، میری ناشکری نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○

(النحل - ۱۱۴)

(اے ایمان والو) اللہ نے جو حلال اور پاکیزہ رزق تم کو دیا ہے اس میں سے کھاتے رہو اور اگر تم اللہ کی عبادت (کا دعویٰ) کرتے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر بھی ادا کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

(العنکبوت - ۱۷)

رزق اللہ سے طلب کرو، اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ تو بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔ اسے کسی کے شکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ شکر کی ضرورت تو بندے کو ہے اس لئے کہ شکر ادا کرنا اس پر فرض ہے۔ وہ حکم کی تعمیل کرتا ہے، اپنے فرائض کو ادا کرتا ہے، اجر و ثواب حاصل کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے بچ جاتا ہے۔ مزید برآں جن نعمتوں کا وہ شکر ادا کرتا ہے وہ نعمتیں اور زیادہ ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ○

(ابراھیم - ۷)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارے رب نے تم کو متنبہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہے تو میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو پھر یاد رکھو کہ میرا عذاب (بہت) سخت ہے۔

الغرض شکر ادا کرنے میں دین و دنیا کا فائدہ ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کہا: اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الانعام جزء ۶ ص۷)

جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (جن) لوگوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہیں کی (ان کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت پر ہیں) تو آپ کے اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں ایسا کون ہے جس نے (کبھی) ظلم نہ کیا ہو، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (یعنی ظلم سے مراد شرک ہے)۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اپنی صفات اور اپنے حقوق میں یکتا ہے۔ نہ اس کی ذات میں کوئی اس کا شریک ہے، نہ اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ اس کے حقوق میں کوئی اس کا شریک ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہو اس میں دوسرے کو شریک کرنا اللہ تعالیٰ کے حق میں دست اندازی ہے اور یہ یقیناً ظلم و زیادتی ہے۔ کیونکہ کسی دوسرے کے حق میں دست اندازی کرنا ظلم ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں دست اندازی کرنا یقیناً ظلم عظیم ہے۔

آگے فرمایا (وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ) اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے سلسلہ میں وصیت کی۔

یعنی اس بات کی وصیت کی کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ○

(بنی اسرآءیل۔ ۲۳)

اور (اے رسول) آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص فرماتے ہیں:۔

اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میں آپ سے ہجرت اور

وَالْجِهَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَّالِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا (صحیح مسلم کتاب البر باب برالوالدین جزء ۲ صـ۳۱۸)

جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو اللہ سے اجر چاہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو اپنے ماں باپ کے پاس لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی نافرمانی کو حرام قرار دیا۔

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْكُتُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ صـ۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، بتایئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے خبردار ہو جاؤ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، خبردار ہو جاؤ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا آپ برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا اب آپ خاموش نہیں ہوں گے۔

آگے فرمایا (حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے اسے اٹھائے پھرتی ہے پھر دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ماں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اس لئے کہ ماں بچہ کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے اور تکلیف پر تکلیف سہتی ہے پھر اس کو دودھ پلاتی ہے اور پھر دو برس میں اس کا دودھ چھڑاتی ہے یعنی تقریباً دو سال تک اس کو دودھ پلاتی ہے۔ ماں کا ذکر خصوصیت سے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو باپ سے زیادہ ماں کے حقوق کی نگہداشت کرنی چاہیئے، حسن سلوک میں اس کو ترجیح دینی چاہیئے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب من احق بحسن الصحبۃ جزء ۸ ص۲ صحیح مسلم کتاب البر باب برالوالدین جزء ۲ ص۳۱۷)

پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حقوق الوالدین من الکبائر جزء ۸ ص۲)

اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کیا ہے۔

آگے فرمایا (اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَيْكَ) (اور ہم نے انسان کو یہ بھی حکم دیا) کہ میرا بھی شکر ادا کرے اور ماں باپ کا بھی شکر ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کا اور والدین کا شکر ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اس لئے کہ وہ خالق ہے۔ تمام نعمتیں اسی کی دی ہوئی ہیں۔ ماں باپ کا شکر اس لئے کہ وہ اس کے بچپن میں اس کی پرورش کرتے ہیں، خود تکلیف اٹھاتے ہیں، اس کو تکلیف سے بچاتے ہیں۔ اس کے کھانے، پینے اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (اِلَیَّ الْمَصِیْرُ) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس جملہ میں ایک قسم کی تنبیہ ہے اور وہ یہ کہ اگر انسان نے اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کی تو انسان بچ کر کہاں جائے گا، اُسے بالآخر آنا تو میرے ہی پاس ہے، میں اس کو اس کی کوتاہی کی سزا دوں گا۔

آگے فرمایا (وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا) اور (اے انسان) اگر والدین کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا (وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا) البتہ دنیا کے معاملات میں ان کی اچھی طرح رفاقت کرنا۔

اس آیت کے شان نزول کے سلسلہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّهٗ نَزَلَتْ فِيْهِ اٰيَاتٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ حَلَفَتْ اُمُّ سَعْدٍ اَنْ لَّا تُكَلِّمَهٗٓ اَبَدًا حَتّٰى يَكْفُرَ بِدِيْنِهٖ وَلَا تَاْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ

میرے سلسلہ میں قرآن مجید کی کئی آیتیں نازل ہوئیں (ان میں سے ایک آیت اس وقت نازل ہوئی جب) ان کی ماں نے قسم کھائی کہ وہ ان سے

قَالَتْ زَعَمْتَ اَنَّ اللّٰهَ وَصّٰكَ بِوَالِدَيْكَ فَاَنَا اُمُّكَ وَاَنَا اٰمُرُكَ بِهٰذَا قَالَ مَكَثَتْ ثَلٰثًا حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهٗ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُوْا عَلٰى سَعْدٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِى الْقُرْاٰنِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل سعد بن ابی وقاص جزء ۲ صـ ۲۶۲)

کبھی بات نہ کریں گی جب تک کہ وہ اپنا دین (یعنی اسلام) نہ چھوڑیں گے، نہ کھائیں گی اور نہ پئیں گی۔ وہ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں باپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں تجھ کو حکم دیتی ہوں اس بات کا (کہ تو دین اسلام کو چھوڑ دے)۔ پھر تین دن تک وہ اسی حالت میں رہیں نہ کچھ کھایا، نہ پیا یہاں تک کہ ان کو غش آگیا۔ آخر ان کا ایک بیٹا جس کا نام عمارہ تھا کھڑا ہوا اور اُن کو پانی پلایا۔ (پانی پی کر) وہ سعد کو بددعا دینے لگیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ہم نے آدمی کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا (اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی حکم دیا کہ) اگر وہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا البتہ دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ دستور کے مطابق حسن سلوک کرتے رہنا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا کہ اگر ماں باپ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے۔ اطاعت تو صرف اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط ہے۔ دوسروں کی اطاعت صرف اس صورت میں جائز یا ضروری ہے کہ وہ معروف کام کا حکم دیں، اس کام کا حکم دیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت حرام ہوگی۔ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہٰذا اس کی مرضی کے خلاف کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جاسکتی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا

(الحج ۔ ۳۴)

(اے لوگو، سنو) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہٰذا اسی کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام جزء ۹ صـ ۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء

پھر جب (امیر کی طرف سے) اس کو گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔

۲ مت ۱۳۱ واللفظ للبخاری)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ ۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام جزء ۹ مت ۷۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء ۲/۱۳۱)

اطاعت اسی کام میں کرنی چاہیئے جو جائز ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَاطَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ)

اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو صرف معروف کام میں ہے۔

آگے فرمایا (وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ) اور پیروی اس شخص کے راستہ کی کرنا جو میری طرف رجوع کرے۔

اس آیت میں پھر ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ ماں باپ کو معیارِ حق نہ سمجھے۔ ماں باپ اگر غلط راستہ پر ہوں تو ان کے راستہ کی پیروی نہ کرے بلکہ اس شخص کے راستہ کی پیروی کرے جو ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا درحقیقت اسلام پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے کا راستہ اسلام ہوتا ہے لہٰذا صرف اسلام کی پیروی کرے (ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) پھر تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے کیا کیا عمل کئے تھے۔

آیت کے اس جزء میں ایک قسم کی تخویف ہے کہ اگر انسانوں نے گناہ کے کاموں میں ماں باپ کی اطاعت کی، ماں باپ کے راستہ کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے کے راستہ کی یعنی اسلام کی پیروی نہیں کی تو پھر وہ بچ کر کہاں جائیں گے، ان کو جانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے پھر جب وہ قیامت کے دن اس کے پاس پہنچیں گے تو وہ ان کو بتائے گا کہ انہوں نے دنیا میں کیسے کیسے غلط عمل کئے تھے پھر وہ ان کو ان کے غلط اعمال کی سزا دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کے نصائح کا ذکر شروع کیا۔ ان نصائح میں سب سے پہلے شرک کی برائی کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نصائح کو روک کر اپنی طرف سے شرک کی برائی کے سلسلہ میں بہت ہی اہم بات کا ذکر کیا وہ یہ کہ اگرچہ ماں باپ کے بہت زیادہ حقوق ہیں ان کی نافرمانی حرام ہے تاہم شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ ان کے کہنے سے بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ماں باپ کی نافرمانی کی جا سکتی ہے لیکن شرک نہیں کیا جا سکتا۔ بچپن میں ماں باپ پرورش کرتے ہیں لیکن وہ پیدا کرنے

والے نہیں۔ سب سے زیادہ حق تو پیدا کرنے والے کا ہے۔ اس کی نافرمانی میں ماں باپ کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

جملہ معترضہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے چند باتیں اپنی طرف سے بتادیں اور اس کے بعد پھر حضرت لقمان کی نصیحتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضرت لقمان فرماتے ہیں (یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ) اے میرے بیٹے، اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو اور وہ پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (کسی جگہ) ہو اللہ اسے لے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○ (اذا زلزلت الارض - ۷ و ۸)

جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے (وہاں) دیکھ لے گا۔

(اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ) بے شک اللہ بہت باریک بین اور بہت باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور بہت باخبر ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی چیز پتھر کے اندر بھی ہو تب بھی وہ چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کوئی شخص کتنا بھی چھپ کر کوئی عمل کرے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ، وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ (الانعام - ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے۔ کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو۔

(یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ) اے میرے بیٹے، نماز کو قائم کر، اچھے کام کا حکم دے اور برے کام سے منع کر اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر (اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ) بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

حضرت لقمان نے شرک سے بچنے کا حکم دینے کے بعد سب سے پہلے نماز کا حکم دیا اس لئے کہ نماز دین کا بہت ہی اہم رکن ہے بلکہ دین کا ستون ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ (ہر) کام کا سر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے۔
(ترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی حرمة الصلٰوة۔ صحیح الترمذی ۲/۲۳)

امر معروف اور نہی عن المنکر ایک بہت ہی ضروری فریضہ ہے جو ہر مسلم کو ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ، يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (التوبۃ - ۷۱)

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ (ایک دوسرے کو) نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں۔

(امر معروف اور نہی عن المنکر کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ مائدہ کی آیت ۶۳ اور سورۂ اعراف کی آیت ۱۶۴ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

پھر حضرت لقمان نے صبر و استقامت کا حکم دیا۔ زندگی میں مصیبتیں آیا ہی کرتی ہیں خصوصیت کے ساتھ امر معروف اور نہی عن المنکر کے دوران مصیبتیں زیادہ پیش آتی ہیں اسی لئے امر معروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ صبر کا حکم دیا۔

آگے فرمایا (وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ) اور (اے بیٹے) تکبر کے ساتھ لوگوں سے بے رُخی اختیار نہ کر اور زمین پر اِتراکر نہ چل، بے شک اللہ اترانے والے گھمنڈ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تکبر بہت بُری چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ۔ جزء اول ص۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہوگا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک شخص نے کہا ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ خوبصورت ہے (اور) خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ غرور تو یہ ہے کہ انسان حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اَلْعِزُّ اِزَارُہٗ وَالْکِبْرِیَآءُ رِدَآءُہٗ فَمَنْ یُّنَازِعُنِیْ عَذَّبْتُہٗ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الکبر ۲۶/۴۴۴)

عزت اللہ تعالیٰ کی ازار ہے اور بزرگی اس کی چادر ہے (یعنی یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو شخص ان صفتوں میں مجھ سے جھگڑے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔

چال میں تواضع اور انکساری ہو۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔ (الفرقان۔ ۶۳)

اور (اے رسول) رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی وانکساری کے ساتھ چلتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو والتواضع جزء ۲ ص ۳۲۲)

جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

اِتراتے ہوئے چلنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَآءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جرّ ازارہٗ من غیر خیلاء جزء ۷ ص ۱۸۲ وصحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم جرّ الثوب خیلاء جزء ۲ ص ۲۳۷)

جس نے اپنا کپڑا غرور کی نیت سے لٹکایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فِیْ حُلَّۃٍ تُعْجِبُہٗ نَفْسُہٗ مُرَجِّلٌ جُمَّتَہٗ اِذْ خَسَفَ اللّٰہُ بِہٖ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء جزء ۷ ص ۱۸۳ وصحیح مسلم کتاب

ایک شخص بالوں میں کنگھی کئے ہوئے ایک ایسا جوڑا پہن کر جو اس کے نفس کو بہت پسند تھا (اترا تا) چلا جا رہا تھا کہ (اچانک) اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھسا دیا (اور اب) وہ قیامت تک اس میں دھستا چلا جائے گا۔

اللباس باب تحریم التبختر فی المشی
مع اعجابہ بثیابہ جزء ۲ ص ۲۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَ اِسْبَالَ الْاَزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ۔ رابوداؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار جزء ۲ ص ۲۱ سندہ صحیح فتح الباری جزء ۱۲ ص ۳۶۹)

اپنے تہ بند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھو، اگر ایسا نہ کرو تو پھر دونوں ٹخنوں سے اوپر رکھو اور (خبردار) تہبند کو لٹکانا نہیں کیونکہ تہبند کو لٹکانا تکبر ہے۔

آگے فرمایا (وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ) اور اے بیٹے اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک تمام آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

چال میں میانہ روی اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ نہ بہت تیز چلے اور نہ بہت آہستہ۔ وقار کے ساتھ چلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب لا یسعی الی الصلوٰۃ والیأت بالسکینۃ والوقار جزء اول ص ۱۶۴)

جب تم سنو کہ اقامت ہو رہی ہے تو نماز کے لئے (آہستہ آہستہ) چلتے ہوئے آؤ۔ اطمینان اور وقار کو اپنے اوپر لازم کرو، جلد بازی نہ کرو۔ جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے تو اسے (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پورا کر لو۔

آواز کو پست رکھنے سے مراد یہ ہے کہ چلا کر بات نہ کرے۔ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بات کرے۔ چیخ کر بات کرنے کو گدھے کے چلانے سے مشابہت دی گئی ہے اور یہ بہت بری مثال ہے۔ ایمان والوں کو بری مثال سے بچنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ۔ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ھبتہ وصدقتہ جزء ۳ ص ۲۱۵)

ہمارے لئے بری مثال نہیں۔

عمل

اے لوگو، شرک نہ کیجئے یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

اے ایمان والو، ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے، ان کا شکر ادا کرتے رہیئے، اگر وہ شرک کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کیجئے، اللہ والوں کے راستہ یعنی اسلام پر چلتے رہیئے، نماز قائم کیجئے، لوگوں کو نیک بات کا حکم دیجئے اور بری بات سے روکئے۔ مصائب پر صبر کیجئے۔ لوگوں سے تکبّر کے ساتھ بے رخی نہ کیجئے، اکڑ کر نہ چلیئے، میانہ روی اختیار کیجئے اور بات کرتے وقت آواز کو پست رکھیئے۔ چیخئے چلائیے نہیں۔

نوٹ:۔ چال کے مفصل آداب کے لئے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۳۷ اور سورۂ فرقان کی آیت ۶۳ کی تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اب ہم بات کرنے کے آداب نقل کرتے ہیں۔

بات کرنے کے آداب

① چیخئے چلائیے نہیں، آواز کو پست رکھے (لقمان۔ ۱۹)

② بدنیتی کے ساتھ غیر محرم سے بات نہ کرے۔ یہ زبان کا زنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب زنا الجوارح دون الفرج جزء ۸ ص ۶۷)

اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کا حصہ زنا میں لکھ دیا ہے جس کو وہ ضرور کرے گا تو آنکھ کا زنا (غیر عورت کو) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (فحش) باتیں کرنا ہے اور آدمی کا نفس (زنا کی) تمنا خواہش کرتا ہے پھر شرمگاہ اس کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

③ لوگوں سے شیریں کلامی سے بات کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔

اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دیجئے

(بنی اسرآءیل - ۵۳) کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو۔

④ افواہیں نہ پھیلائے بلکہ جو خبر بھی سُنے اسے متعلقہ امراء کو پہنچا دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔

(النسآء۔ ۸۳)

اور (بعض لوگوں کی یہ کیا حالت ہے کہ) جب ان کے پاس امن کی یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے (عوام میں) پھیلا دیتے ہیں اور اگر وہ اس بات کو رسول کی طرف یا اپنے امراء کی طرف لوٹا دیتے تو ان میں سے جو تحقیق کے وسائل رکھتے ہیں اس کی تحقیق کر لیتے۔

⑤ اگر مستحقین کو کچھ دے نہ سکے تو ان سے نرمی سے بات کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۲۸)

اور اگر اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں جس (کے ملنے) کی تمہیں (مستقبل قریب میں) امید ہو تمہیں ان سے (کچھ عرصہ کے لئے) اعراض کرنا پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دو۔

⑥ بغیر انشاء اللہ کہے کسی کام کے کرنے کے ارادہ کا اظہار نہ کرے۔ اگر انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو جب یاد آئے اللہ کا ذکر کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَاْیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ۔

(الکھف۔ ۲۳ و ۲۴)

اور (اے رسول) کسی کام کے متعلق یہ نہ کہا کریں کہ یہ کام میں کل کروں گا بلکہ (اس طرح کہا کریں کہ) اگر اللہ چاہے (تو میں یہ کام کل کروں گا) اور جب آپ بھول جایا کریں تو (جب یاد آئے) اپنے رب (کی مشیّت) کا ذکر کر لیا کریں۔

⑦ عورت کو چاہئے کہ غیر محرم مرد سے نرم لہجہ میں بات نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○

(الاحزاب - ۳۲)

(کسی غیر محرم سے) نرم لہجہ میں بات نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے (تم سے) کسی قسم کی (غلط) توقع (نہ) قائم کر لے، (بس)

دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

(۸) سچ بولے، جھوٹ نہ بولے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ (الحج ۔ ۳۰) جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔

(۹) اگر لوگوں میں صلح کرانے کے لئے کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِىْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا (صحیح بخاری کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس جزء ۳ ص۲۴۰ وصحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الکذب جزء ۲ ص۱۳۸) وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرائے اور اچھی بات پہنچائے یا کہے۔

(۱۰) کسی مسلم کو برا بھلا نہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعد کفارا جزء ۹ ص۶۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق جزء اول ص۱۴۵) مسلم کو برا کہنا گناہ ہے۔

(۱۱) کسی کی چغل خوری نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ من النمیمۃ جزء ۸ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ جزء اول ص۵۷) چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(۱۲) غیبت نہ کرے یعنی کسی مسلم بھائی کا ذکر اس کی عدم موجودگی میں اس طرح نہ کرے کہ اگر وہ اس کو سنے تو اسے ناگوار گذرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔
(الحجرٰت ۔ ۱۲)
حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں :۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الغیبۃ جزء ۲ ص۳۲۲)

ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے۔ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ (اگر وہ سُنے تو) اُسے برا لگے۔ (ایک شخص نے) کہا آپ ایسی صورت میں کیا فرماتے ہیں اگر وہ بُرائی جو میں کہہ رہا ہوں میرے بھائی میں پائی جاتی ہو تو ایسی صورت میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر وہ برائی اس میں ہے تو تم نے غیبت کی اگر وہ برائی اُس میں نہیں ہے تو تم نے بہتان لگایا۔

(۱۳) کسی مسلم بھائی کا مذاق نہ اڑائے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ۔ (الحجرٰت ۔ ۱۱)

اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے۔

(۱۴) کسی مسلم بھائی پر بہتان نہ لگائے۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔
وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔
(الحجرٰت ۔ ۱۱)

آپس میں ایک دوسرے کو عیب سے منسوب نہ کرو۔

(۱۵) کسی مسلم بھائی کو بُرے لقب سے نہ پکارے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔
(الحجرٰت ۔ ۱۱)

ایک دوسرے کو (بُرے) القاب سے نہ پکارو، ایمان (لانے) کے بعد (کسی کا) بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے۔

(۱۶) عصبیت کی پکار نہ پکارے یعنی قومی و قبائلی، صوبائی و ملکی، لسانی و معاشرتی عصبیتوں کو

نہ جگائے۔ ایسی پکار کو بین المسلمین تفریق کا سبب نہ بنائے خواہ وہ پکار کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔

حضرت جابر فرماتے ہیں :۔

كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِيْ جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّمَا مُنْتِنَةٌ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ المنٰفقون جزء ۶ ص۱۹۱ وصحیح مسلم کتاب البر باب نصر الاخ ظالما او مظلوما جزء ۲ ص۳۳۱)

ہم ایک لڑائی میں تھے (یا) ہم ایک فوج میں تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو ایک ہاتھ مارا۔ انصاری نے فریاد کی اے انصار دوڑو اور مہاجر نے فریاد کی اے مہاجرین دوڑو۔ یہ آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی اور فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، ایک مہاجر نے ایک انصاری کے ہاتھ مارا تھا آپ نے فرمایا ایسی پکار کو چھوڑ دو یہ خبیث پکار ہے۔

(۱۷) نہ طعنہ دے، نہ لعنت کرے، نہ فحش بکے اور نہ بدزبانی کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ (رواہ الحاکم فی کتاب الایمان باب لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان جزء اول ص۱۲۔ سندہ صحیح۔ الاحادیث صحیحۃ للالبانی حدیث نمبر ۳۲۰)

مؤمن نہ طعنہ دیتا ہے، نہ لعنت کرتا ہے، نہ فحش بکتا ہے اور نہ بدکلامی کرتا ہے۔

(۱۸) جانور پر بھی لعنت نہ کرے بلکہ کسی بھی چیز پر لعنت نہ کرے۔

حضرت عمران بن الحصینؓ فرماتے ہیں :۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَامْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی۔ وہ اونٹنی شرارت کرنے لگی۔ عورت نے اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا اس اونٹنی پر جو کچھ ہے وہ اتار لو

مَلْعُوْنَةٌ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النہی عن لعن الدواب جزء ۲ صـ۳۲۴)

اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيْحَ وَقَالَ مُسْلِمٌ اِنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَآءَهٗ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَّاِنَّهٗ مَنْ لَّعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَّجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ (ابو داؤد کتاب الادب باب فی اللعن جزء ۲ صـ۳۲۴ سندہ صحیح۔ مرعاۃ جزء ۲ صـ۲۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا نے ایک شخص کی چادر اڑا دی۔ اس نے ہوا پر لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ مامور ہے (یعنی ہوا کا کیا قصور ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تیز اور آہستہ ہوتی ہے) اور بے شک جو شخص کسی چیز پر لعنت کرے اور وہ چیز لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔

(۱۹) کسی برائی کو علانیہ بیان نہ کرے البتہ مظلوم، ظالم کی برائی کو علانیہ بیان کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النسآء - ۱۴۸)

اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ (کوئی کسی کی) علی الاعلان برائی کرے مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو (وہ ظالم کی برائی کر سکتا ہے)۔

(۲۰) لوگوں کی بدکلامی کا جواب بھی خوش کلامی سے دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ۔ (المؤمنون - ۹۶)

(اور اے رسول) برائی کا جواب بھلائی سے دیا کیجئے۔

(۲۱) اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف جزء ۸ صـ۳۹ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار الخ ۱/۳۸

جو شخص اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک بات کہے یا خاموش رہے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
وَّبَاطِنَةً، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ
لَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾
وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ أَنْزَلَ
اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا، أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ

يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾
وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ، وَإِلَى اللَّهِ
عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ
فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ، إِلَيْنَا
مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا،
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۲۴﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو تمہارے لئے مسخّر کر دیا اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں پھر بھی بعض لوگ بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ (کے معاملہ) میں جھگڑتے ہیں (اور اس کی توحید میں رخنے ڈالتے ہیں) ﴿۲۰﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے نازل کی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں، ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے، (اے رسول) کیا ایسی حالت میں بھی (یہ انہی کی پیروی کریں گے) کہ شیطان ان کے آباء و اجداد کو دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو ﴿۲۱﴾ اور (اے رسول) جو شخص اللہ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور نیکی کرتا رہے تو وہ مضبوط کڑے کو مضبوطی کے ساتھ (پکڑ کر) لٹک گیا (اس کا انجام اچھا ہوگا) اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے ﴿۲۲﴾ اور (اے رسول) جو شخص کفر کرے تو اس کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں، ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے ﴿۲۳﴾ ہم ان کو (دنیا میں) تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر ہم ان کو زبردستی ایک سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر

(اَسْبَغَ) اَسْبَغَ، یُسْبِغُ، اِسْبَاغٌ (باب افعال) وسیع کرنا، پورا کرنا۔
(ظَاهِرَةٌ) ظَهَرَ، یَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) ظاہر ہونا۔
(بَاطِنَةٌ) بَطَنَ، یَبْطُنُ، بَطْنٌ، بُطُوْنٌ (ن) چھپنا۔
(سَعِیْرٌ) سَعَرَ، یَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا (سَعِیْرٌ = شعلہ)۔
(وُثْقٰی) وَثُقَ، یَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ک) ثابت ہونا۔ مستحکم ہونا (اَوْثَقُ = زیادہ ثابت و مستحکم۔ اس کا مؤنث "وُثْقٰی" ہے)۔
(عُرْوَةٌ) عَرَا، یَعْرُوْ، عَرْوٌ (ن) ارادہ کرنا، کڑا لگانا (عُرْوَةٌ = کڑا، کنڈا)۔
(اِسْتَمْسَكَ) اِسْتَمْسَكَ، یَسْتَمْسِكُ، اِسْتِمْسَاكٌ (باب استفعال) لٹک جانا۔
(غَلِیْظٌ) غَلُظَ، یَغْلُظُ، غِلَاظَةٌ وغُلْظَةٌ وغِلَظٌ (ک ون وض) سخت ہونا (غَلِیْظٌ = سخت)۔

تفسیر

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) (اے لوگو) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو تمہارے لئے مسخر کر دیا (وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً) اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ) پھر بھی بعض لوگ بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی اور زمین کی چیزوں کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا۔ ہر چیز انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے مثلاً سورج اور چاند اپنے اپنے وقت مقررہ پر طلوع ہوتے ہیں اور غروب ہوتے ہیں۔ سورج کے غروب اور طلوع سے رات اور دن بنتے ہیں۔ چاند کی منازل سے ماہ و سال بنتے ہیں۔ اگر دن و رات اور ماہ و سال نہ بنیں تو انسان کی زندگی مہمل ہو کر رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ، يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ○

(یونس۔ ۵ و ۶)

وہی ہے جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور چاند کے منازل مقرر کئے تاکہ تم (ماہ و) سال کو شمار کر سکو اور (ماہانہ اور سالانہ) حساب و کتاب رکھ سکو۔ یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ علم والوں کے لئے اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ، اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ قیامت کے دن تک تم پر رات کر دے تو اللہ کے علاوہ اور کونسا الٰہ ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے، تو کیا تم سنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے اور اے رسول، آپ ان سے پوچھیے: بتاؤ اگر اللہ ہمیشہ یوم قیامت تک تم پر دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کونسا

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
(القصص - ۷۳)

الٰہ ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو تو کیا تم دیکھتے نہیں (کہ تم کہاں بھٹک رہے ہو) ؟ اور (اے لوگو) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تا کہ تم (رات کو) آرام کر سکو اور (دن کو) اس کا فضل تلاش کر سکو اور تاکہ تم (اس نعمت پر) اللہ کا شکر ادا کرو۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے بارش ہوتی ہے جس سے کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں جن سے کشتیاں چلتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ، اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○
(الحج - ۶۳)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل سے پانی برساتا ہے تو زمین سرسبز ہو جاتی ہے ، بے شک اللہ (بڑا) لطیف و خبیر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ، اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
(الانعام - ۱۰۰)

اور (اے لوگو) وہی ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے پھر ہم ہی اس کے ذریعہ ہر چیز کے پودے اگاتے ہیں پھر ہم ہی اس سے سرسبز (ٹہنی) پیدا کرتے ہیں پھر ہم ہی اس سے ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گچھوں میں سے جھکے ہوئے خوشے ، انگور کے باغات ، زیتون اور انار جو ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور غیر مشابہ بھی (ہم ہی پیدا کرتے ہیں اور اے لوگو) جب وہ درخت پھل لائے تو اس کے پھل کی طرف (ذرا نظر غور سے) دیکھو اور اس پھل کے پکنے کا بھی مشاہدہ کرو (تم دیکھو گے کہ) ان تمام چیزوں میں ایمان والوں کے

لئے (اللہ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَعَلٰمٰتٍ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ○

(النحل - ۱۴ تا ۱۶)

وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لئے) مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور (اے لوگو، اس نے سمندر کو اس لئے بھی مسخر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو)۔ اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے، اسی نے دریا (جاری کر دئے) اور اسی نے راستے (بنا دئے) تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ اور (ان راستوں پر ایسی) علامتیں (بھی بنا دیں جن سے راستہ معلوم کرنے میں آسانی ہو) اور (اے رسول، ہم ہی نے) تارے (بھی بنائے جن) سے یہ لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ○ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○

(الشوریٰ - ۳۲ و ۳۳)

اور (اے لوگو) اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ سمندر میں جہاز (چلتے رہتے) ہیں، (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا وہ پہاڑ ہیں۔ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے اور جہاز اس کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ اس میں ہر صبر کرنے والے

شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں۔

آیات بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ظاہری نعمتوں کا ذکر کیا۔ باطنی نعمتوں کو تو وہی بہتر جانتا ہے کہ کیا کیا ہیں۔

الغرض آسمان و زمین کی تمام چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ مشرکین نے جو معبود بنا رکھے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اور جب انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا تو وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں، وہ حاجت روا اور مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں؟ تعجب ہے کہ مشرکین کی سمجھ میں اتنی بھی بات نہیں آتی اور بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے تو بے شمار دلائل ہیں۔ مشرکین جو شرک کر رہے ہیں اس کے لئے ان کے پاس ایک بھی دلیل نہیں پھر یہ کیوں بے دلیل اپنے شرک پر اڑے ہوئے ہیں۔ مشرکین کی ہٹ دھرمی کی حد ہو گئی ہے (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء (و اجداد) کو پایا (اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ) کیا (ایسی صورت میں بھی کہ) شیطان ان (کے آباء و اجداد) کو دوزخ کی طرف بلا تا رہا ہو۔

مشرکین کے پاس نہ علم ہے، نہ ہدایت ہے اور نہ روشن کتاب ہے تو پھر انہیں اپنے شرک پر جمے رہنا نہیں چاہئے۔ ایمان والوں کے پاس روشن کتاب آچکی ہے۔ اس میں ہدایت بھی ہے اور صحیح علم بھی ہے تو پھر ان مشرکین کو ایمان والوں کی بات ماننی چاہئے اور ان سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں جھگڑنا نہیں چاہئے۔ بات اس کی ماننی چاہئے جس کے پاس دلیل ہو نہ کہ اس کی جس کے پاس دلیل نہ ہو۔

آباء و اجداد کو دلیل یا معیارِ حق بنانا صحیح نہیں اس لئے کہ اس طرح تو بے شمار معیارِ حق بن جائیں گے حالانکہ معیارِ حق صرف ایک ہوتا ہے۔ انہیں کیا خبر کہ جن کو یہ معیار سمجھ رہے ہیں ان کو بھی شیطان نے دھوکا دیا ہو اور دوزخ کی طرف جانے والے راستہ پر لا ڈالا ہو۔ ایسی صورت میں آباء و اجداد کی پیروی سے سوائے گمراہی کے اور کیا ملے گا۔ آباء و اجداد کا صحیح راستہ پر ہونا یقینی نہیں۔ اولاد اپنے آباء و اجداد کو محض ظن کی بنیاد پر صحیح راستہ پر سمجھتی ہے اور یہ کوئی معقول وجہ نہیں۔ ان کا ہدایت پر ہونا یا نہ ہونا دونوں باتوں کا امکان ہے تو پھر فیصلہ کیسے ہوگا کہ وہ صحیح راستہ پر ہی تھے۔ ایسی صورت میں ان کو معیارِ حق بنانا ہی نہیں چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا،	اور جب (کافروں سے) کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○
(البقرۃ - ۱۷۰)

کہتے ہیں، نہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس چیز کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا (افسوس) کیا اس حالت میں بھی وہ اپنے آباء واجداد کی پیروی کریں گے کہ ان کے آباواجداد نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستہ پر ہوں۔

معیارِ حق اسے بنانا چاہیئے جس کی بات یقینی ہو، جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ کی وحی ہو اور ایسی ہستی صرف نبی ہوتا ہے لہذا صرف نبی ہی معیارِ حق ہوتا ہے۔ نبی کی بات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے (وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى) اور جو شخص اللہ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے اور نیکی کرتا رہے تو وہ مضبوط کڑے کو پکڑ کر لٹک گیا (وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ) اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف (لوٹنا) ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور غیر اللہ کے معبود ہونے سے انکار کرنا ہی دراصل مضبوط کڑے سے لٹک جانا ہے۔ توحید کا یہ کڑا اتنا مضبوط ہے کہ ٹوٹ نہیں سکتا اور جو اس کو پکڑ کر لٹک گیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○
(البقرۃ - ۲۵۶)

جو شخص طاغوت (یعنی غیر اللہ کے الٰہ ہونے) کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو وہ مضبوطی کے ساتھ مضبوط حلقہ کو پکڑ کر لٹک گیا۔ وہ حلقہ ایسا ہے کہ کبھی نہیں ٹوٹے گا اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے اور صحیح توحید صرف اسلام میں ہے لہذا جس نے اسلام کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے توحید کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور جس نے توحید کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا۔ اس لحاظ سے مضبوط کڑا دین اسلام ہے اور دین اسلام کو مضبوطی سے پکڑنا ہی باعث نجات ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں:۔

رَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ، وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ، فِيْ اَعْلَى الْعَمُوْدِ عُرْوَةٌ، فَقِيْلَ لِيْ

میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک باغ میں ہوں۔ اس باغ کے بیچ میں ایک ستون ہے

اُرْقَهْ قُلْتُ لَآ اَسْتَطِيْعُ. فَاَتَانِيْ وَصِيْفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ فَرَقِيْتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَاَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْاِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب التعلیق بالعروۃ والحلقۃ جزء ۹ صـ۲۷)

اور ستون کی چوٹی پر ایک کڑا لگا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا گیا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ پھر ایک خادم آیا اس نے میرے کپڑے اٹھائے۔ میں چڑھ گیا اور اوپر جا کر کڑا مضبوطی سے پکڑ لیا۔ میں اس کو پکڑے ہوئے ہی تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا باغ تو اسلام کا باغ ہے اور ستون اسلام کا ستون ہے اور کڑا (وہ) مضبوط کڑا ہے (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے) تم مضبوطی کے ساتھ اسلام کو پکڑے رہو گے یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔

ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملہ میں جھگڑتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید میں گم ہو جاتا ہے اور صرف اسی کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے اس کا انجام اچھا ہوگا۔ اسلام کے خلاف جو سازشیں کافر کر رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ انجام کار ان کی سازشیں کامیابی سے ہمکنار ہونگی۔ نہیں ان کی سازشوں کا انجام بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ان کی ایک سازش بھی کارگر نہیں ہوگی اور اسلام برابر ترقی کرتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ - ۳۲ و ۳۳)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ وہ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا خواہ کافروں کو (کتنا ہی) برا کیوں نہ لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دینِ حق) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے (اللہ ایسا کر کے رہے گا) خواہ مشرکین کو (کتنا ہی) ناگوار کیوں نہ گذرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ،

اور (اے رسول) کافروں نے (اپنے اپنے

وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○
(ابراھیم - ۴۶)

رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدبیریں اللہ کی نظر میں تھیں (وہ رسولوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے) اگرچہ ان کی تدبیریں (اس بلا کی تھیں کہ ان) سے پہاڑ ٹل جاتے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ) اور (اے رسول) جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں (اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا) ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ان کو بتائیں گے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلی دی کہ وہ کافروں کے کفر اور اس کے نتیجے میں جو سازشیں وہ کر رہے ہیں ان سے رنجیدہ نہ ہوں، انجام کار ان کو ہمارے پاس آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے، یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ ان کے سارے اعمال ہمارے علم میں ہیں اور نہ صرف اعمال ہمارے علم میں ہیں بلکہ جو کچھ ان کے ارادے ہیں ان سے بھی ہم واقف ہیں (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے (نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ) ہم ان کو (دنیا میں) تھوڑا سا فائدہ پہنچا رہے ہیں پھر ہم ان کو زبردستی ایک سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، اللہ کی توحید کے معاملہ میں بے علم اور بے دلیل نہ جھگڑیے۔ توحید کو تسلیم کیجئے۔
اے لوگو، آباء و اجداد کو معیارِ حق نہ بنائیے، ان کی پیروی نہ کیجئے بلکہ اسلام کی پیروی کیجئے۔
اسلام کی پیروی میں ہی نجات ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ
اللّٰهُ، قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَ
لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ

اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا
كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ، اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ
الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ،
كُلٌّ يَّجْرِيْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

أَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ
الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيرُ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ
تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ
لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ، إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ
شَكُورٍ ﴿۳۱﴾ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ
كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ، فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى

الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ، وَمَا يَجْحَدُ
بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ
وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ
عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ
جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا، اِنَّ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا، وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ، وَمَا تَدْرِي
نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ،
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾

ترجمہ اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ (اے رسول) آپ کہئے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے (۲۵) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور (جو کچھ) زمین (میں ہے) سب اللہ کا ہے، بے شک اللہ غنی اور تعریف والا ہے (۲۶) اور (اے رسول) زمین میں جتنے درخت ہیں اگر (یہ سب) قلم بن جائیں اور سمندر روشنائی بن جائے اور (اس کے بعد سات سمندر اور (روشنائی بن کر) اس کی روشنائی میں اضافہ کریں (پھر ان قلموں اور اس روشنائی سے اللہ کے کلمات لکھے جائیں تو قلم ختم ہو جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن) اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۲۷) (اللہ کے لئے) تم سب کا پیدا کرنا اور (تمہارے مرجانے کے بعد تم کو) دوبارہ زندہ کر دینا ایسا ہے جیسے ایک شخص کو (پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کر دینا) بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے (۲۸) (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک وقت مقررہ تک کے لئے جاری و ساری ہے اور (کیا آپ کو نہیں معلوم) کہ اللہ جو

کچھ تم کر رہے ہو اس سے باخبر ہے (۲۹) یہ (تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں) کہ اللہ ہی سچا (الٰہ) ہے اور جن کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلند و بالا اور بڑائی والا ہے (۳۰) (اور اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کے فضل و کرم سے سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں (۳۱) اور (اے رسول) جب (سمندر کی) لہریں ان پر سائبان کی طرح چھا جاتی ہیں تو یہ لوگ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اسی کو (مدد کے لئے) پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے بعض تو استقامت کے ساتھ (توحید پر) جمے رہتے ہیں (اور بعض پھر شرک کرنے لگتے ہیں) اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری نشانیوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکر گزار ہوتے ہیں (۳۲) اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ تو باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کام آئے گا، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آکر رہے گی) لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) اللہ کے بارے میں تمہیں (کسی قسم کے) فریب میں مبتلا کرے (۳۳) قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے، پانی وہی برساتا ہے (اور پانی برسنے کے وقت کو بھی وہی جانتا ہے)، وہی جانتا ہے کہ (مادہ کے) رحموں میں کیا ہے (نر یا مادہ) کسی شخص کو نہیں معلوم کہ وہ کل کیا کرنے والا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی، بے شک اللہ ہی (ان باتوں کا) جاننے والا اور (ہر بات سے) باخبر ہے (۳۴)

معانی و مصادر

(یَمُدُّ) مَدَّ، یَمُدُّ، مَدٌّ (ن) قلم میں روشنائی لگانا، مہلت دینا، کھینچنا، طول دینا، مدد کرنا، روشنائی زیادہ کرنا۔

(اَبْحُرٌ) اَبْحُرٌ۔ بَحْرٌ کی جمع، سمندر۔

(نَفِدَ) نَفِدَ، یَنْفَدُ، نَفَدٌ و نَفَادٌ (س) ختم ہونا، فنا ہو جانا۔

(غَشِیَ) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ (س) ڈھانکنا۔

(مَوْجٌ) مَاجَ، یَمُوْجُ، مَوْجٌ و مَوَجَانٌ (ن) موج مارنا، اختلاف کرنا۔

(ظُلَلٌ) ظُلَّۃٌ (ف) سایہ دار ہونا (ظُلَلٌ۔ ظُلَّۃٌ کی جمع، سائبان)۔

(مُقْتَصِدٌ) اِقْتَصَدَ، یَقْتَصِدُ، اِقْتِصَادٌ (باب افتعال) اعتدال اختیار کرنا، استقامت اختیار کرنا۔

(خَتَّارٌ) خَتَرَ، یَخْتِرُ، خَتْرٌ (ض) بدعہدی کرنا، خبیث ہونا۔

(یَجْزِیْ) (جَازٍ) جَزٰی، یَجْزِیْ، جَزَاءٌ (ض) کام آنا۔ (جَازٍ = کام آنے والا)۔

(غَیْثٌ) غَاثَ، یَغِیْثُ، غَیْثٌ (ض) برسانا (غَیْثٌ = بارش)۔

(تَدَارِی دَرٰی، یَدَارِیْ، دِرَایَۃٌ (ض) جاننا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے پھر توحید کے دلائل بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ کہئے کہ (پھر) سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جو خالق ہے وہی ہر قسم کی حمد و ثناء کا مستحق ہے۔ وہی کارساز ہے، وہی مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، وہی حیّ و قیوم ہے، وہی قادرِ مطلق ہے، وہی پکار کو سُنتا ہے، وہی پکار کا جواب دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جو خالق نہیں ہیں وہ ہر قسم کی تعریف کے مستحق نہیں نہ وہ کارساز ہیں، نہ مشکل کشا ہیں، نہ حاجت روا ہیں، نہ وہ حیّ و قیوم ہیں، نہ وہ قادر ہیں، نہ وہ پکار کو سنتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو پھر ایسے بے بس لوگوں کی عبادت کرنا، نذر و نیاز کرنا یا ان سے فریاد کرنا بالکل لغو اور لایعنی ہے لیکن کفار میں سے اکثر لوگ اتنی بات بھی نہیں جانتے اور بدستور شرک میں مبتلا ہیں۔

آگے فرمایا (لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کا ہے، بے شک اللہ ہی غنی اور تعریف والا ہے۔

مشرکین کے شرکاء آسمانوں کی اور زمین کی کسی چیز کے مالک نہیں تو پھر وہ حاجت روا کیسے ہو سکتے ہیں۔ حاجت روا، کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ (وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ، یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ) اگر زمین میں جتنے درخت ہیں (سب) قلمیں بن جائیں اور سمندر (روشنائی بن جائے اور) اس کے بعد سات سمندر اور (روشنائی بن کر) اس کی روشنائی میں اضافہ کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے بے شک اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

اگر تمام درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور آٹھ سمندر روشنائی بن جائیں اور ان قلموں اور اس روشنائی سے اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے جائیں تو قلمیں ختم ہو جائیں گی سمندر خشک ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے کلماتِ حمد و ثناء ختم نہیں ہوں گے۔ حیرت ہے کہ مشرکین ایسی شان والے الٰہ کو چھوڑ کر دوسرے بے بس، کمزور لوگوں کو الٰہ بنا لیتے ہیں جو نہ اپنے کام پر غالب ہیں اور نہ ان کے تمام کام حکمتِ کاملہ سے بھرپور ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور اللہ اپنے (ہر) کام پر غالب (اور اس کو پورا کرنے پر قادر) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

(یوسف - ۲۱) (کہ کسی خاص کام میں اس کی کیا کیا مصلحتیں ہوتی ہیں)۔

کفار مکہ میں سے اکثر لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر تھے۔ وہ اسے بعید از عقل سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ (بنی اسرآءیل - ۴۹)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں ہو جائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔

کفار کے اس عقیدہ کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ، اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ) (اے لوگو اللہ کے لئے) تمہارا پیدا کرنا اور (تمہارے مرنے کے بعد تم کو) دوبارہ زندہ کر دینا ایک جان (کے پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کر دینے) کے مانند ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں کفار کے عقیدہ کی تردید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں کا نہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل تھا اور نہ ان کو مارنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے۔ اس کے نزدیک تمام لوگوں کا پیدا کرنا اتنا ہی آسان ہے جتنا ایک شخص کا پیدا کرنا اور تمام انسانوں کو مارنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا بھی اتنا ہی آسان ہے جتنا ایک شخص کا دوبارہ پیدا کرنا۔ اس کا تو صرف کُنْ کہہ دینا کافی ہے۔ جب وہ کُنْ کہے گا تو سب لوگ پھر زندہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ، بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ، وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

(النحل - ۳۸ تا ۴۰)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی بڑی مضبوط قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص مر جاتا ہے اللہ اُسے (کبھی) زندہ نہیں کرے گا۔ کیوں نہیں (اللہ اسے ضرور زندہ کرے گا) یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس پر (ضروری) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے)۔ (ضروری اس لئے ہے) کہ جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اللہ ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کر دے اور کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے (اور قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں)

ہم تو جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (کام) کو (صرف اتنا) کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا تو وہ (فوراً) ہو جاتا ہے۔

اللہ سمیع ہے، وہ سن رہا ہے جو باتیں یہ کافر بنا رہے ہیں۔ اللہ بصیر ہے، وہ دیکھ رہا ہے جو عمل یہ کافر کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن جب یہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اس دن اللہ تعالیٰ ان کو ان کی باتوں اور ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

توحید کی دلیل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (ان میں سے) ہر ایک ایک وقت مقررہ تک کے لئے جاری ہے اور اس میں شک نہیں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور رات چھوٹی ہوتی ہے اور کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا ہوتا ہے۔ جب دن بڑا ہوتا ہے تو وہ رات کے اس وقت میں داخل ہو جاتا ہے جو رات کے بڑا ہونے کی صورت میں رات میں شامل تھا اور جب رات بڑی ہوتی ہے تو وہ دن کے اس وقت میں داخل ہو جاتی ہے جو دن کے بڑا ہونے کی صورت میں دن میں شامل تھا لیکن دن اور رات کا مجموعی وقت ہر موسم میں یکساں رہتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی نہیں ہوتی۔

رات اور دن کی یہ تبدیلیاں، سورج اور چاند کا مقررہ وقت یعنی قیامت تک چلتے رہنا اور انسان کو فائدہ پہنچانا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

معبودانِ باطل یہ کام نہیں کر سکتے تو وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ الٰہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام ہے۔ اسے انسانوں کے تمام اعمال کی خبر ہے دوسروں کو تو کچھ بھی خبر نہیں لہٰذا وہ الٰہ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

(الاحقاف - ۵)

اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی میں ہر قسم کی قدرت ہے اور نہ کسی کو ہر بات اور ہر عمل کا علم ہے تو پھر (ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ

الْكَبِيْرُ) یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ صرف اللہ ہی (الٰہِ بر) حق ہے اور اس کے علاوہ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور یہ کہ صرف اللہ ہی بلند و بالا اور بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ، وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

(الرعد ۔ ۱۴)

حق تو یہ ہے کہ (مصیبت میں صرف) اسی کو پکارا جائے۔ اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو یہ کافر پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے۔ (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ (محض ایسا کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی اس کے منہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا۔ (جس طرح پانی کی طرف ہاتھ پھیلانا بیکار ہے، اسی طرح) کافروں کا (اللہ کے علاوہ دوسروں کو) پکارنا بیکار ہے۔

آگے فرمایا (اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ) اور (اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کے فضل سے سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ اللہ تم کو اپنی نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

سمندر میں کشتیاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چلتی ہیں۔ یہ اسی کی کاریگری ہے کہ اس نے سمندر کو اس طرح مسخر کر دیا ہے کہ کشتیاں اس میں تیرتی رہتی ہیں، ڈوبتی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(النحل ۔ ۱۴)

وہی ہے جس نے سمندر کو (تمہارے لئے) مسخر کر دیا تاکہ تم اس میں سے (مچھلیاں نکال کر ان کا) تر و تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے جواہرات نکالو جن کو تم پہنتے ہو، اور (اے رسول) آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں (کس طرح) پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں (یہ اس کی قدرت کی کتنی زبردست نشانی ہے) اور (اے لوگو، اس نے سمندر کو اس لئے

مسخّر کیا ہے) تاکہ تم (کشتیوں میں بیٹھ کر سفر کرو اور تجارت کے ذریعہ) اللہ کا فضل تلاش کرو اور (اے لوگو، یہ تمام نعمتیں اس نے تم کو اس لئے دی ہیں) تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو (اور اس کے احکام پر چلتے رہو)۔

پانی میں اچھال کی قوت پیدا کرنا، ہواؤں کا چلانا وغیرہ وغیرہ یہ سب اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا کوئی یہ کام نہیں کرسکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا کوئی الٰہ بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں کی حاجت روائی کرے، بگڑی بنائے، ان کی فریاد سنے اور مدد کرے۔ ان نشانیوں سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو صابر اور شاکر رہتے ہیں مثلاً سمندر میں اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں، توحید پر جمے رہتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ نہ تو مصیبت اور طوفان کے وقت غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور نہ خشکی پر پہنچنے کے بعد دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔ نہ مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ راحت حاصل ہونے کے بعد اس کی ناشکری کرتے ہوئے دوسروں سے لو لگاتے ہیں۔ ہر حال میں زبان سے بھی اور عمل سے بھی اسی کارساز، واحد و مختار کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ، اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ○ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ، فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○

(بنی اسرآءیل - ۶۶ و ۶۷)

(اے لوگو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہازوں کو چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ وہ تم پر بڑا مہربان ہے۔ اور جب سمندر میں تم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جن جن کو تم (مشکل کشائی کے لئے) پکارا کرتے ہو، اللہ کے علاوہ وہ (سب تمہارے ذہن سے) غائب ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم (اس سے) منہ پھیر لیتے ہو (اور پھر اپنے بزرگوں کو پکارنے لگتے ہو) بات یہ ہے کہ انسان (بڑا ہی) ناشکرا (واقع ہوا) ہے۔

الغرض صابر و شاکر بندے تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ادا کرتے ہیں، اسی کو کارساز اور

مشکل کشا سمجھتے ہیں لیکن سب ایسے نہیں ہوتے ۔ کچھ توحید پر قائم رہتے ہیں اور کچھ مصیبت ٹلنے کے بعد پھر شرک کرنے لگتے ہیں ۔ ان دونوں قسموں کے لوگوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ، وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ) اور (اے رسول) جب (سمندر) کی لہریں ان پر سائبان کی طرح چھا جاتی ہیں تو یہ لوگ دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں پھر جب اللہ انہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ اعتدال پر قائم رہتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری نشانیوں کا انکار وہی کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہوتے ہیں ۔

مندرجہ بالا آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ سمندر میں جب طوفان آتا ہے تو سب لوگ دین کو صرف اللہ کے لئے ماننے لگتے ہیں ، صرف اسی کی بندگی کا اقرار کرتے ہیں ، صرف اسی کے نازل کردہ ضابطہ حیات کو واجب التعمیل سمجھتے ہیں اور اس ضابطہ حیات کے مطابق صرف اسی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ، صرف اسی سے فریاد کرتے ہیں ، صرف اسی کو کارساز سمجھتے ہیں ، صرف اسی کو واحد الٰہ ماننے کا عہد کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں طوفان سے نجات دے کر خشکی پر لے آتا ہے تو بعض لوگ تو استقامت کے ساتھ اسی عقیدہ اور عمل پر قائم رہتے ہیں اور خشکی پر بھی اسی کو پکارتے ہیں ، اسی کو کارساز سمجھتے ہیں لیکن بعض لوگ اس عقیدۂ توحید سے پھر جاتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں ۔ ان کا یہ عقیدہ اور عمل گویا اس عقیدہ کے خلاف ہوتا ہے جس کو انہوں نے سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تسلیم کیا تھا ۔ خشکی پر پہنچ کر وہ دوسروں کے فتووں اور مسائل پر عمل کرنے لگتے ہیں ، دوسروں کو پکارنے لگتے ہیں اس طرح وہ شرک فی الدین کے بھی مرتکب ہوتے ہیں ان کا یہ فعل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خالص دین کے احکامات کو خشکی پر پہنچ جانے کے بعد ماننے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور احکام کا انکار تو وہی کرتے ہیں جو عہد توڑنے والے اور ناشکرے ہوتے ہیں ۔

سمندر کی طغیانی کے وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے توحید کا عہد و پیمان کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے دیتا ہے تو اس عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں ۔ جس اللہ نے انہیں نجات دی تھی اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں اور یہ بہت بڑی ناشکری ہے ۔ ایسا کام وہی لوگ کرتے ہیں جو عہد کو توڑنے والے اور ناشکرے ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا) اے لوگو ، اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ تو باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے کام آئے گا (اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تم کو دھوکے میں ڈالے۔

قیامت کا دن آکر رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ○ (والمرسلٰت ۔ ۷)

جس (قیامت) کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور واقع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ○ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ○ (الذّاریات ۔ ۵ و ۶)

جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ (بالکل) حق ہے۔ حساب و کتاب ضرور ہو کر رہے گا۔

پھر جب وہ دن آئے گا تو اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ (البقرۃ ۔ ۴۸)

ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائے گا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی سے مدد حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○ (عبس ۔ ۳۳ تا ۳۷)

تو جس دن شور (قیامت برپا) ہوگا اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور اپنے باپ (سے بھاگے گا) اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا)۔ ہر شخص کی اس دن ایسی حالت ہوگی کہ اسے (سب سے) بے نیاز کر دے گی۔

قیامت آکر رہے گی، حساب و کتاب ہو کر رہے گا، اس دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا، کوئی کسی کی سفارش یا مدد نہ کر سکے گا تو پھر ایسے دن سے ڈرنا چاہئے اور دنیا کی زندگی میں مگن ہو کر آخرت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ دنیا کی زندگی محض ایک فریب ہے، اس کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ، كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

(الحدید ۔ ۲۰)

(اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ للہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ تمہیں کون سی چیز چاہیئے) اور (اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

شیطان بڑا دھوکے باز ہے۔ وہ طرح طرح سے دھوکا دے کر انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ○

(النسآء ۔ ۱۲۰ و ۱۲۱)

شیطان ان سے وعدے کرتا ہے، انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو وعدے بھی ان سے کر رہا ہے وہ سب دھوکا ہیں۔ (شیطان کے دھوکے میں آجانے والے ہی) وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوگ وہاں سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ) قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، پانی وہی برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے (وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا) کسی شخص کو نہیں معلوم کہ وہ کل کیا کرے گا (وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ) بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ وَّلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا يَكُوْنُ فِي الْاَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَا يَدْرِيْ اَحَدٌ مَّتٰى يَجِيْءُ الْمَطَرُ (صحیح بخاری کتاب الاستسقاء باب لا یدری متی یجیئ المطر الا اللہ جزء ۲ ص ۱۴)

غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکی یا لڑکا)، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان جزء اول ص ۱۱ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ما ھو جزء اول ص ۲۳)

(جبریل علیہ السلام نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس آیت میں ان پانچ چیزوں کا بیان ہے جن کو اگرچہ ان کا تعلق انسانوں سے ہے لیکن انہیں بھی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

① قیامت کب آئے گی اس کا علم کسی کو نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ۝

(والنّٰزعٰت ۔ ۴۲ تا ۴۴)

(اے رسول، لوگ) آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہو گی تو اس کے (وقت کو) بتانے کے سلسلہ میں آپ کس (خلجان) میں ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب ہی پر منتہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ، لَا يُجَلِّيْهَا

(اور اے رسول) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع

لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ، ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ، لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً، یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

ہوگی، آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو میرے رب کو ہے، وہی اس کو اس کے وقت (مقررہ) پر ظاہر کرے گا۔ (اے لوگو) وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بڑی بھاری (آفت) ہو گی جو اچانک تم پر واقع ہو جائے گی (اور اے رسول) یہ لوگ (وقوعِ قیامت کے متعلق) آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو (صرف) اللہ کو ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اتنی سی بات بھی) نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ، وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ○

(الاحزاب - ۶۳)

(اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ کب آئے گی)۔ آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو اللہ کو ہے اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ۔

(حٰمٓ السجدۃ - ۴۷)

(اور اے رسول) قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے (کسی اور کو اس کے واقع ہونے کا علم نہیں)۔

(۲) پانی کب برسے گا اس کا علم کسی کو نہیں ہوتا۔

بعض لوگ جو پانی برسنے کی پیشین گوئی کرتے ہیں وہ آثار و قرائن کے ذریعہ محض اندازہ لگاتے ہیں۔ انہیں علم نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ ان کا اندازہ کبھی صحیح نکلتا ہے اور کبھی غلط۔ بعض لوگ سائنسی آلات کے ذریعہ پانی برسنے کی پیشین گوئی کرتے ہیں انہیں بھی علم نہیں ہوتا۔ وہ بھی ہوا کے دباؤ سے محض اندازہ ہی لگاتے ہیں اور یہ اندازہ بھی بارش کے وقوع سے کچھ عرصہ پہلے لگایا جاتا ہے، کافی عرصہ پہلے وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

(۳) کوئی نہیں جانتا کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ نر یا مادہ۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم

ہوتا کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ جو لوگ بتاتے ہیں وہ محض آثار و قرائن سے اندازہ لگاتے ہیں انہیں علم نہیں ہوتا۔ علم تو دراصل وہ ہے جو بغیر کسی ذریعہ اور وسیلے کے ہو اور ایسا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے۔ علم ہونا اور کسی آلے کے ذریعہ معلوم کرنا دونوں یکساں نہیں ہیں۔

④ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرنے والا ہے۔

حضرت ربیع بنت معوذؓ نے خالد بن ذکوان سے کہا:۔

جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰاھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ جزء ۷، ص ۲۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہو۔ ہماری چند بچیاں اس وقت دف بجا رہی تھیں وہ ہمارے بزرگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو بدر کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی یہ گانے لگی ہم میں ایک نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور وہی گاؤ جو تم (پہلے) گا رہی تھیں۔

⑤ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مریگا۔ اس چیز کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

عمل

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے، سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو ہرگز نہ پکاریئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیجئے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیجئے۔ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہیئے اور اس دن سے ڈریئے جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُوۡرَۃُ الٓمٓ تنزیل

فضیلت حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ (صحیح بخاری کتاب الجمعة باب مایقرأ فی صلوٰة الفجر یوم الجمعة جزء ۲ ص ۵ وصحیح مسلم کتاب الجمعة باب مایقرأ فی یوم الجمعة جزء اول ص ۳۲۸ واللفظ للبخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۂ الم تنزیل اور ہل اتیٰ علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

الٓمٓ ① تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ② اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ؕ بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ

مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳

ترجمہ الٓمّٓ ① اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے ② (اور اے رسول) کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول نے اسے خود بنا لیا ہے (نہیں، یہ بات نہیں ہے) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے (اسی نے اس کو نازل کیا ہے) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے (ماضی قریب میں) کوئی ڈرانے والا (رسول) نہیں آیا شاید (آپ کے ڈرانے سے) یہ لوگ ہدایت پر آجائیں ③

معانی و مصادر (اِفْتَرٰی) اِفْتَرٰی، یَفْتَرِیْ، اِفْتِرَاءٌ (باب افتعال) جھوٹ منسوب کرنا۔

تفسیر (الٓمّٓ) الف، لام اور میم یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کی تفسیر کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

(تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ) اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

(الفرقان۔ ۱)

بابرکت ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ (بندہ) تمام اقوام عالم کو ڈرائے۔

(اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ) (اے رسول) کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنا لیا ہے۔ نہیں، یہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس (ماضی قریب میں)

آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یاب ہو جائیں۔

کفار کہتے تھے کہ قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیات نازل فرمائیں جن کا منشاء یہ ہے کہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بنایا بلکہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ قرآن مجید بالکل حق ہے اور سچائی پر مبنی ہے۔ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ یہ اس لئے نازل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس ماضی قریب میں کوئی رسول نہیں آیا جو انہیں ان کی بداعمالی کے انجام سے ڈراتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○

(یٰسٓ ۔ ۱ تا ۶)

یٰسٓ۔ حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں، (آپ) صراط مستقیم پر ہیں (اور یہ قرآن) غالب اور بہت رحم کرنے والے (اللہ) کا نازل کردہ ہے۔ (یہ اس لئے نازل ہوا ہے) تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے آباء و اجداد کو ڈرایا نہیں گیا تھا اور اس وجہ سے وہ (اللہ کے احکام سے) غافل ہیں۔

قرآن مجید کے نزول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اتمام حجت ہو جائے اور لوگ لاعلمی کا عذر پیش نہ کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

(النسآء ۔ ۱۶۵)

(تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ○

اور اس کتاب کو ہم ہی نے نازل کیا ہے یہ بڑی بابرکت کتاب ہے لہٰذا تم اس کتاب کی پیروی کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور (اس کتاب کو ہم نے اس لئے بھی

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ، فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ، فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا، سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ○

(الانعام - ۱۵۶ تا ۱۵۸)

نازل کیا ہے تا) کہ تم کہیں یہ نہ کہو ہم سے پہلے دو جماعتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر کتاب اتاری گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے سے قطعاً غافل تھے (اس پر عمل کیسے کرتے) یا تم کہیں یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت یاب ہوتے تو (اب تمہاری اس حجت کو ختم کرنے کے لئے) تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے دلیل بھی آگئی ہے اور ہدایت اور رحمت بھی، تو (اب) اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے اور (لوگوں کو) ان سے برگشتہ کرے۔ ہم عنقریب ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے (لوگوں کو) برگشتہ کرتے ہیں ان کے اس عمل کی سخت سزا دیں گے۔

کفار کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو خود بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس الزام کا جواب دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ، كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○

(یونس - ۳۷ تا ۳۹)

اور یہ قرآن ایسا (کلام) نہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اسے بنا سکے (اور نہ یہ ایسا کلام ہے کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی پہلی کتابوں کی تکذیب کرے) بلکہ یہ ان (سب کتابوں) کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے (اللہ کی طرف سے) آ چکی ہیں، مزید برآں (اس قرآن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ) شریعت (کی باتوں) کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے (تاکہ سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو اور) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن رب العلمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔ (اس وضاحت کے بعد بھی) کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول

نے اسے خود ہی بنا لیا ہے (اے رسول، آپ ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوٰی میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے علاوہ (اس کام میں اپنی مدد کے لئے) تم جس کو بلا سکتے ہو بلا لو (اور یہ کام کر کے دکھاؤ)، لیکن (اے رسول، وہ ایسا کر نہیں سکتے، بات یہ ہے کہ) اپنے علم (ناقص) کی بنیاد پر یہ جس چیز کا احاطہ نہ کر سکے اور نہ اس کی حقیقت ان پر منکشف ہوئی تو بس انہوں نے اُسے جھٹلا دیا، اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں تو پھر (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ ان ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ تھا کہ گمراہ لوگ ہدایت پر آجائیں تو یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے ذریعہ سے لاکھوں آدمی ہدایت پر آ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ○ (اذا جآء نصر اللہ۔ ۲)

اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید انسانی کلام نہیں، یہ رب العالمین کا کلام ہے۔ اس پر ایمان لائیے اور اپنے آپ کو گمراہی سے بچائیے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ
سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی
الْعَرْشِ، مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ
وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ، اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴
یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ
ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ
مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا
تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ

وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦
اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ
خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ
مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ
مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨
ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ
رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩

ترجمہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر رونق افروز ہوا، (اے لوگو) اس کے علاوہ نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا تو کیا تم (پھر بھی) نصیحت حاصل نہیں کرتے ④ وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے وقفہ میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے ⑤ وہی (تو ہے جو) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، غالب اور (بہت) رحم کرنے والا ہے ⑥ (وہی ہے) جس نے ہر چیز کو (بہت) اچھا بنایا اور اسی نے) اس کو پیدا (بھی) کیا اور اسی نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا ⑦ پھر ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے اس کی نسل کو پیدا کیا ⑧ پھر اسی نے اس کی درستی اور اصلاح کی اور اس میں اپنی روح پھونک دی پھر اسی نے (اے لوگو) تمہارے کان، (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو ⑨

معانی و مصادر (نَسْلٌ) نَسَلَ، یَنْسُلُ، نَسْلٌ (ن) اولاد زیادہ ہونا۔
(سُلٰلَةٌ) سَلَّ، یَسُلُّ، سَلٌّ (ن) ایک چیز کو دوسری چیز میں سے نرمی کے ساتھ کھینچ لینا (سُلٰلَةٌ = نسل، اولاد، کھینچی ہوئی چیز، کشید کی ہوئی شئی، خلاصہ)۔
(مَهِيْنٌ) مَهُنَ، یَمْهُنُ، مَهَانَةٌ (ک) حقیر ہونا (مَهِيْنٌ = حقیر)۔

تفسیر توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا (مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ) (تو اے لوگو) اس کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا تو کیا تم (پھر بھی) نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ○
(الانعام۔ ۱۵)

اور (اے رسول) آپ اس (قرآن) کے ذریعہ ان لوگوں کو ڈرائیے جو (قیامت کے دن) اپنے رب کے سامنے جمع کئے جانے سے ڈرتے ہیں (اور جو جانتے ہیں کہ اس دن) اللہ کے علاوہ نہ کوئی (ان کا) دوست ہو سکتا ہے اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا تاکہ وہ (آپ کے ڈرانے سے) ڈر جائیں (اور متقی بن جائیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ، قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا۔
(الزمر ۔ ۴۳ و ۴۴)

کیا ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو شفاعت کا مختار بنا رکھا ہے؟ (اے رسول) آپ ان سے پوچھئے اگرچہ وہ کسی بھی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ (شفاعت کے رموز کی) سمجھ بوجھ رکھتے ہوں (پھر بھی تم انہیں شفاعت کا مختار مانو گے)۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○
(مریم ۔ ۸۷)

(تو اس دن) لوگوں کو (کسی کی) سفارش کرنے کا اختیار نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ۔
(یونس ۔ ۳)

(اس کے ہاں) بغیر اس کی اجازت کے کوئی سفارش نہیں کر سکتا، وہی اللہ تمہارا رب ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی کارساز ہے اور نہ سفارش کا اختیار رکھنے والا۔ لوگوں کے تمام شرکاء بے بس اور لاچار ہیں وہ نہ کارسازی کر سکتے ہیں، نہ کسی کی بگڑی بنا سکتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش کر سکتے ہیں۔ بھلا جو لوگ شفاعت بھی اپنے اختیار سے نہ کر سکتے ہوں وہ کسی کے کیا کام آ سکتے ہیں۔ اے لوگو، تم ان بے بس ہستیوں کو اللہ تعالےٰ کے اختیارات اور حقوق میں شریک کرتے ہو۔ آخر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے،

کائنات اس کے قبضہ میں ہے (يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ) آسمان سے لے کر زمین تک کے ہر کام کی تدبیر وہ کرتا ہے (ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ) پھر ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر کام کائنات میں ایک خاص عرصہ کے لئے واقع ہوتا ہے۔ یہ عرصہ دنیا والوں کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ اس عرصہ کے بعد وہ کام اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر کسی اور کام کی تدبیر کرتا ہے اور اس کام کو کائنات میں جاری کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ○ (الرحمٰن ۔ ۲۹) ہر روز وہ ایک (نرالی) شان میں ہوتا ہے۔

تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، لوگوں کے درمیان دن بدلتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ (آل عمران ۔ ۱۴۰) لوگوں کے درمیان ان دنوں کو ہم بدلتے رہتے ہیں۔

الغرض اللہ وہی ہے، جو نظام کائنات چلا رہا ہے اور جو نظام کائنات چلا رہا ہے (ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ) وہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، زبردست اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

وہی تو ہے (اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ) جس نے ہر چیز کو (بہت) عمدہ بنایا اور اسی نے اس کو پیدا بھی کیا اور اسی نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا (ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ) پھر اس کے خلاصہ یعنی حقیر پانی سے اس کی نسل کو پیدا کیا (ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ، قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ) پھر اسی نے اس کی درستی اور اصلاح کی اور اس میں اپنی روح پھونک دی پھر اسی نے (اے لوگو) تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ اس میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (الحجر ۔ ۲۸) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے بنانے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ (المؤمنون ۔ ۱۲) اور (اے رسول) ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو

مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ (رواہ الترمذی و صححہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۱ ص ۳۲۲)

مٹی کی ایک مٹھی سے جو اس نے ساری زمین سے لی تھی پیدا کیا۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا کرنے کے بعد پھر ان کی نسل کو منی سے پیدا کیا جو اگرچہ پورے جسم کا نچوڑ ہوتی ہے لیکن اس کی جائے خروج کی وجہ سے حقیر سمجھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○

(المؤمنون ۔ ۱۳ و ۱۴)

پھر ہم نے اس کو نطفہ کی شکل میں ایک محفوظ مقام پر رکھا۔ پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر ہم نے اس کو (بالکل ہی) دوسری مخلوق کی شکل میں بنا دیا، (واقعی) اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے (بہت) بابرکت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ، وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ۔

(الحج ۔ ۵)

اے لوگو، اگر تمہیں (دوبارہ) زندہ ہونے (کے سلسلہ) میں (کسی قسم کا) شک ہے تو (اس بات پر غور کرو کہ) ہم نے تم کو (ابتداءً) مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر بنی اور بے بنی بوٹی سے (پیدا کیا) تاکہ ہم تم پر (اپنی قدرت کا) اظہار کریں، پھر ہم جس کو چاہتے ہیں ایک وقت مقررہ تک کے لئے رحم (مادر) میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تم کو بچہ کی شکل میں (رحم مادر سے) باہر نکالتے ہیں، پھر (تمہاری نشوونما کرتے ہیں) تاکہ تم جوانی کو پہنچ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا، وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے پیدا کیا، پھر لوتھڑے سے پیدا کیا، پھر (وہی ہے) جو تم کو (ماں کے پیٹ سے) بچہ (کی شکل میں) باہر نکالتا ہے، پھر (تمہاری نشوونما کرتا ہے)

اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۶۷)

تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ، پھر (تمہیں زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ تم میں سے بعض تو (بوڑھے ہونے سے) پہلے ہی مر جاتے ہیں اور (تم میں سے بعض کو زندہ رکھا جاتا ہے) تاکہ تم (اپنے) مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ اور (اے لوگو یہ سب کچھ اس لئے بیان کیا جا رہا ہے) تاکہ تم سمجھ جاؤ (کہ جو اللہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے)۔

جب بچہ کی ہڈیوں اور گوشت کی تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک مکمل انسان کی شکل عطاء کرتا ہے اور پھر اس میں روح پھونک دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ: واذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفة۔ جزء ۴ ص ۱۶۱ و صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیة خلق الآدمی فی بطن امه جزء ۲ ص ۳۵۱)

تم میں سے ہر ایک (آدمی کا نطفہ) اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک جمع رہتا ہے، پھر چالیس دن میں نطفہ خون کی پھٹکی بن جاتا ہے، پھر چالیس دن میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اللہ ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتا ہے وہ اس کی چار باتیں لکھتا ہے عمل، عمر، رزق، نیک بخت (ہو گا) یا بد بخت پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

جب بچہ میں روح پھونکی جاتی ہے تو پھر اسی وقت اللہ تعالیٰ اس کو سماعت، بصارت اور سمجھ بوجھ عطاء فرماتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○
(الدھر - ۲)

(پھر) ہم نے اس کو ایک مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، (پھر) ہم اس کی جانچ پڑتال کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے اسے سننے والا اور دیکھنے والا

(انسان) بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(النحل - ۷۸)

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے باہر نکالا، (اس وقت) تمہیں کسی چیز کا علم نہیں تھا، پھر اسی نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔

آخر میں (قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ) فرما کر اللہ تعالیٰ نے انسان کی ناشکری کی طرف اشارہ کیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس ہستی نے اسے پیدا کیا، اس کے اعضاء بنائے، اس کو سمجھ بوجھ دی اسی ہستی کے گن گاتا، اس کا شکر ادا کرتا، اس کے حقوق و صفات میں کسی کو شریک نہ کرتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو کسی لحاظ سے بھی شریک کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ الٰہ تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو پیدا کرے، سمجھ بوجھ دے لیکن مشرکین ایسے لوگوں کو الٰہ بنا لیتے ہیں جو کچھ نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

(یونس - ۳۱ و ۳۲)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کہ تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے، (صرف اسی کو اپنا رب مانو اور اسے اچھی طرح جان لو کہ) حق (آجانے) کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں (اور اے مشرکین بتاؤ جب تم حق کو تسلیم کرتے ہو) تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ تعالیٰ کو الٰہ مانئے۔ وہی پیدا کرتا ہے، وہی نظامِ کائنات کی تدبیر کرتا ہے، وہی پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، اسی نے انسان کو کان، آنکھ اور دل عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کام نہیں کر سکتے لہٰذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے۔

اے لوگو، ہر قسم کے شرک سے توبہ کیجئے۔

وَقَالُوٓا۟ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ
ءَاِنَّا لَفِى خَلْقٍ جَدِيْدٍ ، بَلْ
هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٠﴾
قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ
الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ
نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ،
رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ
هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ
مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾
فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا، اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے۔ (آپ کہہ دیجئے کہ ضرور ایسا ہوگا، لیکن اے رسول، یہ لوگ مانیں گے نہیں اس لئے کہ یہ لوگ دوبارہ زندہ ہونے کے نہیں) بلکہ (اصل میں)

اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں ⑩ آپ کہہ دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روح قبض کرے گا پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے ⑪ اور (اے رسول) کاش آپ مجرموں کو (اس وقت) دیکھیں جب وقت وہ اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (اور اس طرح کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (براہ راست سب کچھ) سن لیا، (اب) ہمیں یقین آگیا ہے، ہمیں واپس (دنیا میں بھیج دے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے ⑫ اور (اے رسول) اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے (میرا وہ) وعدہ پورا ہو کر رہے گا (جو میں پہلے کر چکا ہوں کہ) میں ضرور (نافرمان) جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا (اگر سب کو ہدایت دے دیتا تو یہ وعدہ کیسے پورا ہوتا) ⑬ (قیامت کے دن ان نافرمانوں سے کہا جائے گا) تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اب (اس کی سزا کا) مزا چکھو (آج) ہم تمہیں بھلا دیں گے اور (اے رسول، پھر ہم ان سے کہیں گے) جو اعمال تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (آج) اس کی دائمی سزا کا مزا چکھو ⑭

معانی و مصادر

(ضَلَلْنَا) ضَلَّ، یَضِلُّ، ضَلَالٌ وضَلَالَةٌ (ض وف) گمراہ ہونا، بھول جانا، کھو جانا، گم ہو جانا، مر جانا، ناکام ہونا۔

(جَدِیْدُ) جَدَّ، یَجِدُّ، جِدَّةٌ (ض) نیا ہونا۔

(وُکِّلَ) وَکَّلَ، یُوَکِّلُ، تَوْکِیْلٌ (باب تفعیل) وکیل بنانا، مقرر کرنا۔

(نَاکِسُوْا) نَکَسَ، یَنْکُسُ، نَکْسٌ (ن) الٹا کر دینا، ذلت سے جھکانا۔

(لَاَمْلَئَنَّ) مَلَأَ، یَمْلَأُ، مَلْأٌ، مِلْأَةٌ (ف) بھرنا۔

(نَسِیْتُمْ) نَسِیَ، یَنْسٰی، نَسْیٌ ونِسْیَانٌ ونِسَایَةٌ ونَسْوَةٌ (س) بھول جانا۔

(خُلْدٌ) خَلَدَ، یَخْلُدُ، خُلُوْدٌ (ن) ہمیشہ رہنا (خُلْدٌ = دوام و بقاء، ہمیشگی)۔

تفسیر

(وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ، بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ) کفار کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے (اے رسول، وہ اصل میں دوبارہ پیدا ہونے کا انکار نہیں کرتے) بلکہ وہ تو اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں

کفار مکہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے خلافِ عقل سمجھ کر اس کا مذاق بھی اڑاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ (ناچیز) سے پیدا کیا پھر بھی وہ برملا (ہم سے)

مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ، قَالَ مَنْ یُّحْیِ
الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ○ قُلْ یُحْیِیْهَا
الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ، وَهُوَ بِكُلِّ
خَلْقٍ عَلِیْمٌ ○
(یٰسٓ - ۷۷ تا ۷۹)

جھگڑتا ہے۔ ہمارے لئے مثالیں بیان کرتا ہے وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، وہ ہر (طرح) پیدا کرنا جانتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کی تردید میں اپنی قدرت کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پہلے پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اسی دلیل کو ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ، بَلٰی وَ
هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ○ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ
اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ○
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ
شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(یٰسٓ - ۸۱ تا ۸۳)

کیا جس (اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں کہ ان (کی پہلی پیدائش) کے مثل (ان کو دوبارہ) پیدا کردے؟ کیوں نہیں؟ وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام تو بس اتنا ہوتا ہے کہ اس چیز سے کہتا ہے "ہوجا" تو وہ چیز ہوجاتی ہے۔ الغرض (وہ اللہ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک اور مبرّا ہے اور (اے لوگو) تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ○ قُلْ كُوْنُوْا
حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا
یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ، فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ
یُّعِیْدُنَا، قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ،

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں ہوجائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کرکے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے

فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۹ تا ۵۱)

خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ، تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے) تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سن کر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔

ان کے عقیدۂ انکارِ آخرت کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے دوسری دلیل زمین کے مردہ ہونے اور پھر بارش کے بعد زندہ ہونے سے دی اور اس دلیل کو بھی قرآن مجید میں بار بار بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم - ۵۰)

تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی طرح) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ، فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا، كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○

(الزخرف - ۱۱)

اور جس نے بادل سے ایک اندازے کے مطابق پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کر دیا، اسی طرح (اے لوگو، تم سب اپنی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ، اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى، اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۳۹)

اور (اے رسول) اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ زمین کو دیکھتے ہیں کہ خشک پڑی ہوئی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور خوب پھلتی اور پھولتی ہے، بے شک جو زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مُردوں کو زندہ کرے گا، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفّارِ مکہ کے عقیدۂ انکارِ آخرت کی قوی دلائل کے ساتھ تردید کی۔ یہ کب ماننے والے تھے۔ ان کے نہ ماننے کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے منکر تھے۔ وہ دراصل حساب وکتاب کے منکر تھے۔ اگر وہ حساب وکتاب پر ایمان رکھتے تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا کہ وہ دوبارہ زندہ ہوں گے کیونکہ بغیر دوبارہ زندہ ہوئے حساب وکتاب نہیں ہو سکتا۔

کفّارِ مکہ کے عقیدۂ انکارِ آخرت کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں کوئی دلیل بیان نہیں کی بلکہ صرف اتنا فرمایا (قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ) (اے رسول) کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کا فرشتہ تم پر مقرر ہے، وہ تمہاری روحیں قبض کرے گا، تم مر جاؤ گے، پھر تم اللہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ حقیقت وہیں کھلے گی۔ دنیا میں اگر تم اس کو تسلیم نہیں کرتے تو ایک وقت آئے گا کہ تم کو اس کے انکار کی مجال نہیں ہوگی۔ اس وقت تم بہت ہی نادم اور غمگین ہو کے (وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ) اور (اے رسول) اگر آپ ان مجرموں کو (اس وقت) دیکھیں جب یہ اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (تو ان کی عجیب حالت ہوگی۔ یہ اس طرح دعائیں کر رہے ہوں گے) (رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ) اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا (اب) ہمیں یقین آ گیا ہمیں واپس بھیج دے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے۔

کفار جب قیامت کو اور قیامت کی ہولناکیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور حساب وکتاب کی کارروائیاں اور دوزخ کی آوازیں اپنے کانوں سے سن لیں گے تو اس وقت انہیں یقین آئے گا کہ قیامت برحق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(النحل - ۱۱۱)

(قیامت کے) دن ہر شخص اپنی ذات کی طرف سے جھگڑنے کے لئے آئے گا اور (اس دن) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ○ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ○

(الفرقان - ۱۱ و ۱۲)

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کو جھٹلا رہے ہیں اور جو شخص قیامت کو جھٹلا دے ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب دوزخ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غیظ وغضب

سے جوش میں آجائے گی اور یہ لوگ ، اس کے
بھڑکنے اور چیخنے چلّانے (کی آواز) سُنیں
گے۔

قیامت کے برحق ہونے کا جب انہیں یقین آجائے گا تو دعاء کریں گے کہ انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے۔ اب وہ نیک عمل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا
نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا
كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ، وَلَوْ رُدُّوْا
لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا
الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ وَلَوْ
تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ، قَالَ اَلَيْسَ
هٰذَا بِالْحَقِّ ، قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ، قَالَ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

(الانعام - ۲۷ تا ۳۰)

(اے رسول) اگر آپ (انہیں اس وقت)
دیکھیں جس وقت انہیں دوزخ کے کنارے
کھڑا کیا جائے گا تو (آپ دیکھیں گے کہ اس
وقت) یہ لوگ اس طرح کہہ رہے ہوں گے
اے کاش ہمیں پھر (دنیا میں) لوٹا دیا جائے
(تو اب) ہم اپنے رب کی آیتوں کو نہیں جھٹلائیں
گے بلکہ (ان پر) ایمان لے آئیں گے۔ (اپنی
بے ایمانی کا یہ اقرار کسی اور وجہ سے نہیں کرینگے) بلکہ
(صرف اس وجہ سے کرینگے کہ وہ حق) جس کو یہ پہلے
چھپایا کرتے تھے اب (اس کا انجام) ان کے سامنے
عیاں ہوچکا ہے (اور اب سب ان کی حق پوشی
سے واقف ہوگئے ہیں) اور (اللہ کو یہ بھی علم ہے
کہ) اگر ان کو (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو یہ
پھر وہی کام کریں گے جن کی انہیں ممانعت
کی گئی تھی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ
جھوٹے ہیں۔ کافر کہتے ہیں کہ (جو کچھ ہے)
بس یہی دنیا کی زندگی ہے (اس کے بعد کوئی
زندگی نہیں) اور ہم دوبارہ زندہ نہیں کئے
جائیں گے اور (اے رسول) اگر آپ
ان کو اس وقت دیکھیں جس وقت یہ اپنے
رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے (اور)
اللہ (ان سے) فرمائے گا کیا یہ (دوبارہ زندہ

ہونا) حق نہیں ہے (تو آپ دیکھیں گے کہ) یہ لوگ جواب دیں گے ہمارے رب کی قسم (بالکل) حق ہے۔ اللہ فرمائے گا تو جس چیز کا تم (دنیا میں) انکار کیا کرتے تھے اب اس (کے انکار) کی سزا کا مزا چکھو۔

آگے فرمایا (وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا) اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو راہِ راست پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے یعنی اگر ہمارے قوانین ہدایت ایسے ہوتے کہ خواہ کوئی شخص ایمان بالغیب لاتا یا نہ لاتا، ہدایت کے لئے کوشش کرتا یا نہ کرتا، ہٹ دھرمی اور حق پوشی کرتا یا نہ کرتا ہم ہر حال میں اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتے تو پھر ہر شخص کو ہدایت مل سکتی تھی لیکن ہمارے قوانین ہدایت ایسے نہیں ہیں کہ ہٹ دھرم اور حق پوش کو بھی ہدایت مل جائے اور جو شخص ہدایت کے لئے کوشش نہ کرے اسے بھی ہدایت مل جائے اور جو شخص ایمان بالغیب نہ لایا ہو اسے بھی ہدایت مل جائے۔ قیامت کو دیکھ لینے کے بعد ایمان لانا اور پھر نیک عمل کرنا لایعنی ہے۔ ایسا ایمان اور ایسا عمل اللہ تعالےٰ کو مطلوب نہیں لہذا اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کی خواہش کے مطابق دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں نیک عمل کرنے کا دوبارہ کیوں موقع دے جبکہ وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ وہ جہنم کو جنات اور انسانوں سے بھر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ) لیکن میری طرف سے (میرا وہ) فیصلہ پورا ہو کر رہے گا (جو میں نے ابتداء میں کیا تھا) کہ میں جہنم کو جنات اور انسانوں سے ضرور بھر دوں گا۔

اگر اللہ تعالیٰ گنہ گاروں کو دوبارہ دنیا میں بھیج دے اور وہ نیک عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالےٰ کا فیصلہ کیسے پورا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے اور وہ یہی ہے کہ جو لوگ دنیا کی اس زندگی میں شیطان کی پیروی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم کی آگ میں جھونک دیگا۔

اللہ تعالیٰ کے جس فیصلہ کی طرف آیت زیرِ تفسیر میں اشارہ ہے وہ مندرجہ ذیل آیت میں بیان ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا

(ابلیس نے کہا) جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ان کے سامنے سے بھی، ان کے پیچھے سے بھی، ان کے دائیں سے

مَّدْحُوْرًا، لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○
(الاعراف - ۱۶ تا ۱۸)

بھی اور ان کے بائیں سے بھی آؤں گا (اور انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دوں گا) پھر تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ (اللہ نے) فرمایا تو یہاں سے اس حالت میں نکل جا کہ تو ذلیل (وخوار) اور مردود (و مطرود) ہے، جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے میں (تجھ کو اور ان کو اکٹھا کر کے) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

پھر ان مجرمین سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا (فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) تو اس وجہ سے کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اب (اس کا) مزا چکھو۔ (آج) ہم تمہیں بھلا دیں گے (پھر ہم ان سے کہیں گے) جو عمل تم کرتے رہے تھے اس کی دائمی سزا کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○
(الجاثیۃ - ۳۴)

پھر ان سے کہا جائے گا جس طرح تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا آج ہم تمہیں بھلا دیں گے، تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور (آج) تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا، وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○
(طٰہٰ - ۱۲۴ تا ۱۲۶)

جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگی (و پریشانی) میں گذرے گی اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب، میں تو (دنیا میں) بینا تھا تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا۔ اللہ فرمائے گا اسی طرح (تجھ کو سزا ملنی چاہئے۔ دنیا میں) تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں، تو نے ان کو بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مجرم کو جب قرآن مجید کی آیتیں سنائی جاتی تھیں تو وہ ان آیتوں

کی طرف سے لاپرواہی برتتا تھا، ان پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کو بھلا دے گا یعنی اس شخص کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کہاں پڑا ہوا ہے اور کب سے پڑا ہوا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ دائمی عذاب میں ڈال دے گا اور پھر نظر رحمت نہیں کرے گا۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سے غفلت نہ برتیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دوزخ میں ڈال کر پھر آپ کی خبر ہی نہ لے یعنی رحمت سے آپ کی طرف توجہ نہ فرمائے۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا
ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّ
سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ
جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ
جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن
كَانَ فَاسِقًا لَّا يَسْتَوُۥنَ ﴿١٨﴾ أَمَّا
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ
فَلَهُمْ جَنَّٰتُ ٱلْمَأْوَىٰ نُزُلًۢا بِمَا
كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ
فَسَقُوا۟ فَمَأْوَىٰهُمُ ٱلنَّارُ ۖ كُلَّمَآ
أَرَادُوٓا۟ أَن يَخْرُجُوا۟ مِنْهَآ أُعِيدُوا۟
فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا۟ عَذَابَ
ٱلنَّارِ ٱلَّذِى كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ
الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ
ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا، إِنَّا مِنَ
الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾

ترجمہ ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن کو جب کبھی ان آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح (اور تقدیس) کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ﴿۱۵﴾ ان کے پہلو بستروں سے علٰحدہ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہمارے راستہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ﴿۱۶﴾ تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (اُن) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے ﴿۱۷﴾ (اور اے رسول) کیا جو شخص مؤمن ہو وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو۔ (نہیں، ایسے لوگ ہرگز) برابر نہیں ہو سکتے ﴿۱۸﴾ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے، یہ ان

کی مہمانی ہوگی ان اعمال کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (۱۹) اور جو لوگ نافرمانی کرتے رہے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگی، جب کبھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دئے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا دوزخ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو (۲۰) اور (اے رسول، قیامت کے) بڑے عذاب کے علاوہ ہم ان کو قریب کے (یعنی دنیا کے) عذاب کا مزا بھی چکھائیں گے تاکہ یہ لوگ (ہماری طرف) لوٹ آئیں (۲۱) اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے، ہم گنہگاروں سے (ان کی اس حرکت کا) ضرور بدلہ لیں گے (۲۲)

معانی و مصادر

(خَرُّوْا) خَرَّ، یَخِرُّ، خَرٌّ وخُرُوْرٌ (ض دن) گر پڑنا۔
(سُجَّدًا) سَجَدَ، یَسْجُدُ، سُجُوْدٌ (ن) سجدہ کرنا (سُجَّدٌ = سُجُوْدٌ، ساجد کی جمع، سجدہ کرنے والے)
(تَتَجَافٰی) تَجَافٰی، یَتَجَافٰی، تَجَافِیْ (باب تفاعل) دور رہنا۔
(جُنُوْبُ) جُنُوْبٌ = جَنْبٌ کی جمع۔ پہلو۔
(مَضَاجِعُ) ضَجَعَ، یَضْجَعُ، ضَجْعٌ وضُجُوْعٌ (ف) لیٹنا (مَضَاجِعُ = مَضْجَعٌ کی جمع، بستر)۔
(قُرَّةٌ) قَرَّ، یَقِرُّ، قَرَّةٌ وقُرَّةٌ وقُرُوْرَةٌ (ض) ٹھنڈا ہونا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ) ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ ان آیتوں کے ذریعہ جب ان کو نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے (تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ) ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کی چھ نشانیاں بتائیں۔

(۱) ایمان لانے والوں کی پہلی نشانی یہ ہے جب اللہ کی آیات کے ذریعہ ان کو نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

آیات کو سنکر وہ لاپرواہی نہیں کرتے، احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، انتہائی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ — رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب ان کو ان کے

لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ (الفرقان - ۷۳)

رب کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو اس پر وہ اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے ہیں)۔

نصیحت ایمان والوں ہی کو فائدہ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ○ (الذّٰریٰت - ۵۵)

(اے رسول) نصیحت کرتے رہئے اس لئے کہ نصیحت مؤمنین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

(۲) ایمان لانے والوں کی دوسری نشانی یہ ہے کہ آیات ربانی سن کر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

ایمان والے آیات الٰہیہ سن کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الرکوع جزء اول ص۱۰۲ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الصلوٰۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود جزء اول ص۱۹۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں یہ دعاء پڑھتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔

(۳) ایمان لانے والوں کی تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

تکبر نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ احکام الٰہی سن کر سرتابی نہیں کرتے بلکہ احکامِ الٰہی کو سن کر فوراً تعمیل کرتے ہیں۔

(۴) ایمان لانے والوں کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ وہ رات کو بستر چھوڑ دیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (الذّٰریٰت - ۱۷ (۱۸))

رات کو بہت ہی کم سوتے تھے۔ صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش مانگا کرتے تھے۔

⑤ ایمان لانے والوں کی پانچویں نشانی یہ ہے کہ وہ امید وبیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۵۷)

یہ لوگ جن کو (مشرکین) پکارتے ہیں ایسے عمل کے متلاشی رہتے ہیں جو ان کو ان کے رب کے قریب کر دے (وہ اس چیز کے بھی متلاشی رہتے ہیں کہ) ان میں سے کون (اللہ تعالیٰ کا) زیادہ مقرب ہے، وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (اور اے رسول) آپ کے رب کا عذاب یقیناً ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

⑥ ایمان والوں کی چھٹی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے دئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ تنزیل السجدہ جزء ۶ ص ۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا جزء ۲ ص ۵۳۰ و

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (جنت میں) وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں (ان کا) خیال گذرا۔ جو نعمتیں میں نے چھپا رکھی ہیں ان کے مقابلہ میں وہ نعمتیں جو تم کو بتادی گئی ہیں ان کا خیال چھوڑ دو۔ وہ تو بے حقیقت ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ"۔

اللفظ للبخاری)

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں:۔

اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجزیۃ والموادعۃ جزء ۴ ص۱۱۸)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کی طرف سے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ جو کوئی ہم میں سے (جہاد میں) مارا جائے گا وہ جنت میں ایسی نعمتوں میں پہنچ جائے گا جن نعمتوں کے مثل اس نے کبھی کوئی نعمت نہیں دیکھی ہوگی۔

آگے فرمایا (اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ) کیا جو شخص مؤمن ہو وہ اس شخص کے مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو، (نہیں دونوں) برابر نہیں ہو سکتے (اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى، نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہوں گے۔ یہ ان کی مہمانی ہوگی ان کے اُن اعمال کے صلہ میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ) اور جو لوگ فاسق ہیں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ جب کبھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا دوزخ کے جس عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو۔

آگے فرمایا (وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ) اور (اے رسول) بڑے عذاب کے علاوہ ہم ان کو قریب کے (یعنی دنیا کے) عذاب کا مزا بھی چکھائیں گے تاکہ یہ لوگ (کفر سے) باز آجائیں۔

بڑے عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے اور قریب کے عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔

دنیا کی زندگی میں مصائب اور چھوٹے چھوٹے عذاب اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ مجرمین اپنی سرکشی سے باز آجائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ (وہ ان عذابات

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
(الانعام - ۴۲ و ۴۳)

سے عبرت پکڑیں، تکبر اور عناد چھوڑ کر گڑگڑائیں (اور توبہ کر کے ایمان لے آئیں) تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو (اور) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ○
(الاعراف - ۹۴)

اور ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو ہم (ہمیشہ یہی کرتے رہے کہ) اس بستی کے رہنے والے (کافر) لوگوں کو سختی اور تنگی میں مبتلا کرتے رہے تاکہ وہ (سرکشی چھوڑ دیں)، عاجزی کریں (اور ایمان لے آئیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ○
(المؤمنون - ۷۶)

اور (اے رسول) ہم نے ان کو عذاب میں بھی مبتلا کیا لیکن انہوں نے (پھر بھی) اپنے رب کے سامنے عاجزی کا اظہار نہیں کیا اور عاجزی تو وہ کرتے ہی نہیں تھے۔

آخرت کے عذاب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○
(ن - ۳۳)

(دیکھو) عذاب اس طرح (آیا کرتا ہے) اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) زیادہ بڑا ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ) اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا کہ جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے۔ ہم (ان) مجرمین سے (ضرور) بدلہ لیں گے۔

آیات الٰہی کا مقصد یہ ہے کہ لوگ ان کو سُنکر ایمان لائیں اور اپنی اصلاح کریں لیکن جو لوگ آیات الٰہی سے منہ موڑ لیں وہ بڑے ہی بدبخت ہیں۔ وہ اپنی اصلاح نہیں چاہتے بلکہ گمراہی میں

پڑا رہنا چاہتے ہیں۔
ایسے لوگ بڑے ہی مجرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ان کے جرم کی سزا دے گا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی آیات سُنکر ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کیجئے، سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے۔ رات کے وقت بستروں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کو یاد کیا کیجئے۔ امید و بیم کے ساتھ اسے پکارا کیجئے اور اس کے راستہ میں اپنا مال خرچ کیا کیجئے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ
بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم نے یقیناً موسیٰ کو کتاب دی تھی لہٰذا آپ اس (کتاب) کے ملنے (کے سلسلہ) میں کسی قسم کا شک نہ کریں اور ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لئے (ذریعۂ) ہدایت بنایا تھا (۲۳) اور جب ان لوگوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین کیا تو

ہم نے انہی میں سے (ایسے) امام مبعوث کئے جو (ان کو) ہمارے حکم کی روشنی میں ہدایت کرتے تھے (۲۴) (اور اے رسول) بے شک آپ کا رب جن باتوں میں یہ (بنی اسرائیل) اختلاف کر رہے ہیں ان باتوں میں ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا (۲۵)

معانی و مصادر

(مِرْیَۃٌ) اِمْتَرٰی، یَمْتَرِیْ، اِمْتِرَاءٌ (باب افتعال) شک کرنا (مِرْیَۃٌ = شک)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ) اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تو آپ اس (کتاب) کے ملنے میں شک نہ کیجئے (وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ) اور (اے رسول) ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لئے (ذریعۂ) ہدایت بنایا تھا (وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ) اور جب ان لوگوں نے صبر کیا (یعنی ہمارے احکام پر جمے رہے) اور ہماری آیتوں پر یقین کیا تو ہم نے ان میں (ایسے) امام بنائے جو (ان کو) ہمارے حکم کی روشنی میں ہدایت کرتے تھے (اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ) اور (اے رسول) جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ کا رب ان باتوں میں ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

اہل کتاب میں ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے شدید اختلاف تھا۔ دلائل کی موجودگی میں بھی وہ اپنے اختلاف پر جمے رہے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنَۃُ ○ (لم یکن الذین کفروا من اهل الکتٰب ۔۴)

اور (یہ جو) اہل کتاب متفرق ہوئے تھے تو کھلی دلیل کے آجانے کے بعد (متفرق ہوئے تھے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَآ اِنَّ مَنْ قَبْلَکُمْ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ افْتَرَقُوْا عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً۔ (ابوداؤد کتاب السنۃ باب شرح السنۃ جزء ۲ صـ ۲۸۳ وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۶۱)

خبردار ہو جاؤ کہ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں (تقسیم) ہو گئے تھے۔

ان کے اختلاف کا سبب یہ نہیں تھا کہ ان کی طرف کوئی کتاب نہیں بھیجی گئی تھی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب دی گئی تھی اور اس سلسلہ میں کسی قسم کا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کتاب یقیناً

بنی اسرائیل کے لئے ذریعۂ ہدایت تھی جب تک بنی اسرائیل اس کے احکام پر جمے رہے اللہ تعالےٰ ان میں نبیوں کو امام بنا کر بھیجتا رہا جو احکام الٰہی کی روشنی میں ان کو ہدایت کرتے رہے لیکن بعد میں ان میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ اپنے اختلافات میں اُسے حَکم نہیں مانا۔

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے وہ یہ کہ بنی اسرائیل کے مایوس کُن رویّہ سے آپ پریشان نہ ہوں جب انہوں نے اپنی ہی کتاب کے فیصلہ کو نہیں مانا تو وہ قرآن مجید کے فیصلہ کو کیا مانیں گے۔ ان کے درمیان تو اب فیصلہ قیامت ہی کے روز ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید کے احکام پر جمے رہیئے۔ اس کی آیات پر پختہ ایمان رکھیئے۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُونِ
يَمْشُونَ فِي مَسٰكِنِهِمْ، إِنَّ فِي
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ، أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾

ترجمہ کیا یہ (بات) ان (لوگوں) کے لئے (باعث) ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کی آبادیوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں، بے شک اس میں (عبرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں، تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں (کہ ان سے کیا کہا جا رہا ہے) ﴿۲۶﴾

معانی و مصادر (یَمْشُونَ) مَشٰی، یَمْشِیْ، مَشْیٌ و تِمْشَاءٌ (ض) چلنا۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تنبیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسٰكِنِهِمْ) کیا یہ (بات) ان لوگوں کے لئے (باعث) ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے گھروں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اگر ایک امت کو ہلاک کرتا ہے تو اس کی جگہ دوسری امت کو پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ۔
(الاعراف ۔ ۶۹)

(ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ اس نے قوم نوح کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ۔
(الاعراف ۔ ۷۴)

(صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی نعمت کو) یاد کرو کہ اس نے (قوم) عاد کے بعد تمہیں خلیفہ بنایا اور تمہیں زمین پر آباد کیا۔

ایک امت کو ہلاک کر کے دوسری امت کو اس کی جگہ لے آنا یقیناً باعث عبرت ہے لیکن کفار ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۱۰۰)

(اور اے رسول) جو لوگ (ماضی میں) زمین پر رہنے والی قوموں (کی ہلاکت) کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں کیا ان کے لئے یہ بات بھی باعث ہدایت نہیں ہوتی کہ (جس طرح ہم نے پہلے لوگوں کو مصائب میں مبتلا کیا تھا) اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب مصائب میں مبتلا کر دیں اور (یہ) ہم ہی ہیں جو ہٹ دھرمی کے فطری نتیجہ کی وجہ سے ایسے) لوگوں کے قلوب پر مُہر لگا دیتے ہیں پھر وہ نصیحت کی بات سنتے ہی نہیں۔

کفار کو عبرت ہونی چاہئے تھی کہ آج جن مکانات میں ہم رہتے ہیں کبھی ان میں وہ لوگ رہتے تھے جو تکذیب رسل کی بناء پر ہلاک کر دئے گئے، اگر ہم نے بھی رسول کا انکار کیا تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ، اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ○ وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ

اور (اے رسول، اس دن سے) آپ لوگوں کو ڈرائیے جس دن یہ ظالم عذاب میں مبتلا ہوں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب، ہمیں کچھ دیر کی مہلت اور دیدے، (اب) ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے اور (تیرے) رسولوں کی پیروی کریں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کیا تم اس سے

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○

(ابراھیم - ۴۴ و ۴۵)

پہلے (دنیا کی زندگی میں قسمیں کھا کر (ایک دوسرے سے) نہیں کہتے تھے کہ تم کو کبھی زوال نہیں آئے گا (اور نہ تم عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ اب بتاؤ تمہارا خیال صحیح نکلا)۔ تم ان لوگوں کے مکانوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہارے (سمجھانے کے) لئے (طرح طرح کی) مثالیں بھی بیان کر دی تھیں (لیکن تم نے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کی)۔

آگے فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ، اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ) بے شک اس میں (عبرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں۔

گذشتہ قوموں کے عبرت ناک انجام میں کفار کے لئے زبردست نشانیاں ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ جس طرح وہ تباہ و برباد کر دئے گئے کیا ہم برباد نہیں کئے جا سکتے۔ کفار پر افسوس ہے کہ انہیں گذشتہ قوموں کے عبرت ناک انجام سنائے جا رہے ہیں لیکن ان کے کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں گویا وہ سنتے ہی نہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کفار کو دھمکی دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا، كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

(یونس - ۱۳ و ۱۴)

اور (اے کافرو) تم سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا (تو اس ظلم کی سزا میں) ہلاک کر چکے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (ان نشانیوں کو دیکھ کر انہیں ایمان لے آنا چاہئے تھا لیکن) وہ ایسے کہاں تھے کہ ایمان لے آتے۔ (اے کافرو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور) ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح (ہلاک کر کے ان کی سرکشی کا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

عمل

اے لوگو، گذشتہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کیجئے اور ایمان لے آئیے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى
الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا
تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ
أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ
مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ
لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ
وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

ترجمہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بارش کو بنجر زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ کھیتی اگاتے ہیں جس کو ان کے جانور بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی کھاتے ہیں، تو آخر یہ لوگ دیکھتے کیوں نہیں (کہ یہ سب کچھ ہماری قدرت کی کاریگری ہے، کوئی دوسرا یہ کام نہیں کرسکتا) (۲۷) اور (اے ایمان والو) یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ (جس سے تم بار بار ہمیں ڈراتے ہو) کب واقع ہوگا، اگر تم (اپنے اس دعوے میں) سچے ہو (تو بتاؤ) (۲۸) (اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ بھی نفع نہیں دے گا اور نہ (اس دن) انہیں مہلت دی جائے گی (۲۹) تو (اے رسول) آپ ان سے اعراض کیجئے اور (فیصلہ کا) انتظار کیجئے، یہ بھی انتظار کر رہے ہیں (۳۰)

معانی و مصادر

(نَسُوْقُ) سَاقَ، یَسُوْقُ، سَوْقٌ، سِیَاقٌ، سِیَاقَةٌ (ن) ہانکنا۔

(جُرُزٌ) جَرِزَ، یَجْرَزُ، جَرَزٌ (س) بنجر ہونا (جُرُزٌ = بنجر)۔

(فَتَحَ) فَتَحَ، یَفْتَحُ، فَتْحٌ (ف) کھولنا، فتح دینا، فیصلہ کرنا۔

تفسیر

قیامت کی دلیل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بارش کو بنجر زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ نباتات کو اگاتے ہیں جسے ان کے جانور بھی کھاتے ہیں اور یہ خود بھی کھاتے ہیں (اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ) تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں۔

زمین جو مردہ پڑی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ اسے زندہ کر دیتا ہے، فصلیں، درخت اور پودے اگتے ہیں۔ سبزیاں، ترکاریاں اور پتے پیدا ہوتے ہیں جن میں سے بعض کو انسان کھاتے ہیں اور بعض کو جانور کھاتے ہیں۔ مُردہ زمین کا زندہ کر دینا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے۔ جس طرح وہ مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرے گا۔ جب مُردہ زمین کے زندہ ہونے پر کفار کسی قسم کا تعجب نہیں کرتے تو آخر مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب کی کونسی بات ہے۔ جو اللہ مُردہ زمین کو زندہ کرسکتا ہے وہ مُردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اسی دلیل سے کفار کو قائل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

تو (اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بے شک اللہ (اسی

(الروم۔ ۵۰)

طرح، مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ، حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ، كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۵۷)

وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے (بارش کی آمد آمد کی) خوشخبری دینے کے لئے ہواؤں کو بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (پانی سے بھرے ہوئے) بھاری بادل کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی مُردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں، پھر ہم اس (بادل) سے پانی برساتے ہیں پھر (اس پانی) کے ذریعہ ہم (زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم (قیامت کے دن زمین سے تمام) مُردوں کو نکالیں گے، (ہم اس مثال کے ذریعہ تمہیں سمجھا رہے ہیں) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ○ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ○ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا، كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ○

(قٓ ۔ ۹ تا ۱۱)

اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں، پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اگاتے ہیں اور لمبی لمبی کھجوریں بھی (ہم ہی اگاتے ہیں) جن کا شگوفہ نہ بہ تہ ہوتا ہے۔ (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم ہی اس پانی کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح درخت اور پودے پانی برستے ہی زمین سے نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے روز مُردے) نکل پڑیں گے۔

کفار جب قیامت کی دلیل سے لاجواب ہو جاتے تو فوراً سوال کرتے کہ آخر قیامت کب آئے گی۔ ان کے اس سوال کا اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ) اور یہ (لوگ) کہتے ہیں (اے ایمان والو) اگر تم سچے ہو تو

بتاؤ کہ یہ فیصلہ کب واقع ہوگا۔

کافروں کو بار بار ڈرایا جا رہا تھا کہ ایک دن سب مُردے زندہ ہوں گے۔ حساب و کتاب ہوگا۔ اہل حق کو ان کے نیک اعمال کا صلہ ملے گا اور اہل باطل کو ان کے کفر اور بد اعمالی کی سزا ملے گی۔ قیامت کے دن سزا اور جزا کی بنیاد پر فیصلہ ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔ کفار قیامت کے دن زندہ ہونے کو ناممکن الوقوع سمجھتے تھے لیکن جب انہیں زندہ ہونے کی دلیل دی جاتی تو ایمان والوں سے سوال کرتے تھے کہ اگر تم اس دعوٰی میں سچے ہو کہ قیامت آئے گی تو بتاؤ کب آئے گی۔ اس سوال سے ان کا منشاء یہ ہوتا تھا کہ ایمان والوں کا بس دعوٰی ہی دعوٰی ہے۔ قیامت آنی ہوتی تو کبھی کی آجاتی۔

کفار کے اس سوال کا اللہ تعالیٰ نے بار بار ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝

(والنّٰزعٰت ۔ ۴۲ تا ۴۵)

(اے رسول، لوگ) آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ (آخر) اس کے (وقت کو) بتانے کے سلسلہ میں آپ کس (خلجان) میں ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب ہی پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ (کی ذمہ داری) تو بس (اتنی ہے کہ آپ) اس شخص کو ڈرا دیں جو قیامت سے ڈرتا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ، فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا، قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ، فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝

(بنی اسرآءیل ۔ ۴۹ تا ۵۱)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں ہو جائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ، تم دوبارہ ضرور زندہ کئے جاؤ گے) تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا

کیا تھا. تو (یہ جواب سنکر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر ٹکائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔

آگے فرمایا (قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ بھی نفع نہیں دے گا اور نہ اس دن انہیں مہلت ملے گی۔

قیامت کے دن ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا۔ قیامت کا روز روزِ جزا ہے۔ نہ وہ ایمان لانے کا دن ہے اور نہ عمل کرنے کا۔ دنیا کی زندگی ایمان لانے اور عمل کرنے کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا میں کافروں کو مہلت بھی دی جاتی ہے، ان کو فوراً عذاب سے تباہ و برباد نہیں کیا جاتا لیکن آخرت میں مہلت نہیں دی جاتی، وہاں تو فوراً عذاب شروع ہو جاتا ہے۔

اگر اس وعید کے سننے کے بعد بھی کافر ایمان نہیں لاتے (فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ) تو (اے رسول) آپ ان سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے، یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں سے اعراض کرنے کا حکم بار بار دیا ہے مثلاً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا ○ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ○

(النجم - ۲۹ و ۳۰)

تو (اے رسول) جو شخص ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہ چاہے آپ بھی اس سے منہ موڑ لیجئے۔ ان کے علم کی رسائی بس یہیں تک ہے۔ آپ کا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک جائے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چلتا رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ایمان نہ لانے سے بہت رنجیدہ رہا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ○

(الکھف - ۶)

(اے رسول) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے تو شاید آپ ان کے لئے رنج کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیں گے

(اے رسول آپ کو رنج کرنے کی ضرورت نہیں)

اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں کافروں سے روگردانی کا حکم دے کر گویا آپ کے صدمہ کو کافی حد تک زائل کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کریں، کافر بھی انتظار کر رہے ہیں۔ یہ جملہ کافروں کو ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے تو پھر انہیں عذاب الٰہی کا جس کے لئے وہ جلدی کر رہے ہیں انتظار کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ، آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ، هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ، قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ، وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

(یونس۔ ۵۰ تا ۵۳)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھیئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو (کسی وقت بھی) تم پہ (ناگہانی طور پر) واقع ہو جائے (تو کیا تم اپنا بچاؤ کر سکو گے، اے رسول) یہ گنہ گار (بچاؤ نہیں کر سکیں گے تو آخر یہ پھر) کس لئے اُس کی جلدی مچا رہے ہیں (اس چیز کی جس سے بچنا ان کے اختیار میں نہیں ہو گا۔ اے رسول، آپ ان سے پوچھیئے) کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو پھر اس وقت ایمان لاؤ گے، (اس وقت تو تم سے کہا جائے گا) اب (ایمان لاتے ہو اور اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو) اس عذاب کی تو تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان سے کہا جائیگا (اب) دائمی عذاب کا مزا چکھو، یہ انہی اعمال کا بدلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں: کیا (قیامت کے واقع ہونے کی خبر بالکل) سچ ہے؟ آپ کہہ دیجئے میرے رب کی قسم ہاں یہ (بالکل) سچ ہے (ایسا ہو کر رہے گا) اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

عمل

اے لوگو، قیامت آکر رہے گی۔ اچھے عملوں کی جزاء اور بُرے عملوں کی سزا مل کر رہے گی لہٰذا اس سے پہلے کہ وہ دن آئے ایمان لے آیئے، بُرے عمل چھوڑ دیجئے اور نیک عمل کیجئے۔ قیامت کے دن ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ احزاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ
الۡكٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِیۡمًا حَكِیۡمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعۡ
مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ
خَبِیۡرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳

ترجمہ اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا (ہرگز) نہ مانیئے، بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ① اور (اے نبی) جو باتیں آپ کے رب کی طرف سے آپ کو وحی کی جارہی ہیں آپ ان کی پیروی کیجئے، (اور اے لوگو) ان اعمال سے جو تم کر رہے ہو اللہ خوب واقف ہے ② اور (اے نبی) اللہ پر بھروسہ کیجئے، کارسازی کے لئے اللہ (تعالیٰ) ہی کافی ہے ③

معانی و مصادر (وَكِيْلًا) وَكَلَ، يَكِلُ، وَكْلٌ و وُكُوْلٌ (ض) سپرد کرنا۔ (وَكِيْلٌ = معتمد، کارساز)۔

تفسیر توحید کی وہ تعلیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرما رہے تھے کافروں کو بہت ناگوار گذرتی تھی۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے مختلف مطالبات پیش کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اس میں کچھ ردوبدل کر دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ، قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ، اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○
(یونس۔ ۱۵)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کو ہماری روشن آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جن کو ہم سے ملاقات کی کوئی امید نہیں (آپ سے) کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں کچھ ردوبدل کر دو۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ردّوبدل کر دوں، میں تو بس اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے (اور) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔

کفار چاہتے تھے کہ شرک کی تردید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نرم ہو جائیں تو وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کم کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ○
(ن ۔ ۸ و ۹)

(اے رسول) آپ (ان) جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں ۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ آپ نرم پڑ جائیں تو یہ بھی نرم پڑ جائیں ۔

منافقین قربانی دینے سے پہلوتہی کرتے تھے اور ایمان والوں کو بھی اسی راہ پر لگانے کی کوشش کرتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ، لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ، وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۵۶)

اے ایمان والو، تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جب ان کے (مسلم) بھائی (اللہ کے راستہ میں) زمین میں سفر کے لئے یا جنگ کے لئے نکلے تو ان کے متعلق کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے، نہ مارے جاتے ۔ (اس موت اور قتل کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ ان کی تمنا کو ان کے دلوں میں باعث حسرت بنا دے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (وہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے) ۔

اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر نازل فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین کا کہنا ماننے سے منع کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ) اے نبی، اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیئے ۔ آیت میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن دراصل اس خطاب میں تمام مؤمنین شامل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○
(اٰل عمران ۔ ۱۴۹)

اے ایمان والو، اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی تو یہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹا دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے ۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا) بے شک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور حکمت کی بنیاد پر جو حکم دئے ہیں انہی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا) اور (اے رسول) جو (احکام) آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کئے جا رہے ہیں ان (ہی) کی پیروی کیجئے (اور اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے (وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا) اور (اے رسول) اللہ پر بھروسہ کیجئے، کارسازی کے لئے اللہ تعالےٰ ہی کافی ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی تسلی ہے کہ اگر آپ کافروں اور منافقوں کے مطالبات کو ٹھکرا دیں گے تو کافر اور منافق آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ آپ کی کارسازی کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، صرف اس چیز کی پیروی کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ اس کے خلاف کسی کا کہنا نہ مانئیے۔ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے اور صرف اسی سے ڈریئے۔ کافروں اور منافقوں سے ہرگز نہ ڈریئے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ
قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ، وَمَا جَعَلَ
اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ
اُمَّهٰتِكُمْ، وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ
اَبْنَآءَكُمْ، ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ،
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى
السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ، فَاِنْ
لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ

فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ وَلَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ
وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ نے کسی آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے، نہ اللہ نے تمہاری بیویوں کو جن کو تم ماں کی مثل کہہ دیتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (حقیقی) بیٹا بنایا، یہ تمہارے منہ سے نکلی ہوئی (بے حقیقت) باتیں ہیں، اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی (سیدھا) راستہ بتاتا ہے ۴ (اے ایمان والو) منہ بولے بیٹوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارا کرو، اللہ کے نزدیک یہی انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ جو بات تم سے غلطی سے سرزد ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ جو بات تم دل کے ارادے سے کرو گے (اس پر تم سے مؤاخذہ ہوگا) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۵

معانی و مصادر (جَوْفٌ) جَوْفٌ = پیٹ۔ سینہ۔
(تُظٰهِرُوْنَ) ظَاهَرَ، يُظَاهِرُ، مُظَاهَرَةٌ وظِهَارٌ (باب مفاعلہ) ظہار کرنا، اپنی بیوی کو ماں کے مثل کہہ کر اپنے اوپر حرام کر لینا۔
(اَدْعِيَاءُ) اَدْعٰى، يُدْعِيْ، اِدْعَاءٌ (باب افعال) ابنیت غیر باپ کی طرف پھیرنا (اَدْعِيَاءُ دَعِيٌّ کی جمع جس کے معنی ہیں "منہ بولا بیٹا"۔
(اَخْطَاْتُمْ) اَخْطَاَ، يُخْطِئُ، اِخْطَاءٌ (باب افعال) خطاء کرنا۔

تفسیر ایام جاہلیت میں رواج تھا کہ

(۱) بیوی کو اپنے اوپر یہ کہہ کر حرام کر لیا کرتے تھے کہ تیری پیٹھ میرے لئے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ اس کو ظہار کہتے تھے اور

(۲) کسی دوسرے کے بیٹے کو متبنّٰی بنا لیتے تھے اور اس کو بالکل اپنے صلبی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر میں ان دونوں رسموں کا خاتمہ کر دیا۔ اگرچہ ظہار کی صورت میں اتنا ضرور کیا کہ ظہار کرنے والے پر ایک قسم کا جرمانہ مقرر کر دیا تاکہ آئندہ کوئی شخص اس قسم کی غلط اور لایعنی بات اپنے منہ سے نہ نکالے (اس جرمانہ کا بیان انشاء اللہ سورۂ مجادلہ کی تفسیر میں بیان ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ) اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے (وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ) نہ اللہ نے تمہاری بیویوں کو جن کو تم ماں کی مثل کہہ دیتے ہو تمہاری ماں بنایا (وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ) اور نہ اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے بنایا (ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ) یہ تمہارے منہ سے نکلی ہوئی (لایعنی) بات ہے، اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی (سیدھا) راستہ بتاتا ہے۔

جس طرح کسی آدمی کے سینہ میں دو دل ہونا ناممکن ہے اسی طرح بیوی کو ماں کے مثل کہہ دینے سے بیوی کا ماں بن جانا اور دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہنے سے اس کا حقیقی بیٹا بن جانا ناممکن ہے یہ انسانوں کے منہ سے نکلنے والی بے حقیقت باتیں ہیں۔ ان سے حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بیوی بیوی ہی رہے گی، ماں نہیں بن سکتی۔ دوسرے کا بیٹا اسی کا بیٹا رہے گا جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے دوسرے کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ حق یہی ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات ہی کہتا ہے اور وہی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

آگے فرمایا (اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ) ان کو (یعنی منہ بولے بیٹوں کو) ان کے (حقیقی) باپوں (کے نام) سے پکارا کرو، اللہ کے نزدیک یہی انصاف کی بات ہے (فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ) پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں (وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) جو بات تم سے غلطی سے سرزد ہو جائے تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ جو بات تم دل کے ارادے سے کرو گے (اس پر تم سے مؤاخذہ ہوگا) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرنے کا حکم دیا اس

لئے کہ سچی بات یہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ اگر ان کے باپوں کا علم نہ ہو تو ان کو اپنا دینی بھائی اور دوست سمجھا کرو، معاشرہ میں ان کو وہی مقام دو جو دوسرے مسلم بھائیوں اور دوستوں کو دیا جاتا ہے۔ کسی لحاظ سے بھی ان کی تحقیر نہ کی جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں اگر نادانستہ کوئی غلطی ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا لیکن جان بوجھ کر کسی کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب کرنے سے گناہ ہوگا۔ اس سے بچتے رہنا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے بیٹوں کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب کرنا چھوڑ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۶ ص۱۲۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل زید ابن حارثة جزء ۲ ص۲۶۸)

ہم زید بن حارثہ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے (کیونکہ وہ آپ کے متبنّٰی تھے) یہاں تک کہ قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے پکارو، اللہ کے نزدیک یہی انصاف کی بات ہے۔

اس آیت میں لوگوں کو ممانعت کر دی گئی کہ وہ کسی لڑکے کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب نہ کریں حدیث میں لڑکے کو بھی ممانعت کر دی گئی کہ وہ اپنے کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیه جزء ۸ ص۱۹۴)

جو کوئی اپنے اصلی باپ کے سوا اور کسی کو اپنا باپ بنائے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ (صحیح بخاری کتاب الفرائض باب من ادّعی الی غیر ابیه جزء ۸ ص۱۹۴)۔

تم اپنے باپوں سے بے رغبتی نہ کرو جو شخص اپنے باپ سے بے رغبتی کرے تو اس کا ایسا کرنا کفر ہے (یعنی حق پوشی اور باپ کی ناشکری ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهٗ فِيْهِمْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نسبة الیمن الی اسمعیل جزء ۴ ص۲۱۹)

جس نے دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا اس نے کفر کیا اور جو شخص اپنے آپ کو دوسری قوم کا فرد ظاہر کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
اَنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نسبة الیمن الی اسمعیل ۴/۲۲۰)

یہ (بہت) بڑا بہتان ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا اور کسی کو اپنا باپ ظاہر کرے۔

عمل

اے ایمان والو، بیوی کو ماں کہنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی۔ یہ لغو بات ہے۔ البتہ ایسا کہنے کے بعد بیوی کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کیجئے یعنی ایک غلام آزاد کیجئے، اگر غلام نہ ہو تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھئے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیے۔ کفارہ کا حکم انشاء اللہ سورۂ مجادلہ کی تفسیر میں بیان کیا جائے گا۔

اے ایمان والو، منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن سکتا لہذا بیٹوں کو ان کے حقیقی باپ کی طرف ہی منسوب کیا کیجئے۔ اگر بھول سے آپ کسی کو غیر حقیقی باپ کی طرف منسوب کر دیں تو کوئی حرج نہیں، قصداً ایسا ہرگز نہ کیجئے ورنہ گناہ ہوگا۔

اے ایمان والو، اگر آپ کو کسی شخص کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ آپ کے دینی بھائی اور دوست ہیں، انہیں دینی بھائی اور دوست سمجھا کیجئے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ
اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ
مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ
مَسْطُوْرًا ۝٦ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ
النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى
وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا
مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝٧ لِّيَسْـَٔلَ
الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ
وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝٨

ترجمہ نبی مؤمنوں کے لئے ان سے زیادہ ان کے خیر خواہ ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور اللہ کی کتاب میں رشتہ دار، مومنین اور مہاجرین سے زیادہ آپس میں ایک دوسرے کے حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ کوئی نیکی کرو (تو اور بات ہے)، یہ (حکم اللہ کی) کتاب میں لکھا ہوا ہے ۝٦ اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا، خصوصًا آپ سے، نوح سے، ابراہیم سے، موسٰی سے اور عیسٰی سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا ۝٧ (کہ اللہ کے احکام کو بے کم و کاست لوگوں تک پہنچائیں گے) تاکہ اللہ (قیامت کے دن) سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور (کافروں سے ان کی تکذیب کے متعلق سوال کرے، اور) اللہ نے کافروں کے لئے (ان کی تکذیب کی سزا میں) دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۝٨

معانی و مصادر (اَوْلٰى) وَلِيَ، يَلِيْ، وَلْيٌ (ح) قریب ہونا (اَوْلٰى اسم تفضیل ہے۔ اس کے معنی ہیں زیادہ حق دار)۔

(اَرْحَامٌ) رَحِمَ، يَرْحَمُ، رَحْمَةٌ وَرُحْمٌ وَرُحُمٌ وَمَرْحَمَةٌ (س) رحم کرنا (اَرْحَامٌ = رَحِمٌ کی جمع، بچہ دانیاں، رشتے)۔

(مَسْطُوْرًا) سَطَرَ، یَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا۔
(مِیْثَاقٌ) وَثُقَ، یَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ک) ثابت اور قوی ہونا۔ (مِیْثَاقٌ = مضبوط عہد)۔
(غَلِیْظًا) غَلُظَ، یَغْلُظُ، غِلْظَةٌ وغِلْظٌ وغِلَاظَةٌ (ن وک وض) دلدار ہونا، سخت ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ) نبی مؤمنوں کے لئے ان سے زیادہ ان کے خیر خواہ ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْاَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ فَضْلًا فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ وَفَآءً صَلّٰی وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَآؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الحوالات باب الدین جزء ۳ صـ۱۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ آتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے کیا اس شخص نے قرض ادا کرنے کے لئے کچھ فاضل مال چھوڑا ہے۔ اگر لوگ کہتے ہاں تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمین سے کہہ دیتے تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مسلمین کا ان سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہوں جو کوئی مؤمن مرجائے اور قرض دار مرے تو اس کا قرض مجھ پر ہے اور اگر مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ (صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب الصلوٰة علی من ترك دینا جزء ۳ صـ۱۵۵)

میں ہر مؤمن کا دنیا اور آخرت (دونوں میں) اس کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ اگر تم چاہو تو (یہ آیت) پڑھو:۔ نبی مؤمنین کے لئے ان سے زیادہ ان کے خیر خواہ ہیں تو جو کوئی مؤمن مرجائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا خواہ وہ کوئی ہوں اور جو کوئی قرضہ یا بچے چھوڑ جائے تو وارث میرے پاس آئے میں اس کا ولی ہوں (میں قرضہ کی ادائیگی اور بچوں کی کفالت کا بندوبست کروں گا)۔

آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ ہر مؤمن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ اس کے خیر خواہ ہیں۔
آگے فرمایا (وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ) اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ادب و تعظیم اور نکاح کے معاملہ میں مؤمنین کی اپنی ماؤں کے مثل ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ، ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ، وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا، اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○
(الاحزاب - ۵۳)

اور (اے ایمان والو) جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے دلوں کے لئے اور ان کے دلوں کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ (یہ بات تمہارے لئے جائز ہے کہ) ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک (بہت) بڑی (بات) ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی مؤمن ازواج مطہرات سے نکاح نہیں کر سکتا تھا، وہ نکاح کے معاملہ میں مؤمنین پر اسی طرح حرام تھیں جس طرح ان کی حقیقی مائیں لیکن پردے کے معاملہ میں ایسا نہیں تھا۔ ہر ماں اپنے حقیقی بیٹے کے سامنے آسکتی ہے لیکن ازواج مطہرات مؤمنین کے سامنے نہیں آسکتی تھیں۔ ان کی یہ امتیازی شان ادب و تعظیم، احترام و اکرام کے لحاظ سے تھی۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
(الاحزاب - ۳۲)

اے نبی کی بیویو، تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے مثل بھی نہیں ہو (تمہاری شان ہر عورت سے برتر و بالا ہے)۔

آگے فرمایا (وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ) اور اللہ کی کتاب میں رشتہ دار، مؤمنین اور مہاجرین سے زیادہ آپس میں ایک دوسرے کے حق دار ہیں۔
اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ وراثت رشتہ داروں کا حق ہے اور رشتہ داروں ہی میں تقسیم کی جائے گی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کرا دیا تھا اس لئے مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْاَنْصَارِيُّ الْمُهَاجِرِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِيْ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَتْهَا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب الفرائض باب ذوی الارحام جزء ۸ ص ۱۹)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے ہر شخص کے وارث مقرر کر دئے ہیں۔ رہی یہ آیت وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ تو اس کے نازل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو مہاجر کا وارث انصاری ہوتا تھا، اس کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے محض اس بھائی چارے کی وجہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں کرا دیا تھا۔ اس کے بعد جب یہ آیت وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ نازل ہوئی تو اس آیت نے بھائی چارے والی وراثت کو منسوخ کر دیا تو پھر مابین المسلمین دینے دلانے کے سلسلہ میں یہ آیت وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اتری یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں سے تمہارا بھائی چارے کا عہد تھا تو انہیں ویسے ہی ان کا حق دے دیا کرو (اب وہ وارث نہیں ہوں گے)۔

الغرض آیت زیر تفسیر نے وراثت مابین الاقرباء کے حکم کو مؤکد کر دیا اور دوسرے مؤمنین حتی کہ مہاجرین کو بھی وراثت کا حق دار نہیں ٹھہرایا (اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا) سوائے اس صورت کے کہ تم اپنے (مؤمن) دوستوں کے ساتھ کوئی اور حسن سلوک کرو (یعنی وراثت کے بجائے کسی اور طریقہ سے انہیں کچھ دے دیا کرو)۔

منشاء یہ ہے کہ مؤمنین اور مہاجرین کو دوست سمجھ کر اگر ان کو کچھ دینا چاہو تو دے سکتے ہو لیکن وراثت میں شریک نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور (كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا) یہ (قانون اللہ کی) کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

کتاب میں لکھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ شریعت الٰہیہ میں اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (النسآء۔ ۱۱)

(اے ایمان والو وارثوں کے یہ حصے) اللہ کی طرف سے فرض ہیں، اللہ (بہت) علم والا اور

(بہت) حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا) اور (اے رسول) وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا (خصوصًا) آپ سے، نوح سے، ابراہیم سے، موسیٰ سے اور عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا تھا۔

اس عہد کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ، قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ، قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا، قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(اٰل عمران۔ ۸۱ و ۸۲)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے (اس بات کا) عہد لیا کہ جب ان کو کتاب و حکمت مل جائے پھر ان کے پاس کوئی رسول آئے جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو وہ اس رسول پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ (پھر اللہ نے ان سے) فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور ان باتوں پر میرے عہد کو قبول کرتے ہو؟ نبیوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں (کہ ہم نے اس عہد کو قبول کیا اور اسے پورا کریں گے)۔ اللہ نے فرمایا تو (اب) تم اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، عہد کرنے کے بعد (تم میں سے) جو لوگ اس عہد سے پھر جائیں گے وہ فاسق ہوں گے۔

الغرض نبیوں سے جو عہد لیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبیوں کو آپس میں ایک دوسرے پر ایمان لانا چاہئے اور ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سب مل کر ایک ہی دین کی تبلیغ کریں اور تبلیغ دین میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں تاکہ عوام پر اچھا اثر ہو اور وہ بآسانی دینِ حق کو قبول کر سکیں اور صحیح معنوں میں ایمان لے آئیں۔ پھر جو لوگ ایمان لے آئیں ان کو اچھا صلہ ملے اور جو لوگ ایمان نہ لائیں انہیں سزا ملے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو صحیح دین بے کم و کاست پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اس ضرورت کو پورا کر دیا (لِيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ) تاکہ اللہ سچوں سے ان کی سچائی کے متعلق سوال کرے (اور انہیں جزائے خیر دے اور کافروں سے ان کی تکذیب و بداعمالی کے متعلق سوال کرے اور انہیں سزا دے) (وَاَعَدَّ

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور (اے رسول) کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خیر خواہ سمجھیئے۔ آپ کی ازواج مطہّرات کا ادب واحترام ملحوظ رکھیئے۔

اے ایمان والو، ورثہ رشتہ داروں میں تقسیم کیجئے۔ رہے وہ لوگ جو مؤمنین خصوصًا مہاجرین میں سے آپ کے دوست ہوں تو ان کے ساتھ کسی اور طریقہ سے حسن سلوک کرتے رہا کیجئے۔ انہیں ورثہ میں سے نہ دیجئے۔

نوٹ :۔ اگلی آیت سے جنگ احزاب کا ذکر شروع ہو رہا ہے لہٰذا ہم جنگ احزاب کا مختصر حال درج کر رہے ہیں تاکہ متعلقہ آیات سمجھنے میں آسانی ہو۔

جنگ احزاب (جنگ خندق)

اسباب جنگ جنگ کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسلام اور اہل اسلام کو ختم کیا جائے۔ (الصف ۔ ۸)

اسی مقصد کی خاطر کافروں نے مؤمنین پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں جنگ احزاب واقع ہوئی۔ (الاحزاب ۔ ۱۰)

جنگ احزاب جنگ اُحد کے ایک سال بعد واقع ہوئی۔ [1]

مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے، ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کسی وقت بھی حملہ ہو جائے۔

ایک رات کو ایسا ہوا کہ مدینہ منورہ کے باہر سے ایک خوفناک آواز آئی۔ تمام اہل مدینہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فورًا حضرت ابو طلحہ کا گھوڑا عاریتًا لیا۔ یہ گھوڑا بہت سُست رفتار تھا۔

---

[1] عن ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم عرضہ یوم احد وھو بن اربع عشرۃ فلم یجزہ وعرضہ یوم الخندق وھو ابن خمس عشرۃ فاجازہ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص ۱۳۷ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان من البلوغ جزء ۲ ص ۱۳۲ واللفظ للبخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے باہر دیکھنے کے لئے گئے کہ یہ آواز کہاں سے آئی۔ آپ کے جانے کے بعد اور لوگ بھی تیار ہوئے اور اس آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا گھبراؤ نہیں، کوئی خطرہ نہیں ہے، میں دیکھ کر آرہا ہوں، پھر آپ نے حضرت ابو طلحہ سے فرمایا ہم نے تمہارے گھوڑے کو مثل دریا کے (تیز رو) پایا۔ اس کے بعد وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو گشت لگانا

ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے) کافی دیر تک جاگتے رہے جب آپ مدینہ منورہ واپس آئے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی میری چوکیداری کرتا"۔ حضرت سعد بن ابی وقاص (نے یہ الفاظ سنے تو فوراً) ہتھیار پہن کر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعد نے کہا "میں سعد بن ابی وقاص ہوں میں آپ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں"۔ (یہ سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اطمینان سے) سو گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ جزء ۴ ص۴۱)

دفاعی انتظامات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ صحابہ کرام نے خندق کھودنی شروع کی۔ خندق میں سے مٹی نکال کر وہ اپنی پیٹھوں پر لادتے تھے پھر اسے باہر لے جا کر ڈال دیتے تھے (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۷ و ص۱۳۸)

مہاجرین اور انصار سب اس کام میں مشغول تھے۔ ان کے پاس نہ غلام تھے (نہ مزدور) کہ وہ اس کام کو انجام دیتے۔ صبح کا وقت تھا۔ سردی کا دن تھا۔ صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے ان کی حالت دیکھی کہ فاقہ سے دوچار ہیں لیکن محنت مشقت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ	اے اللہ عیش تو درحقیقت آخرت کا عیش ہے
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ	(اے اللہ) انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الرکوب علی الدابۃ جزء ۴ ص۳۶ باب الحمائل جزء ۴ ص۴۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ لہ "ما رأینا من فزع" جزء ۲ ص۳۲۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابہ اکرام یہ پڑھتے تھے:۔

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا
نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا اَبَدًا
نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ اسلام پر قائم رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ
فَبَارِكْ فِى الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ بے شک آخرت کی بھلائی کے علاوہ کوئی (حقیقی) بھلائی نہیں۔ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین میں برکت نازل فرما۔

کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ
فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے۔ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کو عزت عطا فرما۔

اور کبھی آپ اس طرح فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ
فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے۔ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین (کے حالات) کی اصلاح فرما۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرام اگرچہ بھوکے تھے لیکن (بڑے اطمینان و حوصلہ کے ساتھ) محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر وہ یہ تمام مصیبتیں برداشت کر رہے تھے۔ (کبھی ایسا ہوتا کہ) لوگ ایک مٹھی جَو لاتے، پھر وہ جَو بدبودار روغن میں پکائے جاتے اور قوم کے سامنے رکھ دئے جاتے۔ کھاتے وقت جَو حلق میں ناگوار بھی معلوم ہوتے اور ان میں سے بدبو بھی آتی تھی (تاہم چار و ناچار

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۸ و کتاب المناقب باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلح الانصار والمہاجرۃ جزء ۵ ص۲۲ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب جزء ۲ ص۱۰۲ و ص۱۱۰

انہیں کھانا پڑتا تھا)۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۸)

ایک سخت چٹان کو توڑنا

خندق کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک چٹان نکل آئی (وہ اتنی سخت تھی کہ کسی سے نہ ٹوٹی) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر عرض کیا کہ ایک چٹان (ایسی) نکل آئی ہے (کہ کسی طرح نہیں ٹوٹتی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں خود آکر اسے توڑتا ہوں" پھر آپ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین روز سے کسی نے بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ ایسے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر کدال ماری۔ کدال مارتے ہی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۸)

خندق کی کھدائی میں سپہ سالار اعظم کی شرکت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس خندق کھودنے میں شریک تھے۔

آپ خندق کی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور باوجود اس کے کہ آپ کے سینہ پر بکثرت بال تھے، آپ کا شکم مبارک اور آپ کے بال خاک سے چھپ گئے تھے۔ آپ اس وقت ابن رواحہ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:۔

① اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا	اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت یاب
وَلَا تَصَدَّقْنَ وَلَا صَلَّیْنَا	نہ ہوتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے ہم
② فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	پر سکین نازل فرما اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا	ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ بے شک ان لوگوں
③ اِنَّ الْاُلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	نے ہم پر زیادتی کی ہے، اگر یہ فتنہ کا ارادہ کریں
وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا	گے تو ہم ایسا نہ ہونے دیں گے۔

آخری لفظ اَبَیْنَا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آواز کو بلند فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص۱۳۰)

جنگ کی تیاری

خندق تیار ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور ہتھیار وغیرہ پہن لئے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ۵ ص۱۳۲)

افواج کفار کی آمد

ایک عرصہ سے کفار کے حملہ کا خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا بالآخر کافروں کی فوجیں مدینہ کے قریب پہنچ گئیں۔ (الاحزاب ۔۹)

مسلمین نے اپنی عورتوں اور بچوں کو حضرت حسان کے قلعہ میں محفوظ کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب الزبیر جزء ۵ ص۲۷ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر جزء ۲ ص۲۶۶ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔)

کفار کی فوجوں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے مدینہ کی بلندی سے بھی حملہ کیا اور نشیب کی طرف سے بھی حملہ کیا۔ فوجوں کی اس تعداد کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں پھر گئیں، دہشت کے باعث دل گلوں تک پہنچ گئے۔ بعض لوگ تو اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی میں مبتلا ہو گئے۔ مومنین کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور انہیں خوب جھنجوڑا گیا۔ (الاحزاب - ۱۰ و ۱۱)

کفار کے لشکروں کی جاسوسی

رات کا وقت تھا، ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ سردی کی شدت تھی کہ عین اس عالم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو میری معیت نصیب فرمائے گا۔" سب خاموش رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا سب خاموش رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ سے فرمایا اٹھو اور جا کر کفار کی خبر لاؤ اور دیکھو انہیں مجھ پر نہ اکسانا (یعنی جنگ کی آگ نہ بھڑکانا)۔ حضرت حذیفہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اتنی سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ گرم حمام میں چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ کفار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) اپنی پیٹھ آگ سے سینک رہے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت حذیفہ نے تیر کمان پر چڑھایا اور انہیں مارنے کا ارادہ کیا۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا کہ "انہیں مجھ پر نہ اکسانا" (لہذا انہوں نے تیر نہ مارا) وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تیر مارتا تو ضرور ابوسفیان کو لگتا۔ الغرض کفار کی جاسوسی کے بعد حضرت حذیفہ وہاں سے واپس ہوئے اور انہیں پھر یہی محسوس ہوا کہ وہ گرم حمام میں چل رہے ہیں۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سب حال بیان کر چکے تو پھر سردی محسوس ہونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا ایک فاضل کمبل جسے اوڑھ کر آپ نماز پڑھا کرتے تھے اڑھا دیا۔ حضرت حذیفہ کمبل اوڑھ کر صبح تک سوتے رہے جب صبح (صادق) ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے بہت سونے والے اٹھ جاؤ"۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب جزء ۲ ص۱۰۱)

منافقین کی شرارتیں

اتنی کثیر تعداد میں کفار کو دیکھ کر منافقین اور حاسد لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ محض دھوکا تھا (کیا ان لشکروں کا مقابلہ ہم کر سکتے ہیں، یہ لشکر ہمیں نیست و نابود کر دیں گے)۔ بعض حاسد لوگ تو یہاں تک کہنے لگے کہ اے اہلِ مدینہ اب یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ کہیں اور چلے چلو (غرض یہ کہ منافقین

مسلمین میں دہشت پھیلا کر انہیں بزدل بنانا چاہتے تھے اور اپنے لئے راہ فرار تلاش کر رہے تھے) ان میں ایک جماعت نے آکر صاف کہہ دیا کہ ہمیں اجازت دیجئے کہ اپنے گھر واپس چلے جائیں کیونکہ گھروں کو بھی حفاظت کی ضرورت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں تھی بلکہ وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے (یہ لوگ مسلمین میں انتشار پیدا کرنے کے آرزومند تھے حتیٰ کہ ان کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ) اگر افواج کفار مدینہ میں داخل ہو جاتیں اور ان سے فتنہ پھیلانے کے لئے کہا جاتا تو (اپنی جان بچانے کی خاطر) فوراً یہ کام کر گذرتے اور کسی قسم کا پس و پیش نہ کرتے ان لوگوں نے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ (کفار کے مقابلہ میں) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہے) اللہ سے کئے ہوئے اس عہد کے متعلق روزِ محشر ان سے باز پرس ہو گی اور (اے رسول) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل کے ڈر سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تمہارے کام نہ آئے گا اور جو فائدہ تمہیں حاصل ہو گا وہ بہت ہی تھوڑا ہو گا۔ (اے رسول) ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اس سے بچا سکتا ہے یا اگر مہربانی کا ارادہ کرے تو اس سے تمہیں کون محروم کر سکتا ہے۔ تمہیں اللہ کے علاوہ نہ کوئی مددگار ملے گا اور نہ کوئی کارساز۔

غرض یہ کہ منافقین مؤمنین کے ایمان میں رخنہ ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی ہمت شکنی کر رہے تھے لیکن مؤمنین کی عجیب شان تھی۔ انہوں نے منافقین کی طرح بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انہوں نے جب کفار کے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا (کہ ہمیں مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی، جنگیں لڑنی پڑیں گی۔ بجائے اس کے کہ ان کی ہمت پست ہوتی) ان کا ایمان و ایقان بڑھ گیا (ان کی ہمتیں اور بڑھ گئیں) اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ اور زیادہ ہو گیا۔ ان مؤمنین میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے اس عہد کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچ کر دکھایا، وہ (جنگ بدر و احد میں) اپنی نذر پیش کر چکے تھے، بعض نذر پیش کرنے کے منتظر تھے (ڈگمگانا کیسا) وہ اپنی بات کے پکے تھے۔ ان کے پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی (جنگ خندق ایک آزمائش تھی) تاکہ اس کے نتیجہ میں اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقین کو اگر چاہے تو سزا دے اور اگر چاہے تو (ان کو توبہ کی توفیق عطاء کر کے) ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔ (الاحزاب۔ ۲۲ تا ۲۴)

جنگ کی ابتداء

جنگ شروع ہوئی، مؤمنین بڑی جوانمردی سے لڑتے رہے لیکن منافقین نے جنگ سے پہلوتہی اختیار کی، بلکہ دوسروں کو بھی جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔ مؤمنین سے کہتے کہ ہمارے پاس چلے آؤ (سلامتی اسی میں ہے) اور کبھی (دکھانے کے لئے) میدانِ جنگ میں آجاتے تو بس تھوڑی دیر کے لئے (اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات

میں چلے جاتے۔ وہ مؤمنین کے معاملہ میں بخل اور حسد سے کام لے رہے تھے۔ جب لڑائی کی شدت کا خوف ہوتا تو ان کی آنکھیں اس طرح پھرنے لگتیں جیسے کسی کو موت کی غشی آرہی ہو اور جب خطرہ ٹل جاتا تو بڑی لمبی لمبی باتیں کرتے (تاکہ مالی منفعت سے محروم نہ رہیں) مال غنیمت میں سے (انہیں بھی حصہ مل جائے)۔ مال پر تو بس گرے پڑتے تھے (ان کی یہ تمام سازشیں اور شرارتیں صرف اس لئے تھیں کہ) یہ لوگ حقیقتاً ایماندار تھے ہی نہیں (انہوں نے مؤمنین کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رکھا تھا لیکن) اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدابیر پر پانی پھیر دیا (اور وہ مؤمنین کا کچھ نہ بگاڑ سکے) اور یہ کام اللہ کے لئے مشکل نہیں تھا۔ (الاحزاب۔ ۱۸ و ۱۹)

ایک نوجوان صحابی کا جنّ سے تصادم

ایک نوجوان مسلم بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ روزانہ دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسبِ معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ بنو قریظہ (قبیلے کے یہودی) کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں"، انہوں نے تعمیل کی اور اپنے ہتھیار لے کر روانہ ہوئے۔ جب گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی بیوی دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہیں۔ انہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ انہیں مارنے کے لئے اٹھایا۔ بیوی نے کہا اپنے نیزے کو سنبھالو اور اندر جاکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں باہر نکلی ہوں۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بستر پر بیٹھا ہے۔ انہوں نے اس پر نیزہ اٹھایا اور نیزہ میں اس کو پرو لیا۔ پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان (کے صحن) میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹ پوٹ ہوتا رہا، پھر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان مسلم۔ صحابۂ کرام نے اس نوجوان کی موت کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر عرض کیا "اے اللہ کے رسول، اللہ سے دعاء کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ساتھی کے لئے دعائے مغفرت کرو"۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "مدینہ میں کچھ جن رہتے ہیں جو مسلم ہو گئے ہیں لہذا جب کسی سانپ کو دیکھو تو تین دن تک اسے خبردار کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ دکھائی دے تو اسے مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان یعنی کافر (جن) ہے"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جاؤ اپنے بھائی کو دفن (کرنے کا انتظام) کرو"۔ (صحیح مسلم کتاب قتل الحیات باب قتل الحیات جزء ۲ صـ ۲۹۶)

بنو قریظہ کی جاسوسی کیلئے حضرت زبیر کی روانگی

مذکورہ بالا واقعہ میں اس نوجوان کو جو نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کے گھر جاتے وقت کی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ بھی خفیہ طور پر کفار کے ساتھ ملا ہوا تھا بلکہ
اَلَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الاحزاب - ۲۶) کے بمصداق عملاً کفار کی مدد کر رہا تھا۔

مدینہ منورہ کے باہر مشرکین تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور اندرون شہر یہودی اور منافقین سازش میں لگے ہوئے تھے۔ انتہائی خطرناک حالات تھے جن سے مؤمنین دوچار تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون جاکر اس قوم (بنو قریظہ) کی خبر لائے گا؟" حضرت زبیر نے کہا "میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیر نے پھر عرض کیا "میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیر نے کہا "میں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں"۔ الغرض حضرت زبیر روانہ ہوئے۔ صحابہ اکرام کے بچے جو حضرت حسان کے قلعہ میں محفوظ تھے ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عمر بن ابی سلمہ بھی تھے۔ یہ دونوں بچے باری باری ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اپنے والد (حضرت زبیر) کو ہتھیار لگائے ہوئے بنو قریظہ کی بستی میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت زبیر بنو قریظہ کی جاسوسی کرکے واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام حال سنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں [1]۔

جنگ کی شدت

جنگ شدت سے جاری تھی۔ ایک دن تو اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ مسلمین نماز عصر پڑھتے۔ سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر کفارِ قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسول، میں عصر کی نماز نہ پڑھنے پایا تھا کہ سورج غروب ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی، اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جنہوں نے ہمیں بیچ والی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا"۔ پھر سب صحابہ بطحان گئے۔ سب نے وضو کیا، پھر سب نے سورج غروب ہونے کے بعد پہلے نماز عصر پڑھی پھر اس کے بعد نماز مغرب پڑھی [2]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب الزبیر جزء ۵ ص ۲۷ و کتاب الجہاد باب ھل یبعثہ الطلیعۃ وحدہ جزء ۴ ص ۳۳ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر جزء ۲ ص ۳۶۵۔
نوٹ۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص ۱۴۱ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ الوسطیٰ ھی صلوٰۃ العصر جزء اول ص ۲۵۲ و ص ۲۵۳۔

حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا زخمی ہونا

دورانِ جنگ قریش کے ایک شخص نے جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا تھا حضرت سعد بن معاذ کو ایک تیر مارا، تیر ان کی رگ ہفت اندام میں لگا اور وہ شدید زخمی ہو گئے [1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے داغ دیا۔ زخم پر ورم آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ داغ دیا [2]۔

حضرت ابی بن کعب بھی رگ ہفت اندام میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے ان کی فصد کھولی اور پھر داغ دیا [3]۔ (کچھ عرصہ بعد آپ نے داغ دینے سے منع فرما دیا (صحیح بخاری)

بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست

(لڑائی نے طول کھینچا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کی "اے اللہ" کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے، ان افواج کو شکست دے۔ اے اللہ، ان کو شکست دے اور ان کو جھنجوڑ ڈال [4]۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا آنا

جنگ شدت سے جاری تھی۔ مؤمنین کو سخت مصائب میں مبتلا کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کی کافی آزمائش کر لی تھی [5]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر نازل کئے جو دکھائی نہ دیتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان تھا اس نے مؤمنین کی مدد فرمائی۔ (الاحزاب - ۹)

حضرت جبریل اور دوسرے فرشتے ہتھیار پہن کر مؤمنین کی مدد کے لئے جنگ میں شامل ہو گئے۔ لڑتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ۵ ص ۱۴۳

[2] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء جزء ۲ ص ۲۸۱

[3] صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء جزء ۲ ص ۲۸۱

[4] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب غزوۃ الخندق جزء ۵ ص ۱۴۲ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب الدعاء بالنصر عند لقاء العدو جزء ۲ ص ۷۲ - [5] الاحزاب - ۹

لڑتے حضرت جبریل کا سر خاک میں چھپ گیا تھا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ہ ص۱۴۲)

مؤمنین کی فتح نصرتِ الٰہی سے کافروں کے پیر اکھڑ گئے اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے واپس ہوئے۔ اس جنگ سے انہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ مؤمنین کی طرف سے اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا اور وہ قوی اور زبردست ہے۔ (الاحزاب ۔ ۲۵)

جنگ کے نتائج جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بادِ صبا سے مدد دی گئی اور قوم عاد کو باد دبور سے ہلاک کیا گیا تھا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ہ ص۱۴۲)

پھر آپ نے فرمایا اب ہم کفار پر حملہ کریں گے۔ کفار ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ہ ص۱۴۱)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (کارساز و مشکل کشا و معبود) نہیں، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور اس اکیلے نے افواج کفار کو مغلوب کیا، اللہ کے بعد کوئی چیز نہیں (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق جزء ہ ص۱۴۲)

منافقین کی بدحواسی کافروں کے تمام لشکر ناکام واپس ہو گئے (لیکن منافقین کی بد حواسی کا یہ عالم تھا کہ) انہیں یقین ہی نہ آتا تھا کہ کافر واپس چلے گئے بلکہ ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی کہ اگر کہیں وہ لشکر دوبارہ آجاتے تو یہ تمنا کرتے کہ کاش وہ کسی گاؤں میں ہوتے اور وہاں سے مؤمنین کی خبریں معلوم کرتے رہتے اور اگر مؤمنین میں رہتے بھی تو لڑائی میں بہت کم حصہ لیتے۔ (الاحزاب ۔ ۲۰)

جنگ کا اختتام جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار دئے اور غسل فرمایا (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ہ ص۱۴۲)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ
جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ
جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا، وَكَانَ اللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۹ اِذْ جَآءُوْكُمْ
مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ
وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ
الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ
بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا
شَدِيدًا ﴿۱۱﴾ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا
غُرُورًا ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ
مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ
لَكُمْ فَارْجِعُوا، وَيَسْتَأْذِنُ
فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ
إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ، وَمَا هِيَ

بِعَوْرَةٍ ۛ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾
وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا
ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا
تَلَبَّثُوا بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ
كَانُوا عَٰهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ
لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ
عَهْدُ اللَّهِ مَسْـُٔولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن
يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم
مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا

لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ
مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ
اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ
بِكُمْ رَحْمَةً ، وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ
مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾
قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ
وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ
إِلَيْنَا ، وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا
قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ، فَإِذَا

جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِىْ
يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ، فَاِذَا
ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
الْخَيْرِ، اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ، وَكَانَ
ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا

وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا
لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ
يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ
وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا جب (کفار کی) فوجوں نے تم پر حملہ کیا۔ ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور (ایسے) لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور اللہ دیکھ رہا تھا جو کچھ تم کر رہے تھے (وہ تمہاری جدوجہد سے بے خبر نہیں تھا) ﴿۹﴾ جب وہ تمہاری بالائی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے اور تمہاری نشیبی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے اور جب آنکھیں پھر گئیں، دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے ﴿۱۰﴾ اس موقع پر مؤمنین کی (بڑی سخت) آزمائش کی گئی اور انہیں بڑی شدت کے ساتھ جھنجھوڑا گیا ﴿۱۱﴾ اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے: اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکا تھا ﴿۱۲﴾ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اے اہل مدینہ (میدان جنگ میں) تمہارے لئے کوئی (محفوظ) مقام نہیں لہٰذا واپس چلو، ان میں سے ایک فریق نے نبی سے (واپس جانے کی اجازت مانگی) انہوں نے کہا ہمارے گھروں کو حفاظت کی ضرورت ہے حالانکہ ان کو حفاظت کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو بس (اس بہانے لڑائی سے) بھاگنا چاہ رہے تھے ﴿۱۳﴾ اور (اے رسول، ان سے ہوشیار رہیں۔ ان کی تو یہ کیفیت ہے کہ) اگر مدینہ کے (تمام) اطراف سے

فوجیں ان پر حملہ آور ہوں پھر (ایسے نازک موقع پر) اگر ان سے فتنہ برپا کرنے کو کہا جائے تو یہ فوراً فتنہ برپا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے، ایسے کام کے لئے بہت کم ہی توقف کریں گے (۱۴) اور اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ (لڑائی سے) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن انہوں نے اس عہد کو پورا نہیں کیا، انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ) اللہ سے کئے ہوئے عہد کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی (۱۵) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا اور (اگر بھاگ کر تم بچ بھی گئے تو) ایسی صورت میں کچھ تھوڑا سا (دنیوی) فائدہ اور حاصل کر لو گے (۱۶) (اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے اور اگر تم پر مہربانی کرنے کا ارادہ کرے (تو کون اسے روک سکتا ہے) اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ نہ کسی کو اپنا کارساز پائیں گے اور نہ مددگار (۱۷) (اے ایمان والو) اللہ تم میں سے ان (منافقین) کو (اچھی طرح) جانتا ہے جو (لوگوں کو لڑائی سے) باز رکھتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آجاؤ اور وہ خود بھی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے مگر (بہت) کم (۱۸) (اے ایمان والو) تمہارے معاملہ میں یہ لوگ بڑے بخیل واقع ہوئے ہیں (اور اے رسول ان کی بزدلی کا تو یہ حال ہے کہ) جب خوف (کا کوئی موقع) آئے تو آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں، ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہوں گی جیسے وہ شخص جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو، پھر جب خوف جاتا رہے تو تم سے مالِ (غنیمت) کی حرص میں (اس طرح) ملیں گے کہ (تمہاری خوشامد میں) ان کی زبانیں (بڑی) تیز ہوں گی، یہ لوگ ایمان نہیں لائے لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا اور یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے (۱۹) (یہ لوگ اتنے ڈرپوک ہیں کہ اگرچہ فوجیں چلی گئی ہیں لیکن) یہ گمان کر رہے ہیں کہ فوجیں ابھی نہیں گئیں اور اگر فوجیں (پھر) آجائیں تو تمنا کریں گے کہ دیہاتیوں میں جا رہیں اور (دور بیٹھے بیٹھے) تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر تم لوگوں میں موجود ہوں تو نہ لڑیں مگر تھوڑا سا (۲۰)

معانی و مصادر

(جُنُوْدٌ) جُنُوْدٌ = جُنْدٌ کی جمع، لشکر۔
(زَاغَتْ) زَاغَ، یَزِیْغُ، زَیْغٌ و زَیَغَانٌ و زَیْغُوْغَةٌ (ض) جھکنا، ٹیڑھا ہونا، نگاہ کا تھکنا۔
(حَنَاجِرُ) حَنَاجِرُ = حَنْجَرَةٌ کی جمع، حلقوم، حلق۔
(زُلْزِلُوْا) زَلْزَلَ، یُزَلْزِلُ، زَلْزَلَةٌ (رباعی مجرد۔ باب فعللۃ) ہلانا۔
(غُرُوْرٌ) غَرَّ، یَغُرُّ، غَرٌّ و غِرَّةٌ و غُرُوْرٌ (ن) دھوکا دینا (غُرُوْرٌ = دھوکا)۔
(یَثْرِبَ) یَثْرِبَ: پہلے مدینہ منورہ کا یہی نام تھا۔
(عَوْرَةٌ) عَارَ، یَعُوْرُ، عَوْرٌ (ن) دفن کرنا، تلف کرنا (عَوْرَةٌ = جسم کا وہ حصہ جو شرم کی

وجہ سے چھپایا جائے، ہر وہ کام جس سے شرم کی جائے)۔
(فِرَارٌ) فَرَّ، یَفِرُّ، فِرَارٌ و فَرٌّ (ض) بھاگ جانا۔
(اَقْطَارٌ) اَقْطَارٌ = قُطْرٌ کی جمع، اطراف۔
(تَلَبَّثُوْا) تَلَبَّثَ، یَتَلَبَّثُ، تَلَبُّثٌ (باب تفعل) توقف کرنا۔
(اَدْبَارٌ) دَبَرَ، یَدْبُرُ، دَبْرٌ و دُبُوْرٌ (ن) پیٹھ پھیرنا۔ گذر جانا (اَدْبَارٌ = دُبُرٌ کی جمع، ہر چیز کا آخری حصہ)۔
(مُعَوِّقِیْنَ) عَوَّقَ، یُعَوِّقُ، تَعْوِیْقٌ (باب تفعیل) روکنا۔ (مُعَوِّقِیْنَ = روکنے والے)۔
(قَآئِلِیْنَ) قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلٌ وقَالٌ وقِیْلٌ وقَوْلَةٌ ومَقَالَةٌ ومَقَالٌ (ن) کہنا (قَائِلٌ = کہنے والا)۔
(هَلُمَّ) هَلُمَّ = آجا، چلا چل، لے آ۔
(بَاْسٌ) بَؤُسَ، یَبْؤُسُ، بَاْسٌ (ک) بہت بہادر ہونا (بَأْسٌ = لڑائی، قوت، بہادری)
(اَشِحَّةٌ) شَحَّ، یَشُحُّ، شُحٌّ (ف، ن، ض) بخل کرنا، حرص کرنا۔ (اَشِحَّةٌ = شَحِیْحٌ کی جمع، حریص، بخیل)۔
(تَدُوْرُ) دَارَ، یَدُوْرُ، دَوْرٌ و دَوَرَانٌ (ن) چکر لگانا۔
(یُغْشٰی) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشْیٌ وغِشَایَةٌ (س) ڈھانکنا، عورت کے پاس جانا، اندھیرا کرنا، چھا جانا۔
(لَقُوْا) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ (س) ملاقات کرنا۔
(اَلْسِنَةٌ) اَلْسِنَةٌ = لِسَانٌ کی جمع، زبانیں۔
(حِدَادٌ) حَدَّ، یَحِدُّ، حَدٌّ (ض) تیز کرنا (حِدَادٌ = حَدِیْدٌ کی جمع، تیز)۔
(بَادُوْنَ) بَدَا، یَبْدُوْ، بَدَاوَةٌ (ن) گاؤں میں منتقل ہو جانا (بَادُوْنَ = بَادٍ کی جمع، گاؤں میں منتقل ہونے والے)۔

تفسیر جنگ احزاب اور کافروں کی یلغار کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا) اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جو (اس نے) تم پر (اس وقت کیا) جب (کفار کی) فوجوں نے تم پر حملہ کیا (وہ احسان یہ تھا کہ) ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور اللہ دیکھ رہا تھا جو کچھ تم کر رہے تھے۔
جب کفار کی فوجوں نے حملہ کیا تو مسلمین نے مدافعانہ تدبیریں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی

تدبیروں کو دیکھ رہا تھا ۔ وہ تدبیریں ایسی نہیں تھیں کہ ان کے ذریعہ فتح ہو جاتی لہذا اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیجی اور فرشتوں کے لشکر مؤمنین کی امداد کے لئے بھیجے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہی تھی جس کی بدولت کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ناکام واپس ہو گئے ۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان تھا کہ اس نے کفار کے حملہ کو ناکام بنا دیا ۔

آگے فرمایا (اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا) جب وہ تمہاری بالائی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے اور تمہاری نشیبی جانب سے بھی حملہ آور ہوئے ، جب آنکھیں پھر گئیں ، دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کی نسبت (طرح طرح کے) گمان کرنے لگے (هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا) اس موقع پر مؤمنین کی (بڑی سخت) آزمائش کی گئی اور انہیں بڑی شدت کے ساتھ جھنجوڑا گیا ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے حملہ کی کیفیت اور ایمان والوں کی گھبراہٹ اور پریشانی کا ذکر کیا ۔ کافروں نے مدینہ منورہ کے بالائی جانب سے بھی حملہ کیا اور نشیبی جانب سے بھی حملہ کیا الغرض چاروں طرف سے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا ۔ خوف کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں پھر گئیں اور کلیجے مونہوں کو آ گئے ۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے ایمان کی جانچ کی ۔ انہیں خوف اور دہشت سے ہلا ڈالا ۔ مؤمنین صبر و استقامت کے ساتھ جمے رہے ، منافقین چلا اٹھے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانیوں میں مبتلا ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش کے ذریعہ مؤمنین کو منافقین سے ممتاز کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا) اور (اے ایمان والو ، وہ وقت بھی یاد کرو) جب منافقین اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں (حسد کی) بیماری تھی کہا : اللہ اور رسول نے ہم سے جو وعدہ (فتح و نصرت) کیا تھا وہ محض دھوکا تھا ۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت سب سے بڑی بدگمانی یہی تھی جو اس آیت میں بیان کی گئی ۔ بدگمانی کرنے والے وہی لوگ تھے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا ۔ وہ بزدلی کا شکار تھے اور دوسروں کو بھی بزدل بنانے کی کوشش کر رہے تھے ۔ ان کے اپنے دلوں میں تو شکوک اور شبہات تھے ہی وہ دوسروں کے دلوں میں بھی شکوک اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ انہوں نے کم ہمتی کا مظاہرہ ہی نہیں کیا بلکہ دوسروں کی بھی ہمت شکنی کرنے کی بھرپور کوشش کی (وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا) اور (اے ایمان والو ، وہ وقت بھی یاد کرو) جب ان (منافقین) کی ایک جماعت نے کہا : اے مدینہ والو ، (میدان جنگ میں) تمہارے لئے کوئی (محفوظ) مقام نہیں ہے لہذا واپس چلو (اور اپنے گھروں میں جا کر حفاظت سے بیٹھ جاؤ) (وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا) (ان کے اس طرح بہکانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ)

ان میں سے ایک بڑی جماعت نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے (واپس جانے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے (اپنا عذر پیش کرتے ہوئے) کہا: ہمارے گھروں کو حفاظت کی ضرورت ہے اگرچہ ان کو حفاظت کی ضرورت نہیں تھی (انہوں نے محض ایک جھوٹا بہانہ بنایا تھا) وہ تو بس (اس بہانے سے میدان جنگ سے) بھاگنا چاہ رہے تھے (وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا) اور (اے رسول، ان سے ہوشیار رہیں۔ ان کی تو یہ کیفیت ہے کہ) اگر مدینہ کے تمام اطراف سے فوجیں ان پر داخل ہوں پھر اگر ان سے فتنہ برپا کرنے کے لئے کہا جائے تو یہ (فوراً) اس کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اس سلسلہ میں بہت کم ہی توقف کریں گے۔

منافقین کی اصل منشاء مسلمین کی مخالفت تھی۔ مسلمین کے خلاف فتنہ اٹھانا ان کا نصب العین تھا۔ فتنہ اٹھانے کا کوئی موقع وہ ضائع نہیں کرتے تھے۔ اگر مدینے کو ہر طرف سے فوجیں گھیر لیتیں، اس وقت اگر ان سے کہا جاتا کہ مسلمین کے خلاف فتنہ اٹھاؤ تو یہ بے تامل ایسا کر گذرتے۔ نہ گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا بہانہ کرتے اور نہ کوئی اور عذر پیش کرتے ان کا اصل مقصد مسلمین کو نقصان پہنچانا تھا (وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا) حالانکہ اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ (لڑائی میں) پیٹھ نہیں پھیریں گے (ایمان والوں کا ساتھ دیں گے لیکن اب وہ لڑائی سے بھاگنا چاہتے ہیں انہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا، انہیں خبردار ہو جانا چاہئے کہ) اللہ سے کئے ہوئے عہد کے متعلق (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی (قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا) (اے رسول، آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا (موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی، اگر تم اس موقع پر موت سے بچ بھی گئے تو) ایسی صورت میں تم کچھ تھوڑا سا (دنیوی) فائدہ حاصل کر لو گے (پھر کیا ہوگا، آخر مرو گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے) (قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً) (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کا ارادہ کرے (تو کون اسے روک سکتا ہے) (وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا) اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کے علاوہ نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ مددگار۔

منافقین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور ہر موقع پر ایمان والوں کا ساتھ دیں۔ میدانِ جنگ میں اگر انہیں نقصان پہنچ بھی گیا تو وہ نقصان اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوگا۔ وہ اپنی تدبیر سے اپنے آپ کو اس نقصان سے نہیں بچا سکتے۔ بھلائی برائی سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی بھلائی پہنچاتا ہے اور وہی برائی کو دور کرتا ہے۔ منافقین کا جنگ

سے پہلوتہی کرنا بے سود ہے۔

منافقین خود ہی جنگ سے گریز نہیں کرتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی جنگ سے روکتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا) (اے ایمان والو) اللہ تم میں سے ان لوگوں کو (اچھی طرح) جانتا ہے جو (خود ہی نہیں لڑتے بلکہ دوسروں کو بھی لڑائی سے) روکتے ہیں اور (انہیں بھی خوب جانتا ہے جو) اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آجاؤ (تو حفاظت سے رہو گے)۔

الغرض منافقین خود بھی لڑائی سے گریز کرتے تھے اور دوسروں کو بھی لڑائی سے روکتے تھے (وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا) اور اگر وہ (خود) لڑائی میں آ (کر شریک ہو بھی) گئے تو (برائے نام) تھوڑی سی دیر کے لئے (اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ) (اے ایمان والو) تمہارے معاملہ میں تو یہ (لوگ) بڑے بخیل واقع ہوئے ہیں (تمہیں تو کسی قسم کا فائدہ پہنچانا چاہتے ہی نہیں ان کی بزدلی کا تو یہ حال ہے کہ) (فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ) جب کبھی خوف (کی کوئی خبر) آئے تو (اے رسول) آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف (دہشت زدہ ہو کر) دیکھتے ہیں، ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہوتی ہیں جیسے (اس شخص کی آنکھیں) جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو (فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ) پھر جب خوف جاتا رہے تو (اے مؤمنین) وہ تم سے مال (غنیمت) کی حرص میں (اس طرح) ملیں گے کہ (تمہاری خوشامد میں) ان کی زبانیں (بڑی) تیز ہوں گی (اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا) یہ لوگ (دل سے) ایمان نہیں لائے لہٰذا (اگر ریا کاری سے یہ کوئی نیکی کر بھی لیں تو آخرت میں ان کو کوئی اجر نہیں دیا جائے گا) اللہ نے ان کے تمام اعمال کو برباد کر دیا اور یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے (يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا) اگرچہ دشمن کی فوجیں واپس جا چکی ہیں لیکن یہ لوگ اتنے بزدل ہیں کہ (ابھی تک) گمان کر رہے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں (وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ) اور اگر (کفار کی) فوجیں (پھر) آجائیں تو یہ چاہیں گے کہ دیہاتیوں میں جا بسیں اور (دور بیٹھے بیٹھے) تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں (وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا) اور اگر (کہیں جنگ کے موقع پر) یہ تمہارے ساتھ موجود بھی ہوں تو لڑیں گے نہیں مگر تھوڑا سا۔

نوٹ:۔ ایام جاہلیت میں مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر مدینہ رکھ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ — مجھے اس بستی میں جانے کا حکم ہوا ہے جو دوسری

يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ (صحیح بخاری کتاب الحج باب فضل المدینۃ وانہا تنفی الناس جزء ۳ صـ۲۶)

بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے۔

عمل

اے ایمان والو، قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیئے۔ منافقین کی طرح بزدل نہ بن جایئے۔ جنگ سے جی نہ چرایئے۔ مؤمنانہ ہمت اور عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے مردانہ وار دشمن کا مقابلہ کیجئے۔

اے ایمان والو، موت سے نہ بھاگئے، موت تو اپنے وقت ہی پر آئے گی۔ جنگ کی وجہ سے جلدی نہیں آسکتی لہذا موت کے ڈر سے کبھی جنگ سے گریز نہ کیجئے۔ جنگ سے گریز کرکے آپ اپنے کو نقصان سے نہیں بچا سکتے۔ نفع و نقصان تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی نقصان سے بچائے گا تو آپ نقصان سے بچ سکتے ہیں ورنہ نہیں بچ سکتے۔

مدینہ منوّرہ کے متعلق جملہ مسائل

(۱) اوپر گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کا نام مدینہ رکھا ہے لہذا اب اس کو اسی نام سے پکارنا چاہیئے۔

اب ہم مدینہ کے متعلق بقیہ آداب لکھتے ہیں:۔

(۲) مدینہ کو عیر پہاڑ سے ثور پہاڑ تک حرم سمجھے۔ نہ وہاں کا کانٹا توڑا جائے، نہ وہاں شکار کیا جائے اور نہ وہاں کسی قسم کی بدعت جاری کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَّا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى كَذَا (صحیح بخاری کتاب الحج باب حرم المدینۃ جزء ۳ صـ۲۶)۔

مدینہ عائر پہاڑ سے لے کر فلاں مقام تک حرم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَّا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ جزء اول صـ۵۷۳)

مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے درمیان میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ جزء اول ص۴۵۷)

میں مدینہ کے دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دے رہا ہوں۔ اس علاقہ میں نہ کانٹا توڑا جائے اور نہ شکار کیا جائے۔

(۳) مدینہ میں نہ خونریزی کی جائے اور نہ جنگ کے لئے ہتھیار اٹھایا جائے اور نہ چارہ کے علاوہ وہاں کا درخت کاٹا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَمًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَأْزِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْھَا سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا تُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلَفٍ۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ والصبر علی لاوائھا جزء اول ص۴۴۸)

اے اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ کو حرم قرار دیا (یعنی) گھاٹیوں یا دو پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو۔ نہ اس میں خون بہایا جائے، نہ اس میں لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھایا جائے نہ اس میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر صرف چارے کے لئے۔

(۴) اگر مدینہ میں کسی کو شکار کرتے ہوئے یا درخت کاٹتے ہوئے یا (چارہ کے علاوہ) پتے جھاڑتے ہوئے دیکھے تو دیکھنے والا اس کا مال و اسباب ضبط کرلے۔ اب وہی اس کا مالک ہوگا۔

عامر بن سعدؓ کہتے ہیں:۔

اَنَّ سَعْدًا رَکِبَ اِلٰی قَصْرِہٖ بِالْعَقِیْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا یَّقْطَعُ شَجَرًا اَوْ یَخْبِطُہٗ فَسَلَبَہٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآءَ اَھْلُ الْعَبْدِ فَکَلَّمُوْہُ اَنْ یَّرُدَّ عَلٰی غُلَامِھِمْ اَوْ عَلَیْھِمْ مَّا اَخَذَ مِنْ غُلَامِھِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا نَفَّلَنِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبٰی اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھِمْ (صحیح مسلم کتاب الحج باب

سعدؓ اپنے مکان کی طرف چلے جو عقیق میں تھا۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کاٹ رہا ہے یا اسکے پتے توڑ رہا ہے۔ انہوں نے اس کا سامان چھین لیا۔ جب سعدؓ واپس آئے تو غلام کے مالک (ان کے پاس) آئے۔ انہوں نے کہا آپ وہ سامان اس کو واپس دے دیجئے یا ہمیں عنایت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ میں وہ سامان اسے واپس کردوں جو

فضل المدینہ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھا بالبرکۃ جزء اول ص۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام مجھے عطاء کیا ہے (یہ کہہ کر) انہوں نے ان کو سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت سعد فرماتے ہیں :۔
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھٰی اَنْ یُّقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِیْنَۃِ شَیْءٌ وَّقَالَ مَنْ قَطَعَ مِنْہُ شَیْئًا فَلِمَنْ اَخَذَہٗ سَلَبَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ وَجَدَ اَحَدًا یَصِیْدُ فِیْہِ فَلْیَسْلُبْہُ (ابوداؤد کتاب الحج باب فی اتیان المدینۃ جزء اول ص۲۸۶ وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۵ ص۱۹)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ مدینے کے درخت کاٹنے سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص درخت کاٹے تو اس کا سامان وہ شخص لے لے جو اسے پکڑے اور جو شخص کسی کو مدینہ میں شکار کرتا ہوا دیکھے تو اس کا سامان ضبط کر لے۔

(۵) مدینہ کی سکونت کو غنیمت سمجھے۔ مدینہ میں سکونت کی وجہ سے اگر مصیبتیں آئیں تو انہیں برداشت کرے اور وہیں مرنے کو ترجیح دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
تُفْتَحُ الْیَمَنُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَّبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَّبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَیَاْتِیْ قَوْمٌ یُبِسُّوْنَ فَیَتَحَمَّلُوْنَ بِاَھْلِیْھِمْ وَمَنْ اَطَاعَھُمْ وَالْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب من رغب عن المدینۃ جزء ۳ ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی المدینۃ عند فتح الامصار جزء اول ص۴۷۸)

یمن کا ملک فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے ان کو لاد کر (مدینہ سے) لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے (اسی طرح) شام کا ملک فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے ان کو لاد کر لے جائیں گے اور اگر وہ سمجھتے تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا (اسی طرح) عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے ان کو سوار کرا کے لے جائیں گے۔ اگر وہ سمجھتے

تو مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔
لَا يَصْبِرُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَآئِهَا فَيَمُوْتُ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اِذَا كَانَ مُسْلِمًا (صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ جزء اول ص۵۷۵)

جو شخص مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرے اور (مدینہ میں) اس کو موت آجائے تو قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا بشرطیکہ وہ مسلم ہو۔

(۶) مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کا مکر و فریب نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِى الْمَآءِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب اثم من کاد اھل المدینۃ جزء ۳ ص۳۷ وصحیح مسلم کتاب الحج باب من اراد اھل المدینۃ بسوء اذابہ اللہ جزء اول ص۵۷۸ واللفظ للبخاری)۔

جو شخص اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

ترجمہ بے شک رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (یعنی تم لوگوں میں سے ہر) اس شخص کے لئے (بہترین نمونہ ہے) جو اللہ (تعالیٰ) سے اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو ﴿۲۱﴾

معانی و مصادر (اُسْوَةٌ) اُسْوَةٌ = نمونہ، طریقہ۔

تفسیر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو امت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (یعنی تم لوگوں میں سے ہر) اس شخص کے لئے (بہترین نمونہ ہے) جو اللہ (تعالیٰ) سے اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر اس شخص کو جو قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنی چاہئے۔ قیامت پر ایمان رکھنے کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ جو شخص قیامت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے تو اس کا ایمان بالقیامت لایعنی ہے۔

قرآن مجید میں سنت کی پیروی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(آل عمران - ۳۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو۔ (اگر تم میری پیروی کرو گے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ، هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

(الزخرف - ۶۱)

اور (اے رسول، آپ کہہ دیجئے) بے شک (ابن مریم قرب) قیامت کی نشانی ہیں لہذا تم قیامت (کے بارے) میں شک نہ کرو اور میری پیروی کئے چلے جاؤ، صراط مستقیم یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ

اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، البتہ میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیتوں پر ایمان لائیں گے (یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول، نبی امی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور جو ان کی (پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(الاعراف - ۱۵۶ تا ۱۵۸)

اتار کر پھینک رہے ہیں۔ الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتباع سنت پر بہت زور دیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتب والسنۃ باب ما یکرہ من التعمق جزء ۹ ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب علمہ صلی اللہ علیہ وسلم باللہ تعالیٰ وشدۃ خشیۃ جزء ۲ ص۲۳۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا (اور) اس کی اجازت (بھی) دی۔ بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں ایک کام کرتا ہوں اور وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے واقف ہوں اور ان سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح جزء ۷ ص۲۔ و

جو کوئی میری سنت کو پسند نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

صحیح مسلم کتاب النکاح جزء اول ص۵۸۴)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :-

اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التہجد باللیل جزء ۲ ص۶۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ۱ استحباب صلوٰۃ الضحیٰ جزء اول ص۲۸۹)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام کو چھوڑ دیتے تھے حالانکہ آپ کو اس کا کرنا پسند ہوتا تھا۔ آپ اس اندیشہ سے (اس کام کو چھوڑ دیتے تھے) کہ لوگ بھی اس کام کو کریں گے تو کہیں وہ ان پر فرض نہ ہو جائے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کے مسلسل کرتے رہنے اور مسلمین کے اس پر کاربند رہنے سے وہ کام فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی فرضیت کو ختم کرنے کے لئے کوئی قرینہ صارفہ باقی نہیں رہتا)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التہجد جزء ۲ ص۶۳)

ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات بھی آپ نے نماز پڑھی اور مقتدی بہت ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی لوگ جمع ہوئے لیکن آپ باہر نہیں نکلے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا میں نے تمہارا جمع ہونا دیکھا تھا۔ مجھے تمہارے پاس نکلنے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ ہو جائے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور کبھی نہیں چھوڑا اس کام کا کرنا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں :-

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُّثَقِّلَ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَكَانَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے اس ڈر سے کہ آپ کی امت پر بار نہ ہو اور آپ کو اپنی

يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوها ۱/۱۵۳)

امّت پر تخفیف پسند تھی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ کیا اور ہمیشہ کیا تو اس کام کا کرنا امت کے لئے ضروری ہے۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصَّلَوٰتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا لَّمْ تَکُنْ تَصْنَعُہٗ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُہٗ یَا عُمَرُ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب جواز الصلوٰت کلہا بوضوء واحد جزء اول ص۱۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ (حضرت) عمرؓ نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول) آج آپ نے ایسا کام کیا ہے جو (پہلے کبھی) نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا (یعنی اگر آپ ہر نماز کے لئے وضوء کرتے تو ہر نماز کے لئے وضوء کرنا امت پر بھی لازم ہو جاتا)۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جس سنت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ چھوڑیں امّت کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور جس سنت کو کبھی ادا کریں اور کبھی چھوڑ دیں تو اس کا ادا کرنا امّت کے لئے ضروری نہیں۔ مندرجہ بالا احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سنت کو آپ امت پر لازمی کرنا چاہتے تھے اس کو علانیہ ادا کرتے تھے اور اس پر مداومت فرماتے تھے، اس کو کبھی چھوڑتے نہیں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَآءَ کَرَاہِیَۃَ اَنْ یَّتَّخِذَہَا النَّاسُ سُنَّۃً (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب جزء ۲ ص۷۴)

نماز مغرب سے پہلے (دو رکعتیں) پڑھا کرو (آپ نے اس جملہ کو تین دفعہ دہرایا)۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا جو چاہے پڑھ لے (یہ اس لئے فرمایا کہ آپ نے اس بات کو) پسند نہیں کیا کہ لوگ اس کو سنت (یعنی لازمی) سمجھ لیں۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم دیا کیونکہ آپ کے حکم دینے سے یہ نماز لازمی ہو جاتی لہٰذا آپ نے تیسری مرتبہ فرما دیا کہ جس کا جی چاہے۔ ان الفاظ نے نماز قبلِ مغرب کو لازم ہونے سے بچا لیا۔ اگر آپ یہ الفاظ نہ فرماتے

تو یہ نماز سنت ہو جاتی یعنی لازم ہو جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازمی کی جگہ سنت کا لفظ استعمال کر کے سنت کا لازم ہونا ثابت کر دیا۔

الغرض جس سنت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علانیہ ادا فرمائیں اور اسے کبھی ترک نہ فرمائیں تو اس سنت کا ادا کرنا امت پر ضروری ہے۔

عمل

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیجئے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو ہمیشہ کیا ہے تو آپ بھی اسے ہمیشہ کیجئے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کو کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا تو آپ بھی اسے چھوڑ سکتے ہیں۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ
قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ
اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا
عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّنْتَظِرُ، وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
خَيْرًا، وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور جب مؤمنین نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں پہلے ہی خبر دے دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا، اس (منظر کو دیکھ کر وہ ڈگمگائے نہیں بلکہ اس) سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور زیادتی ہوگئی ﴿۲۲﴾ مؤمنین میں (بہت سے ایسے) لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض (تو ایسے ہیں جنہوں) نے اپنی نذر پوری کر دی اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو (اپنی نذر پوری کرنے کا) انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے (اپنی نیت و ارادہ میں) ذرا سی بھی تبدیلی

نہیں کی (۲۳) (اس آزمائش کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو سزا دے یا (انہیں توبہ کی توفیق دے کر) ان کی توبہ قبول کرلے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۲۴) اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ واپس (جانے پر مجبور) کر دیا وہ (اس حملہ سے) کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے، اللہ ہی جنگ کے سلسلہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا (بے شک) اللہ (بہت) قوی اور زبردست ہے (۲۵)

معانی و مصادر (تَسْلِیْمًا) سَلَّمَ، یُسَلِّمُ، تَسْلِیْمٌ (باب تفعیل) راضی ہونا، عطا کرنا، سپرد کرنا، اطاعت کرنا، سلام کرنا۔

(نَحْبٌ) نَحَبَ، یَنْحُبُ، نَحْبٌ (ن) نذر ماننا، اپنے اوپر واجب کرنا۔

(غَیْظٌ) غَاظَ، یَغِیْظُ، غَیْظٌ (ض) غصہ دلانا۔

(یَنَالُوْا) نَالَ، یَنَالُ و یَنِیْلُ، نَیْلٌ و نَالٌ و نَالَۃٌ (ض و س) پانا۔

(قَوِیٌّ) قَوِیَ، یَقْوٰی، قُوَّۃٌ (س) طاقتور ہونا۔

تفسیر منافقین کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے ایمان اور تسلیم و رضاء کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا (وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ، وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ، وَمَا زَادَھُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا) اور جب مؤمنین نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں پہلے ہی خبر دیدی تھی اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا (کہ تمہاری آزمائش ہوگی، کفار تم سے جنگ کریں گے اور تمہیں ان سے مقابلہ کرنا اور ثابت قدم رہنا ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ، اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ○

(البقرۃ - ۲۱۴)

(اے ایمان والو) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان لوگوں جیسی مصیبتیں تمہیں ابھی پیش نہیں آئیں۔ ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ خوب جھنجوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور ایمان والے جو ان کے ساتھ تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) خبردار ہو جاؤ، اللہ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(آل عمران - ۱۴۲)

(اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں سے جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

(العنکبوت - ۱ تا ۳)

الٓمّٓ۔ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ ہم نے ان سے پہلے کے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی (یہ ہم ان کی بھی آزمائش کریں گے) الغرض (اس طرح بھی) اللہ معلوم کرے گا کہ کون (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے مؤمنین کو ہوشیار کر دیا تھا کہ ان کی آزمائش ہو گی، ان کے ایمان کی جانچ پڑتال ہو گی۔ اللہ تعالیٰ یہ ضرور معلوم کرے گا کہ کون سچے مسلم ہیں اور کون ایسے ہیں جنہوں نے اوپری دل سے کلمہ پڑھا ہے۔ الغرض اس خبر کے مطابق جب جنگ خندق کے موقع پر چاروں طرف سے کافروں کی فوجوں نے حملہ کیا تو مؤمنین بالکل نہیں گھبرائے بلکہ ان کا ایمان اور جذبۂ اطاعت و قربانی اور زیادہ مستحکم ہو گیا۔

آیت زیر تفسیر کے بعد آنے والی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے (حق میں آنے والی آزمائشوں کی خبر دی تو ایمان والوں نے خندہ پیشانی سے وعدہ کیا کہ وہ ہر قسم کی آزمائش کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا (فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا) تو ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے (عملاً) اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بعض ایسے ہیں جو (اپنا وعدہ پورا کرنے کے) منتظر ہیں، انہوں نے (اپنے ارادے میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمنین نے قربانی کا جو وعدہ کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ بعض نے عملاً جنگ کر کے وعدہ کو سچا کر دکھایا اور بعض نے اپنی نیت کی پختگی کے اعتبار سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا۔ ان کا ارادہ پکا ہے، وہ جب کبھی موقع آئے گا جان و مال کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

وعدہ کو عملاً سچا کر دکھانے والوں میں سے ایک انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

عَمِّیَ الَّذِیْ سُمِّیْتُ بِہٖ لَمْ یَشْھَدْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدْرًا قَالَ فَشَقَّ عَلَیْہِ قَالَ اَوَّلُ مَشْھَدٍ شَھِدَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُیِّبْتُ عَنْہُ وَاِنْ اَرَانِیَ اللّٰہُ مَشْھَدًا فِیْمَا بَعْدُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَرَیَنَّ اللّٰہُ (تَعَالٰی) مَآ اَصْنَعُ قَالَ فَھَابَ اَنْ یَّقُوْلَ غَیْرَھَا قَالَ فَشَھِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَاسْتَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ اَنَسُ یَآ اَبَا عَمْرٍو اَیْنَ فَقَالَ وَاھًا لِرِیْحِ الْجَنَّۃِ اَجِدُہٗ دُوْنَ اُحُدٍ قَالَ فَقَاتَلَھُمْ حَتّٰی قُتِلَ قَالَ فَوُجِدَ فِیْ جَسَدِہٖ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ بَیْنِ ضَرْبَۃٍ وَطَعْنَۃٍ وَرَمْیَۃٍ قَالَ فَقَالَتْ اُخْتُہٗ عَمَّتِیَ الرُّبَیِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ فَمَا عَرَفْتُ اَخِیْ اِلَّا بِبَنَانِہٖ وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا قَالَ فَکَانُوْا یَرَوْنَ اَنَّھَا نَزَلَتْ فِیْہِ وَفِیْ اَصْحَابِہٖ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید جزء ۲ صـ۱۵۵)

میرے چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے (یعنی ان کا نام بھی انس تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے یہ امر ان پر بہت شاق گذرا۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی سے غائب رہا، اب اگر اللہ تعالیٰ دوسری کسی لڑائی میں مجھے آپ کے ساتھ شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ وہ اس کے سوا کچھ اور کہنے سے ڈرے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کی لڑائی میں شریک ہوئے تو سعد بن معاذ ان کے سامنے آئے انہوں نے کہا اے ابو عمرو کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا عجیب بات ہے مجھے احد کی طرف سے جنت کی ہوا آ رہی ہے پھر وہ لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (لڑائی کے بعد دیکھا) تو ان کے بدن پر اسی سے زائد زخم تھے تلوار کے، نیزے کے اور تیر کے۔ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا میں نے اپنے بھائی کو نہیں پہچانا مگر ان کی انگلیوں کی پوریں دیکھ کر (کیونکہ سارا بدن زخموں سے چور چور تھا) اور یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ یعنی وہ مرد جنہوں نے اپنا وعدہ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دکھایا۔ بعض تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔ صحابہ سمجھتے تھے یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

آگے فرمایا (لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ) (اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ (سچے اور جھوٹے ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں تو پھر) اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا (اچھا) بدلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو سزا دے یا (اگر چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے کر) ان کی توبہ قبول کرلے (اور انہیں معاف کر دے) (اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا) اور (یہ بھی اللہ کا رحم و کرم ہی ہے کہ) اس نے کافروں کو ان کے غیظ (و غضب) کے ساتھ لوٹا دیا، وہ (اس حملے سے) کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے (وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا) اللہ ہی جنگ کے معاملہ میں مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا (اللہ نے ایسے اسباب پیدا کر دئے کہ مؤمنین کو لڑنے کی نوبت ہی نہیں آئی اور کافر سراسیمہ ہو کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے) اور (یہ حقیقت ہے کہ) اللہ طاقتور اور زبردست ہے (اس کا مقابلہ کون کر سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ مؤمنین کے لئے کافی ہو گیا اس میں فرشتوں کی مدد اور آندھی کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ○

(الاحزاب - ۹)

اے ایمان والو، اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا جب (کفار کی) فوجوں نے تم پر حملہ کیا۔ ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور (ایسے) لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے اور اللہ دیکھ رہا تھا جو کچھ تم کر رہے تھے (وہ تمہاری جدوجہد سے بے خبر نہیں تھا)۔

عمل

اے ایمان والو، جب کبھی آپ آزمائش میں مبتلا ہو جائیں تو مایوس نہ ہوا کیجئے، ہمت سے کام لیا کیجئے اور یہ کہا کیجئے کہ یہ آزمائش تو وہی ہے جس کی خبر ہمیں اللہ نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سچی خبر دی تھی اور ہمیں اس آزمائش میں پورا اترنے کے لئے پہلے ہی سے ہوشیار کر دیا تھا۔ آزمائش میں مبتلاء ہونے کے بعد آپ کے ایمان و یقین، تسلیم و رضاء، تعمیلِ حکم اور جذبۂ اطاعت میں اضافہ ہو جانا چاہیئے۔

اے ایمان والو، آپ نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کئے ہیں ان کو پورا کرتے رہیئے اور اپنے ارادے پر قائم رہیئے۔ فتح دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ،
فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾
وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ
اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا، وَ
كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے مشرکین کی امداد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ (ان میں سے) ایک فریق کو تم نے قتل کر دیا اور ایک فریق کو قید کر لیا ﴿۲۶﴾ اور اللہ نے تم کو ان کی زمین کا،

ان کے گھروں کا، ان کے مالوں کا اور اس زمین کا جس پر تم نے اپنے قدم بھی نہ رکھے تھے وارث بنا دیا، (بے شک) اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۲۷)

معانی ومصادر

(ظَاهَرُوْا) ظَاهَرَ، يُظَاهِرُ، مُظَاهَرَةٌ وظِهَارٌ (باب مفاعلہ) مدد کرنا۔
(صَيَاصِيُ) صَيَاصِيُ = صِيْصَةٌ وصِيْصِيَةٌ کی جمع، قلعے۔
(قَذَفَ) قَذَفَ، يَقْذِفُ، قَذْفٌ (ض) پھینکنا، قے کرنا، تہمت لگانا۔
(رُعْبٌ) رَعَبَ، يَرْعَبُ، رَعْبٌ ورُعْبٌ (ن) ڈرنا، ڈرانا۔
(تَأْسِرُوْنَ) اَسَرَ، يَأْسِرُ، اَسْرٌ واِسَارَةٌ (ض) قید کرنا۔
(تَطَئُوْ) وَطِئَ، يَطَئُ، وَطْأٌ (س) پامال کرنا۔

تفسیر

یہ آیتیں یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ کے متعلق ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم ان آیات کی تفسیر بیان کریں ہم ان آیات کے سلسلہ میں بطور تمہید مندرجہ ذیل حالات تحریر کر رہے ہیں تاکہ ان آیات کا مضمون آسانی سے سمجھ میں آجائے۔

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین بڑے اور مشہور قبیلے تھے۔ بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ۔ یہودیوں کے شرارت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر، بنو قینقاع اور یہودیوں کے دوسرے قبیلوں کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا لیکن بنو قریظہ کو ازراہ کرم جلاء وطن نہیں کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ يَهُوْدَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي النَّضِيْرِ وَاَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود من الحجاز جزء ۲ صـ۸۶)

بنو نضیر اور قریظہ کے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے۔ آپ نے بنو نضیر کے یہودیوں کو نکال دیا اور قریظہ کے یہودیوں کو رہنے دیا (گویا) آپ نے ان پر احسان کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَجْلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِيْ حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِيٍّ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود من الحجاز ۲/۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے تمام یہودیوں کو نکال دیا: بنو قینقاع کو جو حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم تھی نکال دیا اور بنو حارثہ کو اور ہر ایک یہودی کو جو مدینہ میں تھا مدینہ سے نکال دیا۔

بنو قریظہ نے اس احسان کے باوجود جنگ احزاب میں کافروں کی مدد کی اور ایمان والوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ (الاحزاب ۔ ۲۶)

اہل کتاب میں سے بعض لوگوں نے (یعنی بنو قریظہ نے) کافروں کی مدد کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود من الحجاز جزء ۲ صـ۸۶)

آپ کے احسان کرنے کے بعد بنو قریظہ نے جنگ کی (یہ ان کی احسان فراموشی تھی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کی طرف سے خطرہ محسوس کیا لہٰذا آپ نے ان کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوس روانہ فرمایا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ھل یبعث الطلیعۃ وحدہ جزء ۲ صـ۳۳ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحۃ والزبیر جزء ۲ صـ۳۶۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن لوگوں کو کو برانگیختہ کیا (کہ بنو قریظہ کی خبر لائیں) زبیر نے کہا میں لاؤں گا پھر آپ نے دریافت کیا کہ کون جائے گا؟ پھر زبیر مستعد ہو گئے۔ آپ نے پھر لوگوں سے کہا قریظہ کی خبر کون لائے گا! زبیر پھر تیار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ہر پیغمبر کا ایک سچا مددگار (حواری) ہوتا ہے میرے مددگار زبیر ابن العوام ہیں۔

الغرض حضرت زبیرؓ بنو قریظہ کی جاسوسی کے لئے گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ يَوْمَ الْاَحْزَابِ جُعِلْتُ اَنَا وَعُمَرُ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فِي النِّسَآءِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهٖ يَخْتَلِفُ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَلَمَّا

میں اور عمر بن ابی سلمہ (کم سن ہونے کی وجہ سے) جنگ احزاب میں عورتوں میں چھوڑ دئے گئے تھے۔ پھر میں نے نگاہ کی تو دیکھا زبیر اپنے گھوڑے پر سوار ہیں اور دو بار یا تین بار

رَجَعْتُ قُلْتُ يَا اَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ اَوَهَلْ رَأَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَّاْتِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيَنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب المناقب الزبیر بن العوام جزء ۵ ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل طلحة والزبیر جزء ۲ ص۳۶۵ واللفظ للبخاری)

بنو قریظہ کے محلہ میں گئے اور آئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے کہا ابا جان میں نے دیکھا آپ بار بار آتے جاتے تھے (یہ کیا معاملہ تھا)؟ انہوں نے کہا بیٹا تم نے مجھے دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا ہوا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو بنو قریظہ کے محلہ میں جائے اور ان کی خبر لائے۔ میں گیا جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں اور اپنے باپ دونوں کو میرے لئے جمع کیا یعنی آپ نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے خطرہ سے پوری طرح ہوشیار تھے۔ ایک نوجوان صحابی جب اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے فرمایا تھا اپنے ہتھیار لے کر جاؤ۔

حضرت ابو سائب فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ فَجَلَسْتُ اَنْتَظِرُهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ صَلَاتَهٗ فَسَمِعْتُ تَحْرِيْكًا فِيْ عَرَاجِيْنَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ فَاَشَارَ اِلٰى بَيْتٍ فِي الدَّارِ قَالَ اَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِيْهِ فَتًى مِّنَّا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں بیٹھ گیا اور نماز ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اسی اثناء میں میں نے لکڑیوں میں جو گھر کے کونے میں رکھی ہوئی تھیں حرکت کی آواز سنی۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا۔ میں اس کو مارنے کے لئے جھپٹا۔ ابو سعید نے اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس محلہ کے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور مجھ سے پوچھا: کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اس میں ایک جوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ يَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ (صحیح مسلم کتاب قتل الحیات جزء۲ ص۲۹۵)۔

خندق کی طرف نکلے (وہ جوان بھی نکلا) وہ جوان روز دوپہر کے وقت آپ سے اجازت مانگتا اور گھر آیا کرتا۔ ایک دن اس نے آپ سے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے بنو قریظہ سے اندیشہ ہے۔

کیونکہ بنو قریظہ برابر شرارت کرتے رہتے تھے۔ اسلام کے دشمنوں سے ساز باز کرتے رہتے تھے لہذا جنگ خندق کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا قلع قمع کیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتُمُ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ فَاِلٰى اَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ۵ ص۱۴۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خندق سے لوٹے تو ہتھیار اتار دئے اور غسل فرمایا۔ حضرت جبریل آپ کے پاس آئے کہنے لگے آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور ہم فرشتوں نے تو واللہ ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ ان کی طرف چلئے۔ آپ نے پوچھا کس کی طرف؟ انہوں نے کہا بنو قریظہ کی طرف یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ بنو قریظہ کی طرف چلو۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق (کی فتح) کے دن فرمایا تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچکر پڑھے۔ بعض لوگوں کو عصر کی نماز کا وقت راستہ میں آگیا تو ان میں سے بعض نے کہا ہم تو جب تک بنو قریظہ نہ پہنچ جائیں عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے۔ بعض لوگوں نے کہا ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آپ کا یہ مقصد نہیں تھا (کہ ہر حالت میں نماز بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچ کر پڑھی جائے)۔ پھر جب اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

الاحزاب جزء ۵ ص۱۴۳) کیا گیا تو آپ نے کسی پر خفگی کا اظہار نہیں کیا۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بنو قریظہ کی بستی میں پہنچ گئے۔ فرشتے بھی آپ کے ساتھ تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۱۴۳)

گویا میں (اس وقت) اس گرد کو دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں اُڑ رہی تھی۔ وہ حضرت جبریل کی سواری کی تھی۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ سے لڑنے کے لئے جا رہے تھے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ (الاحزاب۔ ۲۶)

اللہ نے ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ۔ (الاحزاب۔ ۲۶)

اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار دیا۔

قلعوں سے اترتے وقت یہودیوں نے یہ شرط منظور کر لی کہ ان کے حق میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ انہیں قبول ہو گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

فَاَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِهٖ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۱۴۳)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے (اور ان کو گھیر لیا) تو وہ (مجبور ہو کر) آپ کے فیصلہ پر راضی ہو کر قلعہ سے اترے۔

لیکن بعد میں بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بجائے حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اترنے کو پسند کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

فَرَدَّ الْحُكْمَ اِلٰى سَعْدٍ (صحیح بخاری

آپ نے فیصلہ کو سعد کی طرف لوٹا دیا۔

کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب جزء ۵ ص۱۴۲)

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں :۔

نَزَلَ اَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدٍ فَاَتٰى عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنٰى مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِيْ ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ ص۱۴۳)

بنو قریظہ کے یہودی سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلایا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو آپ نے انصار سے فرمایا اٹھو اپنے سردار کو اتار لاؤ پھر سعد سے فرمایا کہ بنو قریظہ کے یہودی تمہارے فیصلہ پر راضی ہو کر اترے ہیں۔ انہوں نے کہا جو ان میں لڑائی کے قابل ہیں (یعنی مرد) وہ تو قتل کر دئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں۔ آپ نے فرمایا تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا، تم نے بادشاہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا۔

بنو قریظہ کے انجام کے سلسلہ میں اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم قرآن مجید کی آیات کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا) اور (اے ایمان والو) اللہ نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو (یعنی قبیلہ بنو قریظہ کو (جنہوں نے مشرکین (کے لشکروں) کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں (تمہاری) دہشت ڈال دی (پھر ان میں سے) ایک فریق (یعنی بالغ مردوں) کو تم نے قتل کر دیا اور ایک فریق (یعنی عورتوں اور نابالغ لڑکوں) کو تم نے قید کر لیا (وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا، وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا) اور (اے ایمان والو) اللہ نے تم کو ان کی زمین کا، ان کے گھروں کا، ان کے اموال کا اور اس زمین کا جس پر تم نے اپنے قدم بھی نہیں رکھے تھے وارث بنا دیا (بے شک) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں دہشت ڈال

دی، وہ اتنے مرعوب ہو گئے کہ مسلمین سے لڑنے کا خیال ہی دل سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو ان پر فتح دی اور ان کی املاک کو مسلمین کے قبضہ میں دے دیا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے، فتح و شکست اس کے ہاتھ میں ہے، وہ چاہے تو بغیر ساز و سامان کے فتح دے سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو بغیر لڑائی کے بھی کافروں کو مسلمین کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا
جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ
فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ
مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَآءَ
النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ

مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
ضِعْفَيْنِ، وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ
مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ
مِّنَ النِّسَآءِ، اِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِیْ
بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ
الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ
وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، اِنَّمَا
یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ
یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ
اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ
وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَ
الْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ
الصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَ
الصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَ
الْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ
لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

ترجمہ اے نبی اپنی بیویوں سے کہدیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں (۲۸) اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کی طلب گار ہو تو پھر اللہ نے تم میں سے ان کے لئے جو نیکی کرنے والی ہیں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (۲۹) اے نبی کی بیویو، تم میں سے جو کھلی برائی کرے گی تو اس کو دگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے (۳۰) اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرتی رہے گی تو ہم اس کو ثواب بھی دگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے (۳۱) اے نبی کی بیویو، تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے مثل بھی نہیں ہو (تمہاری شان ہر عورت سے برتر و بالا ہے) اگر تم متقی رہنا چاہتی ہو تو (کسی غیر محرم سے) نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے (تم سے) کسی قسم کی (غلط) توقع (نہ) قائم کرلے، (بس) دستور کے مطابق بات کیا کرو (۳۲) اور (اے نبی کی بیویو) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جس طرح پہلے (زمانہ) جاہلیت میں (عورتیں اپنے) محاسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتی تھیں تم اس طرح اپنے محاسن اور زیب وزینت کا اظہار نہ کرو، نماز کو قائم

رکھو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے (نبی کی) گھر والیو، اللہ نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں (مبالغہ کے ساتھ) پاک وصاف کر دے (۳۳) اور (اے نبی کی گھر والیو) تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو باتیں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، بے شک اللہ بڑا باریک بین اور (بہت) باخبر ہے (۳۴) بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (بہت ذکر کرنے والی) عورتیں ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) نے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے (۳۵)

معانی ومصادر

(سَرَاحٌ) سَرَّحَ، یُسَرِّحُ، تَسْرِیحٌ (باب تفعیل) چھوڑنا، طلاق دینا، کنگھی کرنا (سَرَاحٌ = رخصت، طلاق۔ یہ لفظ تَسْرِیحٌ سے اسم ہے)۔

(جَمِیلٌ) جَمُلَ، یَجْمُلُ، جَمَالٌ (ک) خوبصورت ہونا۔

(مُبَیِّنَةٌ) بَیَّنَ، یُبَیِّنُ، تَبْیِینٌ (باب تفعیل) واضح کرنا، واضح ہونا۔

(یَقْنُتُ) قَنَتَ، یَقْنُتُ، قُنُوتٌ (ن) فرمانبرداری کرنا۔

(تَخْضَعْنَ) خَضَعَ، یَخْضَعُ، خَضْعٌ وخُضُوعٌ وخُضْیَانٌ (ف) تواضع کرنا۔

(قَرْنَ) قَرَّ، یَقِرُّ، قَرَارٌ (ض) قرار پکڑنا (قَرْنَ اصل میں اِقْرِرْنَ تھا۔ تخفیف سے قَرْنَ رہ گیا)۔

(تَبَرَّجْنَ) تَبَرَّجَ، یَتَبَرَّجُ، تَبَرُّجٌ (باب تفعّل) غیروں کے سامنے زینت ومحاسن ظاہر کرنا۔

(رِجْسٌ) رَجِسَ، یَرْجَسُ، رَجَاسَةٌ (س وک) برا کام کرنا (رِجْسٌ = ناپاکی)۔

(لَطِیفٌ) لَطُفَ، یَلْطُفُ، لُطْفٌ ولَطَافَةٌ (ک) باریک بین ہونا۔

شان نزول

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

دَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِہٖ لَمْ یُؤْذَنْ

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ آپ کے

لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَآئُهٗ وَاجِمًا سَاکِتًا قَالَ فَقَالَ لَاَقُوْلَنَّ شَیْئًا اُضْحِكُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَیْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِیْ النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَیْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِیْ كَمَا تَرٰی سَاَلْنَنِی النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِلٰی عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا یَجَاُ عُنُقَهَا وَقَامَ عُمَرُ اِلٰی حَفْصَةَ یَجَاُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا یَقُوْلُ تَسْاَلْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَیْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا اَبَدًا لَیْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان تخییر امرأته لایکون طلاقا الا بالنیة جزء اول ص ۶۳۱)

دروازے پر جمع ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ ابوبکرؓ کو جب اجازت ملی تو وہ اندر گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اجازت مانگی ان کو بھی اجازت ملی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد آپ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہوئی ہیں حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسی کوئی بات کہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کاش آپ دیکھتے خارجہ کی بیٹی کو (یعنی میری بیوی کو) کہ اگر وہ مجھ سے خرچ مانگتی تو میں اس کا گلا گھونٹ دیتا یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ یہ مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔ ابوبکرؓ کھڑے ہو کر حضرت عائشہؓ کا گلا گھونٹنے لگے، حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کا گلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگ رہی تھیں جو آپ کے پاس نہیں تھی وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم ہم کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز نہیں مانگیں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی بیویوں سے ناراض ہو کر) ان سے ایک مہینہ یا ۲۹ دن تک علیحدہ رہے۔

اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر میں موچ آ گئی اور آپ ایک بالاخانہ میں فروکش ہو گئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں

مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا وَّكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهٗ فَجَلَسَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَّهٗ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفة و العلية المشرفة جزء ۳ صـ۱۷۷)

کے پاس ایک مہینہ تک نہ جانے کی قسم کھائی۔ آپ کے پاؤں میں موچ آگئی تھی لہذا آپ اپنے بالاخانے میں فروکش ہو گئے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ كُنْتُ وَجَارٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَنِیْ اُمَيَّةَ ابْنِ زَيْدٍ وَّهِیَ مِنْ عَوَالِی الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْاَمْرِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهٗ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلٰى امْرَاَتِیْ فَرَاجَعَتْنِیْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِیْ فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهٗ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَاَفْزَعَنِیْ فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيْمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَیَّ ثِيَابِیْ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ اَیْ حَفْصَةُ اَتُغَاضِبُ اِحْدَاكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ اَفَتَاْمَنُ اَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْنَ لَا تَسْتَكْثِرِیْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

میں اور ایک میرا انصاری پڑوسی دونوں مدینہ کے بلند دیہات میں بنی امیہ بن زید کے محلہ میں رہا کرتے تھے اور باری باری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ میں) آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا ایک دن میں۔ جب میں آتا تو اس دن کی خبر وحی وغیرہ سب اس انصاری کو بتا دیتا اور جس دن وہ آتا وہ بھی ایسا ہی کرتا۔ ہم قریش کے لوگ عورتوں پہ غالب رہا کرتے تھے۔ جب ہم (مدینہ میں) انصاریوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان پر ان کی عورتیں غالب ہیں۔ ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کے طور طریقے سیکھنے لگیں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میں اپنی بیوی پر چلایا اس نے مجھے جواب دیا۔ میں نے اس کو برا محسوس کیا۔ وہ کہنے لگی تم کو میرا جواب دینا کیوں برا محسوس ہوا۔ قسم اللہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور کوئی بیوی تو ایسا کرتی ہے کہ دن سے رات تک آپ سے خفا رہتی ہے۔ یہ سن کر میں گھبرایا۔ میں نے کہا جو بیوی ایسا کرتی ہے وہ (جرم) عظیم کرتی ہے، وہ تباہ ہو جائے گی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا میں نے کہا حفصہ، تم لوگوں کا کیا حال ہے تم میں کوئی سارا سارا دن بلکہ رات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض رکھتی ہے۔ حفصہ نے کہا ہاں۔ میں نے کہا جو ایسا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَاَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَأَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِيْ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ عِشَآءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ اَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ اَجَآءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْهُ وَاَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَّهٗ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفة والعلية المشرفة جزء ۳ صـ ۱۷۲)

کرے گی وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ اللہ اپنے رسول کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہو جائے اور تم تباہ ہو جاؤ۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت فرمائشیں نہ کیا کرو اور آپ کو جواب نہ دیا کرو نہ آپ سے خفا ہوا کرو اگر تمہیں کوئی چیز چاہیئے تو مجھ سے کہا کرو اور تم دھوکے میں نہ رہنا تمہاری ہمجولی تم سے زیادہ گوری اور خوبصورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو تم سے زیادہ چاہتے ہیں۔ اُن کی مراد (حضرت) عائشہؓ سے تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا ان دنوں یہ باتیں بھی ہو رہی تھیں کہ غسان کے لوگ ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے نعل لگا رہے ہیں۔ میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن مدینہ گیا۔ وہاں سے لوٹ کر آیا تو اس نے میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا عمر سو گئے؟ میں گھبرایا اور باہر نکلا۔ وہ کہنے لگا بڑا سانحہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا کیا غسان کے لوگ آ گئے؟ اس نے کہا نہیں اس سے بھی بڑا اور لمبا واقعہ ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ یہ سن کر میں نے کہا حفصہ تو تباہ و برباد ہو گئی۔ میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عنقریب ایسا ہونے والا ہے۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ میں) آ کر پڑھی۔ آپ (نماز پڑھ کر) اپنے بالاخانے میں تشریف لے گئے اور وہاں سب سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے۔

پھر حضرت عمر ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف آئے پھر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے

ہاں گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
اَتَیْتُ الْحُجَرَ فَاِذَا فِیْ کُلِّ بَیْتٍ بُکَآءٌ
(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء جزء اول صـ۶۳۶)

میں حجروں کے پاس آیا۔ ہر گھر سے رونے کی آواز آرہی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآءَہٗ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ یَنْکُتُوْنَ بِالْحَصٰی یَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآءَہٗ وَ ذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ یُّؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ قَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ لَاَعْلَمَنَّ ذٰلِکَ الْیَوْمَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فَقُلْتُ یَا بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَاْنِکِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَالِیْ وَمَا لَکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَلَیْکَ بِعَیْبَتِکَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَۃَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَہَا یَا حَفْصَۃُ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَاْنِکِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّکِ وَلَوْلَا اَنَا لَطَلَّقَکِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَکَتْ اَشَدَّ الْبُکَآءِ فَقُلْتُ لَہَا اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ ہُوَ فِیْ خِزَانَتِہٖ فِی الْمَشْرُبَۃِ (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء جزء اول صـ۶۳۳)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے کنارہ کشی کی تو میں مسجد میں داخل ہوا۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں ضرور آج کا حال معلوم کروں گا لہٰذا میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا میں نے ان سے کہا اے ابوبکر کی بیٹی تمہارا یہ حال ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی ہو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کیا مطلب۔ اے خطاب کے بیٹے تم اپنی زنبیل میں خبر لو۔ میں حفصہؓ کے پاس گیا میں نے ان سے کہا اے حفصہؓ یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگیں۔ اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو نہیں چاہتے اور میں نہ ہوتا تو تم کو اب تک طلاق دے چکے ہوتے۔ وہ خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے گودام میں اپنے بالا خانے میں تشریف فرما ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا۔ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ

میں (حفصہ کے حجرے سے) باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا دیکھا تو اس کے گرد لوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے کچھ رو رہے ہیں۔ میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا پھر مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا تو میں اٹھا۔ اس بالاخانے کے پاس آیا جس میں آپ تھے میں نے اس کالے غلام سے کہا جو وہاں بیٹھا تھا عمرؓ کے لئے اجازت مانگ۔ وہ اندر گیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر نکلا تو کہنے لگا میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ میں لوٹ آیا اور منبر کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر مجھ پر رنج غالب ہوا اور میں بالاخانے کے پاس گیا لیکن پھر ویسا ہی معاملہ ہوا۔ پھر میں ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے گرد بیٹھے تھے۔ پھر مجھ سے نہ رہا گیا رنج نے غلبہ کیا میں (بالا خانے کی طرف) اس غلام کے پاس آیا اور میں نے کہا عمر کے لئے اجازت مانگ لیکن اب کے پھر وہی ہوا آخر میں پیٹھ موڑ کر (مسجد کی طرف) چلا اس وقت غلام نے مجھے پکارا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اجازت دے دی۔ یہ سُنکر میں آپ کے پاس گیا۔ آپ خالی بوریے پر لیٹے ہوئے تھے اس پر کوئی بچھونا وغیرہ نہیں تھا۔ بوریے کے نشان آپ کے پہلو میں پڑ گئے تھے۔ آپ ایک چمڑے کے تکیہ کے سہارے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کو سلام کیا اور پوچھا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق

لَا يَغُرَّنَّكِ إِنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِيْ فِي بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلٰثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب العرفة جزء ۲ ص۱۷۵ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الایلاء جزء اول ص۶۳۳ تا ص۶۳۸ واللفظ للبخاری)

دے دی۔ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے کہا اے اللہ کے رسول، کیا میں دل بہلانے کی باتیں کروں؟ آپ دیکھئے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے پھر ہم ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کی عورتیں ان پر غالب ہیں۔ یہ سنکر آپ مسکرائے۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حفصہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا تو اپنی ہمجولی سے دھوکا نہ کھانا۔ وہ تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور تجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی مراد حضرت عائشہ سے تھی۔ یہ سنکر آپ پھر مسکرائے جب میں نے دیکھا کہ آپ (دوبارہ) مسکرائے تو میں بیٹھ گیا اور آنکھ اٹھا کر آپ کے گھر کا سامان دیکھا تو کوئی چیز نہیں دکھائی دی سوائے تین کھالوں کے جو پکائی نہیں گئی تھیں۔ میں نے کہا اللہ سے دعا کیجئے وہ آپ کی امت کو فارغ البالی عطاء فرمائے۔ ایران اور روم کے لوگ مالدار ہیں، اللہ نے ان کو دولت دے رکھی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا خطاب کے بیٹے، کیا ابھی تم کو شک ہے۔ ان لوگوں کو تو ان کی نعمتیں دنیا کی زندگی میں جلد ہی دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میرے لئے استغفار کیجئے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر میں نے کہا:۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى يَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ

اے اللہ کے رسول، جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمین کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ
اَفَاَنْزِلُ فَاُخْبِرُهُمْ اَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ
قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَلَمْ اَزَلْ اُحَدِّثُهٗ
حَتّٰى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَّجْهِهٖ وَحَتّٰى
كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ
ثَغْرًا (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب
الایلاء جزء اول ص۴۷۹)

کہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
بیویوں کو طلاق دے دی تو کیا میں اتروں اور
ان کو خبر دے دوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں
دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ میں آپ
سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کے چہرۂ مبارک
سے غصہ چلا گیا آپ ہنسے آپ کے دانت دکھائی دیئے
آپ کی ہنسی تمام لوگوں کی ہنسی سے زیادہ خوبصورت ہوتی تھی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَزَلْتُ اَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ
عَلَى الْاَرْضِ مَا يَمَسُّهٗ بِيَدِهٖ فَقُلْتُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً
وَّعِشْرِيْنَ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّ
عِشْرِيْنَ (صحیح مسلم کتاب الطلاق
باب الایلاء جزء اول ص۴۷۹)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور میں بھی
اترا میں اس کھجور کے تنے کو پکڑتا ہوا اتر رہا تھا
(کہ کہیں گر نہ پڑوں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس طرح (بے تکلف) اتر رہے تھے جیسے زمین
پر چل رہے ہوں آپ نے تنے کو چھوا تک نہیں۔ پھر
میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، آپ بالاخانہ
میں انتیس ۲۹ دن رہے۔ آپ نے فرمایا مہینہ انتیس
دن کا بھی ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى
عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ
اِنَّكَ اَقْسَمْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا
شَهْرًا وَّاِنَّا اَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ
لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَ
كَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ قَالَتْ
عَائِشَةُ فَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَاَ بِيْ
اَوَّلَ امْرَاَةٍ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا
وَّلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ
اَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ اَعْلَمُ اَنَّ اَبَوَيَّ

انتیس دن کے بعد آپ پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔
حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول، آپ
نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے
پاس نہیں آئیں گے اور ابھی تو انتیس ہی راتیں
گذری ہیں۔ میں ان کو گنتی رہی ہوں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا
بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن ہی کا تھا۔
حضرت عائشہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے تخییر
کی آیت نازل کی۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
اِنْ كُنْتُنَّ الآیۃ سب سے پہلے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ ہی سے پوچھا آپ نے فرمایا

لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ عن عمر جزء ۳ ص ۱۷۶ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب الایلاء عن عائشۃ الصدیقۃ جزء اول ص ۴۷۸ واللفظ للبخاری)

اے عائشہؓ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اس کے جواب میں تم جلدی نہ کرنا۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں خوب جانتی تھی کہ میرے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہیں دیں گے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ، وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ○ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کی طلبگار ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کی طلب گار ہو تو پھر اللہ نے تم میں سے ان کے لئے جو نیکی کرنے والی ہیں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو، تم میں سے جو کھلی برائی کرے گی تو اس کو دگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرتی رہے گی تو ہم اس کو ثواب بھی دُگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو، تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے مثل بھی نہیں ہو (تمہاری شان ہر عورت سے برتر و بالا ہے) اگر تم متقی رہنا چاہتی ہو تو (کسی غیر محرم سے) نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے (تم سے) کسی قسم کی (غلط) توقع (نہ) قائم کر لے، (بس) دستور کے مطابق بات کیا کرو۔ اور (اے نبی کی بیویو) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جس طرح پہلے (زمانہ) جاہلیت میں (عورتیں اپنے) محاسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ
وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ
وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

(الاحزاب - ۲۸ تا ۳۵)

کرتی تھیں تم اس طرح اپنے محاسن اور زیب و زینت کا اظہار نہ کرو، نماز کو قائم رکھو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے (نبی کی) گھر والیو، اللہ نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں مبالغہ کے ساتھ پاک وصاف کر دے اور (اے نبی کی گھر والیو) تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو باتیں تلاوت کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو، بے شک اللہ بڑا باریک بین اور (بہت) باخبر ہے۔ بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں، فرماں بردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (بہت ذکر کرنے والی) عورتیں ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ نے عرض کیا:۔

اَفِیْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفۃ جزء ۳ ص ۱۷۷ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الایلاء جزء اول ص ۶۳۸)

کیا اس سلسلہ میں میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی، میں تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی طلب گار ہوں۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:۔

لَا تُخْبِرْ نِسَآءَكَ اَنِّیْ اَخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِیْ مُبَلِّغًا وَلَمْ یُرْسِلْنِیْ مُتَعَنِّتًا۔ (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الایلاء جزء اول صـ۶۳۸)

آپ اپنی اور بیویوں کو اس بات کی اطلاع نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے مشکل میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ خَیَّرَ نِسَآءَهٗ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفة جزء ۳ صـ۱۷۷)

پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی یہی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ کی طرح جواب دیا۔

تفسیر اوپر بیان کردہ شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات نے دنیا طلب کی تو ان کے قلوب کی تطہیر کے لئے اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا) اے نبی، اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی (زیب و) زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تم کو کچھ (مال و) متاع دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں (وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا) اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی طلبگار ہو تو پھر اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

ازواج مطہرات کی تطہیر کے سلسلہ میں دنیا طلبی پہلی چیز ہے جس سے بچنے کی تاکید اللہ تعالےٰ نے فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ازواج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دنیا چاہیئے تو پھر انہیں کوئی اور گھر تلاش کرنا چاہیئے۔ دنیا طلبی ازواج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شایانِ شان نہیں۔ دنیا طلبی اور مال و دولت کی حرص اچھی چیز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (التغابن ۔ ۱۷)

(اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، (احکام الٰہی کو) سنو اور اطاعت کرتے رہو اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص نفس کے

بخل سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی الکفاف والقناعۃ جزء اول صفحہ ۳۲۲)

اس شخص نے فلاح پائی جو اسلام لایا، ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی دی ہوئی روزی پر قناعت دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا (نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ جزء ۲ صفحہ ۵ سند کا صحیح التعلیقات علی المشکوٰۃ للالبانی جزء ۲ صفحہ ۱۱۲۵)

کسی بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

آگے فرمایا (يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا) اور اے نبی کی بیویو، تم میں سے جو کھلی برائی کرے گی تو اس کو دگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے (وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا) (اے نبی کی بیویو) تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرتی رہے گی تو ہم اس کو ثواب بھی دگنا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

ازواج مطہرات کا کیونکہ درجہ بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا ان کے لئے برائی کی سزا بھی زیادہ رکھی گئی ہے۔ زیادہ درجہ والوں کی معمولی سی برائی بھی پکڑی جاتی ہے۔ مزید برآں ازواج مطہرات کی تطہیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت بڑا ذریعہ تھا۔ ایسا ذریعہ میسر ہونے کے باوجود غلطی کرنا بہت بڑی برائی تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے سزا کو دگنا رکھا گیا۔

جن لوگوں کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے انہیں اپنے مرتبہ کے شایانِ شان کام کرنے کے لئے بہت زیادہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اس احتیاط اور قربانیوں کی وجہ سے ان کا اجر بھی بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ازواج مطہرات کو ان کے نیک عملوں کا ثواب بھی دگنا رکھا گیا۔

ازواج مطہرات کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ان کی تطہیر کا دوسرا ذریعہ ہے۔

آگے فرمایا (یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا) اے نبی کی بیویو، تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کے مثل بھی نہیں ہو (تمہاری شان ہر عورت سے برتر و بالا ہے) اگر تم متقی رہنا چاہتی ہو تو (کسی غیر محرم سے) نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے (تم سے) کسی قسم کی (غلط) توقع (نہ) قائم کرلے (بس) دستور کے مطابق بات کیا کرو ــــ نہ غلط توقع ہوگی اور نہ کسی شخص کو جرأت ہوگی کہ وہ بدنیتی سے کوئی بات کرے اور کوئی غلط قدم اٹھائے۔ غیر محرم سے لوچ دار لہجہ میں بات نہ کرنا دل کی پاکیزگی کی علامت ہے اور یہ بھی تطہیر کا ایک ذریعہ ہے۔

آگے فرمایا (وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی) اور (اے نبی کی بیویو) اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جس طرح پہلے (زمانۂ) جاہلیّت میں (عورتیں اپنے) محاسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتی تھیں تم اپنے محاسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کرو۔

اسلام کے بعد زمانہ جاہلیّت کی باتیں کرنا بہت بُرا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُّلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُهْرِیْقَ دَمَهٗ (صحیح بخاری کتاب الدیات باب من طلب دم امریءٍ بغیر حق ۹/۷)

اللہ سب سے زیادہ اِن تین آدمیوں کا دشمن ہے: ایک تو اس کا جو حرم میں بے دینی کی باتیں کرے (مثلاً خون خرابہ شکار وغیرہ)، دوسرے وہ جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد جاہلیّت کی رسموں پہ چلنا چاہے، تیسرے وہ جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کا طلب گار ہو۔

گھروں میں قرار پکڑنا بھی دل کی تطہیر کا ایک ذریعہ ہے۔ نہ نگاہ غلط جگہ پڑے گی اور نہ خیالات خراب ہوں گے۔ پھر بناؤ سنگھار کو چھپانا بھی دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ اپنے حسن اور زیب و زینت کی نمائش دل میں خرابی پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا اس سے بھی روک دیا گیا۔

آگے فرمایا (وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اور (اے نبی کی بیویو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

نماز بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (العنکبوت - ۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال و دولت کی حرص جاتی رہتی ہے۔ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ

کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے۔ زکوٰۃ دل کی تطہیر کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔

(التوبۃ ۔ ۱۰۳)

(اے رسول) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیا کریں (تاکہ) اس کے ذریعہ آپ ان کو پاک وصاف کرتے رہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کی تطہیر کا اہتمام فرمایا اور تطہیر کے لئے جو اہم باتیں تھیں ان کے لئے خاص طور پر انہیں ہدایت کی۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) اے (نبی کی) گھر والیو، اللہ نے تو یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں مبالغہ کے ساتھ پاک وصاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ارادے پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○

(والسمآء ذات البروج ۔ ۱۶)

وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب ارادہ کر لیتا ہے تو اس کو اس کے ارادے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً۔

(الاحزاب ۔ ۱۷)

(اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے اور اگر تم پر مہربانی کا ارادہ کرے (تو کون اسے روک سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔

(یونس ۔ ۱۰۷)

اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو پاک کرنے کا ارادہ کر لیا تھا تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے انہیں ضرور پاک کر دیا۔

ازواج مطہرات کی یہ ایسی فضیلت ہے کہ اس میں کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں۔ وہ بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تطہیر میں شامل ہیں یعنی ارادۂ تطہیر کی مراد صرف ازواج مطہرات ہیں۔

آیت میں ضمیر "کُمْ" مذکر ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے مخاطبین مرد ہیں نہ کہ خواتین۔ کُمْ کا صیغہ "اھل" کی وجہ سے ہے جو کہ "مذکر" ہے۔

بیوی کے لئے اہل بیت اور کم کا صیغہ ایک اور جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ، اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

(ھود - ۷۳)

(فرشتوں نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجۂ مطہرہ سے کہا) کیا تم اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو، اے اہل بیت، تم پر (تو پہلے ہی سے) اللہ کی (بڑی) رحمت اور اس کی برکتیں ہیں (ایسی حالت میں بچہ کا پیدا ہو جانا بھی اللہ کی رحمت اور برکت ہی ہے) بے شک وہ تعریف والا اور بزرگی والا ہے (وہ کیا نہیں کر سکتا، اس کے لئے کونسا کام مشکل ہے)۔

مزید برآں قرآن مجید کا سیاق وسباق اس امر سے مانع ہے کہ "عَلَيْكُمْ" سے مراد مردوں کی کوئی جماعت ہے۔ اگر مردوں کی کوئی اور جماعت اس سے مراد ہوتی تو کچھ تو اس کا ذکر آتا۔ اس آیت سے قبل اور اس کے بعد کی آیات میں ازواج مطہرات سے خطاب کیا گیا ہے لہذا قرآن مجید کی رو سے وہی مخاطب ہیں نہ کہ کوئی اور۔

احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد ازواج ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْئُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْئُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْهُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰى حُجْرَةِ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے شادی کی تو (ولیمہ میں) روٹی اور گوشت کھلایا گیا۔ میں لوگوں کو دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا۔ کچھ لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے پھر دوسرے لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ میں نے سب کو دعوت دی کوئی باقی نہ رہا۔ آخر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو دعوت دوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب کھانا اٹھاؤ۔ (سب چلے گئے صرف) تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَآئِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَيْفَ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ) (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۱۶ ص ۱۲۹ وصحیح مسلم کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجہا جزء اول ص ۵۶۹ واللفظ للبخاری)

علیہ وسلم (گھر میں سے) نکل کر حضرت عائشہؓ کے مکان پر گئے اور فرمایا اے اہل بیت! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور پوچھا کیوں آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا۔ اللہ آپ کو برکت دے۔ اسی طرح آپ نے اپنی سب بیویوں کے حجروں کا دورہ کیا اور سب کو حضرت عائشہؓ کی طرح سلام کیا۔ سب نے حضرت عائشہؓ کی طرح آپ کو جواب دیا۔

ان روایات سے مصرح بالا حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اہل بیت" کہا اور جمع مذکر کا صیغہ "کم" استعمال فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ پر جب تہمت لگائی گئی تو ان ایام میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور جزء ۶ ص ۱۳۲ وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافک جزء ۲ ص ۵۰۸)

اے مسلمین، ایسے شخص کے مقابلہ میں جس نے میری گھر والی پر تہمت لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے کون میری مدد کریگا۔

اگرچہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ "اہل بیت" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بھی اہل بیت میں شمار کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر

أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ ۳۶۸)

سیاہ بالوں سے کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں حضرت حسنؓ آئے۔ آپ نے ان کو چادر کے اندر کرلیا، پھر حضرت حسینؓ آئے اور حضرت حسنؓ کے ساتھ وہ بھی چادر میں داخل ہوگئے، پھر حضرت فاطمہؓ آئیں، آپ نے ان کو بھی اندر کرلیا، پھر حضرت علیؓ آئے آپ نے ان کو بھی اندر داخل کردیا، پھر آپ نے فرمایا: اے اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی اہل بیت میں شامل ہیں لیکن آیت زیر تفسیر کی اصل مخاطب ازواج مطہرات ہی ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث سے اس کی بخوبی وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

فِي بَيْتِي نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ فَقَالَ (رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ قَالَ أَهْلِي خَيْرٌ وَهٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اللّٰهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ (رواہ الحاکم فی کتاب التفسیر باب سورۃ الاحزاب وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ ۴۱۶)

یہ آیت إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ (اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے گندگی کو دور کردے) میرے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا پھر آپ نے فرمایا اے اللہ، یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (یقیناً) میری اہل ہو تم بہتر مقام پر ہو اور یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں (ہاں) اے اللہ، یہ بات ضرور ہے کہ میری بیویاں (تطہیر) کی زیادہ حق دار ہیں (اس لئے کہ آیت میں

مخاطب وہی ہیں)۔

آگے فرمایا (وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا) اور (اے نبی کی بیویو) تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی جو باتیں تلاوت کی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ (بہت) باریک بین اور (بہت) باخبر ہے۔

"اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور بہت باخبر ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معمولی سے معمولی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کا علم ہے۔ وہ آئندہ کے تمام واقعات سے باخبر ہے۔ آیات اور حکمت کی باتیں یاد رکھنے کا حکم کیوں دیا جا رہا ہے اسے اس کی حکمت کا علم ہے۔ ازواج مطہرات کو علوم دینیہ کا گنجینہ بننے کا حکم کیوں دیا جا رہا ہے اس کی مصلحت کا اسے علم ہے۔ آئندہ آنے والے واقعات سے اس کی حکمت اور مصلحت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ آنے والے زمانہ میں ازواج مطہرات خصوصیت کے ساتھ مرجع خلائق بنیں اور امت کو علوم دینیہ سے سیراب کرتی رہیں۔

آگے فرمایا (اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّاۗىِٕمِيْنَ وَالصّٰۗىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا) بے شک مسلم مرد اور مسلمہ عورتیں، مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور (اللہ کا بہت) ذکر کرنے والی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا لَا نُذْكَرُ فِي الْقُرْاٰنِ كَمَا يُذْكَرُ الرِّجَالُ فَلَمْ يَرُعْنِيْ مِنْهُ يَوْمٍ اِلَّا وَنِدَاءُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ وَاَنَا اَسْرَحُ شَعْرِيْ فَلَفَفْتُ شَعْرِيْ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلٰى حُجْرَةٍ مِّنْ حُجَرِ بَيْتِيْ فَجَعَلْتُ سَمْعِيْ عِنْدَ الْجَرِيْدِ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا بات ہے کہ قرآن میں ہمارا ذکر نہیں کیا جاتا جس طرح مردوں کا کیا جاتا ہے تو مجھے ایک دن آپ کی کسی چیز نے خوف زدہ نہیں کیا سوائے آپ کی نداء کے جو آپ نے منبر پر کی۔ میں اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھی۔ میں نے اپنے بال لپیٹے، پھر میں اپنے گھر کے حجروں میں سے ایک حجرہ میں گئی۔ میں نے لکڑی کے

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ الاٰية اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (مسند امام احمد فتح الربانی مع شرح بلوغ الامانی کتاب التفسیر جزء ۱۸ ص ۲۳۹ وسندہ صحیح)۔

پاس اپنے کان لگا دئے۔ آپ منبر پر فرما رہے تھے اے لوگو، اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ سے آخر آیت تک

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں جانے والے مرد اور جنت میں جانے والی عورتوں کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:۔

① اسلام پر عمل کرنا،
② ایمان لانا،
③ اطاعت کرنا،
④ سچ بولنا،
⑤ صبر کرنا،
⑥ عاجزی کرنا،
⑦ صدقہ دینا،
⑧ روزہ رکھنا،
⑨ عصمت کی حفاظت کرنا،
⑩ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا۔

عمل

اے ایمان والو، دنیا کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو اختیار کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنے اندر وہ دس صفات پیدا کیجئے جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے آیت ۳۵ میں فرمایا ہے۔

نفل روزوں کے مسائل

فرض روزوں کے مسائل ہم سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۷ کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ آیت زیر تفسیر میں روزہ رکھنے والے مردوں اور عورتوں کا ذکر آیا ہے لہذا ہم نفل روزوں کے مسائل بیان کرتے ہیں :۔

(۱) نفل روزے اپنی مرضی سے جب چاہے رکھ سکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان جزء ۳ ص۵ و صحیح مسلم کتاب الصیام باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان جزء اول ص۳۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نفل) روزے اتنے رکھتے کہ ہم کہتے اب افطار نہیں کریں گے اور افطار اتنا کرتے کہ ہم کہتے اب روزے نہیں رکھیں گے۔

(۲) نفل روزے کی نیت دن کے کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے اور نفل روزہ دن کے کسی وقت بھی توڑا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں :۔

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ اَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَكَلَ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز الصوم النافلۃ بنیۃ من النہار قبل الزوال ۱/۴۶۷)

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے کہا کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا تو پھر میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ کسی اور دن ہمارے پاس آئے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہمیں (مالیدہ) ہمارے پاس ہدیہ میں آیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ میں صبح سے روزے سے تھا۔ پھر آپ نے اسے کھایا۔

(۳) مہمان کی خاطر یا مہمان کے کہنے سے نفل روزے کو کھولا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا (صحیح بخاری)

تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔

کتاب الصوم باب حق الضیف فی الصوم

جزء ۳ ص۵۱ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدہر جزء اول ص۳۶۹)

حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں:۔

اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَۃً فَقَالَ لَہَا مَا شَاْنُکِ قَالَتْ اَخُوْکَ اَبُوالدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَۃٌ فِی الدُّنْیَا فَجَآءَ اَبُوالدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ کُلْ قَالَ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَآ اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ قَالَ فَاَکَلَ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُوالدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَلِاَھْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا فَاَعْطِ کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ (صحیح بخاری کتاب الصیام باب من اقسم علی اخیہ لیفطر جزء ۳ ص۲۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوالدرداء کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ سلمان ابوالدرداء سے ملنے گئے۔ دیکھا تو ام درداء (ان کی بیوی) میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تو کہا تمہارا بھائی ابوالدرداء کو دنیا میں کسی قسم کی خواہش نہیں اتنے میں ابوالدرداء بھی آ گئے۔ انہوں نے سلمان کے لئے کھانا تیار کرایا جب کھانا تیار ہو گیا تو کہا تم کھاؤ میں روزے سے ہوں سلمان نے کہا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا ابوالدرداء نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لئے اٹھے سلمان نے کہا سو جاؤ وہ سو گئے۔ وہ پھر اٹھنے لگے تو کہا سو جاؤ جب آخر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی اس کے بعد سلمان نے ان کو سمجھایا کہ دیکھو بھائی تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے ہر ایک کا حق ادا کیا کرو۔ یہ سن کر ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا۔

④ کثرت سے نفل روزے نہ رکھے اس لئے کہ نفس کا بھی حق ہے، بیوی کا بھی حق ہے، شوہر کا بھی حق ہے، مہمان کا بھی حق ہے، آنکھوں کا بھی حق ہے اور جسم کا بھی حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّاِنَّ لِنَفْسِكَ) (صحیح بخاری کتاب الصوم باب حق الضیف وباب حق الجسم وباب حق الاھل فی الصوم جزء ۳ ص۵۱ وص۵۲ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النھی عن صوم الدھر جزء اول ص۴۶۹ تا ص۴۷۱)

تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔

⑤ مہینے میں تین دن کے روزوں پر کفایت کرے۔ اگر زیادہ رکھنے کی خواہش اور طاقت ہو تو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے۔ اگر اس سے بھی زیادہ کی خواہش ہو تو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ نہ رکھے یعنی ایک دن بیچ روزہ رکھے۔ اس سے بہتر روزے نہیں ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کی خواہش اور طاقت ہو تب بھی زیادہ ہرگز نہ رکھے۔ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے ایک بھی نہیں رکھا۔ اس کے روزے بے کار ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ (وَفِیْ رِوَايَةٍ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں ہر مہینے میں تین روزے کافی ہیں کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا تو گویا یہ ساری عمر کے روزے ہو گئے۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اس لئے کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو گویا تم نے ساری عمر روزے رکھے۔ میں نے عرض کیا مجھ میں تو اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا تو ایک دن روزہ رکھو دو دن افطار کرو۔ میں نے عرض کیا مجھ میں تو اس سے بھی زیادہ قوت ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ سب

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ) (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ) - (صحیح بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم وباب صوم الدھر وباب حق الاھل فی الصوم جزء ۳ ص۵۱ وص۵۲ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النھی عن صوم الدھر جزء ۱ ص۳۶۹)

روزوں سے افضل ہے میں نے عرض کیا مجھ میں تو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے کوئی روزہ نہیں رکھا، یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

⑥ اگر روزہ کی حالت میں کسی کے ہاں ملنے جائے اور صاحب خانہ کھانا وغیرہ پیش کرے تو اس بات کے کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ میں روزہ دار ہوں اور اگر نہ کھائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت انس رض فرماتے ہیں:۔

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰٓى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّ سَمْنٍ قَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَآئِهٖ وَ تَمْرَكُمْ فِيْ وِعَآئِهٖ فَاِنِّيْ صَآئِمٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب من زار قوما فلم یفطر عندھم جزء ۳ ص۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے ہاں گئے۔ وہ آپ کے لئے کھجور اور گھی لائیں آپ نے فرمایا گھی کپی میں ڈال دو اور کھجور تھیلے میں رکھ دو کیونکہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ وَّهُوَ صَآئِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَآئِمٌ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب الصائم یدعی للطعام جزء اول ص۴۶۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو کھانے کے لئے بلایا جائے اور وہ روزے سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

⑦ محرم کے مہینہ میں روزے رکھنا بہت اچھا ہے اس لئے کہ رمضان کے روزوں کے بعد اس مہینے کے روزے سب سے بہتر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان

اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم جزء اول ص۳۷۴)

کے بعد سب روزوں سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے روزے ہیں۔

(۸) محرم کے مہینہ کی دس تاریخ کو روزہ کا بہت ثواب ہے۔ اس روزہ کی برکت سے گذشتہ سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابو قتادہؓ انصاری فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر جزء اول ص۳۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورے کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ روزہ گذشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(۹) ۱۰ محرم کا روزہ یہودی اور عیسائی بھی رکھتے ہیں لہذا ان کی مخالفت کرنے کے لئے ۹ محرم کا روزہ بھی رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں:۔

حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَاْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء جزء اول ص۳۶۰)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور اس روزہ کے رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم یہودی اور نصاریٰ بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے لیکن اگلا سال آنے نہیں پایا تھا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

(۱۰) شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھنا اچھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ

میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا کسی اور مہینے کے پورے

وَمَا رَاَيْتُهٗ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ۔
(صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان جزء ۳ ص۵ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب الصیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان جزء اول ص۳۶۸)

روزے رکھے ہوں اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

(۱۱) ۱۵ شعبان کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر یہ روزہ رہ جائے تو رمضان کے بعد اس کے بدلہ میں دو روزے رکھے۔

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں:۔
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَصُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ) فَقَالَ لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهٗ (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ۔
(صحیح مسلم کتاب الصیام باب سرر شعبان جزء اول ص۳۷۶ وباب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر ص۳۷۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تم نے اس مہینے کے وسط میں روزہ رکھا (دوسری) روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا تم نے شعبان کے وسط میں روزہ رکھا) اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو تو اس کے بدلہ میں دو روزے رکھ لینا۔ تیسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس ماہ کے وسط میں روزہ رکھا انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر جب تم افطار کرو تو دو روزے رکھ لینا۔

(۱۲) جو شخص رمضان کے روزے رکھ کر پھر شوال میں چھ روزے رکھے تو بہت اچھا ہے۔ جو شخص رمضان کے بعد یہ روزے رکھے اس نے گویا سال بھر روزے رکھے۔

حضرت ابوایوب رضؓ انصاری فرماتے ہیں:۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستة ایام من شوال اتباعا لرمضان جزء اول ص۳۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے۔

(۱۳) ۹ ذوالحجہ کے روزے کی بہت فضیلت ہے اس روزے کی برکت سے سال گذشتہ اور سال آئندہ کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابوقتادہؓ انصاری فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَۃَ قَالَ یُکَفِّرُ السَّنَۃَ الْمَاضِیَۃَ وَالْبَاقِیَۃَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَ السَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ). (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر جزء اول ص۳۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ روزہ سال گذشتہ اور سال آئندہ کا کفارہ ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ (اس روزہ کی برکت سے) سالِ گذشتہ کے اور سالِ آئندہ کے گناہوں کو معاف کردیگا۔

(۱۴) عشرۂ ذی الحجہ میں ہر نیک عمل کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے لہٰذا ۱ر تا ۹ر ذوالحجہ کے ایام میں روزے رکھنا بہت اچھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا الْعَمَلُ فِیْ اَیَّامٍ الْعَشْرِ اَفْضَلُ مِنَ الْعَمَلِ فِیْ ھٰذِہٖ قَالُوْا وَلَا الْجِھَادُ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ یُخَاطِرُ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ بِشَیْءٍ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق جزء ۲ ص۲۲۷)

کسی عشرہ میں عمل کرنا عشرۂ ذی الحجہ میں عمل کرنے سے افضل نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس کا جہاد جس نے اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہیں لایا۔

(۱۵) ہر مہینہ میں تین روزے اور رمضان کے روزے پورے سال کے روزوں کے مثل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ وَ رَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ فَھٰذَا صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شہر جزء اول ص۳۷۳)

ہر ماہ میں تین روزے اور رمضان کے روزے یہ پورے سال کے روزے (کے مثل) ہیں۔

(۱۶) ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا اچھا ہے لیکن اگر تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھے تو بہتر ہے۔

حضرت معاذہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّھَا سَاَلَتْ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی

میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ اَکَانَ یَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ کُلِّ شَہْرٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ لَہَا مِنْ اَیِّ اَیَّامِ الشَّہْرِ کَانَ یَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ یُبَالِیْ مِنْ اَیِّ اَیَّامِ الشَّہْرِ یَصُوْمُ۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب ' ستحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شہر جزء اول ص۳۶۸)

سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کن دنوں میں؟ انہوں نے فرمایا اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے (کبھی بھی رکھ لیتے تھے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا :۔

یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّہْرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ وَاَرْبَعَ عَشْرَۃَ وَخَمْسَ عَشْرَۃَ (ترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی صوم ثلثۃ من کل شہر جزء اول ص۲۳۷ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ج ۲ ص۲۸۸)

اے ابوذر جب تم (کسی) مہینہ میں تین روزے رکھو تو تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے رکھو۔

(۱۰) پیر کے دن روزہ رکھنا اچھا ہے اس لئے کہ یہ ایک مبارک دن ہے، اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور اسی دن آپ پر وحی کا نزول ہوا۔

حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب ' ستحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شہر جزء اول ص۳۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن نبی بنایا گیا ہوں یا (یہ فرمایا) اسی دن مجھ پر نزول وحی (کی ابتداء) ہوئی۔

(۱۸) پیر اور جمعرات کے دنوں میں روزہ رکھنا اچھا ہے اس لئے کہ پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور اس لئے بھی کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کو بخش دیتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ

لوگوں کے اعمال ہفتے میں دو بار پیر اور جمعرات کو دربار الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں پھر ہر مؤمن

لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا اَوِ ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا (صحیح مسلم کتاب البر باب النہی عن الشحناء والتہاجر جزء ۲ ص۳۲۵)

بندے کی مغفرت ہو جاتی ہے سوائے اس بندہ کے جس کے دل میں اپنے بھائی کے لئے بغض ہو۔ کہا جاتا ہے ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ دونوں (احکامِ الٰہی کی طرف نہ) لوٹیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ (رواہ الترمذی وحسنہ فی کتاب الصوم باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین والخمیس جزء اول ص۲۳۳)

بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔

(۱۹) ماہ رمضان، ماہ شعبان اور ہر بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے مثل ہے۔

حضرت عبید اللہ بن مسلم کے والد فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ وَكُلَّ اَرْبِعَاءَ وَخَمِيْسٍ وَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ (ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم شعبان جزء اول ص۳۳۷ وسندہ صحیح۔ مرعاۃ جلد ۴ ص۲۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزے رکھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم پر تمہارے اہل وعیال کا حق ہے، لہٰذا تم رمضان کے روزے رکھو اور جو مہینہ رمضان سے متصل ہے اُس کے (یعنی شعبان) کے روزے رکھو اور ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھو تو اس صورت میں گویا تم نے ہمیشہ روزے رکھے۔

نوٹ: شعبان کی ۱۵/ تاریخ تک روزے رکھے۔ ۱۶/ تاریخ سے آخر شعبان تک روزے نہ رکھے اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(۲۰) ہفتہ اور اتوار کو روزے رکھنا بھی بہت اچھا ہے۔ یہ دونوں دن مشرکین (یعنی یہود و نصاریٰ) کی عید کے دن ہیں لہٰذا ان دنوں میں روزے رکھ کر ان کی مخالفت کرنا پسندیدہ ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ اَكْثَرَ مِمَّا يَصُوْمُ مِنَ الْاَيَّامِ وَيَقُوْلُ اِنَّهُمَا عِيْدَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دنوں سے زیادہ ہفتہ اور اتوار کے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے یہ مشرکین (یعنی یہود و

الْمُشْرِكِيْنَ رَاَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى) فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُخَالِفَهُمْ (مسند احمد وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۱۰ ص۲۲۵)

نصاریٰ) کی عید کے دن ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

نوٹ:- یہودی عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا مانتے ہیں لہذا وہ شرک فی الذات کے مرتکب ہیں۔

(۲۱) جس شخص کو نکاح کی استطاعت نہ ہو تو اسے چاہئے کہ پاک دامن رہنے کے لئے روزے رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصوم لمن خاف علی نفسہ العزوبۃ جزء ۳ ص۳۴ وصحیح مسلم کتاب النکاح جزء ۱ ص۵۸۳)

جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے۔ نکاح آدمی کی نگاہ کو نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کو تنگ دستی کی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے روزہ اس کو پرسکون کردے گا۔

(۲۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ نہ رکھے۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں:-

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الفطر جزء ۳ ص۵۵ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الفطر جزء اول ص۲۶۱ واللفظ للبخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے

(۲۳) ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، و ۱۳ ذوالحجہ کے روزے نہ رکھے البتہ وہ شخص جو حج تمتع کر رہا ہو اور اسے قربانی کا جانور نہ ملے تو وہ حج کے زمانہ میں یہ تین روزے رکھے اور سات روزے گھر پہنچکر رکھے۔

حضرت نبیشہؓ فرماتے ہیں:-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَ ذِكْرٍ لِلّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الصیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کھانے، پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔

باب تحریم صوم ایام التشریق جزء ۱ ص ۲۶۱

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ (البقرۃ - ۱۹۶)

اگر کسی کو قربانی کا جانور نہ مل سکے تو (اسکے بدلے) تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب (گھر) لوٹے۔

حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں :-

لَمْ يُرَخَّصْ فِي اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يُّصَمْنَ اِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْيَ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صیام ایام تشریق ۳/۵۶)

ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کے لئے جس کو قربانی کا جانور نہ ملے۔

(۲۴) اگر ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو اگلے دن محض اس خیال سے کہ شاید اس دن رمضان کی پہلی تاریخ ہو ہرگز روزہ نہ رکھے۔

حضرت عمارؓ فرماتے ہیں :-

مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (رواہ الترمذی و صححہ فی کتاب الصیام باب ماجاء فی کراھیۃ صوم یوم الشک جزء اول ص ۲۱۳)

جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔

(۲۵) رمضان شروع ہونے کے ایک یا دو دن پہلے سے پیشوائی کے روزے نہ رکھے البتہ وہ شخص رکھ سکتا ہے جو کسی اور وجہ سے ان دنوں میں ہمیشہ روزے رکھتا ہو مثلاً پیر یا جمعرات کا دن ان تاریخوں میں واقع ہو جائے اور وہ ہمیشہ پیر اور جمعرات کے روزے رکھتا ہو تو وہ پیر یا جمعرات کی وجہ سے ان تاریخوں میں روزہ رکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب لا یتقدمن رمضان بصوم یوم جزء ۳ ص ۳۵ و صحیح مسلم کتاب الصیام باب لا تقدموا رمضان بصوم یوم جزء اول ص ۴۳۸)

تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھے مگر ہاں وہ شخص روزہ رکھ سکتا ہے جو اس دن روزہ رکھا کرتا ہو۔

(۲۶) جب شعبان کا مہینہ نصف ہوجائے تو پھر رمضان تک روزے نہ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا۔ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب الصوم باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم فی نصف الباقی من شعبان لحال رمضان جزء ۱ ص۲۳)

جب شعبان کا آدھا مہینہ رہ جائے تو روزے نہ رکھو۔

(۲۷) صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے سوائے اس صورت کے کہ جمعہ کسی ایسے دن واقع ہوجائے جس دن کوئی شخص معمول کے مطابق روزہ رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب کراھۃ صیام یوم الجمعۃ مفردا جزء اول ص۳۶۲)

روزوں کے لئے جمعہ کے دن کو خاص نہ کرو سوائے اس صورت کے کہ کسی شخص کے روزے کے دن جمعہ واقع ہوجائے۔

(۲۸) اگر جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا ارادہ ہو تو اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَصُوْمَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعۃ جزء ۳ ص۵۲ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب کراھۃ صیام یوم الجمعۃ مفردا جزء اول ص۳۶۲)

تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اگر رکھے تو اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(۲۹) اگر جمعہ کا روزہ رکھ لیا ہو اور جمعرات کا روزہ نہ رکھا ہو اور نہ ہفتہ کے روزہ کا ارادہ ہو تو جمعہ کا روزہ توڑ دے۔

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں:۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لائے وہ روزے سے تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے کل (یعنی جمعرات کو) روزہ

اَنْ تَصُوْمِیْنَ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِیْ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعۃ جزء ۳ ص۵۴)

رکھا تھا انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کل ہفتہ کو روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر روزہ کھول لو (یعنی روزہ نہ رکھو)۔

(۳۰) صرف ہفتہ کا نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر ہفتہ کا روزہ رکھنے کا ارادہ کرے تو اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَصُوْمُوْا یَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِیْمَا افْتُرِضَ عَلَیْکُمْ (رواہ الترمذی فی کتاب الصوم باب ما جاء فی یوم السبت وسندہ صحیح۔ مرعاۃ ج ۲ ص۲۹)

صرف ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو مگر وہ روزہ جو تم پر فرض ہو گیا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَصُوْمُ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا اَنْ یَّصُوْمَ قَبْلَہٗ اَوْ یَصُوْمَ بَعْدَہٗ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب کراھۃ صیام الجمعۃ منفردًا و صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم الجمعۃ جزء ۳ ص۵۲ واللفظ لمسلم)۔

صرف جمعہ کا روزہ کوئی نہ رکھے اگر رکھے تو اس سے ایک دن قبل یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(۳۱) حاجی کو عرفہ یعنی ۹/ ذی الحجہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ صَوْمِ عَرَفَۃَ بِعَرَفَۃَ (ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم عرفۃ بعرفۃ جزء اول ص۳۳۸ وسندہ صحیح فتح الباری جزء ۵ ص۱۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۲) اگر شوہر موجود ہو تو بیوی کو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَۃُ وَبَعْلُھَا شَاھِدٌ

کوئی عورت شوہر کے موجود ہوتے ہوئے

إِلَّا بِإِذْنِهٖ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب صوم المرأۃ باذن زوجہا جزء ۷، ص۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِّنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (رواہ الترمذی و صححہ فی کتاب الصوم باب ما جاء فی کراھیۃ صوم المرأۃ الا باذن زوجہا جزء ۱ ص۲۴۳)

(نفلی) روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے۔

کوئی عورت شوہر کی موجودگی میں رمضان کے علاوہ کوئی روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ
اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا
اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾

ترجمہ کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمنہ عورت کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اس بات کے سلسلہ میں انہیں کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا (۳۶)

معانی و مصادر (خِيَرَةٌ) خَارَ، يَخِيْرُ، خَيْرَةٌ وخِيَرَةٌ و خِيْرٌ (ض) اختیار کرنا، پسند کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ) اور (اے ایمان والو) کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمنہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اس بات کے سلسلہ میں انہیں کوئی اختیار باقی رہے (وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا — مؤمنین کی شان تو یہ ہونی چاہیئے کہ جب

إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

(النور - ۵۱ و ۵۲)

انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ، وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ، وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(النور - ۵۴)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم (رسول کی اطاعت سے) منہ موڑو تو رسول پر تو (ان ہی باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے وہ مکلف بنائے گئے ہیں اور تم پر (ان باتوں کی ذمہ داری) ہے جن کے تم مکلف بنائے گئے ہو اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو بس (اللہ کے احکام کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ، اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○

(النسآء - ۵۹)

اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو امیر ہوں (ان کی اطاعت کرو)، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

آیت زیر تفسیر اور مذکورہ بالا تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے فیصلہ کے بعد اپنے اختیار کو استعمال کرنا مؤمن کا کام نہیں اور جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد بھی اپنے اختیار کو استعمال کرتا ہے وہ مؤمن نہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ کے بعد اپنے اختیار کو استعمال نہ کیا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کریں اسے بے چون وچرا تسلیم کیا کیجئے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ
عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ
وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ
وَتَخْشَى النَّاسَ، وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
تَخْشٰهُ، فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ
عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ
اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

وَطَرًا، وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾
مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ
فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ، سُنَّةَ اللّٰهِ
فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ، وَ
كَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾
الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ
وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا
إِلَّا اللّٰهَ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو اور (اے رسول) آپ اپنے دل میں (ایک بات) چھپا رہے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا، آپ لوگوں (کے

طعن) سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ ہی حق دار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زید نے (طلاق دے کر) اُن سے اپنی حاجت ختم کر دی تو ہم نے آپ سے اُن کا نکاح کر دیا تاکہ مؤمنین پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے سلسلہ میں جبکہ وہ ان کو طلاق دے کر ان سے اپنی حاجت ختم کر دیں کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے ﴿۳۷﴾ جس کام (کی تزویج) کو اللہ تعالیٰ نے نبی کے لئے ہی مقرر کر دیا ہو اس کام کو کرنے میں نبی کے لئے کوئی مضائقہ (کی بات) نہیں، جو (نبی) پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا (تو ہر) کام ایک مقررہ اندازے پر ٹھہر چکا ہے (اور واقع ہو کر رہتا ہے) ﴿۳۸﴾ یہ لوگ اللہ کے پیغامات کو (لوگوں تک) پہنچاتے تھے اور صرف اللہ سے ڈرتے تھے، اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لئے (اکیلا) کافی ہے ﴿۳۹﴾

معانی و مصادر

(مُبْدِیْ) اَبْدَا، یُبْدِیْ، اِبْدَاءٌ (باب افعال) ظاہر کرنا (مُبْدِیْ = ظاہر کرنے والا)۔

(وَطَرٌ) وَطْرٌ = حاجت۔ اس کی جمع اَوْطَارٌ ہے۔

(حَرَجٌ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا (حَرَجٌ = تنگی)۔

(اَدْعِیَآءُ) اَدْعٰی، یُدْعِیْ، اِدْعَاءٌ (باب افعال) ابنیت غیر باپ کی طرف پھیرنا (اَدْعِیَآءُ = دَعِیٌّ کی جمع، منہ بولے بیٹے)۔

(قَدَرٌ)(مَقْدُوْرٌ) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ وقَدَرٌ (ن وض) فیصلہ کرنا، حکم دینا، تنگ کرنا۔

(حَسِیْبٌ) حَسَبَ، یَحْسُبُ، حَسْبٌ وحِسَابٌ وحُسْبَانٌ (ن) گننا (حَسِیْبٌ = حساب لینے والا)۔

شانِ نزول

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔
(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۶ ص ۱۲۷)

یہ آیت وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ زینب بنت جحشؓ اور زید بن حارثہؓ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر

حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹا بنایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء ۶ صـ۱۴۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل زید بن حارثۃ جزء ۲ صـ۲۶۸)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے رہے یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی :۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنی لوگوں کو ان کے (اصلی) باپ کی طرف منسوب کیا کرو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔

آیات زیر تفسیر اور آگے آنے والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا تھا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زینب کی شکایت کرنے لگے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔

زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب وکان عرشہ علی الماء جزء ۹ صـ۱۵۲)۔

زید بن حارثہ اپنی بیوی (حضرت زینب) کا شکوہ کرتے ہوئے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو روکے رکھو (طلاق نہ دو)۔

حضرت زید انہیں طلاق دینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مشورہ دیتے تھے کہ ایسا نہ کرو لیکن حالات کچھ ایسے پیش آئے کہ میاں بیوی کی بن نہ سکی اور حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ) اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا تھا اور آپ نے بھی احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دو، اللہ سے ڈرو (اور انہیں طلاق نہ دو لیکن وہ نہ مانے اور طلاق دے ہی دی)۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت زید پر یہ احسان تھا کہ انہیں اسلام کی توفیق دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور صحبت سے سرفراز فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر یہ احسان تھا کہ انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا اگرچہ بیٹا بنانے کے بعد میں ممانعت ہو گئی لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب پھر بھی رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعُنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلُ وَایْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمَارَۃِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب مناقب زید بن حارثۃ جزء ۵ ص ۲۹ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل زید بن حارثۃ جزء ۲ ص ۲۶۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس کا سپہ سالار اسامہ بن زید کو مقرر کیا بعض لوگوں نے اسامہ کی سرداری پر اعتراض کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسامہ کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم پہلے ان کے والد کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم زید امارت کا اہل تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں اور زید کے بعد یہ اسامہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ زینب سے خود نکاح کر لیں لیکن آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ لوگ طعن کریں گے کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کر لیا۔ اسی خیال سے آپ نے پہلے اپنے ارادہ کو چھپایا لیکن بالآخر آپ نے ظاہر کر دیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّۃُ زَیْنَبَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِزَیْدٍ فَاذْکُرْھَا عَلَیَّ قَالَ فَانْطَلَقَ زَیْدٌ حَتّٰی اَتَاھَا وَھِیَ تُخَمِّرُ عَجِیْنَھَا قَالَ فَلَمَّا رَاَیْتُھَا عَظُمَتْ فِیْ صَدْرِیْ حَتّٰی مَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَنْظُرَ اِلَیْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَھَا فَوَلَّیْتُھَا ظَھْرِیْ وَنَکَصْتُ عَلٰی عَقِبِیْ فَقُلْتُ یَا زَیْنَبُ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُکِ قَالَتْ مَا اَنَا بِصَانِعَۃٍ شَیْئًا حَتّٰی اُوَامِرَ رَبِّیْ فَقَامَتْ اِلٰی مَسْجِدِھَا (صحیح مسلم

جب حضرت زینب کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا کہ ان سے میرا ذکر کرو۔ پھر جب زید ان کے پاس پہنچے تو اس وقت وہ اپنے آٹے میں خمیر ملا رہی تھیں۔ زید نے کہا جب میں نے ان کو دیکھا تو میرے دل میں ان کی عظمت اس حد تک بلند ہوئی کہ میں ان کی طرف نظر بھر کے دیکھ نہ سکا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا تھا۔ غرض میں نے اپنی پیٹھ موڑی اور اپنا منہ پھیر لیا اور کہا اے زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغام بھیجا ہے۔ حضرت زینب نے فرمایا میں اس وقت

کتاب النکاح باب نزواج زینب بنت جحش جزء اول صـ۶۰)

تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں (یعنی استخارہ نہ کرلوں) پھر اسی وقت وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑی ہوگئیں۔

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ) اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ اپنے دل میں (زینب سے نکاح کرنے کے ارادہ کو) چھپا رہے تھے حالانکہ اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں (کے طعن) سے ڈر رہے تھے حالانکہ (صرف) اللہ ہی حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں (فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا) تو (اے رسول) پھر جب زید نے (طلاق دے کر) اُن سے اپنی حاجت ختم کردی تو (اب) ہم نے آپ کا نکاح اُن سے کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو نکاح کا پیغام دے کر حضرت زینب کے پاس بھیجا ہی تھا کہ اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے نکاح کر ہی دیا تو اب حضرت زینب کی رضاء کی ضرورت ہی نہیں رہی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب کا انتظار نہیں کیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَیْهَا بِغَیْرِ اِذْنٍ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش جزء اول صـ۶۰)

قرآن نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور زینب کے ہاں بغیر اجازت داخل ہو گئے۔

یعنی جب "زَوَّجْنٰكَهَا" کے الفاظ نازل ہوئے تو حضرت زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوگئیں اور کیونکہ بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اجازت نہیں لی اور بغیر اجازت ان کے مکان میں داخل ہوگئے۔

حضرت زینب اس نکاح پر فخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں۔

زَوَّجَكُنَّ اَهَالِیْكُنَّ وَزَوَّجَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب وکان عرشہ علی الماء جزء ۹ صـ۳۵۲)

تمہاری شادی تو تمہارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔

آگے فرمایا (لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا

مِنْهُنَّ وَطَرًا) یہ نکاح ہم نے اس لئے کرایا تاکہ مؤمنین پر ان کے منہ بولے بیٹے کی بیویوں (سے نکاح کرنے کے سلسلہ) میں جبکہ وہ (ان کو طلاق دے کر) ان سے اپنی حاجت ختم کر دیں کوئی تنگی نہ رہے (وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا) اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کو جائز قرار دے اور ایام جاہلیت کی رسم کو کالعدم کر دے لہذا اس نے اس فیصلہ کو نافذ کر ہی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی اس رسم کو ختم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو منتخب کیا اور ایسے حالات پیدا کر دئے کہ یہ کام ہو کر رہے اور وہ ہو کر رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب اس لئے ضروری تھا تاکہ بعد میں کوئی مؤمن ایسے نکاح سے کراہت نہ کرے کیونکہ جس کام کو سید المتقین صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اب اس کو نہ کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا، اب کوئی زہد و تقویٰ کا مدعی ایسے نکاح کو تقویٰ کے خلاف نہیں سمجھ سکتا۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالَ وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّآ اَنَا فَاِنِّيْٓ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَّقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَآ اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْٓ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح جزء ۷، صـ۲)

تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر پر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ہمیں آپ سے کیا نسبت آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا ہے (اور ہم گناہگار ہیں ہمیں بہت عبادت کرنی چاہیئے)۔ ان میں سے ایک کہنے لگا میں تو ساری عمر پوری رات نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی دن کو افطار نہیں کروں گا۔ تیسرا کہنے لگا میں عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے سن لو میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں مگر میں روزے بھی رکھتا ہوں،

افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میرے طریقہ سے بے رغبتی کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

مَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَرَخَّصَ فِیْہِ فَتَنَزَّہَ عَنْہُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَتَنَزَّھُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُہٗ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً (صحیح بخاری کتاب الادب باب من لم یواجہ الناس بالعتاب جزء ۸ ص ۳۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دی لیکن بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے میں جس کام کو کرتا ہوں وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں ان سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّہٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ الصَّآئِمُ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَاَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَخْشَاکُمْ لَہٗ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان القبلۃ فی الصوم لیست محرمۃ جزء اول ص ۳۴۸)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ام سلمہ سے پوچھو۔ ام سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں۔ عمر بن ابی سلمہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اگلے پچھلے ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا ہے آپ نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف رکھنے والا ہوں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّۃَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ کُرَاعَ الْغَمِیْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَہٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیْہِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِیْلَ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اَنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِکَ الْعُصَاۃُ اُولٰٓئِکَ الْعُصَاۃُ۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب جواز الصوم والفطر فی شہر رمضان للمسافر جزو اول ص۳۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سال جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا یہاں تک کہ جب آپ کراع غمیم پہنچے تو آپ نے پانی کا پیالا منگوایا۔ آپ نے اس کو بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا، پھر آپ نے پانی پی لیا۔ اس کے بعد آپ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگ اب بھی روزے سے ہیں آپ نے فرمایا وہ نافرمان ہیں، وہ نافرمان ہیں۔

آگے فرمایا (مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا) جس کام (کی تزویج) کو اللہ نے نبی کے لئے مقرر کر دیا ہو اس کام کو کرنے میں نبی کے لئے کوئی مضائقہ (کی بات) نہیں۔ جو (نبی) پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا (ہر کام) ایک مقررہ اندازے پر ٹھہر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ○

(اقتربت الساعۃ۔ ۴۹)

(اور اے رسول) ہم نے ہر چیز کو ایک (خاص) اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

تمام نبی وہ کام کرتے رہے جس کا کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر اور مقدر فرما دیا تھا۔ وہ طعن و تشنیع سے ڈرا نہیں کرتے تھے بلکہ بے خوف ہو کر وہ کام کر گذرتے تھے جس کا حکم انہیں ملتا تھا۔ (اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو (لوگوں تک) پہنچاتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے، اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قسم کی فہمائش کی ہے۔ آپ کو شروع میں حضرت زینب سے نکاح کرنے میں لوگوں کے طعن و تشنیع کا ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فہمائش کی کہ اس قسم کے ڈر کی پرواہ نہ کریں بلکہ جو چیز شرعاً جائز ہو اسے فوراً کر گذریں، تمام نبیوں کا یہی شیوہ رہا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو بے کم و کاست لوگوں تک پہنچاتے رہے، وہ کبھی کسی سے نہیں ڈرے، وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔

آگے فرمایا (وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا) اور (اے رسول) حساب لینے کے لئے اللہ اکیلا کافی ہے (وہ ان لوگوں کے طنز اور تمسخر کا ان سے حساب لے گا اور ان کو مناسب سزا دے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، طنز و تشنیع کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں پس و پیش نہ کیا کیجئے۔ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈریئے نہ کسی کی ذات سے ڈریئے اور نہ کسی کے طعن سے ڈریئے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) محمد تم مردوں میں سے کسی (مرد) کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (خَاتَمٌ) خَتَمَ، يَخْتِمُ، خَتْمٌ وخِتَامٌ (ض) فارغ ہو جانا، ختم کرنا بند کر دینا، مُہر لگانا، پورا کر دینا۔

(خَاتَمٌ = خَاتِمٌ) مہر، انگوٹھی، جس چیز سے مہر لگائی جائے، ہر چیز کا انجام، ہر چیز کا آخر)۔

تفسیر یہ آیت حضرت زینب کے نکاح کے سلسلہ میں گذشتہ آیات کا تتمہ ہے۔ ان کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا۔ زید بن حارثہ ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی تھے۔ ایام جاہلیّت میں متبنّٰی (یعنی منہ بولا بیٹا) حقیقی بیٹے کے مثل سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم جاہلیّت کو مٹانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کی دل جوئی کی خاطر ان سے خود نکاح کر لیا۔ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا اس زمانہ کے لحاظ سے معیوب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے اس رسم پر ضرب کاری لگائی اور اسے ختم کر دیا اور طعن تشنیع کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

طعن تشنیع کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں (لہٰذا) زید بن حارثہ کے بھی باپ نہیں اور جب وہ زید بن

حارثہ کے بھی باپ نہیں تو حضرت زینبؓ ان کی بہو کیسے ہو سکتی ہیں اور جب وہ بہو نہیں تو ان سے نکاح کرنا کوئی معیوب نہیں)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اعتراض کا قلع قمع کر دیا۔

آگے فرمایا (وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ) (محمد کسی مرد کے باپ نہیں) بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں (اور اللہ کے رسول کے فرائض میں یہ بات شامل ہوتی ہے کہ وہ غلط رسموں کی اصلاح کرے لہذا انہوں نے اصلاح کر دی اور کیونکہ اصلاح کا بہترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مصلح خود اپنے عمل سے کسی بری رسم کو مٹائے تو اللہ کے رسول نے اس اصول پر بھی عمل کیا اور خود اپنے عمل سے اس غلط رسم کا خاتمہ کر دیا لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اعتراض کرنا خلاف عقل ہے اور جو اعتراض کر رہے ہیں وہ ناسمجھ اور ہٹ دھرم ہیں)۔

آگے فرمایا (وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) اور (محمد) نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں (لہذا اس غلط رسم کو مٹانا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ ہی ضروری تھا۔ اگر اس رسم کے خاتمہ کو فی الحال ملتوی کر دیا جاتا تو پھر اس کا خاتمہ کیسے ہوتا جبکہ آئندہ کوئی رسول بننے والا نہیں)۔

کسی لڑکے کو متبنّٰی اسی لئے بنایا جاتا تھا کہ متبنّٰی بنانے والے کا نام چلے۔ متبنّٰی بنانے کے بعد اس متبنّٰی کا اپنے حقیقی (صلبی) باپ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنّٰی کی رسم کو ختم کیا تو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ آپ کا نام کیسے چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی تردید فرما دی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں لہذا ان کا نام نہیں مٹ سکتا ان کا نام تو ان کی رسالت کی وجہ سے باقی رہے گا اور کیونکہ وہ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، اب کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا لہذا ان کی رسالت قیامت تک باقی رہے گی اور ان کا نام قیامت تک باقی رہے گا۔ اگر آپ کے بعد نبی آتے رہتے تو کلمہ میں آپ کا نام باقی نہ رہتا۔ نئے آنے والے نبی کا نام آپ کے نام کی جگہ لے لیتا، ایسی صورت میں ممکن تھا نئے نبیوں کی وجہ سے آپ کا نام پردۂ خفا میں چلا جاتا جس طرح کہ ہزاروں نبیوں کے نام پردۂ خفا میں ہیں، ہم ان کے حالات سے کیا واقف ہوں گے جبکہ ہمیں ان کے نام تک کا علم نہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو قیامت تک کے لئے زندہ کر دیا۔

آگے فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا) اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آئندہ کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا لہذا اللہ تعالیٰ نے اس علم کی بنیاد پر اس غلط رسم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی ختم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" بنایا۔ اب ہم اس مرکب کی تشریح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہی میں نقل کرتے ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلٰثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (رواہ الترمذی عن ثوبان فی ابواب الفتن فی ابواب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون جزء ۲ صـ۱۱۲ ورواہ ابوداؤد فی کتاب الفتن جزء ۲ صـ۲۳۴ وقال الترمذی ھذا حدیث صحیح)۔

میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ "خاتم النبیین" کے معنی ہیں "وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب غزوۃ تبوک جزء ۶ صـ۳ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی جزء ۲ صـ۳۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (یعنی تم یہ خیال نہ کرنا کہ جس طرح ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی تھے تم بھی نبی بنائے جاؤ گے۔ نہیں بلکہ جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی غیر حاضری میں ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنی اسرائیل پر نگران بنا گئے تھے۔ اسی طرح میری غیر حاضری میں تم اہل بیت پر نگران ہو گے)۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ (رواہ الترمذی عن انس و

رسالت اور نبوت ختم ہو گئیں لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا اور نہ نبی۔ یہ بات لوگوں پر گراں گذری۔ آپ نے فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا مسلم کا خواب اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

وصححہ فی ابواب الرؤیا باب ذھبت
النبوۃ وبقیت المبشرات جزء ۲ صـ ۱۲۹)

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبْقِيْ بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (مسند احمد. رجاله رجال الصحيح بلوغ ۱۷/۲۰۹ وسندہ صحیح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول مبشرات کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ (صحیح بخاری عن ابی ھریرۃ کتاب التعبیر باب المبشرات جزء ۹ صـ ۴)

نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، مبشرات کیا چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ (مسند امام احمد وابن ماجۃ عن ام کرزؓ وسندہ صحیح۔ بلوغ ۱۷/۲۱۰ وابن ماجۃ جزء ۲ صـ ۲۸۴)

نبوت ختم ہوگئی، مبشرات باقی رہ گئے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ (صحیح مسلم عن عبد اللہ ابن عباس کتاب الصلوۃ باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود جزء اول صـ ۱۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) پردہ اٹھایا۔ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو اب نبوت کی بشارتوں میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے نیک خواب کے جسے کوئی مسلم خود دیکھے یا اس کے لئے (کسی اور کو) دکھایا جائے۔

حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ قِیْلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ اَوْقَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ (رواہ احمد ورجالہ ثقات۔ بلوغ الامانی ۱۷/۲۱ وسندہ صحیح)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد نبوت نہیں (یعنی کسی کو نبوت نہیں ملے گی) مگر (ہاں) مبشرات (باقی ہیں)۔ آپ سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول مبشرات کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب یا یہ فرمایا نیک خواب۔

اوپر ترمذی کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ نیک خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے ۴۶ اجزاء ہیں۔ ان ۴۶ اجزاء میں سے ایک جزء نیک خواب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَ اَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ (صحیح بخاری کتاب التعبیر باب الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزأ من النبوۃ جزء ۹ صـ۳۹ وصحیح مسلم کتاب الرؤیا جزء ۲ صـ۳۰۶)

نیک خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہوگئیں۔ اب نہ کوئی رسول بنایا جائے گا اور نہ نبی۔ رسالت اور نبوت جن کو ملنی تھی مل گئی اب نہ کسی کو رسالت مل سکتی ہے اور نہ نبوت،

(۲) نبوت کے ۴۶ اجزاء ہیں،

(۳) نبوت کے اجزاء میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے نیک خواب کے،

(۴) نیک خواب نبوت کے ۴۶ اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

(۵) نبی وہ ہوتا ہے جس کو نبوت کے پورے ۴۶ اجزاء دئے جائیں،

(۶) نیک خواب ہر مسلم دیکھ سکتا ہے یا اس کے لئے (بطور خوشخبری) کسی دوسرے کو دکھایا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ اب نبوت میں سے کسی مسلم کو کچھ مل سکتا ہے تو وہ صرف نیک خواب ہے اور کیونکہ نیک خواب نبوت کے ۴۶ اجزاء میں سے ایک جزء ہے

لہذا محض ایک جزء کے مل جانے سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ جزء کو کُل نہیں کہہ سکتے لہذا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو نیک خواب دکھائے جائیں تو اسے نبی نہیں کہہ سکتے۔ نبی تو وہی ہوگا جس کو پورے ۴۶ اجزاء دئے جائیں اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ چیز ممکن نہیں لہذا اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

ختم نبوت کے مزید دلائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۳)

میرے ذریعہ نبی ختم کر دئے گئے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَرَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَکْمَلَہَا وَاَحْسَنَہَا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَاَتَمَّہَا) اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَہَا یَتَعَجَّبُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ جِئْتُ فَخُتِمَتِ الْاَنْبِیَآءُ) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب خاتم النبیین جزء ۴ ص۲۲۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین جزء ۲ ص۲۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا، پھر اس کو کامل کیا اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی)۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور (اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر) تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس اینٹ کی جگہ کیوں نہ (پُر کی گئی) تو (سنو) اس اینٹ کی جگہ (کو میں نے پُر کیا)، میں آیا اور (تمام) انبیاء ختم کر دئے گئے۔

نوٹ: خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ مِنْ زَوَایَاہُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا، پھر اسے بہت اچھا اور بہت خوبصورت بنایا مگر اس کے

فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَا وَضَعْتَ هٰهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا اللَّبِنَةُ) (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب خاتم النبیین جزء۴ ص۲۲۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین جزء۲ ص۲۱۵)

کونوں میں سے ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی)۔ لوگ اس (گھر) کا چکّر لگاتے اور اسے بہت پسند کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں (پھر انہوں نے بنانے والے سے پوچھا) تم نے یہاں اینٹ کیوں نہ رکھی تاکہ تمہاری عمارت پوری ہو جاتی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبِنَةً وَاحِدَةً فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَةَ۔ (رواہ احمد۔ وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۲۱ ص۲۸۴ ورواہ مسلم مختصرًا فی کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین جزء۲ ص۲۱۵)

(نوٹ) خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور اس کو کامل بنایا مگر ایک اینٹ (کی جگہ چھوڑ دی)۔ میں آیا میں نے اس اینٹ (کی جگہ کو) پُر کر دیا۔

حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّيْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۲۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد اور مقفی (آخر میں آنے والا) اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لِیْ خَمْسَۃُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۴ صـ ۲۲۵ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صـ ۲۳۶)

میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور میں ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) اللہ تعالیٰ کفر کو میرے ذریعہ مٹائے گا اور حاشر ہوں یعنی لوگ میرے قدم پر جمع کئے جائیں گے اور عاقب ہوں (یعنی سب کے بعد نبی بنایا جانے والا، میرے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا)۔

عمل

اے ایمان والو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت ملی ہے تو اس کی تکذیب کیجئے۔ وہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے قریب تشریف لائیں گے۔ ان کی تشریف آوری سے کسی قسم کا اشکال دل میں نہ لائیے۔ کسی گذشتہ نبی کی آمد اور چیز ہے اور کسی شخص کو نبوت ملنا اور چیز ہے۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت ملے گی نہیں۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے وہ اسی نبوت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ اے ایمان والو، یہ بھی عقیدہ رکھیئے کہ صرف عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تشریف لائیں گے۔ ان کے علاوہ کسی اور نبی کی آمد کے سلسلہ میں قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کوئی ذکر نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا
اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ
الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ
سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو ﴿۴۱﴾ اور صبح و شام اس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کرو ﴿۴۲﴾ وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی رحمت بھیجتے ہیں) تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور اللہ مؤمنین پر

بہت مہربان ہے (۴۳) جس روز وہ اللہ سے ملیں گے تو (اللہ کی طرف سے) ان کا تحفہ سلام ہو گا اور اللہ نے ان کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے (۴۴)

معانی و مصادر (بُکْرَۃٌ) بَکَرَ، یَبْکُرُ، بُکُوْرٌ (ن) آگے بڑھنا، صبح کے وقت آنا، صبح کے وقت کرنا (بُکْرَۃٌ = صبح)۔

(اَصِیْلٌ) اَصُلَ، یَاْصُلُ، اَصَالَۃٌ (ک) شریف النسب ہونا۔ کسی چیز کی اصل ہونا (اَصِیْلٌ شام)۔

(تَحِیَّۃٌ) حَیِّیَ، یُحَیِّیْ، تَحْیِیَۃٌ (باب تفعیل) سلام کرنا، درازی عمر کی دعا کرنا۔

(یَلْقَوْنَ) لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءٌ (س) ملاقات کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا) اے ایمان والو، اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو (وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا) اور صبح و شام اس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کرو۔

نوٹ:۔ ذکر کے فضائل کے سلسلہ میں سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ) وہی ہے جو تم پہ رحمت (نازل) فرماتا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لئے) رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں سیدھا راستہ بتانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر بھیجا اور ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو ہونے کے طریقے بتائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (الانبیاء۔ ۱۰۷)

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام (اقوام) عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ رحمت فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ۔ (الانعام۔ ۱۵۸)

تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے دلیل بھی آ گئی ہے اور ہدایت اور رحمت بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰی عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف۔ ۵۲)

اور (اے رسول) ہم ان کافروں کے لئے کتاب نازل کر چکے ہیں جس (کے تمام احکام) کو ہم نے (اپنے) علم (کی بنیاد) پہ علیحدہ علیحدہ

بیان کر دیا ہے، وہ کتاب ایمان والوں کے لئے (باعثِ) ہدایت اور (سراسر) رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا، هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

(یونس - ۵۷ و ۵۸)

اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، امراض قلوب کے لئے شفاء، (تم سب کے لئے) ہدایت اور مؤمنین کے لئے رحمت آچکی ہے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل و رحمت سے (یہ کتاب تمہارے پاس آگئی ہے) تو (اب) اس (کے آنے) سے تمہیں خوش ہونا چاہئے (اور اے رسول) جو کچھ (مال و دولت) یہ جمع کر رہے ہیں یہ کتاب اس سے (بدرجہا) بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(یوسف - ۱۱۱)

یہ (قرآن) ایسی چیز نہیں ہے کہ جو (اپنی طرف سے) بنالی گئی ہو بلکہ یہ تو (اللہ کی کتاب ہے جو) اس سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتی ہے (تاکہ سمجھنے میں الجھن نہ ہو) اور ایمان والوں کے لئے تو یہ کتاب (سراسر) ہدایت اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○

(بنی اسرآئیل - ۸۲)

اور ہم قرآن میں ایسی ایسی باتیں نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور (باعث) رحمت ہیں اور (رہے وہ لوگ) جو ظالم ہیں تو ان باتوں سے ان کے تو نقصان ہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اور (اے رسول) کیا ان کے لئے یہ (معجزہ)

يُتْلٰى عَلَيْهِمْ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ
ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
(العنکبوت - ۵۱)

کافی نہیں کہ ہم نے ان پر (اپنی) کتاب نازل کر دی ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بے شک اس میں مؤمنوں کے لئے رحمت بھی ہے اور نصیحت بھی۔

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بے شمار رحمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ مؤمنین پر نازل کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت عموماً فرشتوں کے ذریعہ نازل ہوتی ہے مزید برآں فرشتے مؤمنین کے لئے دعائیں بھی کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، رَبَّنَا
وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ
جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ
صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ،
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَقِهِمُ
السَّيِّاٰتِ، وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ
فَقَدْ رَحِمْتَهٗ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○
(حٰمٓ المؤمن - ۷ تا ۹)

(اور اے رسول) جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو (فرشتے) اس کے اردگرد (گھیرا باندھے ہوئے کھڑے) ہیں وہ (سب) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح (و تقدیس) کرتے رہتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب، تو (اپنی) رحمت اور (اپنے) علم کے ساتھ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے تو (اے ہمارے رب) ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کر لی اور تیرے راستہ کی پیروی کرتے رہے اور (اے ہمارے رب) ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے اور اے ہمارے رب ان کو دائمی رہائش کے باغات میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور (اے ہمارے رب) ان کے آباء و اجداد، ان کی ازواج اور ان کی اولاد میں سے بھی جو نیک ہوں (ان کو بخش دے اور دائمی باغات میں داخل کر) بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے اور (اے ہمارے رب) ان (سب) کو

(قیامت کے دن) برائیوں سے محفوظ رکھ اور جس کو تو نے اس دن برائیوں سے محفوظ رکھا تو تو نے اس پر (بڑا ہی) رحم (و کرم) کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

(انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر۔ ۴ و ۵)

اس رات کو فرشتے اور روح (الامین) اپنے رب کے حکم سے ہر حکم (الٰہی کو سرانجام دینے) کے لئے نازل ہوتے ہیں۔ وہ رات سلامتی (کی رات) ہے یہاں تک کہ طلوعِ فجر ہو جائے

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو براہ راست ہدایت دیتے ہیں لیکن دوسری رحمتیں جو انفس و آفاق میں جاری و ساری ہیں وہ بھی عبرت اور موعظت کی آیات ہیں (لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا) (اور یہ سب کچھ اس لئے ہے) کہ اللہ (ان کے ذریعہ) تم کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی میں لے آئے اور اللہ مؤمنین پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

(البقرۃ - ۲۵۷)

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے جو انہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر نور (ہدایت) کی طرف لے آتا ہے۔

(نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۃ فاتحہ کی آیات ۱ و ۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا) جس روز وہ اللہ سے ملیں گے تو (اللہ کی طرف سے) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور اللہ نے ان کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ

اس دن اہل جنت (اپنے اپنے) شغل میں شاداں و فرحاں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں (درختوں کے) سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ جنت میں ان کے لئے

قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○
(یٰسٓ - ۵۵ تا ۵۸)

(ہمہ اقسام کے) پھل ہوں گے اور ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ تمنا کریں گے۔ مہربان رب کی طرف سے (ان کو) سلام کہا جائے گا۔

یہ آیات گویا سلام اور اجر کریم کی تفسیر ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کیجئے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾
وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ
سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ
الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ
اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ، وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

ترجمہ اے نبی ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (۴۵) اور (ہم نے آپ کو) اپنے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے) (۴۶) لہٰذا (اے رسول) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان پر (آخرت میں) اللہ کی طرف سے بڑا فضل (و کرم) ہوگا (۴۷) اور (اے رسول، آپ) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئے، ان کی ایذا دہی کو درگذر کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیئے اور (اس بات پر یقین رکھیئے کہ) کارسازی کے لئے اللہ (اکیلا) کافی ہے (۴۸)

معانی و مصادر (سِرَاجٌ) سِرَاجٌ = چراغ۔
(مُنِيْرٌ) اَنَارَ، يُنِيْرُ، اِنَارَةٌ (باب افعال) روشن ہونا، روشن کرنا، واضح کرنا۔
(فَضْلٌ) فَضُلَ، يَفْضُلُ، فَضْلٌ (ك) بافضیلت ہونا۔
(كَبِيْرٌ) كَبُرَ، يَكْبُرُ، كِبَرٌ وكُبْرٌ (ك) بڑا ہونا، قدر و منزلت میں بڑا ہونا۔
(دَعْ) وَدَعَ، يَدَعُ، وَدْعٌ (ف) چھوڑنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا) اے نبی، ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے گواہ ہیں جس چیز کے حق ہونے کی گواہی آپ دیں وہ چیز یقیناً حق ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○
(النجم ۔ ۳ و ۴)

اور رسول اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز تمام رسولوں کی صداقت کے گواہ ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ○
(النسآء ۔ ۴۱)

(اور اے رسول، اس دن) کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اس امت کی صداقت کے بھی گواہ ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ○
(البقرۃ ۔ ۱۴۳)

(اے ایمان والو، جس طرح ہم نے تم کو ہدایت دے کر تم پر احسان کیا) اسی طرح (تم پر ہم نے یہ احسان کیا کہ) تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

(نوٹ:۔ اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین متقین کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور کافروں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○
(مریم ۔ ۹۷)

تو (اے رسول) ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو اس لئے آسان کر دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ آپ متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○
(النحل ۔ ۱۲۵)

(اور اے رسول) آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے رہئے اور (جب کبھی بحث کا موقع آئے تو) ان سے بہترین طریقہ سے بحث کیجئے، بے شک آپ کا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چل رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ، وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ، وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ، وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ، وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ، اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ، لَنَآ اَعْمَالُنَا

تو (اے رسول) آپ اسی دین کی طرف بلائیے (جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے) اور جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس پر استقامت اختیار کیجئے، ان کی خواہشات کی پیروی نہ

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ، اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

(الشوریٰ ۔ ۱۵)

کیجئے اور (صاف صاف) کہہ دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ہم سب کو (ایک دن) جمع کرے گا اور اسی کی طرف (ہم سب کو) لوٹ کر جانا ہے (وہی فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ، اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○

(الرعد ۔ ۳۶)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں (صرف) اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ (ذرا سا بھی) شرک نہ کروں (تم مانو یا نہ مانو، میں تو اسے مانتا ہوں) میں اُسی (ایک اللہ) کی طرف (سب کو) دعوت دیتا ہوں اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر یعنی روشن چراغ بنا کر بھیجا گیا۔ ہدایت کی روشنی آپ ہی سے ملتی ہے۔ آپ کو معلم کتاب و حکمت بنا کر بھیجا گیا ہے لہٰذا آپ ہی کی تعلیمات کی روشنی میں کتاب اللہ کو سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ سے بے نیاز ہو کر اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سمجھنا چاہے تو وہ ضلالت کی تاریکیوں میں جا پڑے گا۔ جس طرح کتاب کو بغیر روشنی کے نہیں پڑھا جا سکتا اسی طرح کتاب اللہ کو بغیر سراج منیر کے یعنی بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں پڑھا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ، وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(الجمعۃ ۔ ۲)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

کتاب اللہ کی وہی تشریح صحیح اور معتبر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (النحل - ۶۴)

اور (اے رسول) ہم نے جو یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے تو اس لئے کہ جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اس بات کی آپ وضاحت کر دیں (اور ان کا اختلاف دور کر دیں) اور (یہ کتاب) ایمان والوں کے لئے (موجب) ہدایت اور (سراسر) رحمت ہے۔

آگے فرمایا (وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا) اور (اے رسول) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان پر (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل (و کرم) ہوگا (وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا) اور (اے رسول) کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیئے، ان کی ایذا دہی کو درگذر کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے اور (یقین رکھئے کہ) کارسازی کے لئے اللہ (اکیلا) کافی ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں اور منافقوں کو ایذا دہی پر صبر کرنے کی تلقین کی اور بطور تسلی کے آپ کے بلند مراتب کا ذکر فرمایا۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ہدایات ربانی کو سمجھئے اور اس پر عمل کیجئے۔ سراج منیر، معلم کتاب و حکمت سے بے نیاز ہو کر قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، کافروں اور منافقوں کے کہنے پر نہ چلیئے۔ ان کی ایذاء دہی پر صبر کیجئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے۔ اللہ اکیلا آپ کی بگڑی بنانے کے لئے کافی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ
عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو جب تم مؤمنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہارا ان پر کوئی اختیار نہیں کہ ان کو عدّت (میں بٹھاؤ اور ان سے عدّت) پوری کراؤ بلکہ انہیں کچھ مال دے کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دو ﴿۴۹﴾

معانی و مصادر (تَعْتَدُّوْنَ) اِعْتَدَّ، یَعْتَدُّ، اِعْتِدَادٌ (باب افتعال) شمار میں لانا، گنا جانا۔
(سَرِّحُوْا) سَرَاحٌ) سَرَّحَ، یُسَرِّحُ، تَسْرِیْحٌ (باب تفعیل) چھوڑ دینا، طلاق دینا، آسان کرنا، کنگھی کرنا، کھول دینا (سَرَاحٌ اس مصدر سے اسم ہے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا)

اے ایمان والو، جب تم مؤمنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو تو تم کو ان پر عدّت (کے سلسلہ) میں کوئی اختیار نہیں کہ (ان سے) عدت کی گنتی پوری کراؤ (فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا) بلکہ انہیں کچھ مال دے کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دیا کرو۔

اس آیت کا حکم اس وقت ہے جب کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو اور اگر مہر مقرر کر دیا ہو تو پھر نصف مہر دینا ہوگا۔ مندرجہ ذیل آیات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ، مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ، حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ، وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى، وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(البقرۃ - ۲۳۶ و ۲۳۷)

اور (اے ایمان والو) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (اپنی) بیویوں کو اس حالت میں طلاق دو کہ تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ مہر مقرر کیا ہو، (ہاں یہ بات پھر بھی ضروری ہے کہ جب تم انہیں طلاق دے کر رخصت کرو تو) انہیں کچھ مال و متاع دے دیا کرو، وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق دے اور تنگ دست آدمی اپنی حیثیت کے مطابق دے (بہرحال ہر ایک کو) معروف کے مطابق (کچھ مال ضرور دینا چاہیئے) نیکی کرنے والوں پر اس مال کا دینا ضروری ہے۔

اور (اے ایمان والو) اگر تم اپنی بیویوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو ان کو (رخصت کرتے وقت) آدھا مہر دو سوائے اس صورت کے کہ بیویاں خود معاف کر دیں یا (ان کا) ولی معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ لگانا ہے اور (اے ایمان والو ایسی صورت میں) اگر تم معاف کر دو تو یہی تقویٰ کے قریب ہے، (اور اے ایمان والو) آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو فراموش نہ کرو بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (اور اگر تم احسان کرو گے تو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا

اور اگر زیادتی کرو گے تو تمہیں اس کی سزا دیگا۔

بیوی کو طلاق دیتے وقت ہر حال میں اسے کچھ دینا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ - ۲۴۱)

مطلقہ عورتوں کو معروف کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے، یہ متقین پر لازم ہے۔

خوش اسلوبی سے رخصت کر دینے سے مراد یہ ہے کہ ان کو روک کر بلاوجہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (البقرۃ - ۲۳۱)

اور (اے ایمان والو) جب تم عورتوں کو (ایک مرتبہ یا دو مرتبہ) طلاق دو اور جب ان کی مدت اختتام کو پہنچنے لگے تو انہیں دستور کے مطابق اپنی زوجیت میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں رخصت کر دو اور (مخالفت کی وجہ سے) انہیں اس لئے (اپنی زوجیت میں) نہ روکے رکھو کہ ان پر ظلم و زیادتی کرو اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ کی آیات (و احکام) کو مذاق نہ بناؤ، اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم پر کی ہے اور کتاب و حکمت کی جو باتیں تم پر نازل کی ہیں انہیں یاد کرو، اللہ سے ڈرتے رہو اور خبردار ہو جاؤ کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

خوش اسلوبی سے مراد یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اس حسن سلوک میں انہیں کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرنا بھی شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۔ (البقرۃ - ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے (دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تک شوہروں کو اختیار رہتا ہے کہ) معروف کے مطابق (اپنی بیویوں کو) اپنی زوجیت میں رہنے دیں یا (تیسری طلاق

دے کر) بھلائی کے ساتھ (ان کو) رخصت
کر دیں۔

(نوٹ :۔ طلاق کے جملہ مسائل ہم انشاء اللہ سورۂ طلاق کی تفسیر میں بیان کریں گے)

عمل

اے ایمان والو، اگر آپ نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیں تو اس بیوی کے لئے کوئی عدّت نہیں۔ لہذا اُسے عدت میں نہ بٹھائیے بلکہ اسے فوراً کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دیا کیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ
اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ
اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ
يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ
وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ
وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ
الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً
مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ
اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ، قَدْ عَلِمْنَا مَا
فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ
وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا
يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ، وَكَانَ
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ
مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ
اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ، وَمَنِ
ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ، ذٰلِكَ اَدْنٰٓى
اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ
وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ،
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ،
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾
لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ
وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ
اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ
اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ، وَ

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

ترجمہ اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیویاں جن کے مہر آپ نے دے دئے حلال کر دی ہیں اور وہ لونڈیاں بھی حلال کر دی ہیں جو بطور مال غنیمت اللہ نے آپ کو دلوائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں، آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں، آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے (یہ سب آپ کے لئے حلال ہیں) اور کوئی مؤمنہ عورت اگر اپنے نفس کو نبی کے لئے ہبہ کر دے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں (تو وہ بھی آپ کے لئے حلال ہے لیکن) یہ اجازت خاص آپ کے لئے ہے مؤمنین کے لئے نہیں، ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مؤمنین پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے سلسلہ میں فرض کیا ہے (لیکن آپ کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے) تاکہ آپ پر (بیویوں کے معاملہ میں) کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۵۰﴾ (آپ کو اختیار ہے) آپ ان میں سے جس کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اگر ان میں سے آپ کسی کو اپنے پاس طلب کر لیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں، یہ (اختیار آپ کو) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ ان کو دیں اس سے وہ سب راضی رہیں، اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، اللہ جاننے والا اور بردبار ہے ﴿۵۱﴾ (اے رسول) ان بیویوں کے علاوہ اب مزید عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ (آپ کے لئے یہ حلال ہے کہ) ان کے بدلے میں دوسری بیویاں لے آؤ خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی اچھا لگے، مگر ہاں لونڈیاں (اب بھی) حلال ہیں اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ﴿۵۲﴾

معانی و مصادر

(اَفَآءَ) اَفَآءَ، یُفِیْءُ، اِفَاءَۃٌ (باب افعال) مال غنیمت دلوانا، لوٹنا، لوٹانا۔

(یَسْتَنْکِحُ) اِسْتَنْکَحَ، یَسْتَنْکِحُ، اِسْتِنْکَاحٌ (باب استفعال) نکاح کرنا، نکاح کرنا چاہنا۔

(حَرَجٌ) حَرِجَ، یَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا، گناہ کرنا۔

(تُرْجِیْ) اَرْجٰی، یُرْجِیْ، اِرْجَاءٌ (باب افعال) مؤخر کرنا، الگ کرنا۔

(تُؤْوِیَ) اٰوٰی، یُؤْوِیْ، اِیْوَاءٌ (باب افعال) ٹھہرانا، پناہ دینا۔

(عَزَلْتَ) عَزَلَ، یَعْزِلُ، عَزْلٌ (ض) دور کرنا، علیحدہ کرنا، عہدہ سے ہٹانا۔

(اَدْنٰی) دَنَا، یَدْنُوْ، دُنُوٌّ و دَنَاوَۃٌ (ن) قریب ہونا (اَدْنٰی = دَنِیٌّ کا اسم تفضیل، زیادہ قریب)۔
(تَقَرَّ) قَرَّ، یَقِرُّ، قُرَّۃٌ و قَرَّۃٌ و قُرُوْرٌ (ف وض) ٹھنڈا ہونا، آنکھوں کے آنسو خشک ہو جانا، آنکھوں سے وہ چیز دیکھنا جس کے دیکھنے کی آنکھیں مشتاق ہوں اور آنکھوں کا خوشی کے باعث ٹھنڈا ہو جانا۔
(اَعْجَبَ) اَعْجَبَ، یُعْجِبُ، اِعْجَابٌ (باب افعال) خوش کرنا۔
(رَقِیْبٌ) رَقَبَ، یَرْقُبُ، رُقُوْبٌ و رَقَابَۃٌ و رَقْبَۃٌ (ن) نگرانی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ) اے نبی، ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیویاں جن کے مہر آپ دے چکے ہیں حلال کر دی ہیں (وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ) اور وہ لونڈیاں بھی (آپ کے لئے حلال کر دی ہیں) جو بطور مال غنیمت اللہ نے آپ کو دلوائی ہیں (وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ) اور آپ کے چچا کی بیٹیاں، آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں، آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے (حلال کر دی ہیں) (وَّامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور اگر کوئی مؤمنہ عورت اپنے نفس کو نبی کے لئے ہبہ کر دے اور نبی اس سے نکاح کرنا چاہیں (تو وہ بھی اے نبی آپ کے لئے حلال ہے لیکن یہ اجازت) خاص طور پر آپ کے لئے ہے، مؤمنین کے لئے نہیں (قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ) ہمیں معلوم ہے جو کچھ ہم نے مؤمنین پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں (کے سلسلہ) میں فرض کیا ہے (لیکن اس فریضہ سے ہم نے آپ کو مستثنیٰ کر دیا ہے) (لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ) تاکہ آپ پر (بیویوں کے معاملہ میں) کوئی تنگی نہ رہے (یہ آپ پر اللہ کا کرم ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

مؤمنین پر اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے سلسلہ میں جو فرائض مقرر کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

① مؤمنین بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ (النساء۔ ۳)

(دوسری) عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین۔ چار چار نکاح کر لو۔

② مؤمنین پر مہر دینا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً۔

اور (اے ایمان والو) عورتوں کو ان کے مہر

برضاء ورغبت دے دیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ، فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً۔
(النسآء۔ ۲۴)

(مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ) تمام عورتیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں، (اس طرح) کہ اپنا کچھ مال (ان کو بطور مہر دے کر) ان سے نکاح کر لو (اس شرط کے ساتھ کہ) تمہاری نیّت ان کو اپنے نکاح میں روکے رکھنے کی ہو، (چند دن تک) ان سے شہوت رانی (کر کے چھوڑ دینے) کی نیّت نہ ہو پھر جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا ہے ان کو ان کے مقررہ مہر ادا کر دیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ، بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ، فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ۔
(النسآء۔ ۲۵)

اور (اے ایمان والو) اگر تم میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ تم آزاد مؤمن عورتوں سے نکاح کر سکو تو مؤمنہ لونڈیوں میں سے کسی لونڈی سے نکاح کر لو، اللہ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے (اور تمہاری خواہشات سے بھی اور اسے یہ بھی علم ہے کہ تم لونڈیوں سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو اس لئے کہ) تم اور وہ آخر ایک دوسرے کے ہم جنس ہی ہو۔ ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کیا کرو اور ان کو (بھی) دستور کے مطابق ان کا مہر ادا کر دیا کرو، (لونڈیوں سے بھی نکاح اس شرط کے ساتھ ہو کہ) وہ (پاک دامن ہوں) پاک دامن رہیں، زنا کاری نہ کریں اور نہ کسی (غیر مرد) کو (درپردہ اپنا) محبوب و آشنا بنائیں۔

(۳) مؤمنین پر فرض ہے کہ وہ جب کسی عورت سے نکاح کریں تو اس کے ولی کی اجازت کے

بغیر نکاح نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الولی جزء اول ص۲۹۱ ۔ سندہ صحیح نیل جزء ۶ ص۱۲۱ والتعلیقات للالبانی جزء ۲ ص۹۳۸)

بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ مَوَالِیْھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الولی ۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء ۲ ص۹۳۸)

جو عورت بغیر اپنے ولیوں کی اجازت کے نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔

مندرجہ بالا فرائض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ تھے۔ بیویوں کے سلسلہ میں آپ پر چار بیویوں کی پابندی نہیں تھی۔ اگر کوئی عورت آپ کو اپنا نفس ہبہ کرے تو نہ اس کو مہر دینے کی ضرورت تھی اور نہ اس کے ولی سے اجازت لینے کی۔

آگے فرمایا (تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ) (اے رسول، آپ کو اختیار ہے) آپ ان میں سے جس کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں (وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ) اور جن کو آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اگر ان میں سے آپ کسی کو طلب کر لیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں (ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُھُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَھُنَّ کُلُّھُنَّ) یہ (اختیار آپ کو) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ (اس صورت میں) اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں، وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ انہیں دے دیں اس سے وہ سب راضی رہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیویوں کی عادلانہ باری مقرر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لازمی نہیں تھا۔

اگر بیویوں کو معلوم ہو کہ ان کے کچھ حقوق ہیں جو انہیں مل نہیں رہے تو وہ شکایت بھی کریں گی اور انہیں اپنی محرومی کا صدمہ بھی ہوگا لیکن اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ ان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ مخصوص شرائط نہیں ہیں جو عام مسلمین پر ہیں تو جو کچھ انہیں بغیر ان کے حق کے مل جائے وہ سمجھیں گی کہ کوئی حق تو ہے نہیں، جو کچھ ہمیں مل جائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی مہربانی ہے اس طرح وہ قلیل ہو یا کثیر اس کو لے کر خوش ہو جائیں گی۔

آگے تمام مؤمنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا) اور (اے ایمان والو، تم پر اگرچہ بیویوں کے درمیان مساوی برتاؤ کرنا لازم کر دیا گیا ہے لیکن مساوی محبت کرنا تم پر لازم نہیں ہے) اللہ (خوب) جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ جاننے والا، حلم والا ہے۔

اللہ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ تمہارے دلوں میں بیویوں کی یکساں محبت نہیں ہو سکتی۔ کسی کی محبت زیادہ ہو گی اور کسی کی کم لیکن اللہ تعالیٰ اس غیر مساوی محبت پر تمہاری گرفت نہیں کرے گا کیونکہ وہ بڑا بردبار ہے۔

آگے فرمایا (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا) (اے رسول) (ان بیویوں کے علاوہ) اب (مزید) عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ (آپ کے لئے یہ حلال ہے) کہ ان کے بدلہ میں آپ (دوسری) بیویاں لے آئیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی اچھا لگے مگر ہاں لونڈیاں (اب بھی حلال ہیں) اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے (وہ ہر چیز اور ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ وہ دیکھتا رہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی عمل ایسا نہ ہو جائے جو اس کی مرضی کے خلاف اور شانِ رسالت کے منافی ہو)۔

عمل

اے مؤمنہ عورتو، آپ کسی مرد کے لئے اپنے نفس کو ہبہ نہ کیجئے۔ یہ چیز تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ
لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ
اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا
فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا
مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ، اِنَّ
ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ
فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ
مِنَ الْحَقِّ ، وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ

مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ
حِجَابٍ، ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ
لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ، وَمَا كَانَ
لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ
بَعْدِهٖٓ اَبَدًا، اِنَّ ذٰلِكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾
اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ
اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ
اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ
وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ
وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ، وَ
اتَّقِيْنَ اللّٰهَ ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

ترجمہ اے ایمان والو، نبی کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا تم کو انتظار بھی نہ کرنا پڑے الغرض جب تمہیں بلایا جائے تو جایا کرو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جایا کرو باتوں میں دل لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے، وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور (اے ایمان والو) جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے دلوں کے لئے اور ان کے دلوں کے

لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے، یہ چیز تمہارے لئے زیبا نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ (یہ بات تمہارے لئے زیبا ہے کہ) ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو، یہ اللہ کے نزدیک (بہت) بڑی (بات) ہے (۵۳) اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ (تو اللہ کے لئے دونوں برابر ہیں) اس لئے کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے (۵۴) ان پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے، نہ اپنے بھائیوں سے، نہ اپنے بھتیجوں سے، نہ اپنے بھانجوں سے، نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے غلاموں سے (پردہ نہ کرنے میں کوئی گناہ ہے) اور (اے نبی کی بیویو) اللہ سے ڈرتی رہو، بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (۵۵)

معانی ومصادر

(اِنٰی) اَنٰی، یَانِیْ، اَنْیٌ وَاِنٰیٌ وَاَنَاءٌ (ض) قریب ہونا، حاضر ہونا، پک جانا۔

(مُسْتَانِسِیْنَ) اِسْتَانَسَ، یَسْتَانِسُ، اِسْتِیْنَاسٌ (باب استفعال) قلبی سکون پانا، وحشت دور ہونا، مانوس ہونا، مانوس کرنا۔

(حِجَابٌ) حَجَبَ، یَحْجُبُ، حَجْبٌ وَحِجَابٌ (ن) چھپانا (حِجَابٌ = پردہ)۔

(عَظِیْمٌ) عَظُمَ، یَعْظُمُ، عِظَمٌ وَعَظَامَةٌ (ک) بڑا ہونا۔

(تُبْدُوْا) اَبْدٰی، یُبْدِیْ، اِبْدَاءٌ (باب افعال) ظاہر کرنا۔

(تُخْفُوْا) اَخْفٰی، یُخْفِیْ، اِخْفَاءٌ (باب افعال) چھپانا

شان نزول

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

بُنِیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِزَیْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَی الطَّعَامِ دَاعِیًا فَیَجِیْءُ قَوْمٌ فَیَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ فَیَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰی مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَکُمْ وَبَقِیَ ثَلٰثَةُ رَھْطٍ یَتَحَدَّثُوْنَ فِی الْبَیْتِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی تو (ولیمہ میں) گوشت روٹی رکھا گیا۔ میں لوگوں کو دعوت دینے کے لئے بھیجا گیا۔ لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے پھر دوسرے لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے۔ میں نے سب کو دعوت دی کوئی باقی نہ رہا۔ آخر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اب تو کوئی باقی نہیں رہا جس کو دعوت دوں، آپ نے فرمایا اچھا اب کھانا اٹھاؤ۔ (سب تو چلے گئے) تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر حضرت

اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَ
عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ
وَجَدْتَّ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرَّى
حُجَرَ نِسَآئِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا
يَقُوْلُ لِعَآئِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ
عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ
يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا
نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا اَدْرِيْ
اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا
فَرَجَعَ حَتّٰى اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِيْ اُسْكُفَّةِ
الْبَابِ دَاخِلَةً وَّاُخْرٰى خَارِجَةً اَرْخَى
السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ
الْحِجَابِ. (صحیح بخاری کتاب
التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب
جزء ۶ صفحہ ۱۲۹ وصحیح مسلم کتاب النکاح
باب زواج زینب بنت جحش جزء
اول صفحہ ۶۰۲ واللفظ للبخاری)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔
تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَخَلَ بِاَهْلِهٖ قَالَ فَصَنَعَتْ اُمِّيْ
اُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ
فَقَالَتْ يَا اَنَسُ اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ
تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ

عائشہ کے حجرے پر گئے اور فرمایا اے اہلبیت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت
عائشہؓ نے جواب دیا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ اور پوچھا آپ نے اپنی
بیوی کو کیسا پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے۔
اسی طرح آپ نے اپنی سب بیویوں کے
حجروں کا دورہ کیا اور سب کو حضرت عائشہؓ
کی طرح سلام کیا۔ سب نے حضرت عائشہؓ
کی طرح آپ کو جواب دیا۔ اس کے بعد
آپ لوٹ کر آئے۔ دیکھا تو وہی تینوں
آدمی اب تک بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں بڑی
شرم تھی۔ آپ (دوبارہ) حضرت عائشہؓ کے
حجرے کی طرف چلے گئے۔ مجھے یاد نہیں اس
کے بعد میں نے یا کسی اور نے آپ کو جا کر بتایا
کہ اب وہ تینوں آدمی چلے گئے۔ آپ لوٹے
اور اس حالت میں کہ دروازے کی دہلیز میں
ایک پیر آپ کا اندر تھا اور ایک پیر باہر آپ
نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور
پردے کی آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت زینبؓ) سے
نکاح کیا اور اپنی بیوی کے پاس گئے۔ میری
والدہ ام سلیم نے کچھ مالیدہ بنایا اور اس کو
ایک طباق میں رکھا اور مجھ سے کہا اے انس
اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
لے جاؤ اور کہنا کہ یہ میری والدہ نے آپ کی
خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے سلام عرض کیا ہے

مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّيْ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لَنَا فُلَانًا وَّ فُلَانًا وَ فُلَانًا وَّ مَنْ لَّقِيْتَ وَسَمّٰى رِجَالًا قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَّقِيْتُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ عَدَدَكُمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوْا حَتّٰى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى أَكَلُوْا كُلُّهُمْ فَقَالَ لِيْ يَا أَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ قَالَ جَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَّزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَّجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلٰى نِسَائِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوْا أَنَّهُمْ

اور کہا ہے کہ اے اللہ کے رسول ہماری طرف سے یہ آپ کی خدمت میں ایک قلیل ہدیہ ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: میں وہ مالیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میری والدہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور عرض کیا ہے کہ یہ ہماری طرف سے آپ کی خدمت میں بہت قلیل تحفہ ہے۔ آپ نے فرمایا اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں شخص کو میرے پاس بلا لاؤ اور جو شخص بھی تم کو ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ آپ نے کئی آدمیوں کا نام لیا۔ میں ان کو بھی بلا لایا جن کا آپ نے نام لیا تھا اور جو مجھے مل گئے انہیں بھی بلا لایا۔ جعد کہتے ہیں میں نے انس سے پوچھا وہ سب لوگ گنتی میں کتنے تھے؟ انہوں نے کہا تین سو کے قریب۔ (جب سب لوگ جمع ہو گئے تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس وہ طباق لاؤ۔ وہ لوگ اندر آئے یہاں تک کہ چبوترہ اور صحن دونوں بھر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ باندھتے جائیں اور ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے آگے سے کھائے۔ الغرض ان لوگوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔ اس طرح ایک گروہ کھا کر جاتا پھر دوسرا آتا یہاں تک کہ سب لوگ کھا چکے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے انس (برتن) اٹھا لو۔ میں نے برتن کو اٹھایا تو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت (کھانا) زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت (اس میں کھانا) زیادہ تھا۔ کچھ لوگ رسول اللہ

قَدْ ثَقُلُوْا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوْا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰىهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ إِلٰى اٰخِرِ الْآيَةِ قَالَ الْجَعْدُ قَالَ اَنَسٌ أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْآيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب جزء اول ص۴۶۱)۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی بیوی بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔ ان لوگوں کا بیٹھنا آپ کو گراں گذرا لہٰذا آپ نکلے اور اپنی بیویوں کو سلام کیا اور پھر لوٹ آئے پھر جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کا بیٹھنا آپ پر گراں گذر رہا ہے لہٰذا وہ جلدی سے دروازے پر گئے اور باہر چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اس حالت میں اندر داخل ہوئے کہ آپ نے دروازے پر پردہ ڈال دیا تھا میں صحن میں بیٹھا ہوا تھا پھر تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ آپ میری طرف نکلے (اُس وقت) آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر لوگوں کے سامنے یہ آیتیں پڑھیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے آخر تک۔ جعد جو راوی ہیں انہوں نے کہا کہ انس نے کہا کہ سب سے پہلے یہ آیتیں میں نے سنی تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں پردے میں رہنے لگیں۔

تفسیر آداب رسول کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ) اے ایمان والو، نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر صرف اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے (لیکن اتنی جلدی) نہ (جایا کرو کہ) تمہیں کھانے کے پکنے کا انتظار کرنا پڑے۔ (وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ) جب تمہیں بلایا جائے تو تم (گھر کے اندر) داخل ہو جایا کرو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جایا کرو باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو (اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ) اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے، وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد وحساب خلیق تھے۔ آپ میں بے حد مروّت تھی۔ آپ اخلاقاً اور مروّتاً نہیں کہتے تھے کہ اب چلے جاؤ۔ آپ مہمانوں کا لحاظ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تادیب کی کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں کہ کھانا کھانے کے بعد بھی بیٹھے رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں۔

آگے فرمایا (وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ) اور (اے ایمان والو) جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگا کرو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے دلوں کے لئے اور ان کے دلوں کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے (نہ صورت دکھائی دے گی اور نہ بُرا خیال آئے گا)۔

بے اجازت دوسرے کے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

(النور۔ ۲۷)

اے ایمان والو، اپنے گھروں کے علاوہ (دوسروں کے) گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک (ان سے) اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے (اور یہ حکم اس لئے بیان کیا جا رہا ہے) تاکہ تمہیں نصیحت حاصل ہو۔

آگے فرمایا (وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ) اور (اے ایمان والو) تمہارے لئے زیبا نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ (وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا) اور نہ (تمہارے لئے یہ زیبا ہے) کہ تم ان کے (انتقال کے) بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو (اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا) یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کو حرام کر دیا۔

① ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا،

② دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرنا۔

آگے فرمایا (اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا) (اے ایمان والو) اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ (اللہ کے لئے دونوں برابر ہیں) اس لئے کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے (کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اگر تمہارے دل میں کوئی بُرا خیال آئے گا تو یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو اس کا علم نہیں ہوگا، اللہ کو ضرور اس کا علم ہوگا)۔

آگے فرمایا (لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ آبَائِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ، وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا) ان پر (یعنی ازواج مطہرات پر) اپنے باپوں، اپنے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں، اپنے بھانجوں، اپنی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سامنے آنے میں کوئی گناہ نہیں اور (اے نبی کی بیویو) اللہ سے ڈرتی رہا کرو (ایسا نہ ہو کہ اس سلسلہ میں تم سے کوئی کوتاہی ہو جائے اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (وہ تمہاری کوتاہی کو بھی دیکھ لے گا)۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

ترجمہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو، تم نبی کے لئے دعائے رحمت کیا کرو اور ان پر سلام بھیجا کرو ﴿٥٦﴾

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو، تم ان کے لئے رحمت کی دعاء کیا کرو اور ان پر سلام بھیجا کرو۔

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں:۔

سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہمیں یہ تو اللہ نے بتا دیا کہ ہم (آپ پر) سلام کیسے بھیجیں (اب یہ بتائیے کہ) ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی جزء۴ ص۱۷۸)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الاحزاب جزء۶ ص۱۵۱)

حضرت ابومسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْئَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی

مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہو گیا لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

ہم لوگ سعد بن عبادہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے۔ بشیر بن سعد نے پوچھا اے اللہ کے رسول، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے لہٰذا آپ بتائیے کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ یہ سننے کے بعد آپ خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ (کاش) بشیر نے آپ سے نہ پوچھا ہوتا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور سلام بھیجنے کا طریقہ تو تم کو معلوم ہی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد ۱/۱۷۳)

حضرت ابو حمید الساعدیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی جزء ۴ ص۱۷۸ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد ۱/۱۷۲)

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

حضرت کعب بن عجرہؓ، حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابو مسعودؓ کی مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کا طریقہ صحابہ اکرام کو پہلے سکھا دیا گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

ہم (ابتداء میں) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو (سلام کے وقت) اس طرح کہتے اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام اور فلاں پر سلام، فلاں پر سلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو سلام نہ کیا کرو اللہ تو خود سلام ہے بلکہ اس طرح کہا کرو۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا (اس کے بعد یہ کہا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد جزء اول ص۱۱۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ ۱/۱۷۱)

کرو) اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجنے کا طریقہ بتایا گیا تھا یعنی تشہد میں یہ الفاظ کہے جاتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ صحابہ کرام کو معلوم نہیں تھا لہذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے انہیں صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ بتا دیا۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کام کا ایک خاص طریقہ ہے اور وہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ صحابہ کرام نے خود صلوٰۃ کا کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح چاہو صلوٰۃ بھیج دو۔

حضرت ابو مسعودؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سوال کیا گیا تو آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ یہ سکوت اس بات پر دال ہے کہ صلوٰۃ کا طریقہ بذریعہ وحی سکھایا گیا۔

ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ صلوٰۃ اسی طریقے سے بھیجنا چاہئے جس طرح سے اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ اپنی طرف سے کوئی طریقہ اختیار کرنا اور صلوٰۃ کے الفاظ خود اختراع کرنا صحیح نہیں۔

صلوٰۃ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد جزء اول ص۱۶۷)

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ رحمت بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

عمل

صلوٰۃ وسلام کے جملہ مسائل

① جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو صلوٰۃ (درود) پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب مَا جاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲/۵۲۴)

وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے۔

(۲) جب اذان سُنے تو درود پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب القول مثل قول المؤذن جزء اول ص۱۶۳)

جب مؤذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ رحمت بھیجنے کی دعاء کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

(۳) جب دعاء کرے تو حمد و ثنا کے بعد درود پڑھے پھر دعاء کرے۔

حضرت فضالہ بن عبیدؓ فرماتے ہیں :-

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْا فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلَ ھٰذَا ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ اَوْ لِغَیْرِہٖ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِتَحْمِیْدِ اللّٰہِ وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَدْعُ بَعْدُ مَا شَآءَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۵۰۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صلوٰۃ میں دعاء کرتے ہوئے سُنا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود نہیں بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جلدی کی۔ آپ نے اس کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ جب تم دعاء کیا کرو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کیا کرو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو پھر اس کے بعد جو چاہو دعاء کیا کرو۔

(۴) ہر مجلس میں درود پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات باب ماجاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللّٰہ جزء ۲ ص ۱۷۸ سندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اوّل جزء اوّل ص ۱۱۴)

جس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر کیا جائے اور نہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا جائے تو وہ مجلس اہل مجلس کے لئے باعث حسرت ہوگی۔ اگر اللہ چاہے گا تو ان کو سزا دیگا اور اللہ چاہے گا تو معاف کر دیگا۔

⑤ جب مسجد میں داخل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ابوداؤد عن ابی حمید کتاب الصلوٰۃ باب فی مایقول عند دخولہ المسجد جزء اوّل ص ۷۳۔ سندہ صحیح صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۱۵۰/۱)

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے۔

⑥ جب مسجد سے نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَاِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ (ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء عند دخول المسجد جزء اول ص ۲۶۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء اول ص ۱۵)

جب مسجد سے نکلے تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام بھیجے۔

⑦ نماز میں درود و سلام پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم (پہلے) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اس طرح کہا کرتے اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام، فلاں پر سلام فلاں پر سلام۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَآءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب ما یتخیر من الدعا بعد التشہد ۱/۲۱۲)

فرمایا یہ نہ کہا کرو اللہ پر سلام، اللہ تو خود سلام ہے بلکہ یہ کہا کرو:۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہوگا اس کو تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔ (پھر یہ کہا کرو) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور (اس کے رسول ہیں) پھر دعاؤں میں سے جو دعا اس کو پسند ہو وہ مانگے۔

حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلٰوتِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَصَمَتَ حَتّٰى اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْئَلْهُ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (رواہ الحاکم فی کتاب

ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی (اس وقت) آپ کے پاس تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا (لیکن صلوٰۃ کا طریقہ معلوم نہیں ہوا) تو جب ہم اپنی نماز میں آپ پر صلوٰۃ بھیجیں تو کس طرح بھیجیں اللہ کی آپ پر رحمت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اتنی دیر) خاموش رہے کہ ہم نے چاہا کہ اس نے آپ سے سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر صلوٰۃ بھیجو تو اس طرح کہا کرو:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ وسندہ صحیح المستدرک جزء اول ص ۲۶۸)

اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

⑧ جنازہ کی نماز میں بھی درود پڑھے۔

ابوامامہ کہتے ہیں:۔

اَخْبَرَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَلسُّنَّةُ) فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَنْ يُّكَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْلِصُ الصَّلٰوةَ فِي التَّكْبِيْرَاتِ الثَّلَاثِ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا خَفِيًّا حِيْنَ يَنْصَرِفُ (رواہ الحاکم فی کتاب الجنائز باب ادعیۃ صلوٰۃ الجنازۃ جزء اول ص ۳۶۱ ومصنف عبدالرزاق کتاب الجنائز باب القراءۃ والدعاء فی الصلوٰۃ جزو ۳ ص ۴۸۹ سندہ صحیح۔ احکام الجنائز للالبانی ص ۱۲۲)

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے (بہت سے) اصحاب نے نماز جنازہ کے سلسلہ میں بیان کیا کہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر تین تکبیروں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی بھیجے اور (میت کے لئے) خالص دعاء بھی کرے پھر جب نماز سے فارغ ہو تو آہستہ سے سلام کہے۔

⑨ جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعۃ جزء اول ص ۱۵۷۔ سندہ صحیح۔ مرعاۃ جزو ۲ ص ۲۸۰)

اس دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِينًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا
بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۸﴾

ترجمہ بے شک جو لوگ اللہ کو ناراض کرتے ہیں اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں (دونوں جگہ) لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۵۷﴾ اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کو ایسے کام کی تہمت لگا کر جو انہوں نے نہ کیا ہو تکلیف پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے اوپر اٹھاتے ہیں ﴿۵۸﴾

معانی ومصادر (مُهِيْنًا) اَهَانَ، يُهِيْنُ، اِهَانَةٌ (باب افعال) ذلیل کرنا۔
(بُهْتَانٌ) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بُهْتَانٌ (ف) افتراء کرنا، مبہوت کردینا، بہتان لگانا (بُهْتَانٌ = جھوٹ، افتراء)۔
(اِثْمٌ) اَثِمَ، يَاْثَمُ، اِثْمٌ و اَثَمٌ و اَثَامٌ و مَاْثَمٌ (س) گناہ کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں بھی لعنت کی ہے اور آخرت میں بھی (لعنت کی ہے) اور ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچانے سے مراد اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا اور غصّہ دلانا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص زمانہ کو بُرا کہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اذیّت پہنچاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب النہی عن سب الدھر جزء۲ ص۲۹۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کو بُرا کہہ کر آدمی مجھے ایذا دیتا ہے۔ زمانہ تو میں ہوں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔

شرک سے بھی اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ اَحَدٌ اَوْ لَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَدْعُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَاِنَّهٗ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الصبر علی الاذی جزء۸ ص۳۱)

بری بات سُنکر صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے (یہ کہہ کر وہ اس کو ناراض کرتے ہیں اس کے باوجود) وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور رزق فراہم کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی تکلیفیں پہنچائی جاسکتی تھیں اور پہنچائی گئیں۔ قرآن مجید اور کتب احادیث اس کے شاہد ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا بہت بڑا گناہ اور موجبِ لعنت ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا) اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کو ایسے کام کی تہمت لگا کر جو انہوں نے نہ کیا ہو تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لادلیا۔

تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(الممتحنۃ۔ ۱۲)

اے نبی، جب مؤمنہ عورتیں آپ کے پاس (ان شرائط کے ساتھ) بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان (یعنی گھڑ گھڑا کر کسی پر) بہتان نہیں لگائیں گی اور معروف کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعاء کیا کیجئے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

مؤمنہ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ (النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ باب رمی المحصنات جزء ۸ ص۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر واکبرھا ۱/۵۱)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، لڑائی کے موقع پر (کافروں کے مقابلہ سے) بھاگنا، مؤمنہ پاک دامن غافل عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

غلام پر تہمت لگانا بھی گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ كَمَا قَالَ (صحیح بخاری کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ باب قذف العبید جزء ۸ صـ۲۱۸)

جو کوئی اپنے غلام لونڈی پر (بدکاری کی) تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے پاک ہو تو قیامت کے دن اس کو کوڑے مارے جائیں گے سوائے اس صورت کے کہ وہ ویسا ہی ہو جیسا آقا نے کہا تھا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اُسے ناراض نہ کیجئے۔ مؤمن مَردوں اور مؤمنہ عورتوں پر تہمت نہ لگائیے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَابِيْبِهِنَّ، ذٰلِكَ اَدْنٰٓى
اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ،
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٩﴾
لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ
فِيهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ
اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا
تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

ترجمہ اے نبی اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ لٹکا لیا کریں، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ پاک دامن شریف عورتیں ہیں) لہذا انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں، (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۵۹) اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو شہر میں سنسنی خیز باتیں پھیلاتے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان (کے سزا دینے) پر اکسا دیں گے پھر وہ آپ کے ساتھ شہر میں چند دن سے زیادہ نہ رہ سکیں گے (۶۰) وہ لعنت زدہ ہوں گے اور جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے گرفتار کر لئے جائیں گے اور قتل کر دئے جائیں گے (۶۱) جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے (۶۲)

معانی ومصادر (یُدْنِیْنَ، اَدْنٰی) دَنَا، یَدْنُوْ، دُنُوٌّ ودَنَاوَۃٌ (ن) لٹکانا، قریب کرنا، قریب ہونا۔ (اَدْنٰی = اسم تفضیل، زیادہ قریب)
(جَلَابِیْبُ) جَلْبَبَ، یُجَلْبِبُ، جَلْبَبَۃٌ (باب فعللۃ۔ رباعی مجرد) برقع پہننا۔ (جَلَابِیْبُ = جِلْبَابٌ کی جمع، برقع، وسیع کپڑا)
(یَنْتَہِ) اِنْتَہٰی، یَنْتَہِیْ، اِنْتِہَاءٌ (باب افتعال) باز آنا۔
(مُرْجِفُوْنَ) اَرْجَفَ، یُرْجِفُ، اِرْجَافٌ (باب افعال) لوگوں میں ہیجان پیدا کرنے کے لئے بری باتوں میں مشغول ہونا۔
(نُغْرِیَنَّ) اَغْرٰی، یُغْرِیْ، اِغْرَاءٌ (باب افعال) ابھارنا، اکسانا۔
(یُجَاوِرُوْنَ) جَاوَرَ، یُجَاوِرُ، مُجَاوَرَۃٌ وجِوَارٌ (باب مفاعلہ) قریب رہنا، اعتکاف کرنا۔
(ثُقِفُوْا) ثَقَفَ، یَثْقَفُ، ثَقْفٌ (ف) پانا۔
(خَلَوْا) خَلَا، یَخْلُوْ، خَلَاءٌ وخُلُوٌّ (ن) خالی کرنا، گذر جانا۔

تفسیر آیات زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض منافقین اور بدنیت لوگ عورتوں کو راستے میں چھیڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر اس کا سدباب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ) اے نبی اپنی بیویوں سے، اپنی بیٹیوں سے اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلا کریں تو) اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ اپنے (چہروں) پر لٹکا لیا کریں (اس عمل سے) اس (بات) کا زیادہ امکان ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ پاک دامن شریف عورتیں ہیں) لہذا انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں (ہاں اگر اس حکم کی تعمیل میں نادانستہ کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا کیونکہ (وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا) اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا) اگر (اس حکم کے بعد بھی) منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے (عورتوں کو چھیڑنے سے) باز نہیں آئے اور وہ لوگ جو مدینہ میں سنسنی خیز افواہیں پھیلاتے ہیں (سنسنی خیز افواہیں پھیلانے سے باز نہیں آئے تو) ہم آپ کو ان پر اکسا دیں گے، پھر وہ آپ کے ساتھ شہر میں چند دن سے زیادہ نہیں رہنے پائیں گے (مَّلْعُوْنِیْنَ، اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا) (ان پر اللہ کی) لعنت ہوگی (یہ لوگ جہاں کہیں پائے جائیں گے گرفتار کر لئے جائیں گے اور بھرپور طریقہ سے کو قتل کر دیا جائے گا۔ منافقین اور بدنیت لوگ عورتوں کو راستوں میں چھیڑتے تھے اور دشمنانِ

دین افواہیں پھیلا کر ایمان والوں میں خوف وہراس پیدا کرتے تھے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے چھیڑ چھاڑ کے سدّباب کے لئے پہلا حکم تو مؤمنہ عورتوں کو دیا کہ وہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ گھونگھٹ نکالنے سے وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی کہ شریف وپاکدامن عورتیں ہیں، آوارہ عورتیں نہیں ہیں۔ اس طرح چھیڑنے والوں کا عذر لنگ ختم ہو جائے گا اور وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ہم نے ان کو آوارہ عورت سمجھ کر چھیڑا تھا۔

اس آیت کے نزول کے بعد عورتیں گھونگھٹ نکالنے لگیں۔

حضرت ام سلمہؓ طاہرہ فرماتی ہیں:۔

لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَىٰ رُؤُسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ (ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ یدنین علیہن من جلابیبہن جزء ۲ صـ۲۱۲ سکت عنہ المنذری۔ عون المعبود۔ سندہ صحیح)

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ عورتیں اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ اپنے (چہروں) پر لٹکا لیا کریں تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلتی تھیں گویا کہ ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں (یعنی وہ سیاہ چادر اوڑھنے لگی تھیں)۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب انتظار الناس قیام الامام العالم ۱/۱۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے (جب آپ سلام پھیرتے) تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتی تھیں حالانکہ وہ اندھیرے کی وجہ سے (بھی) پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

چھیڑ چھاڑ اور ہمت شکن افواہوں کے سدّباب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے شریر لوگوں کو خبردار کر دیا کہ اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کو گرفتار کر کے ان کے ٹکڑے اڑا دئے جائیں گے۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ کسی شریر آدمی کو گرفتار کر کے قتل کیا گیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں جو دھمکی دی گئی تھی اس سے تمام شریر لوگ خوف زدہ ہو گئے اور ان کی تمام شرارتیں ختم ہو گئیں۔

آگے فرمایا (سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا) جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ معاشرہ کی تطہیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ عورتوں کو چھیڑنے والے اور خوف وہراس پھیلانے والوں کو گرفتار کیا جاتا تھا اور انہیں قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہ سزا کوئی نئی نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومتوں میں ہمیشہ یہی سزا دی جاتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سزا میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور اب بھی یہی سزا نافذ رہے گی۔

عمل

اے لوگو، عورتوں کو نہ چھیڑا کیجئے، بدنیتی نہ کیا کیجئے اور سنسنی خیز، خوف وہراس پیدا کرنے والی اور ہمت شکن افواہیں نہ پھیلایا کیجئے۔

اے مسلم خواتین جب آپ گھر کے باہر نکلا کریں تو اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کیجئے تاکہ آپ کا وقار قائم رہے۔ لوگ آپ کو شریف اور پاک دامن سمجھیں اور آپ سے کسی قسم کا مذاق نہ کر سکیں۔

اسلامی حکومت کو چاہیئے کہ اگر لوگ ان حرکتوں سے باز نہ آئیں تو انہیں گرفتار کر کے قتل کر دے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا

الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ
اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا
فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ
اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ
وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

ترجمہ (اور اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو اللہ کو ہے اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو ﴿۶۳﴾ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ﴿۶۴﴾ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (وہاں) وہ نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ ہی مددگار ﴿۶۵﴾ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی ﴿۶۶﴾ اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کی، انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستے سے گمراہ کر دیا ﴿۶۷﴾ اے ہمارے رب ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی (زبردست) لعنت کر ﴿۶۸﴾

معانی و مصادر (یُدْرِیْكَ) اَدْرٰی، یُدْرِیْ، اِدْرَاءٌ (باب افعال) بتانا۔
(اَعَدَّ) اَعَدَّ، یُعِدُّ، اِعْدَادٌ (باب افعال) تیار کرنا۔
(سَعِیْرًا) سَعَرَ، یَسْعُرُ، سَعْرٌ (ن) بھڑکانا (سَعِیْرٌ = شعلہ)۔

(سَادَةٌ) سَادَ، يَسُوْدُ، سَوْدٌ وسِيَادَةٌ (ن) بزرگ ہونا۔ سردار ہونا (سَادَةٌ = سَائِدٌ کی جمع، سردار، جمع الجمع سادات ہے)۔
كُبَرَآءُ = كَبِيْرٌ کی جمع، بڑے لوگ، بزرگ۔

تفسیر آیات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں نے قیامت کے وقت کے متعلق سوال کیا کہ کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا (اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے (اور اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔

قیامت کے واقع ہونے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ۔ (الاعراف - ۱۸۷)

قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ (حٰمٓ السجدۃ - ۴۷)

(اور اے رسول) قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے (کسی اور کو اس کے واقع ہونے کا علم نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ○ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ○ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ○ (والنازعات - ۴۲ تا ۴۴)

(اے رسول، لوگ) آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی تو اس کے (وقت کو) بتانے کے سلسلہ میں آپ کس (خلجان) میں ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب ہی پر منتہی ہوتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کافر آخر قیامت کا سوال کیوں کرتے ہیں کیا قیامت کا دن کافروں کے لئے باعث راحت ہوگا۔ نہیں) (اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا) کافروں پر اللہ نے لعنت کر دی ہے اور اس نے ان کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے (قیامت کے دن وہ اس میں ڈال دئے جائیں گے اور) (خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا) اس (آگ) میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (وہاں) وہ نہ کوئی کارساز پائیں گے اور نہ مددگار (يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا) (جس دن کے متعلق

وہ بار بار سوال کرتے ہیں) اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے (اس وقت) وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ کی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

قیامت کے دن کافر پچھتائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے پر نادم ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○

(الحجر۔ ۲)

ایک وقت آنے والا ہے جب کافر یہ تمنا کریں گے کاش وہ مسلم ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ، وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○

(الفرقان - ۲۶ تا ۲۹)

اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا۔ اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے رسول کے ساتھ (سیدھا) راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری خرابی، کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو مجھے (ایسی حالت میں) نصیحت سے منحرف کر دیا جبکہ نصیحت میرے پاس آچکی تھی اور شیطان (کا تو یہ قاعدہ ہی ہے کہ وہ عین وقت پر) انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

(وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا) (قیامت کے دن کافر بطور معذرت کے) کہیں گے ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بزرگوں کی اطاعت کی۔ انہوں نے ہمیں (سیدھے) راستہ سے گمراہ کر دیا (رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا) اے ہمارے رب ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی (زبردست) لعنت کر۔

کافروں کی اس بد دعاء کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ۔

(ص۔ ۶۱)

(پھر) وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو لوگ یہ مصیبت ہمارے سامنے لائے انہیں دوزخ میں دگنا عذاب دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ، كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا، حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ، قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

(الاعراف ۔ ۳۸ و ۳۹)

اللہ فرمائے گا کہ تم سے پہلے جن و انس کی جو امتیں گذر چکی ہیں انہی کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ، (اس طرح) جب بھی کوئی امت (دوزخ میں) داخل ہو گی تو اپنے جیسی دوسری امت پر لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب امتیں اس میں پہنچ جائیں گی تو پچھلی امت پہلی امت کے متعلق (اللہ سے اس طرح) بددعا کرے گی کہ اے ہمارے رب یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہذا انہیں جہنم کا دوگنا عذاب دے۔ اللہ فرمائے گا (تم) سب کے لئے دوگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ (پھر) پہلی امت پچھلی امت سے کہے گی کہ تم کو ہمارے مقابلہ میں کسی قسم کا فضل حاصل نہیں ہو گا تو (اب) جو عمل تم کرتے تھے اس کی سزا میں عذاب کا مزا چکھو۔

سورۂ اعراف کی مندرجہ بالا آیات میں گمراہ کرنے والے سرداروں اور بزرگوں کا بھی جواب ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھی جواب ہے۔ الغرض گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے دونوں کو کئی گنا عذاب ہو گا۔

عمل

اے لوگو، اپنے سرداروں اور بزرگوں کی پیروی نہ کیجئے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا ، وَكَانَ عِندَ اللّٰهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی، جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے اس سے موسیٰ کو بری کر دیا اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبہ والے ہیں ﴿٦٩﴾

معانی و مصادر (بَرَّأَ) بَرَّأَ ، يُبَرِّءُ ، تَبْرِئَةٌ (باب تفعیل) بری کرنا۔ (وَجِيهًا) وَجُهَ ، يَوْجُهُ ، وَجَاهَةٌ (ك) وجیہ ہونا (وَجِيهٌ جاہ و مرتبہ والا، سردار)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اٰذَوا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللّٰهِ وَجِيهًا) اے ایمان والو، تم ان جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی، جو بات انہوں نے موسیٰ کے متعلق کہی تھی اللہ نے اس سے موسیٰ کو بری کر دیا اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبہ والے ہیں۔

مندرجہ ذیل حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے جو بات انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہہ کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صدمہ پہنچایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَّ مُوسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَآءً مِّنْهُ

موسیٰ علیہ السلام بڑے شرمیلے اور ستر پوشی کرنے والے آدمی تھے۔ شرم کی وجہ سے (وہ اپنے جسم کو اتنے اہتمام سے

فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فَقَالُوْا مَا یَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَیْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَّاِمَّا اُدْرَةٌ وَاِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ یُّبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰی فَخَلَا یَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِیَابَهٗ عَلَی الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰی ثِیَابِهٖ لِیَاْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰی عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی مَلَاٍ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فَرَاَوْهُ عُرْیَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَاَبْرَاَهٗ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ ص ۱۹ و روی مسلم مختصرًا فی کتاب الحیض فی باب جواز الاغتسال عریانا فی الخلوۃ جزء اول ص ۵۱ وکتاب الفضائل باب من فضائل موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جزء ۲ ص ۲۴۳)

چھپاتے تھے کہ) جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے ان کو ستایا اور کہنے لگے موسیٰ (علیہ السلام) جو اس قدر اپنا جسم چھپاتے ہیں تو ضرور اس میں کوئی عیب ہے یا تو برص ہے یا فتق ہے یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کی بے عیبی لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ موسیٰ (علیہ السلام) اکیلے ہوئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ کر نہانا شروع کیا۔ جب نہا چکے اور پتھر پر سے کپڑے لینے لگے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی لاٹھی لی اور پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے: اے پتھر، میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے۔ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں جا کر رکا۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) کو برہنہ دیکھ لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ نے جو مخلوق پیدا کی ہے اس میں وہ بہترین جسم والے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس عیب سے جو وہ ان کی طرف منسوب کرتے تھے بری کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر پہنے اور پتھر کو عصا سے مارنا شروع کیا۔ اللہ کی قسم پتھر میں ان کی مار سے نشان پڑ گئے۔ تین یا چار یا پانچ۔ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ستایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بہتان سے موسیٰ (علیہ السلام) کو پاک کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہیں۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو تکالیف پہنچائی گئیں مندرجہ ذیل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جزء ۴ ص ۱۹۱ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبھم علی الاسلام جزء ۱ ص ۴۲۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ ایک شخص کہنے لگا اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں ہے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے اس کا قول بیان کیا۔ آپ کو غصہ آیا یہاں تک کہ میں نے آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

عمل

اے ایمان والو، کسی پر تہمت یا عیب لگا کر اس کو تکلیف نہ پہنچائیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۱

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور مضبوط و محکم بات کہا کرو ۝۷۰ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ۝۷۱

معانی و مصادر (سَدِيْدٌ) سَدَّ، يَسُدُّ، سَدٌّ (ن) بند کرنا، سوراخ بند کرنا۔ سَدَّ، يَسِدُّ، سِدَادٌ وسَدَادٌ (ف وض) ٹھیک ہونا، استقامت اختیار کرنا (سَدِيْدٌ = محکم بات، پکی و سچی بات، ایسی بات جس سے فتنہ و فساد کا رخنہ بند ہو جائے)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا) اے ایمان والو (ایسی) بات کہا کرو جو سچی اور محکم ہو (جس سے فتنہ و فساد کے تمام رخنے بند ہو جائیں)۔

زبان سے اکثر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے جس سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل

جاتے ہیں ۔ سننے والے کو اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔ بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور ایسی بات کہہ کر انسان اپنی اخروی تباہی کو خود دعوت دیتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ، اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ○ (بنی اسرآءیل - ۵۳)

اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو، اس لئے کہ شیطان (منہ سے بُری بات نکلوا کر) آپس میں فساد ڈلوا دیتا ہے ، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَكُوْنَ صِدِّیْقًا وَّاِنَّ الْكَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَكْذِبُ حَتّٰی یُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالےٰ یایہا الذین امنوا اتقوا اللہ جزء ۸ صفحہ ۳)

سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے ۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق ہو جاتا ہے ۔ جھوٹ بولنا بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے ۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ ۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان جزء ۸ صفحہ ۱۲۵)

بندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے لیکن وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتا (اس کو بالکل معمولی بات سمجھتا ہے) لیکن اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کو ناراض کرنے والی بات منہ سے نکال دیتا ہے اور وہ اس کو کوئی بڑا گناہ نہیں سمجھتا لیکن اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرتا ہے ۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں :-

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔

(رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الایمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلوٰۃ جزء ۲ ص ۲۳)

میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک دن میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کے قریب تھا۔ ہم دونوں چلے جا رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا تم نے ایک بڑی بات کے متعلق سوال کیا حالانکہ وہ آسان ہے اس کے لئے جس کے لئے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت (اللہ) کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نیکی کے دروازوں سے مطلع نہ کروں۔ روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور پچھلی رات کی نماز۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ، جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (مومن تو وہ ہیں کہ) ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں، جو اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کیسی کیسی نعمتیں اس کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ یہ ان اعمال

کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ہر کام کے سر، اس کے ستون اور اس کے کوہان کی بلندی کے متعلق خبر نہ دوں۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول، کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا ہر کام کا سر اسلام ہے، اسلام کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو ان سب چیزوں کے لئے استحکام کا سبب ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیوں نہیں (ضرور خبر دیجئے)۔ آپ نے اپنی زبان کو پکڑا پھر فرمایا اس کو روکو۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی، کیا جو باتیں ہم کرتے ہیں ان کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ افسوس، کیا لوگوں کو ان کے چہروں یا ان کے ناکوں کے بل دوزخ میں الٹا ڈالنے والی کوئی اور بھی چیز ہے سوائے زبان کی کھیتیوں کے۔

آگے فرمایا (یُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔

تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا سے مراد یہ ہے کہ تمہیں صالح اعمال کی توفیق دے گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان کا صحیح استعمال صالح اعمال کی توفیق اور گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم دئے ہیں ایک اللہ سے ڈرو اور دوسرے سچی اور محکم بات کہو۔ ہر مسلم کو چاہئے کہ ان احکام پر عمل کرے، احکام الٰہی پر عمل کرنے ہی میں نجات ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی سے آخرت میں کامیابی ہے اور یہ کامیابی کیا ہے، جنت میں داخل ہونا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ،	(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ○

(والسمآء ذات البروج - ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(النسآء - ۱۳ و ۱۴)

نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

اور (یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے گا تو اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور (وہاں) اس کو ذلت آمیز عذاب ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ سے ڈریئے۔ سچی اور فتنہ و فساد کا رخنہ بند کرنے والی بات کہا کیجئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ
أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا
وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ، إِنَّهٗ كَانَ
ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾ لِيُعَذِّبَ
اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ
وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ، وَكَانَ اللّٰهُ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

ترجمہ (اور اے رسول) ہم نے (اپنی) امانت کو آسمان کے، زمین کے اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس (بارِ امانت) کو اٹھانے سے معذرت کی اور وہ اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا، بے شک انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل واقع ہوا ہے ﴿۷۲﴾ (اب اس کا انجام سوائے اس کے اور کیا ہو گا) کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں کو اور مشرک مردوں اور عورتوں کو (جنہوں نے اس امانت میں خیانت کی) عذاب دے گا اور مؤمن مردوں اور عورتوں پر (اپنی) رحمت کرے گا (اور ان سے اگر کوئی غلطی بھی ہو گئی ہو گی تو اسے معاف کر دے گا) (بے شک) اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۷۳﴾

معانی و مصادر (اَمَانَةٌ) اَمُنَ، یَاْمُنُ، اَمَانَةٌ (ک) امین ہونا، امانت دار ہونا۔
(اَشْفَقَ، اَشْفَقَ، یُشْفِقُ، اِشْفَاقٌ (باب افعال) ڈرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ، اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا) ہم نے (اپنی) امانت کو آسمانوں پر، زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا، انہوں نے اس کو اٹھانے سے معذرت کی، وہ اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا، بے شک انسان بڑا ہی ظالم اور ناداں ہے۔

ایسی ذمہ داری جس کا مکلف صرف انسان کو بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کی شریعت ہے۔ احکام کونی میں تو انسان کے ساتھ باقی تمام مخلوقات بھی شریک ہے لیکن احکام شرعی صرف انسان کے لئے ہیں۔ ان میں باقی مخلوقات شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنا، اس کی حفاظت کرنا اور اس کو نافذ کرنا یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اس کام میں قصداً کوتاہی کرنا یا بھول اور لغزش کا ہو جانا ناگزیر ہے یہی وجہ ہے کہ آسمانوں نے، زمین نے اور پہاڑوں نے معذرت کی۔ وہ ڈر گئے کہ کہیں ان سے دین اور اس کے متعلقہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے اور پھر وہ عذاب کے مستحق ہو جائیں لیکن انسان نے یہ ذمہ داری سنبھال لی اور اپنی جان پر ظلم کیا۔ اس نے بڑی نادانی کی کہ اتنی بڑی ذمہ داری کو اٹھا لیا اور اس کے انجام کو نہ سوچا۔ ظاہر ہے کہ اب اس کا انجام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے (لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ

الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) کہ اللہ منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو (جنہوں نے اس امانت میں خیانت کی) عذاب دے اور مؤمنین اور مؤمنات پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو (اور ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے، بے شک) اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، نفاق اور شرک سے بچیئے۔ اپنے شرعی فرائض کو کماحقہٗ ادا کیجئے۔
اے غیر مسلمو، اس امانت پر ایمان لائیے، شرک اور نفاق سے دور رہئے اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کے امتیازی اوصاف

① جماعت المسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام "جماعت المسلمین" ہی سے موسوم ہے۔

② جماعت المسلمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعمیل کو فرض اور ترکِ سنّت کو گناہ سمجھتی ہے۔

③ جماعت المسلمین میں شامل ہر فرد صرف مسلم ہے۔ مسلمان خود ساختہ نام ہے۔

④ جماعت المسلمین کا دین صرف اسلام ہے۔ اس کا کسی مذہب، مسلک، مکتب فکر اور فرقہ سے کوئی تعلق نہیں۔

⑤ جماعت المسلمین کے پاس دین میں کسی کے فتوے، اجتہاد، رائے اور قیاس کی قطعًا کوئی گنجائش نہیں۔

⑥ جماعت المسلمین صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہی کو اسلام سمجھتی ہے۔

⑦ جماعت المسلمین کے پاس جو کچھ ہے اس کا انکار کفر ہے۔

⑧ جماعت المسلمین اور اس کے امیر سے چمٹے رہنے کا حکم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے یہ اعزاز کسی اور جماعت یا فرقہ کو حاصل نہیں ہے۔

⑨ جماعت المسلمین کو چھوڑنا جاہلیت کی موت کو دعوت دینا ہے۔

⑩ جماعت المسلمین کو چھوڑنا اسلام کو چھوڑنا ہے۔

⑪ جماعت المسلمین امیر کی بیعت اور اطاعت کو لازم سمجھتی ہے یہ بیعت پیری مریدی، مراقبے، چلّہ کشی، ہزارہ تسبیح پڑھنے اور ضربیں لگانے کی بیعت نہیں ہے بلکہ دنیا کے چپہ چپہ پر اللہ تعالےٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کی بیعت ہے۔

⑫ جماعت المسلمین بدعت کو شرک سمجھتی ہے۔

⑬ جماعت المسلمین کا نصب العین اعلائے کلمۃ اللہ۔ خالص دین اسلام کی اشاعت، شرک و بدعت اور فرقہ بندی کا استیصال ہے۔

⑭ جماعت المسلمین ختم نبوت کے انکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بے ادبی اور گستاخی کو کفر سمجھتی ہے۔

شعبۂ نشر و اشاعت

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابیں

- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ۱) (جلد ۲) (جلد ۳) (جلد ۴) (جلد ۵) (جلد ۶) (جلد ۷)
- توحید المسلمین (توحید کے وسیع موضوع پر ایک جامع اور ٹھوس کتاب) ماخذ قرآن مجید اور صحیح احادیث
- صلوٰۃ المسلمین (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات)
- زکوٰۃ المسلمین (زکوٰۃ کے شرعی نصاب وشرح کے بارے میں مکمل تفصیلات)
- صوم المسلمین (روزوں کے متفرق مسائل)
- حج المسلمین (حج کا صحیح طریقہ۔ قرآن مجید وصحیح احادیث سے ماخوذ)
- دعوات المسلمین (روزمرّہ کی مسنون دعائیں)
- برہان المسلمین (حدیث بھی کتاب اللہ ہے کے بارے میں جامع دلائل)
- منہاج المسلمین (مسلمین کے پیدائش سے موت تک کے مسائل قرآن مجید اور صحیح احادیث سے)
- تفہیم الاسلام (احادیث پر کئے گئے اعتراضات کا مکمل ومدلل جواب)
- تلاشِ حق (معیارِ حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف)
- التحقیق فی جواب التقلید (تقلید کا ردّ)
- ذہن پرستی۔ ادیانِ اجداد کا ذہن پر اثر (شرک کی ایک قسم)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین (ماخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری وصحیح مسلم ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- تاریخ مطوّل {حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خلافتِ عثمانیہ (ترکیہ) تک کے صحیح ترین اور مستند حالات (زیرِ ترتیب)}
- المسلم (مذاہبِ خمسہ کے ابطال پر ایک چیلنج رسالہ)

لٹریچر منگوانے کا پتہ

تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔ مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، بلاک جی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۲۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریر کیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا اِمام صرف ایک یعنی : محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم .. فِرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فِرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فِرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وَجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانُ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین